تهذيب النسوان

وتربية الانسان

طبع في المطبع الانصاري الكائن في بلدة

دهلی بادارة المولوی عبد المجيد

الدهلوی

سنة ١٣٢١ الهجرية

باردوم

قیمت عہ

فہرست ابواب و فصول کتاب تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان

تہذیب النسوان

وتربیۃ الانسان

طبع فی المطبع الانصاری الکائن فی بلدۃ
دہلی بادارۃ المولوی عبد المجید
الدہلوی

سنۃ ۱۳۲۱ الہجریۃ

(جملہ حقوق محفوظ عدالت ہیں)

قیمت عام

حمد بیحد اس احسن الخالقین کو جسنے نوع انسان کو اشرف مخلوقات و اکرم کائنات بنایا اور نسل آدم ابوالبشر کو بطن حوا علیہما السلام سے سارے اقالیم دنیامین پہیلایا اور صلواۃ و سلام جناب نبوت پر جنہوں نے اولاد ہونے کو موجب کثرت امت مرحومہ ٹہیرایا اور معالجۂ اطفال و تعلیم و تربیت اولاد خرد سال کو جائز بتلایا اور آنکے آل و اصحاب پر جنکے سبب سے ہمیں ہر نیک و بد کا تمیز و سلیقہ آیا اما بعد جو کہ اس ملک ہندوستان مین اکثر عورتیں اپنے جہل اور نادانی کے سبب سے اپنی اولاد کو خصوصاً لڑکیونکو بے علم اور بے ہنر رکہتی ہین اور وہ بسبب بیعلمی اور بے ہنری کے طرح طرح کی تکلیف اور ایذا میں گرفتار ہو کر آخر کو افلاس وغیرہ میں مبتلا رہتی ہیں بلکہ جو کچہہ مال و اسباب ماں باپ یا سسرال کا جہیز یا ترکے وغیرہ میں ہاتہ آتا ہے اسکو بہی اپنی نادانی اور کم فہمی اور بیعلمی اور بے ہنری سے کہو دیتی ہیں اور پہر نان شبینہ کو محتاج ہو جاتی ہیں اور سوا ے محتاجی اور افلاس کے اپنی جہالت اور بیعلمی کے باعث سے دین و ایمان کا بہی خیال اور اندیشہ نہین رکہتی ہیں اور ہر طرح کے شرک اور بدعت وغیرہ میں گرفتار ہو کر آخرت کو بہی تباہ اور برباد کرتی ہیں اس لئے کہ دنیا کی درستی آخرت کا بناؤ اللہ تعالی کی معرفت علم ہی پر موقوف ہے بقول سعدی ؏ کہ بے علم نتوان خدا را شناخت ✤ اور جیسے اپنے جہل اور بیوقوفی کی وجہ سے دنیا و آخرت کی خوبیونکو کہوتی ہیں ویسے ہی اپنی جان کی بہی حفاظت اور احتیاط نہین کر سکتی ہیں چنانچہ اکثر عورتیں زچا خانے مین ہر نوع کی تکلیفین اور بیماریان اوٹہاتی ہیں بلکہ بہت عورتیں اسی میں ضایع ہو جاتی ہیں گو انکی عمر اوتنی ہی ہوتی ہے مگر بے احتیاطی کا حیلہ ہو جاتا ہے اور جو عورتیں اپنی زندگی سے اتفاقاً بچ بہی جاتی ہیں تو وہ بیماریاں اکثر امراض میں گرفتار ہو کر ہمیشہ ایذا اور تکلیف میں مبتلا رہتی ہیں یعنی کسیکا پیٹ بڑہ جاتا ہے کوئی بیکلی اور صلابت رحم اور مرض ریاح

وغیرہ مین مدام گرفتار اور آلودہ رہتی ہے باوجودیکہ اولاد کا ہونا ہر عورت کے واسطے مقرر ہے الا ماشاء اللہ اور جب سے یہ دنیا قائم ہوئی ہے تب سے یہ کارخانۂ الٰہی برابر جاری اور قائم ہے کہ جسکو عرصہ کئی ہزار برس کا گزرا ہے مگر ان جاہل اور نادان اور بیہودہ عورتونکو اب تک کسی طرح کا تمیز اور سلیقہ اپنی موت اور زندگی اور پرورش اور بچوں کی تعلیم اور زچا کی احتیاط اور شادی غمی وغیرہ کا حاصل نہوا اور جو نقصانات انکی بیعلمی اور نادانی کی وجہ سے ہر امر مین پیش آتے ہین وہ سب پر روشن اور عیاں ہین حاجت بیان کی نہین ہے اور یہ تمام ضرر اور نقصانات دارین کے اسی بیعلمی کی وجہ سے پہونچتے ہیں اسواسطے مینے یہ رسالہ موسوم بہ تہذیب النسوان وتربیۃ الانسان مشتمل بیس باب اور اسی فصلوں پر کہ جسمیں شروع حمل سے مرنے تک کا حال ہے اردو زبان میں واسطے تعلیم عورتوں کے موافق اپنی عقل اور تجربہ کے لکہا تاکہ ہر عورت اس سے فائدہ اٹہاوے اور مجکو دعاے خیر سے حاضر اور غائب یاد کرے -

باب اول

فصل ۱ عورتون کے امراض اور اونکے ادویہ کے بیان میں -

جاننا چاہیے کہ اکثر عورتونکو امراض رحم ہی سے پیدا ہوتے ہیں یعنی رحم کے بگاڑ سے ہر طرح کا مرض مثل بیکلی اور سختی رحم وغیرہ کے پیدا ہوتا ہے کہ جس سے حیض آنا کم ہو جاتا ہے اور بسبب قلت حیض کے ہر طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں جیسے دوران سر اور غثیان[۱] اور درد سر اور تبخیر اور گہبراہٹ اور اعضا شکنی اور نفخ اور درد شکم وغیرہ اور بعض کی قلت ایام سے بینائی بہی کم ہو جاتی ہے بلکہ حبس کیوجہ سے اکثر امراض مہلک اور سخت ایسے پیدا ہو جاتے ہیں کہ جسکا علاج دشوار اور مشکل ہو جاتا ہے اور ایسے ہی سببوں سے اولاد ہونا بہی موقوف ہو جاتا ہے غرضکہ قلت ایام کی نہایت مضر ہوتی ہے پس اس سے غفلت اور بے پروائی کرنا نچاہیئے جب اپنے معمول مین قلت معلوم ہو تو اوسوقت اوسکی تدبیر اور علاج کرنا بہت ضرور ہے اور قلت ایام کے کئی سبب ہوتے ہیں یعنی گرمی اور سردی اور رطوبت اور جہکنا رحم کا اور ورم رحم اور صلابت رحم اور قلت خون کہ یہ سب باعث حبس کے ہیں پس اسکا علاج کرنا لازم ہے جب حبس معلوم ہو تو اوسوقت کوئی مدر دوا پیئے یا کوئی لیپ لگا دے یا کسی قابلہ سے ایسی دوا استعمال کراوے کہ جس سے رحم درست ہو اور ورم اور صلابت کو مفید ہو مگر جہانتک ہو سکے کہانے پینے اور ضمادہی کا علاج کرے اور استعمال کی دوا سے بچے کیونکہ قابلہ کے علاج سے اکثر مضرت پہونچی ہے اور

[۱] یعنی متلی

پیٹ اور رحم کو عادت دستکاری کی ہوجاتی ہے کہ جس سے ہمیشہ قابلہ کی حاجت رہتی ہے اور اکثر قابلہ
علاج میں کوتاہی کرجاتی ہیں تاکہ عورتیں ہمیشہ اونکی محتاج رہیں اور اونکو اپنی آمد رہے اسلئے چاہئے کہ جب
حاجت علاج کی ہو تو کسی حکیم حاذق سے اپنا حال کہے اور اوسکی رائے سے علاج کرے قابلہ کو دخل نہ دے
اور اگر حکیم قابلہ کی رائے چاہے تو قابلہ کو دکہا دے اور جو دوا حکیم تجویز کرے اسکا استعمال قابلہ سے کرالے
مگر اوسکی رائے کو دخل نہ دے حکیم کی رائے کے موافق عمل کرے اس مرض کے واسطے فصد پانوں کی
جسکو صافن کہتے ہیں بہت مفید ہوتی ہے اور اگر کسی سبب سے فصد پانوں کی ممکن نہو تو باسلیق کی
فصد بہی فائدہ کرتی ہے لیکن جو عورت ضعیف القویٰ ہو تو وہ بعد چالیس سال کے بغیر سبب قوی کے
فصد نہ لواے یعنے جہاں تک ہوسکے اور طرح کے علاج مثل دوا پینے لیپ کرنے سینکنے استعمال کی دوا وغیرہ
سے اس مرض کا تدارک کرے فصد نہ لے اور قوی عورت کو ساٹھہ برس تک فصد لینے کا اختیار ہے لیکن
اوسکو بہی لازم ہے کہ جہانتک ممکن ہو فصد نہ کہلوائے لیپ سینک پینے وغیرہ کی دوا کرے چنانچہ کئی ادویات
مجرب رفع حبس کے واسطے ضرورت کے لکہی جاتی ہیں اول یہ کہ کالی زیرے کا لیپ زیر ناف کرے اور اسپر نیم
کا پہریا یا ارنڈ کے پتے باندہے اور ایلوے کا لیپ بہی مفید ہے اور ٹیسو کے پہول بہی جوش دیکر زیر ناف باندہتے
ہیں اور ارنڈی کے تیل کا بہی استعمال کرنا مفید ہوتا ہے اور اگر اس تیل میں زعفران ملا کر استعمال کرے تو زیادہ
فائدہ ہوتا ہے اور پینا تخم خیارین یا تخم خربزے کا بہی فائدہ کرتا ہے اور تخم گاجر بہی مدر ہے اور تخم کسم کو بہی جسے
کڑ کہتے ہیں جوش دیکر پینا مفید ہوتا ہے اور بعض عورتیں واسطے ادرار کے ہلدی کی پہنکی بہی پہانکتے ہیں اور کلونجی
کا پہانکنا بہی مفید ہوتا ہے اور حبس کے واسطے حمام کا نہانا بہی فائدہ کرتا ہے پس یہ دوائیں تو مفرد لکہی گئی ہیں
اور ایک نسخہ مرکب بہی شربت بزوری کا جو واسطے حبس کے نہایت ہی مفید ہے اور وہ اکثر زچاؤں کو پلایا جاتا ہے
ضرورۃً اس جگہہ لکہا جاتا ہے وہ یہ ہے نسخہ شربت بزوری مرکب معتدل خارخسک نیکوفتہ ۳ تولہ - تخم خیارین نیکوفتہ ۳ تولہ
تخم کاسنی نیکوفتہ - تخم خربوزہ نیکوفتہ ۳ تولہ - اصل السوس ۱ تولہ - رونا س ۱ تولہ پوست فلوس خیار شنبر در آب خیسانیدہ جوش کردہ صاف
نمودہ قند سفید بقوام آوردہ ریوند خطائی باریک سودہ ۲ ماشہ شربت ساز ند قدر شربت ۲ تولہ ہمراہ تبرید آور اگر ان دواؤں
کے پینے اور ضماد وغیرہ سے کچہہ فائدہ نہو اور سبب فساد رحم کا معلوم ہو تو چاہئے کہ اوسوقت علاج قابلہ کا کرے یعنے
استعمال دوا کا اور مالش پیٹ کی کرائے اور کلیس وغیرہ لوا دے تاکہ سب رگ پٹہے درست ہوجاویں لیکن
زمانہ ایام میں تین روز تک مالش وغیرہ نکرے اور استعمال کی دوا بہی آگے کی جانب نہ لیوے پیچہے دوا کا

استعمال کراوے اور جب ایام پورے ہو جاویں اوسوقت مالش پیٹ کی اور دوا کا استعمال آگے کی جانب کراوے اور جب سختی وغیرہ جاتی رہے تو اسوقت دوا جھاڑ کی لیوے اور جب خوب اخراج مادے کا ہو جاوے تو پھر تین چار روز دوا قوت کی لیوے اور جب تک دوا قابلہ کی ہووے تب تک صحبت خاوند سے بچے اور کچھ کام محنت کا مثل بوجھہ اوٹھانے یا دوڑنے یا زینہ چڑہنے کے نکرے اور ترشی اور بادی اور سرد چیز سے بھی پرہیز کرے اور وقت علاج قابلہ کے اگر ممکن ہو تو حکیم کی رائے کو بھی شریک کرلے تاکہ کسی طرح کا نقصان واقع نہو کیونکہ اکثر دائیاں جاہل ہوتی ہیں اور مریض کے مزاج سے واقف نہیں ہوتیں اپنی رائے سے سرد گرم کا لحاظ نہ کرکے خلاف مزاج مریض اور مرض کے دوا کر بیٹھتی ہیں کہ وہ آئندہ کو نقصان کرتی ہے اور پھر اوسکا سدہر نا مشکل اور دشوار ہوتا ہے پس اس لئے حکیم کی رائے شریک کرنا بہت ہی ضرور ہے اور یہ بھی چاہیے کہ بغیر کسی ضرورت قوی کے قابلہ کا علاج نکرے اور تدابیر سے کام نکالے استعمال اور مالش وغیرہ سے حتی المقدور بچتی رہے کیونکہ اس سے رگ پٹھے عورت کے نرم اور ڈہیلے ہو جاتے ہیں اور ادنی صدمے سے اپنی جگہہ سے ہٹ جاتے ہیں اور پھر بے مالش درست نہیں ہوتے ہیں پس ہر وقت قابلہ کی ضرورت اور احتیاج رہتی ہے اسلیے جہاں تک ہوسکے کہانے پینے ہی کی دوا کرے قابلہ کی دوا سے بچے۔

فصل مانعات حمل میں

جاننا چاہیئے کہ بانجھ کی دو قسمیں ہیں ایک تو مادر زاد کہ جسکے کبھی بچہ نہوا ہو اسکا تو علاج مشکل ہے بلکہ نہیں ہو سکتا اور دوسری قسم وہ ہے کہ اولاد ہو چکی ہے اور پھر کسی مرض وغیرہ کی وجہ سے بچہ ہونا بند ہو گیا ہے پس ایسی بانجھ کا علاج ممکن ہے اور اس طرح سے بانجھ ہو جانیکے حکیموں نے کئی سبب لکھے ہیں اول تو قوی سبب اولاد نہونے کا امراض رحم کو لکھا ہے مثلاً درد رحم یا ورم رحم یا بثور رحم یا ناسور رحم یا انشقاق رحم یا اجتماع آب در رحم یا نفخ رحم یا میلان رحم یعنی جہک جانا رحم کا یا انقلاب رحم یعنی اولٹ جانا رحم کا یا ضعف رحم یا سیلان رحم یعنی رطوبت پتلی ہو کر بہنا رحم سے یا سیلان منی یعنی منی کا پتلا ہونا اور بہنا اوسکا یا بواسیر رحم یا گوشت کا زیادہ ہونا رحم میں یا زیادہ کشادہ ہو جانا رحم کے منہہ کا یا فساد قوام منی یعنے بہت غلیظ یا رقیق ہونا منی کا یا کثرت حرارت رحم یا صلابت رحم یا کثرت جماع یا زیادہ موٹا ہونا جسم کا یا زیادہ دبلا ہونا جسم کا یا رحم کے منہہ پر چربی کا ہونا یا رحم کا منہہ بند ہو جانا پس یہ امراض مانع حمل ہیں اور دوسرا سبب حکیموں نے منع حمل کا کہانے پینے ادویات وغیرہ کو لکھا ہے جیسے بجونٹی وغیرہ اور یہ دوائیں مرکب اور مفرد دونوں طرح کی ہوتی ہیں اور جیسے ادویات معدنی اور

نباتی کہانے پینے میں مانع حمل ہیں ویسے ہی استعمال کی دوائیں بھی مانع حمل ہیں اور کثرت خوف اور غم سے بھی حمل نہیں رہتا مگر یہ قول صحیح نہیں معلوم ہوتا ہے اور سوائے اسکے بہت سے سبب اور امراض نہ رہنے حمل کے کتب طب میں لکھے ہیں مینے اتنی ہی پر قصر کیا کیونکہ اولاد کا ہونا اکثر انہیں اسباب کی وجہ سے جنکی تفصیل اوپر لکھی گئی موقوف ہوجاتا ہے اور اکثر عورتونکو اسی قسم کے باعث ہوتے ہیں پس جو سبب کہ کثرت سے ہوتے ہیں وہی اس فصل میں درج کئے گئے ہیں زیادہ کی کچھہ حاجت نہیں معلوم ہوئی پس جس عورت کے اولاد ہوتی ہو اور کسی مرض کے باعث سے اولاد کا ہونا موقوف ہوگیا ہو یعنی ایک یا دو بچے ہوکر پھر کسی وجہ سے جننا بند ہوگیا ہو تو لازم ہے کہ اوسکی تدبیر اور علاج وغیرہ میں دریغ نکرے اسلئے کہ اولاد کا ہونا بہت بڑی نعمت اللہ تعالی کی ہے خصوص مسلمان کے لئے تو کثیر الاولاد ہونا فائدہ دارین کا بخشتا ہے کیونکہ اولاد ہونے سے کثرت امت محمدی کی ہوتی ہے اور اولاد صالح کا اپنے بعد چھوڑنا باقیات صالحات مین داخل ہے اور دنیا میں بھی نہایت نصیبہ وری کی بات ہے بلکہ دولت ظاہری اولاد ہی سے مراد ہے اسواسطے کہ اگر کسی کے گھر میں لاکھوں کروڑوں روپیے ہوں اور اولاد نہو تو وہ دولت کسی کام اور مصرف کی نہیں ہوتی اور نہ اوس دولت سے دل کو چین اور آرام حاصل ہوتا ہے بلکہ وہ دولت خار اور خنجر معلوم ہوتی ہے اور تمام روپیہ مانند آگ اور سانپ اور بچھو کے نظر آتا ہے

نظم

اولاد نہووے جسکے گھر میں — زندانخانہ ہے وہ نظر میں
فرزند چراغ دودماں ہے — روشن فرزند سے جہاں ہے
انسان کو بوقت دستگیری — فرزند ہے جوں عصائے پیری
نے جم ہی رہا نہ جام باقی — رہتا ہے پسر سے نام باقی

اور ہر ایک شخص اولاد ہی کو پوچھتا ہے کہ آپ کے کئے بچے ہین کوئی دولت کا حال نہین پوچھتا کہ آپکے پاس روپیہ کتنا ہے اور کثرت اولاد سے ایک تو خانہ آبادی ہے دوسرے اگر ایک بچہ خراب اور نالائق ہوگا تو دوسرا تیسرا اچھا اور نیک ہوگا کہ جس سے ماں باپ کو چین اور آرام حاصل ہوگا اور وہ اپنی صلاحیت کی وجہ سے انشاء اللہ تعالی ماں باپ کے لئے مغفرت کا وسیلہ ہوگا غرضکہ کثرت اولاد میں کئی فائدے ہیں پس جو لوگ کثیر الاولاد ہیں وہ نہایت ہی خوش نصیب ہیں بخلاف اونکے کہ جو اس نعمت سے محروم ہیں پس ہر ایک کو لازم ہے کہ اولاد ہونیکی فکر اور تدبیر ضرور کرتا رہے اسلئے کہ اسکی فکر اور تدبیر میں رہنا بھی خالی اجر اور ثواب سے نہیں اور جو کوئی تدبیر اور علاج کسی بیکا واسطے اولاد ہونے کے کریگا تو وہ بھی داخل ثواب ہوگا اور اللہ اوسکو بھی جزای

خیر عطا کریگا انشاء اللہ تعالی کیونکہ اگر کسی محروی کو اسکے علاج سے فائدہ ہوگا اور اوسکی اولاد ہوگی تو مخلوق خدا
کی زیادتی اور امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کثرت ہوگی کہ جسکے واسطے شرع شریف میں نکاح کرنا سنت ٹھیرا ہے
اور رسول خدا صلعم نے جو بے نکاح رہنے سے منع فرمایا ہے سبب اسکا محض ترک کرنا ولادت کا ہے کیونکہ اگر
نکاح نہوگا تو پھر اولاد کس طرح ہوگی اور نکاح سے غرض صرف مزا لینا ہی نہیں ہے بلکہ قرآن مجید اور حدیث شریف
میں نکاح سے مقصود اصلی اولاد کا ہونا سمجھا جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے۔ نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ
وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ۔ یعنے بیبیاں تمہاری کھیتیاں ہیں واسطے تمہارے پس جاؤ کھیت اپنے میں جسطرح چاہو تم اور آگے
بھیجو واسطے جانوں اپنی کے اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالی نے عورتوں کو کھیتی ٹھیرا کے حکم فرمایا ہے کہ جسطرح
چاہو جاؤ اور بعد اسکے جو فرمایا ہے کہ آگے بھیجو اس سے مراد خاص اولاد کا طلب کرنا اور آرزو اسکی ہے اور یہی بات
حدیث شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے جیسا کہ ابو داود اور نسائی نے معقل بن یسار سے نقل کیا ہے قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ۔ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ نکاح کرو تم اوس عورت سے کہ بہت دوست رکھے خاوند کو اور بہت جننے والی ہو اسلئے کہ تحقیق میں فخر کرونگا
بسبب بہتایت تمہاری کے اور امتوں پر پس اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ نکاح واسطے پیدا ہونے اولاد کے ہے
نہ کہ مزہ لینے کو نہیں ہے بلکہ نکاح سے دنیا کی آبادی امت کی زیادتی بندگان خدا کی افزایش مقصود ہے پس جو
عورت خلقی بانجھ نہو بلکہ کسی دوا یا مرض کے سبب سے اولاد ہونا اسکا موقوف ہوگیا ہو تو وہ اپنی تدبیر اور فکر اولاد
کی کرے اور اسکے علاج سے غافل نہووے شاید اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے اولاد صالح پیدا کردے اور اگر باوجود
تدبیر کے اولاد نہووے تو بھی اوسکی فکر اور تدبیر میں رہنا خالی اجر سے نہیں ہے اسواسطے کہ اگر اوسکی نیت نیک ہے
تو اللہ تعالی اوسکو قیامت میں بدلے اس دوا اور دعا کے اجر نیک دیگا اور ثمرہ اس تکلیف کا جنت میں عنایت
فرمادیگا انشاء اللہ تعالی کیونکہ کوئی عمل نیک نزدیک اللہ تعالی کے برباد نہیں جاتا اگر دنیا میں اثر نہوا تو عاقبت
مین ضرور اوسکا نفع حاصل ہوگا بشرطیکہ نیت بخیر ہو غرضکہ عورتوں کو لازم ہے کہ اولاد ہونے کی تدبیر اور فکر میں رہیں
اور دائیون اور حکیموں کو بھی چاہیئے کہ ایسی عورتوں کے علاج میں دریغ نکریں اسواسطے کہ ایسے علاج کرنے سے
اجر دارین حاصل ہوتا ہے اور بھائی مسلمان کی اعانت ہے نیک کام مین اور بہتر آدمی وہ ہے جس سے خلق کو
نفع پہونچے اور عبادت لازمی سے عبادت متعدی بہتر ہوتی ہے اور دفع کرنا مضرت کا کسی مسلمان سے اپنے نفع پہنچنے
سے بہتر ہے اسی لیئے جو حکیم نیت ثواب سے علاج کرتے ہیں اونکے ہاتھ میں زیادہ شفا ہوتی ہے بہ نسبت اون

حکیموں کے جنہوں نے علاج کرنیکو کمائی ٹھیرایا ہے ۔

فصل وجوہ اسقاط کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جو بعض عورتونکو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حمل اونکے ٹھیرتے نہیں گر گر جاتے ہیں اور بچہ پورا نہیں پیدا ہوتا ہے تو اسکے کئی سبب ہوتے ہیں چنانچہ چند باعث اسقاط کے جو میرے دیکھنے اور سننے میں آئے ہیں وہ لکھے جاتے ہیں وہ یہ ہیں کہ کبھی اسقاط حرارت کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی مزاج میں گرمی ہو کر رحم میں کسی طرحکی حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اس وجہ سے نطفہ نہیں ٹھہر سکتا ہے یعنے دو مہینے ٹھیر کر گر جاتا ہے اور ضعف رحم کی وجہ سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے یعنے جب رحم ضعیف ہوتا ہے اور اوسمیں قوت ٹھیراؤ کی نہیں ہوتی ہے کہ جس سے نطفہ ٹھیر کر قوت پکڑے اور اپنی مدت تک قائم رہے اسلیے دو تین ماہ کے بعد ساقط ہو جاتا ہے اور برودت رحم سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے یعنی بسبب برودت کے جو رحم میں پیدا ہو جاتی ہے نطفے میں نقصان پڑ جاتا ہے اور زمانہ حمل کا کامل نہیں ہو سکتا کہ جس سے بچہ پورا پیدا ہو اسی وجہ سے درمیان مدت کے حمل ساقط ہو جاتا ہے اور خون کی قلت سے بھی حمل گر جاتا ہے یعنی جب نطفے میں انداز سے کم خون پہونچتا ہے تو اوسمیں قوت کم ہوتی ہے اور اوسکے بننے میں نقصان ہوتا ہے اس وجہ سے وہ ٹھیر نہیں سکتا ہے اور قبل پورے ہونے مدت کے اوسکا اخراج ہو جاتا ہے اور حاملہ کے محنت کرنے یا بوجہل چیز اوٹھانے سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے اور بہت رنج سے بھی حمل ساقط ہوتا ہے اور کثرت صحبت سے بھی قلیل ایام میں اسقاط ہو جاتا ہے یعنی شروع حمل میں کثرت صحبت سے حمل گر جاتا ہے اور حار چیز کے کہانے اور پینے اور اوسکے استعمال سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے اور حمل کے زمانے میں مسہل اور فصد وغیرہ سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے خصوصاً تہوڑے دنوں کا حمل اکثر مسہل اور فصد سے گر جاتا ہے اور پیٹ کی مالش سے بھی اسقاط ہو جاتا ہے یعنی اگر کم مدت کے حمل میں مالش پیٹ کی کیجاوے تو حمل گر جاتا ہے اور اکثر کم مدت کے حمل میں اندیشہ اسقاط کا بہت ہوتا ہے پس اون ایام میں نہایت احتیاط اور حفاظت کرنا چاہیئے یعنی اون چیزوں سے کہ جنکے باعث سے اندیشہ اسقاط کا ہو پرہیز اور اجتناب رکہنا بہت ضرور ہے اور اکثر ایسا ہی دیکھنے اور سننے میں آیا ہے کہ کہانے پینے ہی کی بے احتیاطی کی وجہ سے بہت عورتوں کے اسقاط ہو گئے ہیں اور اکثر حار ہی چیزوں کا کہانا باعث اسقاط ہوا ہے اور یہ بھی امتحان میں آیا ہے کہ اکثر لڑکوں کے حمل زیادہ گرتے ہیں اور لڑکیوں کے کم وجہ اسکی یہ معلوم ہوئی کہ لڑکے کے نطفے میں حرارت زیادہ ہوتی ہے اور لڑکی کے نطفے میں کم پس بسبب حرارت نطفے کے لڑکے کا حمل [illegible] گر جاتا ہے اور لڑکی کے حمل کو چنداں نقصان نہیں ہوتا پس لازم ہے کہ شروع

حمل سے چھ مہینے تک ہر طرح کی احتیاط رکھیں اور آٹھویں مہینے میں بھی احتیاط کرنا بہت ضرور ہے اسلئے کہ اکثر ساتویں مہینے کا بچہ زندہ اور سلامت رہتا ہے بخلاف آٹھویں مہینے کے کہ وہ کبھی نہیں بچتا حکما اسکی وجہ بیان کرتے ہیں کہ جب ساتواں مہینا عورت کو شروع ہوتا ہے تو اسوقت بچہ پیدا ہونے کے واسطے پیٹ میں زور اور طاقت کرتا ہے تاکہ باہر آوے پس اگر بچہ قوی ہوتا ہے تو اپنی قوت کے سبب سے اوسی مہینے میں پیدا ہو جاتا ہے اور اگر کچھ ضعیف اور ناتواں ہوتا ہے تو پھر وہ خروج نہیں کرسکتا بلکہ تھک کر پیٹ میں بیمار اور سست ہو جاتا ہے اور مہینا بھر تک بسبب اوس تھکن کے سست رہتا ہے اس وجہ سے آٹھواں بچہ نہیں جیتا پس لازم ہے کہ جب سے حمل معلوم ہو نو مہینے تک خوب احتیاط اور حفاظت رکھیں اور ہر مضر چیز کے کھانے پینے سے پرہیز کریں تاکہ کسی طرح کی حسرت اور بدنامی نہووے اگرچہ ہونا وہی ہے جو قسمت میں ہوتا ہے لیکن اکثر الزام بے احتیاطی کا ہو جاتا ہے پس ہر آدمی پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرے اور اپنی تدبیر اور احتیاط اور حفاظت سے غافل نہ رہے اور یہی حکم حدیث شریف میں آیا ہے اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ[1] اور اسی مضمون کو مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالیٰ نے نظم فرمایا ہے ع بر توکل زانوی اشتر ببند

فصل اسقاط اور ادھورا بچہ پیدا ہونیکے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جس عورت کا حمل ساقط ہوا اور وہ کسی دوسرے مرض میں سوائے اسقاط کے گرفتار نہو اور حمل دو ماہ سے زائد اور سات مہینے سے کم کا ساقط ہوا ہو تو وہ چار پانچ روز مطلقاً غذا نہ کھاوے تاکہ فضلات رحم اور رطوبات جسم جو بدن میں زائد ہوں بالکل دفع ہو جاویں اور طبیعت غذا کے ہضم کی طرف مصروف نہو اسلئے کہ اگر غذا مواد فاسد کے دفع ہونے سے پہلے ملیگی تو وہ رطوبات کہ جنکا نکلنا ضروری تھا نہ نکلیگی بلکہ ساتھ غذا کے جسم میں پہونچکر رطوبات صالحہ کو بھی فاسد کر کے ورم درد وغیرہ پیدا کرینگی اسواسطے لازم ہے کہ مواد فاسد کے دفع ہونیکے زمانے میں یعنی دو روز تک غذا مطلق نہ کھاوے بعد اسکے تین روز تک منقی کھاوے چھٹے یا ساتویں دن سے تین روز تک آبجوش نوجوان بکری وغیرہ کا پئے پھر روٹی شوربے میں بھگو کر جسے عربی میں ثرید کہتے ہیں کھاوے اور دو ایک وقت اسی پر کفایت کرے پھر ثرید کی ضرورت نہیں جب تک روٹی نہ ملے تب تک پانی بھی پینا نہ چاہیے فقط عرق سونف مکو وغیرہ پیا کرے اور جس قدر زائد میعاد کا حمل ساقط ہوا اوسیقدر احتیاط کھانے پینے میں زیادہ رکھے یعنی اگر حمل دو ماہ سے کم کا گرا ہو تو زائد احتیاط کی ضرورت نہیں ہے فقط ایک دو روز اگر فاقہ کرے تو بہتر ہے اور اگر تین چار ماہ کا حمل ساقط ہوا ہو تو اوسکی احتیاط کھانے پینے میں ایک ہفتے تک رکھے یعنی ایک ہفتہ غذا نہ کھاوے اور پانی بھی نہ پیئے فقط عرق پیا کرے اور اگر اسقاط پانچ سات ماہ کا ہو تو اوسکی

[1] ترمذی نے اس حدیث کو انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جامع صغیر میں اس پر صحت کی علامت لکھی ہے ۱۲

غذا اور پانی وغیرہ کی بہت احتیاط رکہے یعنی نویں روز غذا کہاوے اور اوسی روز پانی بہی پیئے آٹھ روز تک منقے اور
انجوش ہی پر قناعت کرے اور پانی کی جگہہ عرق مذکور ہی پیئے اور چلّے تک سرد اور ترش چیزوں سے پرہیز رکہے اور
اگر سات ماہ سے زائد کا حمل ساقط ہوا ہو اور بچہ زندہ اور صحیح پیدا ہوا ہو تو اوسکی احتیاط مثل زچا کے ہے اور اگر اتنی
مدت کے بعد بچے کے پیٹ میں مرنیکے آثار پائے جاویں یعنی حرکت بچے کی جو پیٹ میں وقت ولادت کی ہوتی ہے
جاتی رہے اور درد زہ تہم جاوے پیٹ زچا کا ٹھنڈا اور ہاتھ پاؤں سرد ہو جاویں اور غفلت سی معلوم ہو جب یہ سب
علامتیں پائی جاویں یا بعض تو اوسی وقت اخراج کی دواؤں کا استعمال کرنا چاہیے اور کاڑہا وغیرہ بہی جلد تیار کر کے
پلاویں اور جہاں تک ممکن ہو اوسکے اخراج کی تدبیر جلد کریں تاکہ اوس مردہ بچے کا زہر زچا کو اثر نہ کرنے پاوے اور
جب بچہ پیدا ہو چکے تو اوسی وقت زچا کے پیٹ کو خوب سونت ڈالیں تاکہ سب لہو پانی زہر کا نکل جاوے اور
پیٹ خوب صاف ہو جاوے بعد اسکے تہوڑے پیسے لیکر زچا کے بدن کے اندر رکہدیں اور دو چار پیسے زچا کی
موہنہ میں بہی دیدیں اور پانی نہ دیں بجائے اوسکے یہ دوا پاتے پلاویں بانس کی گرہ پوست اخروٹ ڈوڈہ کپاس
پوست املتاس ان چاروں چیزوں کو آٹھ دس سیر پانی میں جوش دیں جب دو تہائی پانی باقی رہے تو بجائے پانی
کے استعمال کریں اور طہارت بہی اسی سے کریں اور اکثر عورتیں اور عوام اطبا فلوس بہی داخل کرتے ہیں تین دن
تک اسی پانی کو پئیں چوتہے روز بجائے غذا کے کلتہی پکا کر صرف اوسکا پانی پئیں اور جرم کلتہی کا دوسرے وقت
کہاویں پانچویں روز موٹھ بقدر دو تین تولے کے پکا کر کہاویں اور پانی کے عوض عرق سونف عرق مکو عرق گاوزبان ملا کر
پئیں اور دو ایک روز یہی موٹھ پکا کر کہاویں اور اسی پر قناعت کریں نویں روز تہوڑی روٹی گیہوں کی موٹھ کی دال
کے ساتھ کہاویں اور دسویں روز بہی اسی پر کفایت کریں مگر تہوڑی تہوڑی غذا بڑہاتے جاویں گیارہویں روز سے
گیہوں کی روٹی مرغ اور تیتر وغیرہ کی بے روغن شوربے کے ساتھ بتدریج کہانا شروع کریں اور تفنن طبع کے لئے منقے انجیر
ولایتی وغیرہ میوہ جات مدرّہ کا موافق قوت ہضم کے استعمال کریں اور اکیسویں دن تہوڑا تہوڑا روغن گاؤ روغن بادام
وپستہ غذا میں داخل کرنا شروع کریں مگر جنکے مرا بچہ پیدا ہو وہ تین روز تک سوائے اون پینے کی دواؤں کے جو اوپر لکہی گئی
ہیں اور کوئی چیز کہانے پینے میں استعمال نہ کریں چوتہے روز اول وقت صرف کلتہی کا پانی پئیں اور دوسرے وقت
اوسکا جرم کہاویں پانچویں روز سے آٹھویں روز تک فقط موٹھ دو تین تولے پکا کر کہاویں اور کوئی دوسرا اناج نہ کہاویں
نویں اور دسویں روز تہوڑی روٹی گیہوں کی موٹھ کی دال سے کہاویں اور پینے کو پانچویں روز سے گیارہویں روز
تک عرق سونف مکو گاؤزبان وغیرہ کا پئیں اور گیارہویں روز سے پہر گیہوں کی روٹی مرغ تیتر وغیرہ کے شوربے

کے ساتھ کہاویں مگر غذا کو تھوڑا تھوڑا بڑھاتے جاویں یکبارگی زیادہ نہ کہاویں اور بیس روز تک روغن کسی طرح کا مطلق نہ کہاویں
اکیسویں روز سے تھوڑا تھوڑا روغن کہانا شروع کریں اور بارہویں روز سے تھوڑا تھوڑا پانی بجھا ہوا ہی پئیں مگر اس طرح سے
کہ وقت کہانا کہانے کے پانی پئیں اور پہر عرق چودہویں روز تک اسی قاعدے سے پیتے رہیں پندرہویں روز سے اکیسویں
روز تک اس طور سے کہ دو وقت پانی پئیں تو ایک وقت عرق اور بعد اکیس روز کے جب روغن کہانے میں داخل ہو تو
عرق پینا بہی موقوف کریں فقط پانی ہی پیویں لیکن بجھا ہوا ہو اور چاہیے کہ چالیس روز تک اسی طرح پرہیز اور تدبیر اور
علاج وغیرہ کریں جن عورتوں کو بعد اسقاط کے اور کم ہو تو وہ واسطے اخراج کے حار مدر دواؤں کا استعمال کریں مثلاً ایک نسخہ
بہی اس جگہہ لکہا جاتا ہے تخم شبت تخم خربوزہ بادیان بیخ بادیان تخم قرطم اہل عرق بادیان میں جوش کر کی مل چہان کے شربت بزوری
معتدل ملا کر پئیں اور چاہے پینا بہی مفید ہے غرضکہ ایسی عورتوں کو چالیس دن تک سرد پانی سے بچنا چاہیے اور سرد اور ترش
چیزوں سے بہی پرہیز لازم ہے اور خاوند سے بہی الگ رہیں اور چونکہ اسقاط کے بعد ضعف بہت ہو جاتا ہے اسواسطے محنت
اور مشقت کے کاموں سے بچنا ضرور ہے تاکہ مشقت اور محنت کی حرارت سے اخلاط صالح فاسد ہونے سے محفوظ رہیں
دوسرے امراض رحمی نہ پیدا ہو جاویں کہ موجب فساد اور نقصان کے ہوں یہ سب دوائیں اور تدبیریں اگرچہ کتب طب سے
لکہی گئی ہیں اور اکثر تجربے میں بہی آئی ہیں مگر پہر بہی حاجت کے وقت کسی حکیم کی رائے کو ضرور شریک کر لیں اوسکی صلاح سے بعد دوا اور علاج
کی تدبیر کریں۔

باب دوم

فصل حمل کی پہچانیں

جاننا چاہیے کہ اثار حمل سے اول بند ہونا ایام کا ہے یعنی جب حمل رہتا ہے تو حیض موقوف ہو جاتا ہے اسی واسطے جب
تندرست جوان عورت خاوند والی کے ایام بند ہو جاویں تو حمل کی پہچان چاہیے اور بعضے حمل میں بعض عورتوں کو ایسا بہی ہوتا
ہے کہ حمل کے زمانے میں تہوڑا تہوڑا خون بہی آتا ہے اور حمل بہی قائم رہتا ہے یعنی موافق معمول کے زیادتی آمد کی نہیں
ہوتی کچہ دہبا سا لگجاتا ہے اور اسی طرح کا حمل بعض وقت بعضی عورتوں کو ہوتا ہے اکثر کو نہیں ہوتا پس بڑی علامت حمل
کی یہی ہے کہ جوان عورت خاوند والی کے ایام بند ہو جاویں اور ایام کے بند ہونے پر تنگی ایام حمل کی ہوتی ہے دوسرے
اور متلی کا ہونا پنڈلیوں کا اینٹھنا چہاتیوں کا گدرانا بغیر درد کے یعنی جیسے حیض میں چہاتیاں دکہتی ہیں ویسے حمل میں
نہیں دکہتیں لیکن گدرا ضرور جاتی ہیں اور بہی آجانا سیاہی کا چہاتیوں کے موہنہ پر اور اٹہنا ڈہینوں کا یعنی بیٹنی سے لیکر
آدہی چہاتی تک سیاہی آجاتی ہے اور اسپر بیٹنی کے گرد گرد دانے سے اٹہہ آتے ہیں کہ اوسکو ہندی
میں دہنیا کہتے ہیں یہ سب علامتیں حمل میں لازم ہیں اور حمل میں طبیعت کا سست رہنا اور نیند کا بہت

آنا اور وقت صحبت کے رغبت کا ہونا یعنی مرد کے پاس جانے میں لذت کا نہ آنا بلکہ طبیعت کا صحبت سے گبھرانا رحم کا
موہنہ بند ہو جانا بہی لازم ہے یعنی جب حمل رہتا ہے تو رحم کا موہنہ بند ہو جاتا ہے اسی واسطے اگر کسی چیز کی دہونی
وغیرہ دیجاوے تو اوسکی خوشبو یا بدبو نہیں معلوم ہوتی اور بعضی عورتوں کو حمل میں قے بہی ہوتی ہے سر بہی پہرتا ہے
اور کسی کو غش بہی آتے ہیں اور اکثر عورتوں کا جی بعضی چیزوں کے کہانے پینے سے بیزار ہو جاتا ہے بلکہ اوسکی خوشبو
تک بری معلوم ہوتی ہے اور بعض چیزوں کی طرف رغبت ہو جاتی ہے اور شروع شروع حمل کی سختی ٹہیکرے میں معلوم
ہوتی ہے یعنی ناف کے نیچے نیچے پیڑو میں ایک پورا ابہار کا سا سختی کی معلوم ہوتی ہے اور اسمیں مانند نبض کے کچہ
کچہ دہمک بہی محسوس ہوتی ہے اور اسی سے حمل سمجہا جاتا ہے اسلئے کہ مرض کی سختی تلی وغیرہ میں ہوتی ہے اور حمل
کی سختی اول اول ٹہیک بیچ ٹہیکری ہی میں ہوتی ہے پہر دوسرے مہینے تک ناف کی طرف زیادہ ہوتی جاتی ہے اور
تیسرے مہینے تو تمام پیڑو بہر جاتا ہے چوتہے پانچویں مہینے بچہ پہڑکنے لگتا ہے اور پہڑکنا بچے کا پہلی ٹہیکری ہی سے
معلوم ہوتا ہے یعنی اول جو بچہ پہڑکتا ہے تو اوسکی ایک ٹہیکری ہی میں ثابت ہوتی ہے پہر دن بدن بڑہتی جاتی
ہے ساتویں مہینے تک تو خوب پہڑکنے لگتا ہے یعنی تمام پیٹ میں پہرنا اس کا خوب محسوس ہوتا ہے اور حمل میں
پانچویں مہینے چہاتیوں میں دودہ بہی آجاتا ہے اور اکثر عورتوں کو پانچویں یا ساتویں مہینے سے کوکہے میں درد شروع
ہوتا ہے اور کسی کی پسلی لگتی ہے یعنی پسلی کی نوک پیٹ میں چبہتی ہے اور اس سے ایسا درد ہوتا ہے کہ نہایت
تکلیف ہوتی ہے اور حمل والیوں کے پانوں پر ورم بہی آجاتا ہے کسی کے ساتویں ہی مہینے اور کسی کے پورے
دنوں میں یعنی نویں مہینے غرضکہ پانوں پر ورم کا آجانا بہی ضرور ہے تہوڑی مدت رہے یا بہت کم ہو یا زیادہ حاصل
یہ کہ زمانہ حمل میں بیچاریاں بیماروں ہی کی طرح سال بہر تک تکلیفوں میں ہی مبتلا رہتی ہیں اور ابتداے حمل سے
ولادت تک کسی طرح کا آرام نہیں ملتا اور جو عورتیں کہ اولاد کو دودہ پلاتی ہیں اونکو تو ڈہائی تین برس تک مطلق چین
و آرام نصیب نہیں ہوتا اونکے دن تکلیف ہی میں گذرتے ہیں چونکہ حمل کے زمانے میں انتہا درجے کی تکلیف و ایذا
رہتی ہے اور ماں کو کسی طرح کی راحت نہیں ملتی اسلئے اللہ جل شانہ نے قرآن شریف میں ماں باپ کے ساتہ
احسان کرنے کی جا بجا وصیت فرمائی چنانچہ اکیسویں پارے میں یہ ارشاد ہوتا ہے وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ
حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَہْنًا عَلٰی وَہْنٍ وَّفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ یعنی اور حکم کیا ہمنے انسان کو بیچ ماں باپ
اوسکے کے بہلائی کا اوٹہائے رکہا اوسکو ماں اوسکی نے سستی سے اوپر سستی کے اور دودہ چہٹانا اس کا بیچ
دو برس کے یہ کہ شکر کر واسطے میرے اور واسطے ماں باپ اپنے کے طرف میرے ہی پہر آنا غرضکہ اس ایذا

کا حال بھی اللہ تعالی نے کئی جگہہ فرمایا ہے پس انتہا کی تکلیف سمجھنا چاہیئے لیکن اس ایذا کا خیال نکرنا چاہیے جب سے حمل معلوم ہوا اوسکی احتیاط ضرور چاہیئے کس واسطے کہ اگر اللہ تعالی اپنے فضل سے بعد اس ایذا کے بچہ عنایت کریگا اور وہ صالح اور نیک ہوگا تو اس ایذا کا نعم البدل ہوگا اور ماں باپ کو اوس سے چین اور آرام حاصل ہوگا غرضکہ ولادت کی ایذا موافق اس مصرع کے ہے ع صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد ✚ پس اس مصرع پر عمل کرکے آیندہ کی راحت و خوبی کی امید پر ولادت کی ایذا پر صبر کرے اور حتی المقدور حمل کی احتیاط خوب رکھے اور حال حمل کے احتیاط کا فصل آیندہ میں لکھا جاویگا ✚

فصل حمل کی احتیاط میں

عورتونکو لازم ہے کہ جب سے آثار حمل کے معلوم ہووین تو اسکی حفاظت اور احتیاط اس قاعدے سے رکھین کہ تین چار مہینے تک کوئی چیز حرارہ مدر کہانے پینے میں نہ آوے اور پیٹ کی مالش وغیرہ سے احتیاط رکھیں اور کوئی دوا وغیرہ استعمال کی بھی نکریں اور کثرت صحبت اور بہت محنت اور مشقت سے بھی اجتناب کریں اور بہت باردار چیز بھی نہ اٹھاویں اور مسہل بھی نہ لیویں اور جونک اور فصد اور سنگی وغیرہ بھی نہ لگاوین اور نہ برف کہاویں کیونکہ ان سب سے اندیشہ حمل کے اسقاط کا ہے ہان اگر مسہل کی نہایت ہی ضرورت ہو تو چوتھے مہینے سے چھٹے مہینے تک مسہل لینے کا چنداں مضایقہ نہیں ہے مگر شروع حمل سے تین مہینے تک اور ساتویں مہینے سے بچے کی ولادت تک ہرگز مسہل نہ لیویں اگر اس مدت میں بہت ہی شدید ضرورت ہو اور سوائے مسہل کے کسی تدبیر سے علاج نہو سکتا ہو اور حکیم مسہل ہی کی تجویز کرتے ہوں تو مجبوری سے ملین لیلیں قوی مسہل نلیں جونک اور فصد اور سنگی وغیرہ کا بھی اسی طرح خیال رکھیں یعنی اگر ان چیزوں میں سے کیسی کی ضرورت ہو تو جو کم خون لینے والی چیز ہو اوسکو علاج میں مقدم کریں مثلاً اگر فصد کی ضرورت ہے اور جونک سے بھی کام نکل سکتا ہے تو جونک ہی کو مقدم کریں اور فصد سے بچیں مگر جہانتک ممکن ہو مسہل اور جونک اور فصد اور سنگی وغیرہ سے حاملہ کو اجتناب کرنا ضرور ہے کیونکہ ان سب چیزوں سے اکثر اسقاط ہو جاتا ہے اور شروع حمل سے بچے کی پیدائش تک گوشت شکار کا بھی نہ کھاویں خصوصاً ہرن کا گوشت تو ہرگز نہ کہاوین کیونکہ اس سے بچے کو مرگی کی بیماری ہو جاتی ہے اور مچھلی بھی کہانا نہ چاہیئے کہ اس سے بچے کے بدن مین خشکی اور پہوڑے پھنسی وغیرہ ہوتے ہیں مرچ اور ترشی بھی کم کہانا چاہیئے کیونکہ اس سے بھی حمل کو مضرت ہوتی ہے ساتویں مہینے سے بچے کے پیدا ہونے تک سرد اور قابض اور دیر ہضم چیز نہ کہاوین خربوزا اور دہی اور ککڑی تو ہرگز ہرگز نہ کہاوین اس لئے کہ ان چیزوں کے کہانے سے بچے کو نہایت ہی مضرت ہوتی ہے اور بہت سخت

ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ جننے بچے کی جان جانیکا اندیشہ ہوتا ہے بلکہ اکثر دیکھا ہے کہ جن عورتوں نے یہ چیزیں
ولادت کے قریب کھائی ہیں اونکے بچے پیٹ ہی میں سے بہت سخت بیمار پیدا ہوئے ہیں اور اوسی مرض میں مر گئے
علاوہ اسکے ان چیزوں کے کھانے سے زچا کو بھی وقت جننے کے نہایت ہی تکلیف اور ایذا ہوتی ہے اسواسطے کہ ان چیزوں
کی سردی سے بچہ پیٹ میں سست اور بیمار ہوجاتا ہے اور بسبب سستی اور بیماری کے دردوں کے وقت زور اور طاقت خروج کے
لئے نہیں کرسکتا اور بھی ساتویں مہینے سے بچے کے پیدا ہونے تک کثرت صحبت سے بچنا لازم ہے کہ اس سے بھی بچے
کو ضرر ہوتا ہے اور حمل والی کمربند کسکر نہ باندہے اور دہلیز وغیرہ پر نہ بیٹھے کہ اس سے بچہ چپٹا پیدا ہوتا ہے اور باسی روٹی بھی
نہ کھاوے کہ اس سے آنول بڑہتی ہے اور بچے کے سر پر بال بھی زیادہ ہوتے ہیں کہ اس سے حاملہ کا سینہ بہت جلا کرتا ہے
اور معدہ کے موہنہ پر اکثر جلن رہا کرتی ہے اور یہ بھی چاہیے کہ خوراک اپنی متوسط رکھے نہ بہت کھاوے نہ فاقہ کرے اس
واسطے کہ فاقے سے تو بچہ پیٹ میں بہت بڑہتا ہے اور زیادہ قوی ہوتا ہے کہ جس سے وقت ولادت کے زچا کو بہت ایذا ہوتی ہے
اور بہت کھانے سے بچہ پیٹ میں ناطاقت اور دبلا اور کم زور ہوتا ہے جنتے وقت آسانی سے نہیں نکل سکتا اس سے زچا کو بہت
تکلیف ہوتی ہے پس مقدار میں متوسط غذا کھانا چاہیئے کہ اسمیں ہر طرح کا امن ہے اسی لیئے خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا[1] شرع میں وارد ہوا
اور بہت مقویات اور میوہ جات وغیرہ کھانا نچاہیے کہ اس سے بھی بچہ قوی اور موٹا ہوجاتا ہے اور اس قوت اور موٹاپے کے سبب سے بھی
زچا کی تکلیف اور ایذا متصور ہے اور اکثر حمل والیاں مٹی بہت کھاتی ہیں یہ بھی مضر ہے اور حکیم مٹی کھانے سے منع کرتے ہیں
اور کہتے ہیں کہ اس سے پیٹ میں کیڑے مثل کیچوؤں کے پیدا ہوجاتے ہیں اسی لیئے چند حدیثوں میں مٹی کھانے کی ممانعت آئی ہے
جیسا کہ طبرانی نے کبیر میں سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے مَنْ اَکَلَ الطِّیْنَ فَکَاَنَّمَا اَعَانَ عَلٰی قَتْلِ نَفْسِهٖ[2] یعنی جس شخص نے
مٹی کھائی تو گویا اوسنے مدد کی اپنی جان مار ڈالنے پر اس سے معلوم ہوا کہ مٹی کھانے میں سوائے ضرر اور نقصان جان کے
کسی طرح کا فائدہ نہیں پس ہرگز مٹی کھانا نہ چاہیے اور حاملہ کو چاہیے کہ بہت خوشبو کی چیزوں کا بھی استعمال نہ کرے یعنی عطر وغیرہ
بہت نہ سونگھے خصوصاً ولادت کے وقت تو خوشبو کا سونگھنا اور لگانا بہت ہی منع ہے اور بھی حمام میں نہانا اور آبزن کرنا یعنے

---

[1] اس حدیث کو ابن سمعانی نے تاریخ بغداد میں بسند مجہول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور بیہقی نے معروف بن قرہ سے اسکی
تخریج کی ہے ۱۲ تمییز الطیب من الخبیث فیما یدور علی السنة الناس من الحدیث للحافظ الدیبع رحمہ اللہ تعالے ۱۲ [2] جامع صغیر میں اس حدیث پر ضعف کی
علامت لکھی ہے شرح جامع صغیر میں لکھا ہے کہ ہیثمی نے کہا ہے اس حدیث کی سند میں یحیی بن یزید اہوازی ہے ذہبی نے اوسکو مجہول کہا ہے اور باقی راوی
اوسکے رجال صحیح ہیں اور میزان میں کہا کہ یحیی بن یزید اہوازی کی حدیث مٹی کھانے کے باب میں صحیح نہیں ہے اور یہ شخص مجہول ہے تمام ہوا کلام میزان کا
اور ابن حبان نے کہا یہ حدیث باطل ہے اور ایسا ہی خطیب نے کہا اور ابن جوزی نے کہا موضوع ہے اور رافعی نے کہا جن حدیثوں میں مٹی کھانے سے
نہی آئی ہے اون میں سے کوئی حدیث ثابت نہیں حافظ ابن حجر نے فرمایا کہ ابن مندہ نے ان حدیثوں کو ایک جزء میں جمع کیا اوسمیں کوئی حدیث ثابت نہیں
بیہقی نے ان حدیثوں کا ایک باب منعقد کیا اور کہا ان میں سے کوئی حدیث صحیح نہیں بعض مجتہدین نے مٹی کھانے کی تحریم اس آیت سے نکالی ہے۔
كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ یعنے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ کھاؤ تم اوس چیز سے جو زمین میں ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ زمین کو کھاؤ پس اس سے ثابت ہوا کہ مٹی کھانا
حرام ہے غرضکہ جتنے حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں وہ سب ضعیف یا موضوع ہیں قابل حجت کے نہیں لیکن چونکہ مٹی کھانے سے سخت سخت بیماریاں پیدا

دوا کے پانی میں بیٹھنا اور پیٹ کا دبانا یہ سب حمل والی کو منع ہے پس ان سب چیزوں سے بچنا ضرور ہے
فقط تمام ہوا بیان اُن چیزوں کا جو حمل میں مضر ہیں اب جو جو چیزیں کہ حاملہ کو کھانا اور برتنا انکا لازم ہے
وہ لکھی جاتی ہیں جاننا چاہیے کہ اگر حمل والی عورت ہمار سو بہنہ ایک دو گھونٹ ٹھنڈے پانی کے پیے لیا کرے
تو اس سے بچے کی آنکھیں بڑی ہوتی ہیں اور لوبیا کھانے سے بچہ عاقل اور خربوزہ کھانے سے خوبصورت
پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ اگر ہر روز ایک چھوٹا سا ٹکڑا کھوپرے کا کھا لیا کرے تو اس سے بچہ گورا
پیدا ہوتا ہے اور اس میں سوندھی خوشبو آتی ہے غرضکہ ان چیزوں کے کھانے میں کچھہ مضرت نہیں ہے
بلکہ فائدہ ہی ہے لیکن ہر چیز کو کم کھانا چاہیے اس لئے کہ زیادتی ہر چیز کی مضر ہے اور حاملہ کو یہ بھی چاہیے
جب سے حمل معلوم ہوا وسوقت سے ولادت تک غذا ے لطیف زود ہضم معتدل کھاے پئے اور
یہ بھی چاہیئے کہ جب سے نواں مہینا شروع ہو بچے کے پیدا ہونے تک بہت بیٹھی نرہے کچھہ کام چلنے پھرنے
کا کرتی رہے اور تھوڑی سی محنت وغیرہ کر لیا کرے اسلئے کہ اس سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے
اور کسی طرح کی تکلیف نہیں ہوتی اور یہ بھی چاہیے کہ قریب زمانہ ولادت کے اپنے کھانے پینے میں
اکثر ماش کی دال اور السی کے پانی کا استعمال رکھے اس لئے کہ اس سے بھی بچہ بآسانی پیدا ہوتا ہے

فصل بچے کے وقت ولادت کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب عورت کو آثار ولادت کے شروع ہوں یعنے دردزہ معلوم ہو تو اس وقت زچا کو لازم ہے
کہ بہت بیٹھے نہیں آہستہ آہستہ چہل قدمی کرے اور کچھہ غذا نہ کھاوے اور ٹھنڈا پانی بھی نہ پیئے اگر بھوک معلوم ہو
تو دس پانچ دانے منقے کے کھالے یا شوربا جوان مرغ کا یا تھوڑا سا دودھ گرم گرم پی لے مگر بہت نہ پیئے اس لیئے
کہ زیادتی سے اندیشہ بدہضمی کا ہوتا ہے اور جب پیاس معلوم ہو تو سونف کا عرق گرم کرکے پیئے اور اگر بہت
ہی پیاس معلوم ہو تو ایک دو بار وہی عرق ٹھنڈا پی لے مگر تھوڑا تھوڑا کہ جس سے فقط تسکین ہو جاوے
اور جب لیٹنے کو جی چاہے تو گاؤ تکیہ وغیرہ کمر کے پیچھے لگا کر اس طرح سے لیٹے کہ آدھی بیٹھی ہو اور آدھی
لیٹی اور جننے وقت کسی قابلہ یعنی دائی ہوشیار کا ہونا ضرور ہے کہ وہ احتیاط و ہوشیاری سے جناوے
اور یہ بھی چاہیے کہ بار بار قابلہ کو نہ دکھاوے بلکہ ہاتھ بھی اوسکا بدن کو بار بار نہ لگانے دے لیکن جب درد
زیادہ ہو تو روئی کو تلی کے تیل میں بھگو کر قابلہ کے ہاتھ سے آگے کی جانب استعمال کرادے اور ارنڈی کا
تیل بھی استعمال کرنا واسطے سہولت ولادت کے مجرب ہے اور جب وقت جلنے کا قریب ہو تو کوئی عورت

ہوشیار زچا کے پیٹ کو اس طرح سے تہامبے کہ دونوں ہاتھ میں زچا کا پیٹ جُھکر آہستہ سے نیچے کی طرف دبائے
رہے تاکہ بچہ اوپر کو نہ چڑھ سکے اور دو عورتیں زچا کے پانوں کو اس طرح سے تہامہیں کہ ران سے ران
نہ ملنے پاوے اور زچا کو چاہیے کہ اوسوقت سانس اوپر کو نہ لے درد کی تکلیف کو ضبط کرے چیخے نہیں اور
نیچے کی طرف زور دے سیدہی چت لیٹی رہے کروٹ نہ لے اور اگر بیٹھنے کو جی چاہے تو قابلہ کے پانوں پر بوجھ
دے کر اکڑوں بیٹھے اور قابلہ کے گلے میں دونوں ہاتھ ڈال کر نیچے کی طرف طاقت اور
زور کرے مگر بیٹھ کے جننے سے لیٹ کر جننا سہل ہے اور سوا اسکے بیٹھ کے جننے میں اندیشہ
بدن کے نکل آنیکا بھی ہوتا ہے اور خدا نخواستہ جس عورت کے بچہ مشکل سے ہوتا ہو تو قابلہ کو چاہیے کہ ارنڈی
کے تیل میں زعفران پیسی ہوئی ملا کر زچا کو استعمال کراوے اور ہمنے خود دیکھا ہے کہ ایک عورت کے مرے
ہوئے بچے کا اخراج اسی کے استعمال سے ہوا تھا اور سہولت ولادت کے لئے صابون میں انڈے کی
زردی ملا کر استعمال کرنا بھی مجرب ہے اور قابلہ کو یہ بھی چاہیے کہ روغن بادام یا السی کا تیل لعاب السی کے
ساتھ ملا کر فم رحم پر بہت سا مل دے کہ اس تدبیر سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی سے پیدا ہوگا اور واسطے
سہولت ولادت کے بالخاصہ جو دوائیں مجرب اور مفید ہیں وہ یہ ہیں کہ زچا سنگ مقناطیس کا ایک بڑا
ٹکڑا بائیں ہاتھ میں پکڑے اور مونگے کی جڑ دہنے زانوں میں باندہے اور دارچینی کا زچا کو کھلانا بھی مجرب ہے
اور اگر چند یا ہینگ بھی اوس میں ملا کر دیجاوے بشرطیکہ حرارت نہو تو انشاء اللہ تعالیٰ اثر اسکا جلد ہوگا اور
املتاس کے چھلکے ڈیڑھ تولہ یکوب پاؤ بھر پانی میں جوش دے اور چھانکر شربت بنفشہ ۲ تولہ یا آب نخود چھٹانک بھر
ملا کر زچا کو پلانا بھی سہولت ولادت کے لئے مجرب ہے اور املتاس کے چھلکوں کی زچا کو دھونی دینا بھی
مجرب ہے اور انڈے کی زردی نیم برشت اور او سپر سیاہ مرچ پسی ہوئی چھڑک کے زچا کو کھلانے
سے بھی ولادت سہل ہوتی ہے اور میزان الطب میں لکھا ہے کہ جس عورت کا جننا مشکل ہو
پس لازم ہے کہ اوسکو ابتدائی درد وضع حمل سے حمام میں لیجاوے اور گرم پانی بدن پر گراوے
اور آبزن میں بٹھا کر روغن سے کنج ران وغیرہ میں مالش کرا دے اور چند قدم ٹہلاوے پھر ولادت
کی جگہہ پر لے آوے لیکن یہ آبزن وغیرہ بعد فراغت کے پیشاب پاخانے سے کرنا چاہیے مگر یہ
علاج اس ملک میں رائج نہیں اور نہ ہم نے کسی زچا کے لئے کرتے دیکھا ہے فقط کتاب میں لکھا ہے
اور دردوں میں سرد پانی اور ٹھنڈی اور ترش چیزوں سے پرہیز کرنا لازم ہے اور درد زہ میں بہت

چیخنا اور چلانا بھی نہ چاہیئے بلکہ اوسوقت دم کو روکے اور اپنے پاؤں پر زور کرے اور کونتھے تاکہ
بچہ جلدی ہووے لیکن یہ زور دینا اور کونتھنا قریب ولادت کے چاہیئے شروع درد دن
میں نہیں کیونکہ ابتدا میں دم کے روکنے اور آواز نہ نکالنے سے زچا کو تکلیف اور نقصان زیادہ ہوتا ہے
اور سوائے اسکے دم کے گھونٹنے میں پیٹ کی رگ پٹھوں کے بگاڑ کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور جننے میں
جھیلیاں بھی دینا نہ چاہیے کہ اس سے بھی اندیشہ پیٹ کے بگاڑ کا ہے اور بعض عورتوں کی آنول
کا اخراج بعد بچہ ہونے کے کچھہ دیر میں ہوتا ہے پس اوسوقت اوسکے نکالنے میں جلدی نکرے اور
قابلہ کو دستکاری نکرنے دے کہ اس میں بھی اندیشہ رگ پٹھوں کے بگاڑ کا ہے پس آنول کے
اخراج کی تدبیر خارجی ہی کرنا چاہیئے جیسے زچا کو چھینک دلوانا یا کسی کے پر سے اوبکائی لوانا یا کوئی
چیز مثل پھکنی وغیرہ کے زچا سے پھکوانا یا سر کے بال زچا کے موہنہ میں دینا کہ اس سے بھی اوبکائی
آجاتی ہے پس ایسی ہی تدبیریں کرنا چاہییں کہ جن سے زور پڑکر آنول کا اخراج ہو جاوے اور
جب تک آنول نہ نکلے تب تک زچا کا پیٹ تھامے رہنا چاہیئے اور یہ بھی چاہیئے کہ زچا کو سانس
کھینچکر نہ لینے دیں نیچے ہی کی طرف زور کرادیں تاکہ آنول اوپر کو نہ چڑہے اور نیچے کی طرف زور دینے سے اسکا جلدی اخراج ہوجاوے

فصل ۳ مولود کی تدبیریں

جاننا چاہیے کہ جب بچہ پیدا ہو چکے اور آنول نکل چکے تو قابلہ کو لازم ہے کہ پہلے بچے کا نال خوب
سونت ڈالے اور پھر اسکو چار انگل چھوڑ کر ناڑے سے باندہے اور پھر اس ناڑے کے دوسرے سرے
کو پھندا دیکر بچے کے گلے میں ڈالدے مگر اوس پھندے کو ڈھیلا رکھے تاکہ بچے کے گلے میں نہ پھنسے اور
پھر اس نال کو ناڑی کے اوپر سے کسی چاقو چھری وغیرہ سے کاٹ دے لیکن وقت کاٹنے نال کے
بہت احتیاط چاہیئے کہ اندازے سے زیادہ نہ کٹے کیونکہ بے انداز نال کٹنے سے بچہ ضائع ہوجاتا ہے
چنانچہ میری برادری میں ایک جگہہ ایسا ہی ہوا تہا کہ ایک دائی نے اس طرح بے انداز بچے کا نال
کاٹا کہ آخر کو وہ بچہ خون بہتے بہتے آٹھہ پہر کے بعد مرگیا اور بغیر سونتے اور بے ناپے نال کاٹنے سے
بچے کی ناف پک جاتی ہے اور پھولی ہوئی بھی رہجاتی ہے پس نال کاٹنے میں بہت احتیاط چاہیئے
اور جب بچے کا نال کاٹ چکے تب بچے کو بیسن یا منہدی ملکر نرے گرم پانی سے نہلاوے اور اسی وقت

نہلانے مین بچے کا گلا بہی کردے اور پائخانے کے مقام کو بہی اونگلی سے کشادہ کردے اور چہاتیاں
بہی بچے کی مسک دے تاکہ اوسکی رطوبت وغیرہ نکل جاوے کیونکہ اگر چہاتیوں میں کچہہ رطوبت رہجاوےگی
تو چہاتی کے پکنے کا اندیشہ ہے یعنے اس رطوبت کے رہنے سے بچے کی چہاتیاں پک جاتی ہیں یا چہاتیوں
میں گٹہلیاں پڑجاتی ہیں اور یہ بہی سنا ہے کہ اس رطوبت کے رہنے سے بچے کے پسینے میں
بو آتی ہے غرضکہ چہاتیوں کی رطوبت کو خوب صاف کردے کہ کسی طرح کے ضرر کا اندیشہ نہ رہے اور
دختر کے پیشاب کے مقام پر بہی تہوڑی سی مصری پیسکر چہڑک دے کہ اس سے رطوبت غلیظ اوسکے
بدن کی نکلجاوے اور جب بچے کو نہلا کر فارغ ہوں تو پہر چاہیے کہ کسی بزرگ آدمی کا پہرانا کپڑا لیکر
بچے کے گلے مین ڈالدین اور ایک ٹکڑا اوسی کپڑے کا بچے کے سرپر باندہ دین اور یہ فقط واسطے
برکت اور نیک فال لینے کے ہے تاکہ اللہ تعالی اوس بچے کی عمر دراز کرے اور عادت نیک دے
سوائے اسکے ایسے کپڑے پہنانے مین اور کچہہ فائدہ نہیں ہے اور نہ یہ بات طب سے ہے
اور نہ شرع شریف میں اسکا کچہہ حکم آیا ہے مگر چونکہ نیک فال لینا شرع میں درست ہے اسواسطے
جو عورتیں اپنی اولاد کو اولا کسی بزرگ کے کپڑے تبرکاً پہنا دیتی ہیں اسمیں کچہہ مضائقہ نہیں
کیونکہ علما فال نیک لینے کو منع نہیں کرتے پس میرے نزدیک بہی یہ بسبب نیک فالی کے جائز ہے
البتہ فال بد لینا نہ چاہیے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فال بد لینے کو شرک فرمایا ہے
پس اس سے بچنا لازم ہے بغوی نے شرح السنہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَتَفَاءَلُ وَلَا يَتَطَيَّرُ وَكَانَ يُحِبُّ الْاِسْمَ الْحَسَنَ یعنی ابن عباس
رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فال لیتے اور شگون بد نہ لیتے اور دوست رکہتے
اور ابوداود نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اَلطِّيَرَةُ شِرْكٌ قَالَهٗ ثَلٰثًا وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهٗ بِالتَّوَكُّلِ یعنی
شگون بد لینا شرک ہے یہ بات تین بار فرمائی یعنی مبالغۃً تاکہ لوگ اوس سے بہت بچین اور نہیں ہم
میں سے کوئی مگر یعنی بمقتضائے بشریت ہر ایک کے دل میں کبہی فال بد سے تردد و خلجان راہ پاتا ہے
ولیکن اللہ تعالی بسبب توکل کے اوسکو لیجاتا ہے یعنی اگر بحکم بشریت کے کچہہ شک و وہم دل میں آجاوے
تو چاہیے کہ خدا پر توکل کرے اور اوس کام کو جاوے اوس وہم کا تابع نہو اس حدیث کو ترمذی نے

بہی روایت کیا ہے اور کہا کہ مینے امام بخاری کو سنا وہ کہتے تہے کہ سلیمان بن حرب یعنی بخاری کے اوستادیوں کہتے تہے وَمَا مِنَّا اِلَّا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ یہہ کلام میرے نزدیک ابن مسعود کے قول سے ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وصحبہ وسلم کا ارشاد اور بعد غسل کے جب بچے کو کپڑے پہنا چکیں تو پہر اوسکی آنکھوں میں سرمہ لگادیں۔

باب سوم

فصل بچے کے کان میں اذان اور اقامت کہنے کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ جب بچے کو کپڑے وغیرہ پہنا چکیں تو پہر کسی عالم یا حافظ یا نیک آدمی کو بلا کر بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت کہلانا لازم ہے یعنی اول بچے کے داہنے کان میں اذان کہلادیں اور پہر بائیں کان میں اقامت یعنی بعد حی علی الفلاح کے قد قامت الصلوۃ بہی کہنا چاہیے اذان اور اقامت کہنا سنت ہے اس واسطے کہ حدیث میں آیا ہے عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ یعنی ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا کہ آپ نے حسن بن علی کے کان میں اذان کہی جبکہ اونکو بی بی فاطمہ نے جنا مانند اذان نماز کے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور ایک نسخے میں صحیح ہے اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اذان دینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سے ثابت ہے اور اقامت کہنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے مگر ابن السنی نے اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ آگے مذکور ہوگا پس اذان اور اقامت کہنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے ثابت ہے اسکو ضرور ادا کرنا چاہیے اور یہ بہی اِن حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے یہاں بچہ پیدا ہو تو اوسکا کوئی بزرگ اوسکے کانوں میں اذان اور اقامت کہے کہ یہ اولیٰ ہے اور اگر سنت ادا ہونیکے لئے کوئی غیر شخص بہی بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت کہے تو بہی درست ہے اذان اور اقامت کا کہنا وقت ولادت کے اسواسطے چاہیے کہ سب سے پہلے نام اللہ تعالیٰ کا اور کلمہ دین اسلام کا بچے کے کان میں پہونچ جاوے اور وہ اپنے خالق کا نام سب کلام سے پہلے

سُننے اور تخصیص اذان واقامت کی اس واسطے ہے کہ شیطان اسکی آواز سے بہاگتا ہے اور
اذان اور اقامت کی برکت سے ان شاء اللہ تعالی بچے کو اُمّ الصبیان کا مرض بہی نہیں ہوتا
اور بچہ اس مرض سے پناہ میں رہتا ہے جیساکہ ابو یعلی نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے مَنْ وُلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَذَّنَ فِیْ اُذُنِهِ الْیُمْنٰی وَاَقَامَ فِیْ اُذُنِهِ الْیُسْرٰی لَمْ تَضُرَّهٗ اُمُّ الصِّبْیَانِ یعنی
جسکے ہاں بچہ پیدا ہو پہر وہ اوسکے دہنے کان میں اذان کہے اور بائیں کان میں اقامت تو
ام الصبیان اوسکو ایذا نہ پہونچا ئیگی جامع صغیر کی شرح یعنی عزیزی میں لکہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہی
اور ابن السنی نے اس حدیث کو اسی لفظ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور تلخیص جبیر میں بہی اس
حدیث کو وارد کیا اور کچہہ کلام اسپر نہیں کیا پس اذان اور اقامت بچے کے کانوں میں کہنا ضرور ہے
اور شرعۃ الاسلام میں منقول ہے کہ جب بچے کے کانوں میں اذان اور اقامت کہہ چکے تو پہر
اسکے بائیں کان میں یہ دعا بہی پڑہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ بَرًّا تَقِیًّا وَّ اَنْبِتْهُ فِی الْاِسْلَامِ نَبَاتًا حَسَنًا اور اس دعا کو
بہی دو تین بار پڑہے اُعِیْذُکَ بِاللّٰهِ الصَّمَدِ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور روضہ میں شرح مشکوۃ اور سفر السعادۃ
سے لکہا ہے کہ فرزند نو تولد کے کان میں یہ دعا پڑہنا مستحب ہے اگرچہ لڑکا ہو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ
وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بعد اسکے کہجور یا چہوہارا یا شہد یا کوئی اور میٹہی چیز اوسکے تالو میں ملنا
مستحب ہے اسی کو تحنیک کہتے ہیں جیساکہ حدیث میں آیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کَانَ یُؤْتٰی بِالصِّبْیَانِ فَیُبَرِّكُ عَلَیْهِمْ وَیُحَنِّكُهُمْ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے کہ بیشک لوگ بچونکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پر نور میں لاتے تہے
آپ اُنکے حق میں برکت کی دعا فرماتے تہے اور اونکی تحنیک کرتے تہے اسکو مسلم نے روایت کیا
لیکن کہجور افضل ہے اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو موسی کے لڑکے کے تالو میں
کہجور ہی چبا کے ملی تہی جیساکہ مسلم کی دوسری روایت میں وارد ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ
فَاَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِیْمَ وَحَنَّکَهٗ بِتَمْرَةٍ یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے یہ کہتے ہیں میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا پہر میں اوسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ف یعنی اسے اللہ تو اسکو نیک پاک کر اور اوگا تو اسکو اسلام میں اچہا اوگانا ۱۲ ف بناہ دیتا ہوں میں اسکو اللہ کے ساتہ جو بے نیاز ہے برائی
حسد کرنے والے سے جبکہ وہ حسد کرے ۱۲ ف یعنی اسے اللہ بیشک میں پناہ دیتا ہوں اوسکو تیرے ساتہہ
اور اُسکی اولاد کو شیطان راندے گئے سے ۱۲-۱۲

پاس لے گیا آپ نے اوس کا نام ابراہیم رکہا اور کہجور چابکر اوسکے تالو میں مل دی پس جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اوسی کا کرنا بہتر ہے علمانے لکہا ہے کہ چہوہارا کہجور شہد وغیرہ کے کہلانیسے بچہ حلیم اور خوش خلق ہوتا ہے اور جب بچے کو کہجور یا شہد وغیرہ دے چکیں تو اسوقت ایک آدہے پان میں ذرا سا چونہ کتھہ لگاکر تہوڑی سی زعفران ڈالکر پن کٹی وغیرہ میں کوٹ کے تہوڑا سا عرق اوس کا بچے کے حلق میں ڈالدیں تاکہ نہانے وغیرہ کی سردی جاتی رہے بعد اسکے بچے کی حفاظت اور گہٹی اور زچا کی احتیاط کی تجویز کریں اور حال اونکا اور فصلوں میں لکہا جاویگا

فصل بچے کی گہٹی اور احتیاط کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ بچے کے کان میں اذان اور اقامت کہنی اور چہوہارا یا شہد تالو میں لگانے کے بعد کسی حکیم سے پوچہکر دو روز تک اولاً دوا دستوں کی جسکو گہٹی کہتے ہیں ہہتی ہہتی نہ بہت گرم نہ ٹہنڈی اس ترکیب سے پلاتے رہیں کہ ایک کپڑے کی بتی اونگلی کی برابر ہوٹی بناکر گہٹی میں بہگوکر بچے کے موہنہ میں دیں تاکہ اس طرح کی گہٹی پینے سے بچے کو دودہ پینے کی عادت پڑجاوے چچہ اور پہوئی سے گہٹی پلانے میں بچہ دودہ چوسنا بہول جاتا ہے جب بچے کا پیٹ دست ہوکر خوب صاف ہوجاوے تو تیسرے روز بچے کو دودہ دیں اور پانچ روز تک اس قاعدے سے دودہ پلاویں کہ دو وقت دودہ دیں تو ایک وقت گہٹی تاکہ بچے کا پیٹ خوب صاف ہوتا رہے اور بعد سات روز کے پہر بچے کو دودہ ہی پلاویں لیکن نویں روز پہر گہٹی دیں اس طرح سے کہ تمام دن میں دو تین بار گہٹی دیں باقی وقتوں میں دودہ پلاویں اور اسی طرح سے ہر دہائی میں ایک روز پیشتر نہلانے سے بچے کو گہٹی دیا کریں اور چلے تک گہٹی دینے کا یہی قاعدہ اور دستور رکہیں تاکہ بچے کا پیٹ خوب صاف ہوجاوے اور بعد چلے کے جب تک دودہ پیتا رہے دوسرے تیسرے مہینے گہٹی دینا ضرور ہے تاکہ دودہ پینے سے جو مواد بلغمی بہت ہوتا ہے اور اوس سے بچے کو طرح طرح کے مرض ہوتے رہتے ہیں اس گہٹی کے دینے سے نکلجاوے اور جب پیٹ مواد سے صاف ہوجائیگا تو اکثر امراض کا اندیشہ بہی نرہیگا اس واسطے کہ بہت امراض پیٹ ہی کے فساد سے پیدا ہوتے ہیں اور ہر روز بچے کا ہاتہہ موہنہ گلا کان چڈہا وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب

صاف کر دیا کریں اور کپڑے کی بتی بنا کر ناک بھی بچے کی صاف کر دیا کریں تاکہ بچہ صاف اور ستہرا رہے
کہ دیکہنے والوں کو نفرت نہ آوے اور بچے کی عادت بھی صاف رہنے کی رہے اور ہاتہ گلے
کان چڈے وغیرہ میں میل بھی نہ جمنے پاوے کیونکہ اس سے بو آنے لگتی ہے اور بچے کا گوشت
گلکر زخم پڑجاتے ہیں اور جب بچہ پیشاب وغیرہ کرے تو پانی سے طہارت کر دیا کریں تاکہ بچہ پاک صاف
رہے اور بو وغیرہ بھی نہ آوے اور سوائے صفائی کے طہارت نہ کرنے سے بچے کے بدن
میں خارش اور سوزش بھی ہونے لگتی ہے اور یہ بھی چاہیے کہ بچے کو وقت حاجت ضروری کے عادت
اشارہ کرنے کی سکہاویں تاکہ بچہ وقت حاجت کے اشارہ کیا کرے اور رکہنے والا اوسکو اور بستر سے
علیحدہ کرکے پیشاب وغیرہ کرالیا کرے تاکہ رکہنے والے اور ہاں بچے کے کپڑے اور بچھونے وغیرہ
کی بدبو بھی نہ آوے اور رکہنے والوں کی نماز میں خلل نہ پڑے اسی واسطے بچے کو غنذک میں کہنا
نہایت اچھا ہے غنذک اسے کہتے ہیں کہ ایک کپڑا اگز ڈیرہ گز کا لنبا آدہ گز کا چوڑا اوسپر بچے کو لٹاکر
اوسکے ہاتہ پانوں سیدہے کرکے گلے کے یہاں سے ٹخنے تک بچے کے لپیٹ دیتے ہیں اور
اوسپر کوئی ناڑا یا بند وغیرہ بھی باندہ دیتے ہیں غرضکہ اس طرح سے کپڑے میں بچے کو لپیٹتے ہیں
کہ اوس کا صرف موںہہ کہلا رہتا ہے باقی سب جسم لپٹ جاتا ہے اور اس میں بچے کو نہایت
ہی آرام ملتا ہے اور اس کپڑے کے لپیٹنے سے یہ بھی فائدہ ہے کہ بچے کے ہاتہ پانوں سیدہے
رہتے ہیں اور پیشاب وغیرہ بھی اوسی کپڑے میں جذب ہو جاتا ہے اور کپڑوں میں دہبا نہیں
لگتا اس لئے غنذک کر دینا بہت بہتر ہے پس چاہیئے کہ چار پانچ کپڑے غنذک کے واسطے بنالیں
اور تین چار بار دن میں اس کپڑے کو بدل ڈالیں اور دوسرے کپڑے کی غنذک باندہ دیں اور وہ کپڑا
دہونے کو دیدیں اسی طرح سے غنذک کے کپڑوں کو بدلتے رہیں کہ اس میں کئی فائدے ہیں
اور یہ رسم غنذک کی عرب میں بہت جاری ہے اور افغانستان میں بھی اس کا نہایت رواج ہے
اور بچے کا موںہہ سوتے میں کسی کپڑے سے چہپا دیا کریں کہلا نرکہیں تو اوسے موںہہ کہلے سونے
کی عادت ہنووے اسلیئے کہ موںہہ کہولکر سونے سے سردی میں ہوا سے بچے کے گال وغیرہ
پہٹ جاتے ہیں کہ جس سے بچے کو بہت ایذا ہوتی ہے اور مکہی وغیرہ کی بھی احتیاط نہیں
ہوسکتی اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو کسی کے ساتہ نہ سلاویں الگ سونے کی عادت ڈالیں الگ

سونے میں بچہ توانا ہوتا ہے اور دوسرے کی بہاپ اور پسینے کے نقصان اور ضرر سے محفوظ
رہتا ہے اور الگ سونے کی وجہ سے کہلائی سے بہی کم ہلتا ہے اور ہاتہ پانوں کے دبنے کا اندیشہ
بہی نہیں رہتا ہے پس بچے کے الگ سلانے مین بہت فائدے اور مصلحتیں ہیں اوسکو الگ ہی
سلانا بہتر ہے اس طرح پر کہ ایک علیحدہ کہٹولے پر اُسے سُلادین اور اسکے دونوں طرف کی پٹیوں
سے ملاکر دونوں پلنگ انّا اور کہلائی کے بچہادیں تاکہ بچہ الگ سووے اور اسکے گرنے وغیرہ کی
بہی محافظت رہے اور بہت جہولے اور گود میں بچے کو نہ رکہیں کہ اس سے بچہ ناطاقت اور
کمزور رہتا ہے اور اوسکی عادت بہی خراب ہوتی ہے کہ بغیر جہولے اور بے گود کے کسی وقت
نہیں رہ سکتا اس طرح کی عادت سے بچہ اور اوسکی ماں اور کہلائی کو نہایت ایذا اور تکلیف
ہوتی ہے اس واسطے کہ ہر جگہہ جہولا نہیں مل سکتا اور نہ ہر وقت بچے کو کوئی گود میں رکہہ سکتا ہے
پس ایسی عادت بچے کی نہ ڈالنا چاہیے کہ جس سے بچہ ایذا پاوے اور آپ ہی تکلیف اُٹہاوے
اور بچے کو ہرگز افیون کہلانا نہ چاہیے کیونکہ اول تو افیون کہانا اور کہلانا دونوں حرام ہیں
دوسرے افیون کہانے سے بچہ کالا اور بدمزاج ہوتا ہے سوائے اسکے افیون زہر ہے اگر زیادہ ہوجاوے
تو بچے کی جان کا اندیشہ ہے سو اس میں سوائے نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ہے طبرانی نے
کبیر میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْعَلْ شِفَاءَکُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ یعنی بیشک
اللہ تعالیٰ نے نہیں رکہی تمہاری شفا اوس چیز میں جسکو تمپر حرام کیا جامع صغیر میں اس حدیث
پر صحت کی علامت کی ہے اور عرف الجادی میں لکہا ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کی تخریج کی اور
ابن حبان نے اسکو صحیح کہا اور چہوٹے بچے کی احتیاط زیادہ ہوا سے رکہیں اس لئے کہ بچے
کو ہوا بہت جلد اثر کرتی ہے اور اوسکی سردی وغیرہ کی وجہ سے اکثر امراض پیدا ہوجاتے ہیں
پس چاہیے کہ اکثر اسکو گرم کپڑا پہناتے رہیں اور سردی کے وقت بند اور گرم مکان میں جہاں نہ
ہوا کم آتی ہو رکہیں اور گرمی میں بہت سرد مکان میں بہی نہ رکہیں غرضکہ بچے کو بہت سردی
اور گرمی سے بچاتے رہیں اور ہر وقت بچے کی طبیعت کا دہیان رکہیں کیونکہ اوسکا مزاج بہت
نازک ہوتا ہے سردی گرمی اوسکو جلد اثر کرتی ہے اُسکا بہت ہی خیال رکہنا چاہیے جس وقت
ابر ہو یا مینہہ جہاوٹ کا برستا ہو یا جاڑہ زیادہ پڑتا ہو تو اوس وقت بچے کو نہلانا نہ چاہیے جب پانی

برس چکے ابر کھلجاوے اور دھوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو اُس وقت بچے کو نہلانا چاہیئے اس لیئے کہ سردی اور ابر وغیرہ میں نہلانے سے بچے کو اکثر امراض پیدا ہوتے ہیں اور بعض انمیں سے مہلک بھی ہوتے ہیں کہ جس سے بچہ کی جان کا زیان ہوتا ہے اور اکثر بچے کے گلے نہ کرادیں کہ اس سے بہت ایذا ہوتی ہے اور اوس کی عادت بگڑجاتی ہے یعنی ہر وقت گلا کرنے کی ضرورت رہتی ہے اسی لیے شرع[1] شریف میں اسکی ممانعت آئی ہے پس لازم ہے کہ بچے کی عادت گلا کرنے کی نڈالیں اگر بہت ہی ضرورت ہو تو دو ایک بار مضائقہ نہیں ورنہ لیپ وغیرہ کردیا کریں اور جب تک بچہ دودہ پیتا رہے چاہیئے کہ اوسکی ماں یا انّا کو جسکا دودہ پیتا ہو دوسرے تیسرے دن تہوڑا سا عرق سونف کا پلادیا کریں اور اسی طرح بچے کو بھی ایک چمچہ عرق سونف کا دوسرے تیسرے روز دیدینا لازم ہے تاکہ بچے کے پیٹ میں کسی طرح کی گرانی نہ رہنے پاوے اور دودہ پلانے والی کے کہانے وغیرہ کی کسر بچے کو کچھہ ضرر نکرے اور اوسکا ہضم صحیح ہوتا رہے کہ جس سے وہ ہمیشہ کو تندرست اور توانا رہے۔

فصل زچا کے احتیاط کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب عورت کے بچہ ہوچکے اور آنول بھی نکل چکے اُسوقت زچا کو بٹھاکر اوسکے پیٹ کو دونوں ہاتھوں سے جُہکر خوب دباویں اور نیچے کو سوتیں تاکہ جو کچھہ خون فاسد اور خراب ہو نکلجاوے پھر زچا کو کپڑے پہنا کر پلنگ پر آہستہ سے چت لٹا کر آٹھہ نو گز سنگین کپڑا ایک پاٹ مثل ململ یا تین سکھہ وغیرہ کے چار تہ کرکے زچا کے پیٹ کو زیر ناف سے موٹی ران تک خوب کہینچکر باندہیں اور اسی طرح سے اگر ممکن ہو تو سات روز تک زچا کے پیٹ کو دونوں وقت قابلہ سے بند ہوادیا کریں اگر کسی کے پیٹ پر دانے وغیرہ ہوجاویں اور پٹی باندہنے میں زیادہ ایذا ہوتی ہو تو تین روز اوسی طرح سے زچا کے پیٹ کو باندہنا

[1] بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَۃِ وَعَلَیْکُمْ بِالْقُسْطِ یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ عذاب کرو تم اپنے لڑکوں کو ساتھہ دبانے کے ہاتھ سے یا کپڑے سے بیماری حلق کو اور لازم ہے تمکو استعمال کٹ کا ف عذرہ ایک بیماری ہے جو کہ جوش خون سے بچوں کے حلق میں پیدا ہوتی ہے اسکے دفع کے لیئے دائیاں بچوں کے تالو کو انگوٹھے سے دباتی ہیں اوس میں سے سیاہ خون نکلتا ہے آپ نے اس سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ اسکا علاج کٹ سے کرو یعنی اوسکو پانی میں حل کرکے ناک میں ٹپکادیں اسکو مسعوط کہتے ہیں پس وہ پانی عذرہ پر پہونچکر اوسکو دفع کریگا ۱۲

نہایت ہی ضرور ہے کہ اس سے جوڑ جوڑ اوسکے اپنی جگہہ پر بیٹھ جاتے ہیں اور
خون کی آمد بہی زیادہ ہوتی ہے اور زچا کے سر پر کسا وا باندہ دے تاکہ ہوا سر کو
نہ لگے پہر رضائی وغیرہ اُوڑہا کر ہوا سے بہت احتیاط رکہیں اور کم سے کم چار پہر تک
اوسکو چت ہی لیٹا رکہیں نہ کروٹ لینے دیں اور نہ بیٹھنے دیں اس لئے کہ اس سے
بدن کے نکل آنیکا اندیشہ ہے اور جب پٹی باندہ چکیں تو ایک بیڑا پہلے پان کا بناکر
اوسمیں زعفران یا مشک ڈالکر زچا کو کہلا دیں تاکہ اوسکی گرمی جبڑوں تک پہونچے اور
آٹہہ پہر تک زچا کو سوائے پان کے اور کچہہ نہ کہلاویں اور پینے کو سونف کا عرق گرم کرکے
دیں بعد آٹہہ پہر کے صرف دس پندرہ دانے منقے کے اور پانچ سات دانے بادام کے
ورق طلا اور نقرہ لگاکر زچا کو کہلاویں اور دوسرے وقت بہی یہی کہلاویں اسی طرح سے
تین روز تک اسی قدر منقے اور بادام ہی پر اکتفا کریں زیادہ نہ دیں اور پینے کو وہی سونف
کا عرق لیکن بعد آٹہہ پہر کے جو ہونے سے ٹہنڈے عرق دینے کا مضائقہ نہیں بوتل
کا نکلا ہوا عرق پلاویں غرضکہ تین روز تک سوائے منقے اور بادام اور بوتل کے نکلے ہوئے
عرق کے اور کوئی چیز کہانے پینے میں زچا کو نہ دیں بعد تین دن کے نوجوان بکری یا چوزہ مرغ
کی یخنی بناکر زچا کو پلاویں اور اوس یخنی میں دہنیا کم ڈالیں ایک وقت میں ایک چاء کے
کی پیالی کے اندازہ سے زیادہ نہ پلاویں تین روز تک دو وقتا یہی یخنی پلاتے رہیں اور اگر بیچ میں
زچا کو کچہہ اشتہا معلوم ہو تو وہی پانچ سات دانے منقے کے دیدیں اور پینے کے واسطے سونف
کا عرق کسی مٹی کے آبخورے وغیرہ میں ٹہنڈا کرکے پیاس کے وقت زچا کو پلاویں اور
جسکو پیاس زیادہ ہو عرق سونف کا گرمی کرتا ہو تو مکو اور گاوزبان کا عرق ملاکر پلاویں
غرضکہ سات روز تک کہانا اور پانی مطلق نہ دیں اس لئے کہ ابتدا میں رزق کہانے اور پانی
پینے سے مادہ فاسد حیض کا باقی رہجاتا ہے اور اس سے زچا کو بہت نقصان اور تکلیف
ہوتی ہے اور طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں خصوصاً مرض ریاح کے زیادہ پیدا ہوتے ہیں
پس جہاں تک ممکن ہو رزق اور پانی کی نہایت احتیاط رکہیں اکثر حکیموں سے ایسا سنا ہے
کہ اگر زچا چالیس روز تک پانی نہ پیوے تو اوسکو کوئی مرض ریاح کا نہیں ہوتا لیکن اتنا پرہیز کرنا

نہایت ہی مشکل ہے پس کم سے کم سات روز تک بہت احتیاط رکھیں جب آٹھواں روز ہو تو
اوسکو اس طرح سے غذا کہلاویں کہ نری بکری یا مرغ کے شوربے میں ایک یا دو پہلکے کا ثرید بنا کر دیں[۱]
اور چاول مطلق ندیں پانی کو سونے یا لوہے یا فقط اینٹ سے بجہا کر گنگنا گنگنا پلاویں ٹھنڈا اور کچا پانی
ندیں بجہا ہوا اور شہتا شہتا پانی پلانا چاہیئے اس لئے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے اکثر زچاؤں کو کوسر[۲]
ہو جاتی ہے اور سونے کا بجہا ہوا پانی زیادہ مفید ہوتا ہے اور یہ بہی چاہئے کہ اول روز زیادہ
پانی نہ پلاویں صرف کہانے کے وقت آدہے یا پون آبخورے سے زیادہ ندیں غرضکہ ایک دو روز
تک اس طرح پانی پلانا چاہیے کہ کہانیکے وقت تو پانی دیا جاوے پہر اگر بیچ میں زچا کو پیاس معلوم ہو
تو پانی ندیں عرق پلاویں اور دس روز تک یہ قاعدہ رکہیں کہ ایک بار پانی دیں تو دوسرے بار
عرق پہر دو بار پانی دیں تو ایک بار عرق غرضکہ پانی زچا کا بتدریج بڑہاویں یکبارگی نرے پانی پر
کفایت نکریں اور رات کو اگر زچا پانی مانگے تو عرق ہی پلاویں پانی ندیں اور بعد دس روز کے پہر
عرق پلانا موقوف کریں تازہ بجہا اور ٹھنڈک دور کیا ہوا پانی پلاویں رات کا بجہا اور ٹھنڈا ندیں
صبح اور شام دونوں وقت بیس روز تک اسی طرح کا پانی پلاویں بعد بیس دن کے پہر ٹھنڈے
پانی دینے کا مضائقہ نہیں لیکن کچا اور باسی پانی ندیں اور غذا میں چانول کم کہلاویں گہی اور
مٹہاس بہی زیادہ دینا نچاہیئے اور یہ احتیاط کہانے پینے میں ایک مہینے تک ضرور ہے پہر
اتنی احتیاط کی حاجت نہیں لیکن سرد اور ترش چیزوں سے دو چار مہینے تک پرہیز کرنا ضرور ہے
کہ اس سے خوف ورم وغیرہ کا ہے اور زچا کے سر میں تیل خوب ڈالیں اسلئے کہ خون
کے نکلجانے سے دماغ میں جو خشکی اور ضعف پیدا ہوا ہے اس تیل کے لگانے سے جاتا رہیگا
اور دماغ میں طاقت آویگی اور یہ بہی چاہیئے کہ زچا کی آنکہوں میں ہر روز کو را کاجل لگاویں کہ
اس سے آنکہوں کو قوت رہتی ہے اور زچا کے پیٹ پر کسی طرح کی مالش نکراویں کیونکہ
مالش کرنے سے سب رگ پٹہے نرم اور ڈہیلے ہو جاتے ہیں پہر ہر وقت حاجت پیٹ
ملوانے کی رہتی ہے اور کسی طرح کی دوا کا استعمال بہی مثل مشتری یا جہاڑ یا سمیٹ وغیرہ
کے نکراویں اس واسطے کہ جہاڑ وغیرہ کے استعمال سے رحم خراب ہو جاتا ہے اور سمیٹ
کے لینے سے دوسرے بار کے جننے میں عورت کو بہت تکلیف اور ایذا ہوتی ہے غرضکہ

[۱] یعنی روٹی کو شوربے میں اسقدر بہگوئیں کہ مانند حریرہ کے ہو جاوے [۲] نام بیماری ۱۲

بعد بچہ ہونے کے پھر کسی طرح کی دوا اور مالش پیٹ کی ہرگز نچاہیئے بلکہ قابلہ کو پھر کسی
طرح کی دستکاری ہی وغیرہ نکرنے دیں اور بے ضرورت قوی کے کوئی کام دائی کریگا قابلہ سے
نہ لیں اور بعد بچہ ہونے کے سات روز تک زچاکو نہ نہلاویں ساتویں روز اس طور سے کہ
چڑھتے دن گرم وقت نہار ہو نہ نہلاویں اور سر میں اوسکے پہلے خشخش پیسکر ملیں اور ہر جوڑ
پر ایک ایک زردی انڈیکی بعد اسکے نرے گرم پانی سے سر اوس کا دہوئیں پھر بادام اور
زعفران ملاکر زچاکے تمام بدن پر ملیں اور بابونے کو پانی میں جوش دیکر نرے اوس پانی سے اوسکے
تمام بدن کے ہر ہر جوڑ کو خوب دہاریں اور بندہی دہار سے پانی ڈالیں کہ اوس جوڑ پر زور
سے پڑے جب سب جوڑ دہار چکیں تو اوسی بابونے کے پانی کے چار پانچ لوٹے بھر کر
زچاکے زیر ناف اس طرح سے ڈالیں کہ اوسکی دہار زور سے زچاکے پیڑو پر معلوم ہو تاکہ
اوسکی گرمی سے آمد خون کی زیادہ ہو جاوے اور پانی بابونے کا اسقدر زیادہ رکھیں کہ دہارنے
وغیرہ میں کم نہ پڑے جتنا زیادہ دہارا جاویگا اوتنا ہی زچاکے جوڑوں کو مفید ہوگا لیکن جہانتک
ہوسکے نہلانے میں جلدی کریں مگر پہلے سے نہانے کی جگہہ کو کہ ہوا وہاں کی بند ہو آگ سے
خوب گرم کرلیں اور بعد نہلانے کے بھی کسی بند مکان میں ہوا سے بچاکر بٹھاویں اور انگیٹھی
وغیرہ بھی آگ سے بھر کر اوسکے پاس رکھدیں اور سر کے بالوں کو بھی جلدی سے خشک کرلیں اور
گرم کپڑے پہناویں بعد اسکے وہی غذا جو اول لکھی گئی یعنی شوربے میں پہلکا بھگو کر کہلاویں اور وہی
آدھا آبجوزہ بچے ہوئے پانی کا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے پلاویں بعد اسکے پیلے پکے پان کے بیڑے
میں زعفران یا مشک ڈالکر کہلاویں اور اسی طرح کا بیڑا نہانے میں بھی دیویں اور اسی قاعدے سے
پھر چلّے یعنے دسویں اور بیسویں اور چھبیسویں نہلاویں جب چالیسویں روز بڑا چلا ہو تو اوس دن اپنی
عادت قدیم کے موافق نہلاویں یعنی پھر حاجت ان دواؤں کی نہیں ہے لیکن سردی اور ہوا
وغیرہ کی احتیاط رکہنا ضرور ہے اسواسطے کہ جننے سے عورت ضعیف اور ناتوان بہت ہو جاتی ہے
اور ضعف کے سبب سے سردی وغیرہ جلد اثر کرتی ہے بعد بڑا چلا نہانے کے چاہیئے کہ دو رکعت
نماز شکرانے کی پڑہے اسلیئے کہ جب خدا تعالی نے ایسے صدمہ عظیم سے بچاکر اپنے فضل و کرم
سے صحت اور تندرستی عنایت کی کہ گویا دوبارا زندگی عطا فرمائی اوس اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا

اور اُس کی بندگی اور منت کرنا اور اوس سے عاجزی ظاہر کرنا اور اپنی اور اپنی اولاد کی صحت
اور زندگی کی دعا کرنا بہت ضرور ہے تاکہ ارحم الراحمین اسپر اور اسکی اولاد پر اپنی مہربانی فرماکر
دونوں کی عمر دراز کرے اور دنیا و آخرت کا چین اور آرام نصیب فرماوے اور یہ بھی زچا کو
چاہیئے کہ ولادت کے بعد سے بڑے چلّے تک خاوند کے پاس نہ جاوے یعنی صحبت نکرے
اگرچہ درمیان چلّے کے پاک بھی ہوجاوے لیکن صحبت سے بچنا چاہیئے اس لئے کہ چالیس روز
تک زچا کا رحم بہت نرم ہوتا ہے اور قربت کرنے میں اندیشہ اوسکی صلابت اور بیکلی وغیرہ کا ہے
یعنی اگر رحم پر کسی طرح کا صدمہ پہنچ جاویگا تو اوس سے طرح طرح کے امراض مثل صلابت رحم
اور بیکلی وغیرہ کے لاحق ہوجاوینگے اور ان مرضوں کی وجہ سے اکثر عورتیں تکالیف اور ایذا مین
گرفتار رہیں گی اور ہمیشہ کا دکھ پیچھے لگ جائیگا جس سے تمام عمر بیماروں کی طرح دوا اور
پرہیز ہی میں بسر ہوگی پس لازم ہے کہ جب تک بدن میں خوب طاقت نہ آجاوے صحبت
وغیرہ سے بچتی رہیں اور بعض عورتوں کو تو چالیس روز تک نفاس ہی رہتا ہے پس اس
حالت میں تو کسی طرح صحبت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ نزدیک شارع کے حیض اور نفاس
میں صحبت کرنا حرام ہے اور انتہا مدت نفاس کی چالیس دن مقرر ہیں زیادہ نہیں اور
کمی کے لئے کوئی زمانہ خاص معین نہیں پس بڑے چلّے کے اندر جب پاک ہوجاوے
یا یہ مدت پوری گذر جاوے حکم نفاس کا جاتا رہتا ہے پھر نماز روزہ منع نہیں بلکہ اوسی
وقت سے بعد غسل کے نماز شروع کرنا ضرور ہے چالیس روز کے پورے ہونے کا
انتظار نکرنا چاہیئے لیکن بلحاظ اُن نقصانوں کے جن کا حال اوپر مذکور ہوچکا ہے اس
مدت کے اندر خاوند سے قربت نکریں تاکہ ایذا اور تکلیف سے محفوظ رہیں اور سوائے اسکے
ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ بسبب کثرت امراض کے آیندہ کو اولاد ہونا موقوف ہوجاتا ہے
اور حال اون امراض کا جنسے ولادت کا ہونا بند ہوجاتا ہے الغات حمل کی فصل میں لکھا گیا

فصل بچے کے دودھ پلانیکے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ اگر بچے کو ماں کا دودھ پلانا منظور ہو تو ولادت سے چوتھے روز کہ وہی دن زچا کے

شوربا ملنے اور دودھ کے اترنے کا ہے اوّلاً کسی بڑی عمر کے دودھ پیتے بچے کو اوس کا دودھ پلواویں تاکہ وہ بچہ اوس جمے ہوے دودھ کو خوب چوس لے اگر کوئی ایسا دودھ پیتا بچہ نہ ملے تو دودھ کھینچنے کے شیشے سے جمے ہوئے دودھ کو نکال ڈالیں یا گرم پانی بوتل میں بھریں جب وہ گرم ہوجاوے خالی کرکے اوسی گرم بوتل کو جسکی بھاپ نہ نکلی ہو زچا کی چھاتیوں میں لگاویں تاکہ اوس میں سب جما ہوا دودھ جسکو ہندی میں چیکا کہتے ہیں کچھ آوسے پھر اس دودھ کے خوب صاف ہوجانے کے بعد اپنے بچے کو پلاویں غرضکہ جما ہوا دودھ یعنی چیکا ہرگز بچے کو نہ پلاویں اس لیئے کہ یہ دودھ اوسکو نہایت نقصان اور ضرر کریگا اگر ماں کو اپنا دودھ پلانا منظور نہید تو چاہیئے کہ اپنی چھاتی ہرگز بچے کے موہنہ میں نہ دے کیونکہ اوسکا موہنہ لگنے سے دودھ زیادہ اوترتا ہے پھر نہ پلانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے پس چاہیئے کہ بوتل وغیرہ سے اوس جمے ہوئے دودھ کو کھینچ ڈالیں اس واسطے کہ اوس کے رہنے سے چھاتیاں پک جاتی ہیں اور اس سے زچا کو بہت تکلیف ہوتی ہے اور پک جانے سے چھاتیاں بدہیئت بھی ہوجاتی ہیں اور دوبارہ جننے میں ان میں دودھ بھی کم ہوتا ہے پس بعد نکال ڈالنے چیکے کے لیپ دودھ کے خشک کرنیکا لگائیں اور اسکے لئے سونف یا ملتانی مٹی کا لیپ کرنا بہت مفید ہے اُلٹی انگیا کا پہننا اور مسور کا لیپ بھی دودھ خشک کرتا ہے مگر اسکے لیپ میں یہ نقصان ہے کہ دوسرے وقت کے جننے میں دودھ کم ہوجاتا ہے اس واسطے سونف یا ملتانی مٹی ہی کا لیپ کریں کہ اوس میں کوئی نقصان نہیں جب انا کا دودھ پلوانا منظور ہو تو اس امر کا خیال رکھنا ضرور ہے کہ جس عورت کو واسطے دودھ پلانے کے مقرر کریں اول اوسکا دودھ دیکھ لیں اگر اچھا ہو تو اوسی عورت سے پلواویں ورنہ بعد شناخت کے جسکا دودھ بہتر ہو اوس سے پلواویں پہچان عمدگی کی یہ ہے کہ نیلا اور پتلا خوب صاف ہو زرد اور گاڑھا اوس میں کسی طرح کی چکنائی خواہ پھٹکی یا جالا وغیرہ نہو اور یہی دودھ کے اچھے ہونے کی پہچان ہے کہ اوس میں ایک جوں ڈالدیں اگر زندہ رہے اور تیر جاوے تو جانیں کہ یہ دودھ اچھا ہے پس وہ بچے کو پلانا چاہیئے اگر وہ جوں مر جاوے تو اچھا نہیں پس ایسا دودھ ہرگز نہ پلاویں کہ بہت نقصان کرتا ہے اور لڑکے کو لڑکی والی کا اور لڑکی کو لڑکے والی کا دودھ پلانا مفید ہے اور اس کا لحاظ بھی چاہیئے کہ انا جوان ہو بیس

پچیس برس کی عمر سے زائد نہو اس واسطے کہ جوان عورت کا دودہ بوڑہی عورت کے دودہ سے زیادہ قوت اور طاقت رکہتا ہے اور بچے کے لیئے نہایت مفید ہے اور دودہ بہی اوسکا تازہ ہو یعنی بچہ اوسکا چہہ سات مہینے سے زیادہ کا نہو اسلیئے کہ بڑے بچے کی ماں کے دودہ کم ہوتا ہے اور اوس سے دو بچوں کا پیٹ بہرنا مشکل ہے آور یہ بہی ضرور ہے کہ بچے کو رذیل اور بدخلق اور احمق اور فاحشہ اور بیحیا عورتوں کا دودہ نہ پلاویں کیونکہ دودہ بدن میں تاثیر کرتا ہے اور اوسکا اثر بہت ہوتا ہے چنانچہ یہی مضمون تفسیر زاہدی میں لکہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی اولاد کو احمق اور فاحشہ عورتوں کے حوالے نہ کیا کرو اور نہ اون کا دودہ پلوایا کرو اسواسطے کہ دودہ بدن میں تاثیر کرتا ہے اور بچے کو اوس کا اثر بہت ہوتا ہے حاصل یہ کہ جب کوئی عورت دودہ پلانے کے لیئے مقرر کریں تو ان شروط مذکورہ کا ضرور خیال رکہیں یعنی وہ عورت اچہے اور تازے دودہ کی جوان اور شریف پرہیزگار خوش خلق اور حیادار ہو پہر جب ایسی آنا سے دودہ پلوانے کا قصد ہو تو دو ایک روز پیشتر دودہ پلانے سے غذاے لطیف اور زود ہضم مثل ہتولی یا ثرید یا کہچڑی کے کہلا دیں لیکن کہچڑی اور ہتولی شوربے کے ساتہ دینا چاہیئے مگر یہ شوربا بوڑہی بکری گاے بہیڑ وغیرہ کا نہو کیونکہ یہ سب دیر ہضم اور بادی ہوتے ہیں اور اسی طرح ہمیشہ آنا کو ثقیل اور بادی چیزیں مثل گاے کے گوشت اور بیگن وغیرہ کے نہ کہلادیں اور سرد اور ترش چیزیں بہی نہ دیں اس لیئے کہ یہ سب چیزیں بچے کو ضرر کرتی ہیں مرچ اور گہی بہی کم دینا چاہیئے مٹہاس اور دودہ چوتہے پانچویں دن آنا کے کہانے میں اگر دیا جاوے تو کچہہ قباحت نہیں مگر یہ چیزیں آنا کو کثرت سے دینا نہ چاہئیں کیونکہ بہت شیرینی کہانے سے بچے کے پاخانے کی جگہہ ایک قسم کے کیڑے باریک باریک پیدا ہو جاتے ہیں جسکو ہندی میں چنچنے کہتے ہیں اور اوس سے بچے کو ایذا اور تکلیف بہت ہوتی ہے کہ پاخانے کا مقام سرخ ہو جاتا ہے اور اوس جگہہ خارش بہت ہوتی ہے اور دودہ کے بہت استعمال کرنے سے کہانسی اور زکام اور آنکہیں دُکہنے کا اندیشہ ہے غرضکہ دودہ پلانیوالیونکو سب چیزوں سے جو اوپر مذکور ہوئیں پرہیز کرنا ضرور ہے آور یہ بہی لازم ہے کہ پانی کے بڑے بڑے گہونٹ نہ پییں اور بہت گرم کہانا بہی نہ کہاویں اور قابض چیز کے کہانے سے پرہیز کریں سرد ہوا اور سردی سے خصوصاً

بارش اور سردی کے موسم میں نہایت احتیاط رکہیں اسواسطے کہ ابر اور بارش کی فصل میں
ایسی چیزوں کے کہانے سے بچے کو اندیشہ مہلک بیماری کا ہوتا ہے یعنے اکثر بچوں کو پسلی
کا مرض جس کو عورتیں بادلوں کی بیماری کہتے ہیں ہوجاتا ہے اور اس سے بچہ بہت کم بچتا ہے
اور یہ بہی چاہیئے کہ سردی اور بارش میں نہانے سے بہت بچیں یعنی جس دن سردی زیادہ
یا مینہہ برستا ہو اوس دن ہرگز نہ نہاویں جب پانی تہم جاوے دہوپ نکل آوے گرمی کا وقت ہو
اوس وقت نہاویں اور گیلے بال بچے کو دودہ نہ پلاویں جب بال خشک ہوجاویں تو پہلے تہوڑی
سی روٹی کہالیں پہر دودہ پلاویں اور جب خوب بہوک لگے اوس وقت کہانا کہاویں کیونکہ
بے بہوک کہانے سے اندیشہ سوء ہضمی کا ہوتا ہے اور دودہ پلانے والی کی سوء ہضمی سے بچے کو
بہی نقصان ہوتا ہے اسواسطے اوس کو زود ہضم اور ہلکی اور نرم چیزیں مثل پہلی اور کہچڑی
اور روٹی بکری کے شوربے کے ساتہ کہلاتے ہیں تاکہ سوء ہضمی کے ضرر سے وہ اور بچہ دونوں
محفوظ رہیں دودہ پلانے کے زمانہ میں اگر کوئی دودہ پلانے والی حاملہ ہوجاوے تو اوسکا دودہ ہرگز
ہرگز بچے کو نہ پلاویں کیونکہ یہ دودہ چپکا ہوجاتا ہے اور ایسا دودہ بچے کو نہایت نقصان کرتا ہے
اور اسی طرح بیماری کی حالت کا دودہ بہی نہایت مضر ہے پس جبتک بچہ دودہ پیئے دودہ پلانے
والی اور بچے کے ماں باپ کو ان سب باتوں کا جو اوپر گزرچکیں خیال رکہنا ضرور ہے اور
مدت دودہ پلانے کی اکثر علماء کے نزدیک دوسال مقرر ہیں اس لیئے کہ دوسرے پارے
میں قرآن شریف کے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَالْوَالِدَاتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ یعنی
لڑکے والیاں دودہ پلاویں اپنی اولاد کو دوبرس پورے اور یہ مدت اکثر ہے اس لیئے کہ آگے
فرمایا ہے لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ یعنی دوسال تک دودہ پلانا اوسکے واسطے ہے جو پوری مدت
تک پلانا چاہے اس سے معلوم ہوا کہ دوبرس سے کم بہی پلانا درست ہے چنانچہ
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عورت نو مہینے میں جنے تو اکیس مہینے
دودہ پلانا کافی ہے اور جب سات مہینے میں جنے تو تیئیس مہینے اور چہہ مہینے میں جنے تو پورے
دوبرس دودہ پلاوے اس لیئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا یعنی حمل اور دودہ
پلانے کی مدت تیس مہینے ہیں پس اکثر مدت اسکی دوسال ہے اور کم موافق اوپر کے تفصیل کے

اکیس اور تیئیس جہینے ہیں اور امام اعظم رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق مدت رضاعت کی اڑہائی برس
ہیں اس لیئے کہ قران مجید میں اللہ جل شانہ نے حَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا فرمایا ہے پس حمل وفصال
دو چیزیں ذکر فرمائیں اور ان دونو کے واسطے ایک مدت مقرر کی تو ہر ایک کے لیئے پوری مدت
چاہیئے اور وہ نہیں مگر اڑہائی برس لیکن کم ہونا حمل کی مدت کا اڑہائی برس سے آنکے نزدیک عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث[۱] سے ثابت ہے غرضکہ انہیں مدتوں کے اندر دودہ چھوڑانا چاہیئے یعنی
اگر بچہ قوی ہو تو پونے دو برس تک پلادیں اور اگر ضعیف ہو تو دو برس پورے کرلیں اور اگر ایسی
ہی شدید ضرورت ہو تو مجبوری سے امام اعظم صاحب کے قول کے موافق اڑہائی برس تک دودہ پلادیں
زیادہ اس سے نہ بڑہادیں اگرچہ بعض عالموں کے نزدیک رضاع کی مدت تین برس اور سات برس بہی ہے

باب چہارم
فصل عقیقے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ عقیقہ لیا گیا ہے عق سے عق کے معنی عربی زبان میں چیرنے کاٹنے کے ہیں اسی
لیئے شرع کی بول چال میں عقیقہ اوس قربانی کو کہتے ہیں جو کہ ساتویں دن بچے کی پیدایش سے
ذبح کی جاتی ہے اور کبھی عقیقہ بچے کے بالوں کو بھی کہتے ہیں اسمیں علماء کا اختلاف ہے کہ عقیقہ
واجب ہے یا سنت یا مستحب علماء ظاہریہ یعنی جو لوگ ظاہر حدیث پر عمل کرتے ہیں اور
حسن بصری رضی اللہ عنہ عقیقے کو واجب کہتے ہیں ایسے ہی امام احمد رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں
واجب ہے اور جمہور اہل بیت اور ان کے سوا اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے اور امام اعظم
رضی اللہ عنہ کے نزدیک نہ فرض ہے نہ سنت بعض کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک نفل ہے
امام شافعی اور امام مالک فرماتے ہیں کہ عقیقہ مستحب ہے اس لئے کہ امام احمد اور ابوداود

[۱] لفظ اوس کے یہ ہیں قالت عائشۃ الولد لا یبقی فی البطن اکثر من سنتین و لو بظل مغزل الدارقطنی [illegible] بنت سعید عنہا کا تبقی المراۃ فی الحمل علی سنتین قدر ما یتحول ظل عمود المغزل و اخرج من طریق [illegible] ہذا الحدیث فقال من یقول ہذا ہذہ جارتنا امراۃ محمد بن عجلان تحمل [illegible] اربع سنین قال البیہقی [illegible] امراۃ المفقود اربعۃ اعوام یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچہ دو برس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہتا [illegible] سایہ کے [illegible] دارقطنی نے جمیلہ بنت سعد کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ [illegible] اوس چیز کے [illegible] اور روایت کی دارقطنی نے ولید بن مسلم کے طریق سے انہوں نے کہا [illegible] اس حدیث کا حال امام مالک سے پوچھا انہوں نے فرمایا یہ کون کہتا ہے یہ ہماری پڑوسن محمد بن عجلان کی بی بی [illegible] چار برس کا [illegible] بیہقی نے لکہا ہے [illegible] اس قول کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول کہ انتظار کرے مفقود کی عورت چار برس کا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے [illegible] ذکر کیا ہے ۱۲

نسائی نے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِیْقَۃِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ وَکَاَنَّہٗ کَرِہَ الْاِسْمَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا نَسْئَلُکَ عَنْ اَحَدِنَا یُوْلَدُ لَہٗ قَالَ مَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّنْسُکَ عَنْ وَّلَدِہٖ فَلْیَفْعَلْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُکَافَئَتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ یعنی عمرو کے دادا کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیقے سے پوچھے گئے آپ نے فرمایا میں عقوق کو دوست نہیں رکھتا گویا اس نام کو مکروہ رکھا لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ ہم میں سے کسیکے یہاں بچہ پیدا ہو فرمایا جو شخص تم میں سے دوست رکھے کہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرے تو اسے چاہیئے کہ کرے لڑکے سے دو بکریاں برابر اور لڑکی سے ایک بکری اس حدیث شریف سے عقیقے کا مستحب ہونا صاف ظاہر ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو آپ یہ لفظ نہ فرماتے کہ جو شخص تم میں سے دوست رکھے کرے بلکہ صاف صریح امر فرماتے رہیں وہ حدیثیں جنمیں لفظ رہن یا امر ہے سو رہن سے وجوب نہیں نکلتا اوس کے اور معنی ہیں اور بدلیل حدیث مذکور کے امر وجوب کے واسطے نہیں ہے بلکہ امر استحبابی ہے جیسا کہ بخاری نے سلمان بن عامر ضبی سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِیْقَۃٌ فَاَہْرِیْقُوْا عَنْہُ دَمًا وَّاَمِیْطُوْا عَنْہُ الْاَذٰی یعنی سلمان نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے ساتھ پیدا ہونے لڑکے کے عقیقہ ہے پس ذبح کرو اوسکی طرف سے جانور اور دور کرو اس سے ایذا یعنی بال سر کے اور میل وغیرہ وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَہَنٌ بِعَقِیْقَتِہٖ یُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ السَّابِعِ وَیُسَمّٰی وَیُحْلَقُ رَاْسُہٗ یعنی حسن بصری سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لڑکا گرو ہے بسبب یا بدلے اپنے عقیقے کے ذبح کیا جاوے اوس سے ساتویں دن اور نام رکھا جاوے یعنی ساتویں دن اسیطرح یعنے ساتویں دن مونڈا جاوے سر اوسکا اس حدیث کو احمد و ترمذی و ابو داود و نسائی نے روایت کیا مگر روایت ابو داود و نسائی میں مُرْتَہَنٌ کی جگہہ رَہِیْنَۃٌ ہے اور ایک روایت احمد و ابو داود میں بجائے وَیُسَمّٰی کے لفظ یُدْمٰی ہے ابو داود نے کہا لفظ وَیُسَمّٰی صحیح تر ہے رہن کے معنے میں علماء کا اختلاف ہوا اکثر نے یہ کہا کہ بچہ منع کیا گیا ہے شفاعت کرنے سے والدین کے حق میں یعنی جس بچے کا عقیقہ نہوا

اگر چھٹپنے میں مر جاویگا تو وہ قیامت کے دن ماں باپ کی شفاعت نہ کریگا امام احمد رضی اللہ عنہ کا
یہی قول ہے بعض نے یہ کہا کہ بھلائیوں اور سلامتی آفات اور زیادتی نشو ونما سے
روکا گیا ہے یعنی جب تک اوسکا عقیقہ نہ ہوگا اکثر علیل و بیمار رہیگا بعض نے یہ کہا کہ اذی و پلیدی
کے ساتھ گرو ہے جیسا کہ پہلی حدیث میں گزرا اَمِیْطُوْا عَنْہُ الْاَذٰی یعنی بال اور میل کچیل وغیرہ
اس سے دور کرو پچھلی حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ ولادت سے ساتویں دن عقیقہ
کرنا چاہیے اگرچہ علما نے اسکی مدت بھی زیادہ کردی ہے یعنی یوں لکھا ہے کہ اگر کسی
ضرورت سے بچے کا عقیقہ ساتویں روز نہ ہو سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن کرے اگر
ان دنوں میں بھی نہ ہو سکے تو جب ممکن ہو اوسوقت کردے مگر اس قول پر کوئی دلیل
صریح حدیث سے معلوم نہیں ہوتی پس ساتویں ہی دن عقیقہ کرنا اولی افضل ہے گو
کسی ضرورت قوی سے تاخیر بھی جائز ہو مثلا بچہ کچھہ ایسا بیمار و علیل ہوگیا کہ اوس کے
سر کو پانی لگانا ضرر کرتا ہے تو چودھویں یا اکیسویں روز اوسکا عقیقہ کرنا مضائقہ نہیں لیکن
جہانتک ہو سکے چلّے کے اندر ہی عقیقہ کردے زیادہ دیر نہ کرے اور بغیر ضرورت قوی کے
ساتویں روز عقیقے کا نہ ٹالے یعنی جب ولادت کو چھہ روز گزر جاویں تو ساتویں روز
بچے کو نہلا کر مسلمان نائی سے اوسکا سر منڈوادے نہ ہندو سے اور اسی دن عقیقے کا جانور
بھی ذبح کرے کیونکہ حدیث مذکورہ میں مراد ذبح سے یہی عقیقے کا جانور ہے اور اسی دن بچے
کا نام رکھنا بھی سنت ہے اس لئے کہ یہ بھی اوسی حدیث سے ثابت ہے غرضکہ ان سب
امور کے ادا کرنے کا حکم ساتویں ہی دن آیا ہے بغیر ضرورت کے اوسی روز کرنے چاہئیں تاکہ
خلاف سنت کے نہو گو ذبح کرنا جانور کا بچے کے سر منڈانے کے وقت چاہیے اگر لڑکا ہو تو دو
بکریاں ذبح کرے اور جو لڑکی ہو تو ایک نر ہو یا مادہ یعنی یہ خیال کرنا ضرور نہیں کہ بیٹی کی طرف سے
بکری ہو اور بیٹے کی طرف سے بکرا چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف میں آیا ہے جس کو ابو داود
و ترمذی و نسائی نے روایت کیا ہے عَنْ اُمِّ کُرْزٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِیَۃِ شَاۃٌ وَلَا یَضُرُّکُمْ ذُکْرَانًا کُنَّ اَمْ اِنَاثًا یعنی ام کرز سے
روایت ہے انہوں نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے

لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے یعنی عقیقے میں اور ضرر نہیں
کرتا تم کو یہ کہ وہ نر ہوں یا مادہ یعنی یہ دھیان نہ کرو کہ لڑکے کی طرف سے نر چاہییں اور لڑکی
کی طرف سے مادہ پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقیقے میں جانور کے نر مادہ ہونے کی کچھ قید
نہیں صرف لڑکے کی طرف سے دو جانور کا ذبح کرنا سنت معلوم ہوتا ہے مگر بعض علمانے یہی
لکھا ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا افضل ہے اگر کوئی
شخص لڑکے کی طرف سے عقیقے میں ایک ہی بکری ذبح کرے تو بھی درست ہے جیسا کہ
ابو داود نے روایت کیا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَقَّ
عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ کَبْشًا کَبْشًا وَعِنْدَ النَّسَائِیِّ کَبْشَیْنِ کَبْشَیْنِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ ذبح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن اور امام حسین
رضی اللہ عنہما کے عقیقے میں ایک ایک دنبا اور نسائی کے نزدیک دو دو دنبے اس سے یہ بھی معلوم
ہوا کہ عقیقے میں بکری کی تخصیص نہیں ہے چاہے بکری ذبح کرے چاہے دنبہ اور عقیقے میں بھیڑ
ذبح کرنا بھی درست ہے لیکن حنفیہ کے نزدیک بکری اور بھیڑ ایک سال سے اور دنبا چھ مہینے سے
کم کا نہ ہو اور کچھ عیب دار بھی نہ ہو یعنی لنگڑا لولا اندھا یا بہت دبلا بھی نہ ہو بلکہ جو شرطیں اور صفتیں قربانی
کے جانور میں چاہییں اول سب کا عقیقے کے جانور میں ہونا بھی ضرور ہے جب بچے کا سر منڈا چکے
تو اس کے بال کے ہموزن چاندی خیرات کرے علما نے سونا دینا بھی جائز لکھا ہے یعنی اگر
کسی کو مقدور ہو اور وہ بچے کے بالوں کی برابر سونا خیرات کرے تو کچھ مضائقہ نہیں مگر امام حسن
رضی اللہ عنہ کے بالوں کے ہموزن چاندی ہی دی گئی تھی جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ
عَنِ الْحَسَنِ بِشَاۃٍ وَّقَالَ یَا فَاطِمَۃُ احْلِقِیْ رَأْسَہٗ وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَۃِ شَعْرِہٖ فِضَّۃً فَکَانَ وَزْنُہٗ دِرْھَمًا اَوْ بَعْضَ
دِرْھَمٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ وَاِسْنَادُہٗ لَیْسَ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِیِّ بْنِ حُسَیْنٍ
لَمْ یُدْرِکْ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ یعنی روایت ہے محمد بن علی بن حسین سے یعنی امام محمد باقر بن امام
زین العابدین بن امام حسین شہید علیہم السلام سے کہ نقل کی علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے
کہ کہا عقیقہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسن کی طرف سے ساتھ

ایک بکری کے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فاطمہ مونڈ تو سر اوس کا اور
اللہ دے ہموزن اوسکے بالوں کے چاندی پس وزن کیا ہم نے بالوں کو تو اون کا وزن ایک درہم
یا درہم سے کم تہا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور اسناد اسکی
متصل نہیں ہے اس لیئے کہ محمد بن علی بن حسین نے علی بن ابی طالب کو نہیں پایا پس
اس حدیث سے چاندی دینے کا حکم ثابت ہوتا ہے اور میرے نزدیک یہی اولی ہے اس لئے
کہ سونا دینے میں ایک طرح کا فخر اور تکبر معلوم ہوتا ہے اور اہل بیت سے بڑہکر مرتبے میں کسی
کی اولاد نہیں ہے پس جو اون کے واسطے ہوا ہے وہی کرنا افضل ہے اور اعلی ہے پہر اوسکے
بالوں کو زمین میں دفن کردے یا دریا میں ڈالدے اور سر منڈانے کے بعد کوئی خوشبودار چیز
مثل زعفران وغیرہ کے بچے کے سر پر ملدے کہ یہ سنت ہے جانور کا خون نہ ملے کیونکہ یہ
رسم جاہلیت کی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے عَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ کُنَّا فِی الْجَاہِلِیَّۃِ اِذَا وُلِدَ لِاَحَدِنَا غُلَامٌ
ذَبَحَ شَاۃً وَلَطَخَ رَأْسَہٗ بِدَمِہَا فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ کُنَّا نَذْبَحُ الشَّاۃَ یَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ رَأْسَہٗ وَنَلْطَخُہٗ بِزَعْفَرَانٍ رَوَاہُ
اَبُوْدَاؤدَ وَزَادَ رَزِیْنٌ وَنُسَمِّیْہِ یعنی کہا بریدہ نے جاہلیت میں ہماری یہ عادت تہی کہ جب پیدا ہوتا کسی
کے یہاں ہم میں سے لڑکا تو وہ بکری کو ذبح کرتا اور اسکا خون بچے کے سر سے لگاتا پہر جب
اسلام آیا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرتے ہیں اور بچے کا سر مونڈتے ہیں اور اسکے سر کو زعفران
لگاتے ہیں روایت کیا اسکو ابوداود نے اور رزین نے وَنُسَمِّیْہِ کا لفظ زیادہ کیا یعنی ساتویں ہی دن
ہم اوس کا نام رکہتے ہیں زعفران ملنے سے یہ بہی فائدہ ہے کہ بچے پر خوف سردی کا نہیں ہوتا ہے
عقیقے کے جانور کو اگر بچے کا باپ خود ہی ذبح کرے تو بہت بہتر ہے اگر باپ نہو تو اور کنبے کے
لوگ مثل دادا یا چچا وغیرہ کے اوس جانور کو ذبح کردیں اور غیر شخص کا ذبح کرنا بہی درست ہے لیکن کنبے والے افضل ہیں
اور یہ جو مشہور ہے کہ عقیقے کے جانور کا گوشت بچے کے ماں باپ دادی دادا نانی نانا نہ کہاویں
سو غلط ہے اس لئے کہ شرع شریف میں اس گوشت کے کہانے سے گہر والوں یعنی ماں
باپ اور رشتے داروں اور برادری والوں اور دوستوں وغیرہ کسی کو ممانعت نہیں آئی ہے
ان سب لوگوں کو اسکا کہانا درست ہے لیکن اس گوشت میں سے ایک تہائی حصہ
خیرات کردے اور دو حصے گہر اور برادری اور دوستوں وغیرہ میں تقسیم کرے کچا بانٹے یا

کہانا پکاکر کہلاوے دونو طرح درست ہے دائی اور نائی کا اس گوشت میں کچہہ حق اور حصہ شرع سے مقرر نہیں اپنی طرف سے اگر ان کو بہی تہوڑا سا دیدے تو کچہہ مضائقہ نہیں مگر جیسا کہ مشہور ہے کہ سر اور ران حق نائی اور دائی کا ہے سو حدیث صحیح سے اس کی کچہہ اصل نہیں اسی طرح عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا کسی حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں ہاں مراسیل ابوداود میں جعفر بن محمد کی روایت سے قابلہ کو عقیقے کی بکری کے پائے دینا اور اوسکی ہڈی نہ توڑنا معلوم ہوتا ہے اسی لئے امام شافعی اور امام احمد اس طرف گئے ہیں کہ عقیقے کے جانور کی ہڈی نہ توڑنا مستحب ہے اور انکے سوا اور لوگ اس طرف گئے ہیں کہ ہڈیوں کا توڑنا مستحب ہے۔

فصل بچے کے نام رکہنے کے بیان میں

ماں باپ کو لازم ہے کہ جب بچے کا نام رکہنا منظور ہو تو اچہا نام تجویز کریں بلکہ اگر نبیوں کے نام پر اپنی اولاد کا نام رکہیں جیسے ابراہیم ایوب موسی اسحق اور اونکی عورتوں کے نام پر جیسے سارہ ہاجرہ بلقیس وغیرہ جو نبیوں کی بیبیوں اور بیٹیوں کے نام تہے اپنی لڑکیوں کے نام رکہیں تو بہتر ہے صحابہ اور صحابیات کے نام پر بہی نام رکہنا بہت اچہا ہے جیسے ابوبکر صدیق عتیق عمر عثمان طلحہ سعد انس جابر سہل وغیرہ لڑکوں کے واسطے اور اسماء سلمہ وغیرہ جو صحابیات کے نام ہیں عورتوں کیلئے اور اہل بیت کے نام پر بہی جیسے حسن حسین جعفر باقر حمزہ عباس وغیرہ لڑکوں کے نام رکہنا اولی ہے اور لڑکیوں کے واسطے زینب رقیہ کلثوم فاطمہ عائشہ صفیہ جویریہ خدیجہ وغیرہ نام رکہنا انسب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں پر کہ علمانے قریب چار سو کے لکہے ہیں اپنی اولاد کے نام رکہنا نہایت بہتر اور مبارک ہے جیسے محمد احمد محمود حامد وغیرہ حضرت کے نام کی ایک ادنی برکت یہ بہی ہے کہ جس کے گہر بیٹا نہو تا ہو وہ ابتداے حمل سے چار مہینے کے اندر اپنی بی بی کے پیٹ پر ہاتہہ رکہکے یہ کہے کہ جو بچہ اس پیٹ میں ہے اوسکا نام میں نے محمد رکہا تو انشاء اللہ تعالی وہ بچہ نر پیدا ہوگا اور زندہ رہیگا اس عمل کا تجربہ اکثر بزرگوں نے کیا ہے[1] اور جس نام میں لفظ عبد کا اللہ تعالی کے نام کے ساتہ جمع ہو وہ نام سب سے زیادہ افضل ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے

[1] سخاوی رحمہ اللہ نے اپنے فتاوے میں ایسا ہی لکہا ہے ۱۲

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَائِكُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق دوست تر تمہارے ناموں میں اللہ کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں روایت کیا اسکو مسلم نے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے نام بہت پسند ہیں پس چاہیے کہ اپنی اولاد کے نام اسی طرح کے رکھیں یعنی اگر لڑکا ہو تو عبد اللہ عبد الرحمن عبد الرحیم عبد العزیز عبد القیوم وغیرہ جتنے نام اللہ عزوجل کے ہیں انپر لفظ عبد کا بڑہا دیں اور اگر لڑکی ہو تو اللہ پاک کے نام سے پہلے لفظ اَمَۃ کا زیادہ کر دیں جیسے اَمَۃُ اللہ اَمَۃُ الرحیم اَمَۃُ السلام اَمَۃُ الرحمن اسلیئے کہ عبد کے معنی غلام کے ہیں اور اَمَہ کے معنی لونڈی کے اور اللہ ہی کے سب لونڈی غلام ہیں پس اپنے مالک ہی کی طرف نسبت کرنا زیبا ہے غیر کی طرف منسوب کرنا اور اسکی لونڈی غلام بننا بنانا جائز نہیں یعنی ایسے نام نہ رکھیں کہ جن میں لفظ بندہ یا عبد کا مخلوق کی طرف منسوب ہو جیسے اکثر نادان لوگ مثل بندہ علی عبد الحسین عبد النبی غلام محی الدین غلام چشتی غلام جیلانی وغیرہ کے نام رکھتے ہیں اور جو لوگ ایسے نام رکھتے ہیں کہ انمیں بندے کی بخشش کی طرف نسبت ہوتی ہے جیسے سالار بخش مدار بخش نبی بخش سو یہ خالی شرک سے نہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو طاقت بخشنے کی نہیں پس قادر بخش خدا بخش الٰہ بخش مولیٰ بخش نام رکھنے میں کیا قباحت و نقصان ہے پیغمبروں علیہم السلام اور انکی آل و اصحاب و صحابیات و اولیا و صالحین رضی اللہ عنہم کے اسما کیا کم ہیں جو مدار بخش سالار بخش وغیرہ مشرکوں کے سے نام رکھنے لگے غرضکہ ایسے نام رکھنا کہ جنکے معانی میں شرک نکلتا ہو شرعاً منع ہے اور اسکے سوا جن ناموں کے معنوں میں برائی ہو انکا رکھنا بھی جائز نہیں جیسے اجدع کہ اصل لغت میں کان اور ناک ہاتھ اور ہونٹ کٹے ہوئے کو کہتے ہیں اور ایک شیطان کا بھی نام ہے جیسا کہ ابو داود و ابن ماجہ نے روایت کیا ہے عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْاَجْدَعُ شَيْطَانٌ یعنی مسروق سے روایت ہے کہ کہا ملاقات کی میں نے حضرت عمرؓ سے انہوں نے فرمایا تو کون ہے میں نے کہا میں مسروق اجدع کا بیٹا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اجدع شیطان ہے اسی طرح حزن نام رکھنا نہ چاہیے

کیونکہ حزن اصل میں زمین سخت کو کہتے ہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس نام
کو تغیر فرمایا جیسا کہ بخاری نے روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ
إِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ جَدَّهُ حَزَنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا
اسْمُكَ قَالَ اِسْمِيْ حَزَنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا اَنَا بِمُغَيِّرٍ اِسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ
فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ یعنی روایت ہے عبد الحمید بن جبیر بن شیبہ سے کہ کہا میں بیٹھا تھا
سعید بن مسیب کے پاس پس سعید نے میرے روبرو حدیث بیان کی کہ میرے دادا کا
نام حزن تھا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے آپ نے فرمایا تیرا کیا نام ہے
اُنہوں نے کہا میرا نام حزن ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام سہل ہے اوہنوں نے کہا میں اُس
نام کو نہیں بدلتا جسکو میرے باپ نے رکھا سعید بن مسیب کہتے ہیں ہمارے خاندان میں اتبک
سختی رہی یعنی اوس نام کی شومی باقی رہی اگر حسب فرمودہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس
نام کو بدلکر سہل رکھہ لیتے تو ہمیشہ ہمیشہ کو برکت وخوبی حاصل ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی برا نام سنتے تو فوراً اوسکو بدل دیتے تہے جیسا کہ اس حدیث
میں آیا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی کہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بدل دیتے تہے برے نام کو روایت کیا اسکو ترمذی نے عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا
عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ یعنی روایت ہے ابن عمرؓ سے
کہ مقرر ایک بیٹی تھی حضرت عمرؓ کی کہ کہا جاتا تھا اوسکو عاصیہ یعنی گنہگار پس نام رکھا اوسکا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جمیلہ روایت کیا اسکو مسلم نے اسی طرح اور کئی حدیثوں سے تغییر کردینا برے
ناموں کا ثابت ہے جیسا کہ اس حدیث میں وارد ہوا ہے عَنْ بَشِيْرِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَمِّهِ اُسَامَةَ
بْنِ اَخْدَرِيٍّ اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ اَصْرَمُ كَانَ فِي النَّفَرِ الَّذِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ
لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ
وَقَالَ غَيَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِسْمَ الْعَاصِ وَعَزِيْزٍ وَعَتَلَةَ وَشَيْطَانٍ وَالْحَكَمِ وَغُرَابٍ وَ
حُبَابٍ وَشِهَابٍ وَقَالَ تَرَكْتُ اَسَانِيْدَهَا لِلْاِخْتِصَارِ یعنی روایت ہے بشیر بن میمون تابعی سے

اونہوں نے اسامہ ابن اخدری اپنے چچا سے جو صحابی ہیں یہہ نقل کیا کہ ایک شخص تہا اوسکو
اصرم کہتے تہے اوس جماعت میں تہا جو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آئی آپ نے اُس سے
فرمایا تیرا کیا نام ہے اوس نے عرض کیا کہ میرا نام اصرم ہے آپ نے فرمایا بلکہ تیرا نام زرعہ ہے
یعنی چونکہ اصرم مشتق صرم سے ہے جس کے معنے قطع اور درخت کاٹنے کے ہیں اس لیے اسکو
آپ نے ناپسند فرمایا اوس کے بدل میں زرعہ نام رکہا جو زراعت سے مشتق ہے اور زراعت مشعر
جود وخیر و برکت کی ہے روایت کیا اوسکو ابوداود نے یعنی بطریق تعلیق کے اور کہا کہ بدل دیا آپ نے
عاص وعزیز وعتلہ وشیطان وحکم وغراب وحباب وشہاب کے ناموں کو اور کہا ابوداود نے کہ اختصار
کے لیے میں نے ان حدیثوں کی اسناد ذکر نہیں کی جن میں ان ناموں کا تغیر واقع ہوا ہے پس بدل دیا
آپ نے عاص کو جو مخفف ہے عاصی کا کیونکہ معنی عاصی کے نافرمان اور گنہگار کے ہیں اور عزیز
کو اس لیے بدلا کہ ایک تو یہہ اسم الہی ہے سو بندیکو چاہیئے کہ عبدالعزیز نام رکہے خود عزیز نہ بنے دوسرے
اسکے معنی میں عزت وغلبہ ہے سو بندیکو خشوع خضوع چاہیئے نہ عزت وکبر اور تغیر کیا عتلہ کو اس واسطے کہ
اوسکے معنی غلظت اور شدت کے ہیں اور حکم کو اس لیئے بدلا کہ حکم مبالغہ حاکم کا ہے اور حاکم حقیقی
سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہیں ہے اوسی کی خلق اوسی کا امر ہے اور غراب کو بہی اس لیے بدل
دیا کہ کوّے کو کہتے ہیں اور کوّا جانوروں میں پلید ہے مردار اور نجاست کہاتا ہے اور حل وحرم میں
مارا جاتا ہے اور اس کے معنی دور ہونے کے بہی ہیں اور بدل دیا حباب اور شہاب کو بہی اسلیئے
اول نام شیطان کا ہے اور سانپ کو بہی کہتے ہیں اور دوسرا یعنی شہاب آگ کے بہڑکتے شعلے
کو کہتے ہیں غرضکہ ایسے نام کہ جن کے معنوں میں برائی ہو نہ رکہنے چاہییں بلکہ اونکا تغیر کرنا مستحب ہے
اور ایسے نام رکہنا بہی درست نہیں کہ جن میں ایک طرح کی عظمت اور شان نکلتی ہو کہ اسکی بہی
حدیثوں سے ممانعت معلوم ہوتی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایسے نام کو بہی متغیر
فرمایا ہے چنانچہ روایت ہے زینب بنت ابی سلمہ سے قَالَتْ سُمِّيتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَيْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِاَھْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْھَا زَيْنَبَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی کہا زینب بنت ابی سلمہ نے
کہ نام رکہا گیا میرا برہ یعنی نیکوکار پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ اچہا نہ جانو اپنی جانوں کو
اللہ خوب جانتا ہے کہ کون تم میں نیک اور اچہا ہے نام رکہو اسکا زینب روایت کیا اسکو مسلم نے

پس اس حدیث سے ممانعت بڑائی والے نام رکھنے کی اور بدل دینا اوسکا یہ دونوں باتیں صاف معلوم ہوتی ہیں اور اوپر کی حدیثوں سے فقط بدل دینا بڑائی والے ناموں کا تصریح سے نکلتا ہے پس جن لفظوں میں تعریف اور بزرگی یا بڑائی نکلتی ہو ایسے نام رکھنا درست نہیں ہاں جن اسموں کے معنی اچھے ہوں اور عبدیت اس شخص کی بہ نسبت معبود برحق کے بھی جاوے ایسے ناموں کا رکھنا شرعاً نہایت بہتر اور افضل معلوم ہوتا ہے اگر اسکے ساتھ عوام کی زبان پر بولنے میں سہل بھی ہوں تو نہایت ہی خوب ہے ۔

فصل چھٹی کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جاہل لوگ اور امور شرعیہ سے ناواقف عورتیں جو بچے کو چھٹے روز نہلاتی ہیں اور اوس دن اوس کا سر نہیں منڈواتیں صرف نہلا کر بچے اور زچا دونوں کو زرد جوڑا پہنا دیتی ہیں اور دونوں کے سر پر گوٹے یا بنت کی پٹی بنا کر بشکل گوشوارے کے باندہ دیتی ہیں سو یہ سب بدعت ہے بلکہ مشرکوں کی رسموں سے ہے چنانچہ ہندوؤں کے یہاں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ زچا اور بچے کو پیدا ہونے سے چھٹے روز نہلا کر زرد کپڑے پہناتے ہیں اور زچا کو دلہن کی طرح بنا کر اوسکے اور بچے کے سر پر گوشوارے کی طرح گوٹے یا بنت کی پٹی رکھ کر باندہ دیتے ہیں اور یہ بھی کافروں کی رسموں سے ہے جو بعضی عورتیں قریب سورج ڈوبنے کے بچے کو زچا کی گود میں دیکر باہر صحن میں نکالتی ہیں اور اوس کے سر پر اس طرح سے قرآن شریف کا سایہ کرتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کلام مجید دیتی ہیں کہ وہ زچا کے سر پر اُسکا سایہ کئے رہتی ہے اور اس کے دیور کو ننگی تلوار دیتی ہیں کہ وہ زچا کے سر پر رکھے ہوئے اوس کے ساتھ ہوتا ہے اور ایک آٹے کی چوکک میں گھی بھر کر چار بتیاں نارنگی کی روشن کرتی ہیں اور اوس چوکک کو ایک تھالی میں رکھکے ایک عورت کو دیتی ہیں کہ وہ زچا کے آگے آگے لیئے چلتی ہے اور ایک روغنی روٹی اور ٹکیا پکی ہوئی دائی کو دیدیتی ہیں جب زچا ان رسموں کے بعد صحن میں ٹھیر کر سورج کو دیکھتی ہے تو وہ دائی زچا کے سر کے پاس لیجا کر اس روٹی کے چار ٹکڑے کرتی ہے اور کہتی ہے کہ سورج سورج روٹی تیری اور زچا میری اسی طرح اوس روغنی ٹکیا کو بچے کے سر کے پاس لیجا کر توڑتی ہے

اور وہی الفاظ جو زچا کے واسطے کہے تھے بچے کے لیے بہی کہتی ہے اور بعض عورتیں غروب کے
بعد سورج کے بدلے تارے دکہاتی ہیں اسمیں بہی وہی سب باتیں جو پہلے بیان ہو چکیں کرتی ہیں
پہر زچا سورج یا تارے دیکھکر جب اپنے زچا خانے میں آتی ہے اوسوقت دیور اوسی ننگی تلوار کو جو
اوسکے ہاتھہ میں ہوتی ہے زچا خانے کی چوکہٹ سے چہوا دیتا ہے اور اسکا نیگ بہی یہی لیتا
ہے اس رسم کو جاہلوں کی بول چال میں مرگ مارنا کہتے ہیں بعد اس رسم کے جب زچا اپنے
پلنگ پر آتی ہے تو عورتیں اوسکے سامنے چوکی بچہا کر ایک تہال بہر چاولوں پکے ہوے اوسمیں دودہ
شکر میوہ پڑا ہوا اوس چوکی پر رکہتی ہیں اور سات یا نو خواہ گیارہ سہاگنوں کو جمع کر کے زچا کے ساتہ
اس تہال میں کہانا کہلاتی ہیں پہر اوس تہال میں سب برادری کی بیبیاں اپنے اپنے مقدور کے
موافق روپے اٹھنیاں وغیرہ ڈالتی ہیں اور یہہ سب دائی کو دیا جاتا ہے اور اس چہٹی ہی کے دن
بچے کی پہوپی نیل کی ڈلی سے گہر کے چاروں کونوں پر دو دو چار چار لکیریں لہر دار بنا دیتی ہے اسکو
سندو ستیا رکہنا کہتے ہیں اسکا نیگ بہی نند کو اوسی دن ملتا ہے حاصل یہہ کہ اس طرح کی بیہودہ
خرافات رسمیں جو جاہلوں نے کفار سے سیکہی ہیں اور بہت اونہیں سے آنکے شادی بیاہ میں رائج
ہیں مسلمان ایمان دار عورتوں کو چاہیئے کہ ایسی رسموں سے بچتی رہیں اس لیئے کہ یہہ رسمیں کافر
اور مشرکوں کی ہیں انپر اعتقاد رکہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے اور آدمی کافر و مشرک ہو جاتا ہے
جسکی بخشش کی کبہی امید نہیں جیسا کہ خدای تعالی نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ
مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی بیشک اللہ نہیں بخشتا شرک کو اور بخشدیتا ہے باقی گناہوں کو جسکے
لیے چاہے پس سب مسلمانوں کو لازم ہے کہ چہٹی کے بدلے عقیقہ کیا کریں کہ مشروع و مستحب بلکہ
بعض کے نزدیک سنت بعض کے نزدیک واجب ہے اس لیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے خود ہی حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا اور لوگوں کو بہی اوسکے کرنے کا
حکم فرمایا پس جہاں تک ممکن ہو ہر امر میں آپ کے فعل کی پیروی اور حکم کی تعمیل کرنا چاہیئے تاکہ
نجات دارین کی حاصل ہو۔

فصل ختنہ کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ ختنے کے واجب ہونے میں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور بہت سے
علماء فرماتے ہیں کہ ختنہ کرنا مرد و عورت دونوں کے حق میں واجب ہے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ
اور اکثر علمائے کے نزدیک دونو کے حق میں سنت ہے اور بعض علمائے کے نزدیک مردوں کے لیئے واجب ہے
نہ عورتوں کے واسطے جو لوگ واجب کہتے ہیں اونکی دلیل یہ حدیث ہے عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اُخْبِرْتُ
عَنْ عُثَيْمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّهٗ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ اَسْلَمْتُ
قَالَ اَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ يَقُوْلُ اِحْلِقْ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ اٰخَرُ مَعَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ
لِاٰخَرَ اَلْقِ عَنْكَ شَعْرَ الْكُفْرِ وَاخْتَتِنْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ یعنے ابن جریج سے روایت ہے کہا مجھے عثیم
سے خبر دیگئی عثیم اپنے باپ سے انکے باپ انکے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنکے دادا
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مقر ہیں اسلام لایا آپ نے
فرمایا گرا اپنے سر سے کفر کے بال یعنی سر منڈوا ڈالو یوں کہتا تھا اور خبر دی مجھے دوسرے شخص نے جو
عثیم کے دادا کے ساتھ تھا اس بات کی کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کسیکو کہ گرا اپنے
سر سے بال کفر کے اور ختنہ کر لیکن اس حدیث میں علمائے نے کئی طرح سے کلام کیا ہے اسی طرح
اس باب کی اور حدیثوں میں بھی کلام ہے جسکی وجہ سے وجوب کا ثبوت نہیں ہو سکتا اور جو لوگ
سنت کہتے ہیں اونکی دلیل یہ حدیث ہے اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ فِي الرِّجَالِ مَكْرُمَةٌ فِي النِّسَاءِ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ
الْبَيْهَقِيُّ مِنْ حَدِيْثِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ یعنی ختنہ سنت ہے مردوں میں اچھی بات ہے عورتوں میں
روایت کیا اسکو احمد بیہقی نے حجاج بن ارطاۃ کی حدیث سے مگر اس حدیث میں بھی چند وجہ سے
کلام ہے جس کے سبب سے قابل حجت نہیں ہے اور جو لوگ مردوں پر واجب کہتے ہیں اون
کی دلیل بعینہ قول اول کی دلیل ہے اور عورتوں پر واجب نہونیکی یہی دوسری حدیث دلیل ہے
یعنی مکرمۃ کے لفظ سے وجوب نہیں نکلتا حق بات یہ ہے کہ ختنے کے وجوب پر کوئی دلیل صحیح
قائم نہیں ہے رہا سنت ہونا سو یہ یقینی ہے اس لیئے کہ اگرچہ حدیث مذکور قابل حجت نہیں مگر
حدیث فطرت تو دلیل ظاہر ہے سنت ہونے پر جسکو جماعت نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ وَقَصُّ الشَّارِبِ
وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ چیزیں فطرت سے

ہیں جسپر اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو پیدا کیا ایک تو پاکی لینا دوسرے ختنہ کرنا تیسرے مونچھیں کترونا چوتھے بغل کے بالونکا اوکھیڑنا پانچویں ناخونوں کو ترشوانا فائدہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ کوئی زمانہ ختنہ کے لئے خاص نہیں ہے دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کے بعد اپنا ختنہ اپنے ہاتھ سے کیا جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِخْتَتَنَ اِبْرَاہِیْمُ خَلِیْلُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ مَا اَتَتْ عَلَیْہِ ثَمَانُوْنَ سَنَۃً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ یَذْکُرِ السِّنِیْنَ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ختنہ کیا ابراہیم خلیل الرحمن نے بعد اسکے کہ اسی برس کے ہو گئے تھے اور ختنہ کیا بسولے سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے لیکن مسلم نے برسوں کا ذکر نہیں کیا مگر مستحب یہ ہے کہ عقیقے کے دن ولادت سے ساتویں روز ختنہ کر دے جیسا کہ حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَتَنَ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ یَوْمَ السَّابِعِ مِنْ وِلَادَتِہِمَا یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختنہ کیا حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما کا ساتویں دن اون دونو کی پیدایش سے اور حاکم نے یہی کہا کہ صحیح الاسناد ہے اور اگر عقیقے کے روز ختنہ نہو سکے تو چالیس دن کے درمیان میں کر دے اگر اس زمانے میں بھی نہو سکے تو چوتھے پانچویں برس ضرور ہی ختنہ کر دے زیادہ دیر نکرے جتنا جلد ختنہ کیا جاوے اوتنا ہی افضل اور بہتر ہے کیونکہ جلدی ختنہ کرنے میں کئے فائدے ہیں ایک یہ کہ کم عمری کے ختنے کا زخم جلد اچھا ہو جاتا ہے اور بچے کو ایذا کم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسونکا ختنہ ساتویں ہی روز کیا تھا پس اوسی روز ختنہ کرنا بہتر ہے فائدہ طریقہ مرد کے ختنہ کرنے کا یہ ہے کہ جو گوشت بطور غلاف کے ذکر کے مونہہ پر ہوتا ہے اوسکو اس طرح کاٹے کہ سارا حشفہ جس کو سپاری کہتے ہیں کہلجاوے فائدہ عورتوں کے ختنہ کرنیکا یہ طریقہ ہے کہ جو گوشت پیشاب کے مقام پر کیس مرغ کی مانند ہوتا ہے اوسکو کاٹ ڈالیں اس لئے کہ حدیث شریف سے اسی قدر گوشت کا کاٹنا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ ام عطیہ انصاریہ نے روایت کیا کہ ایک عورت مدینے میں ختنہ کیا کرتی تھی آپ نے اوس سے فرمایا کہ وَلَا تُنْہِکِیْ فَاِنَّ ذٰلِکَ اَحْظٰی لِلْمَرْاَۃِ وَاَحَبُّ اِلَی الْبَعْلِ یعنی ختنہ کرنے میں مبالغہ نکر اس لئے کہ یہ مبالغہ نکرنا بہت لذت دیتا ہے عورت کو اور نہایت محبوب ہے خاوند کو اس حدیث کو ابوداود نے روایت کیا اور کہا ضعیف ہے

اور راوی اسکا مجہول ہے مشکوۃ میں یوں ہی ہے مگر طبرانی نے بسند صحیح روایت کیا ہے اور اکثر علماء کے
نزدیک عورتوں کا ختنہ اسلئے سنت[۱] ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا
کا ختنہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے لیئے کر دیا تھا اور اونکے اس فعل کو اللہ تعالی نے بھی
حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خوشی کے سبب سے جائز رکھا اور وحی سے اسکا حکم بھی ثابت نہیں ہوا
سو اگر عورتوں کا ختنہ کیا جاوے تو بہتر ہے اور اگر نہو تو کچھ گناہ نہیں اور جس مرد کے دو ذکر ہوں تو
اون دونوں کا ختنہ کرنا چاہیے اگر دونوں سے کام نکلتا ہو ورنہ جس سے کام نکلتا ہو اوسی کا ختنہ کرے
اور خنثی کا بھی ختنہ کرنا ضرور ہے **فائدہ** جو بچہ ختنہ کیا ہوا پیدا ہو یعنی اس کے ذکر کے سونہہ پر کہال کا
غلاف نہو اور حشفہ اوسکا کہلا ہو جسکو رسولی سنت کہتے ہیں تو اوسکا پھر ختنہ کرنا ضرور نہیں چنانچہ اسی
سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ختنہ نہیں کیا گیا اور سوائے آپکے اور تیرہ[۲] پیغمبروں علیہم السلام
کا بھی ختنہ نہیں کیا گیا اس لیئے کہ وہ سب انبیاء علی نبینا و علیہم السلام اسی طرح ختنہ کیئے ہوئے پیدا
ہوئے تھے پس دوبارہ ختنے کی ضرورت نہیں ہوئی لیکن ایک جماعت علماء نے یہ کہا ہے کہ جو بچہ
ختنہ کیا ہوا پیدا ہو اوسکے لیئے مستحب ہے کہ اوسکے ختنے کے مقام پر خالی استرہ پہیر دیا جاوے
اور سوائے ایسے بچوں کے سب بچوں کا ختنہ کرنا مسلمانوں کو ضرور ہے یہہ بہت بڑی سنت
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے جو ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے باپ ہیں غرضکہ
ہمارے دین میں مرد کا ختنہ ضروری ٹہیرا ہے جو اوسکو نہ کریگا وہ گنہگار ہے **فائدہ** ختنہ کرنے
سے نجاست پیشاب وغیرہ کی دور ہو جاتی ہے صحبت میں لذت زیادہ ہوتی ہے مسلمان کافر
سے ممتاز ہو جاتا ہے اسی لیئے یہ ختنہ گویا دین اسلام کا ایک نشان ہے **فائدہ** ضرورت کے
وقت بالغ کے ختنہ کرنیکا بھی حکم آیا ہے گو بدن کہولنا پڑے یعنی اگر کوئی شخص بغیر ختنہ کیا ہوا
جوان ہوگیا اور اپنا ختنہ خود نہیں کر سکتا تو اوسکو کہولنا اپنے بدن کا جراح وغیرہ کے سامنے

---

[۱] سید مرتضی صاحب تاج العروس نے لسان العرب سے نقل کیا ہے کہ پہلے پہل جس عورت نے دامن لٹکایا اور اپنے دونوں کانوں کو چہیدا اور ختنہ کیا وہ بی بی ہاجرہ ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ بی بی سارہ بی بی ہاجرہ پر خفا ہو گئیں اور قسم کہائی کہ تین عضو انکے اعضا سے کاٹ ڈالیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی قسم کو پورا کریں اسطرح سے کہ انکے دونوں کان چہید دیں اور انکے ختنہ کر دیں پہر یہ عورتوں میں سنت ہوگیا ۱۲ منہ
[۲] یعنی حضرت آدم حضرت شیث حضرت نوح حضرت ہود حضرت صالح حضرت لوط حضرت شعیب حضرت یوسف حضرت موسی حضرت سلیمان حضرت زکریا حضرت عیسی حضرت حنظلہ بن صفوان جو اصحاب الرس کے نبی تھے ۱۲

درست ہے جس طرح عورت کو حالت ضرورت میں دائی وغیرہ کے سامنے کہولنا بدن کا جائز ہے بخاری نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلُ مَنْ اَنْتَ حِیْنَ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنَا یَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ وَکَانُوْا لَا یَخْتِنُوْنَ الرَّجُلَ حَتّٰی یُدْرِکَ یعنی سعید کہتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی آپکی اسوقت کیا عمر تہی کہا میرا ختنہ ہوگیا تہا اور لوگ مرد کا ختنہ نہیں کرتے تہے یہانتک کہ وہ بالغ ہوجاوے پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بلوغ کے بعد بہی ختنہ درست ہے گو بدن کہولنا پڑے فائدہ ختنے کی دعوت قبول کرنے میں علما کا اختلاف ہے محققین علما کہتے ہیں اس دعوت میں جانا درست نہیں ہے اس لیئے کہ امام احمد رضی اللہ عنہ نے حسن سے روایت کیا قَالَ دُعِیَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِی الْعَاصِ اِلٰی خِتَانٍ فَاَبٰی اَنْ یُّجِیْبَ فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّا کُنَّا لَا نَاْتِی الْخِتَانَ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَلَا نُدْعٰی لَہٗ یعنی حسن نے کہا عثمان بن ابی العاص ختنے کی دعوت میں بلائے گئے انہوں نے دعوت قبول نہیں کی کسی نے اس باب میں اُن سے کہا انہوں نے جواب دیا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ختنے کی دعوت میں نہیں جاتے اور نہ اوسکے لیے بلائے جاتے تہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے وصیت نامے میں لکہا ہے - دیگر از عادات مامردم اسراف است در افراح و رسوم بسیاری دران مقرر کردن آنچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در شادیہا مقرر فرمودہ اند دو شادی است ولیمہ و عقیقہ این ہر دو را باید گرفت وغیر آنرا باید گذاشت یا اہتمام و التزام آن نباید کرد - یعنی ہم لوگوں کی عادات سے ہے کہ خوشی میں بیجا صرف کرتے ہیں اور بہت سی رسمیں اوسمیں مقرر کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادیوں میں سے جنکو ثابت رکہا ہے وہ دو شادیاں ہیں ایک ولیمہ دوسرا عقیقہ سو ان دونو کو ادا کریں انکے سوا اور شادیونکو چہوڑیں یا اہتمام و التزام انکا نکریں -

باب پنجم
فصل غذا کہلانیکے طریقے میں

ماں باپ کو لازم ہے کہ اولاد کی پرورش کا آپ ہی دہیان اور خیال رکہا کریں انّا اور کہلائی پر بچے کو چہوڑ دیں اپنے یا کسی اپنے معتبر آدمی کے سامنے بچے کا کہانا پینا مقرر رکہیں اسلیئے کہ ہر کس و ناکس کو سلیقہ بچے کے کہلانے پلانے کا نہیں ہوتا چنانچہ اکثر کم سمجھ عورتونکو زیادہ کہلا دینے کا ذوق و شوق ہوتا ہے کہ اوس سے بچہ اکثر بیمار رہتا ہے پس ضرور ہے کہ جب اوسکو غذا کہلانا شروع کریں تو کہلانا پلانا اوسکا اپنے روبرو یا کسی اپنے بزرگ اور معتبر آدمی کے سامنے مقرر کریں کہ وہ انداز اور قاعدے سے رزق کہلانے کی عادت ڈالے طریقہ شروع میں غذا کہلانے کا یہ ہے کہ جب بچہ پانچ چہہ مہینے کا ہو تو تہوڑی تہوڑی سی نرم اور لطیف سریع الہضم غذا مثل ساگودانے[1] اور ارارروٹ کی سلونی کہیر یا تہولی وغیرہ کے اوسکو چٹانا شروع کریں اگر بچہ شیرینی اور دودہ کی طرف رغبت کرے تو تہوڑا سا گائے کا دودہ جوش کرکے اوس کی بالائی الگ کر ڈالیں پہر اوس میں تہوڑا سا ساگودانہ یا ارارروٹ پکا کر شکر بقدر مناسب ڈال کے یا میٹھی تہولی پکا کر کہلاویں اور مٹہائی کی قسموں میں سے فقط تہوڑی سی جلیبی یا بتاسے کہلانیکا مضائقہ نہیں اور طرح کی مٹہائی مثل لڈو یا پیڑے وغیرہ کے نہ کہلاویں اور میوہ جات میں سے انجیر اور انگور انار اور سیب وغیرہ کہلاویں غرضکہ جو چیزیں دیرہضم اور قابض یا بادی ہوں وہ ہرگز نہ کہلاویں اگر کبہی کوئی چیز خلاف اوسکے مزاج کے دیویں تو بہت ہی کم کہلاویں کیونکہ مثل مشہور ہے کہ اگر زہر بہی انداز سے کم کہا دے تو ضرر نہیں کرتا چنانچہ افیون بہی ایک طرح کا زہر ہے پس اسکے کم کہانے میں ضرر نہیں اور جو بہت کہالیتا ہے مرجاتا ہے اور سنکہیا کہ کیسا قاتل زہر ہے مگر کم کہانے میں اوسکا وہ اثر نہیں رہتا پس چاہیئے کہ بچے کو جو چیز کہلاویں کم کہلاویں اسلیئے کہ بہت کہانا تو بڑے کو بہی نقصان کرتا ہے غرضکہ جتنا بچہ بڑہتا جاوے اوتنا ہی اوسکی غذا کو بہی بڑہاتے جاویں اور عادت گوشت کہانے کی زیادہ ڈالیں اسلیئے کہ یہ سب غذاؤں میں بہتر اور مقوی اور زود ہضم ہوتا ہے اسی لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بہی اسکو بہت پسند فرما کے سید الطعام کا خطاب دیا ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَیِّدُ طَعَامِ اَہْلِ الدُّنْیَا وَاَہْلِ الْجَنَّۃِ اللَّحْمُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سید طعام اہل دنیا

[1] بعض کہتے ہیں کہ صحیح ساگودانہ ہے ۱۲

اور اہل جنت کا گوشت ہے پس گوشت روٹی سے بہتر کوئی غذا نہیں بہی زیادہ کہلانا چاہیئے مگر
کبہی کبہی صحت کے زمانے میں اور چیزیں بہی تہوڑی تہوڑی بچے کو کہلاتے رہیں تاکہ اوسکو عادت
سب چیزوں کے کہانے کی رہے اسواسطے کہ حکیموں کا قول ہے صحت میں پرہیز کرنا ایسا مضر
ہوتا ہے جیسے بیماری میں بدپرہیزی کرنا اور یہہ بہی چاہیئے کہ بچے کے ہاتہہ دہلا کر اوسی کے دہنے
ہاتہہ سے کہانا کہانے کی عادت ڈالیں کیونکہ اپنے ہاتہہ سے کہانے میں سیر اور آسودہ رہتا ہے
اور کہانا بہی زیادہ کہانے میں نہیں آتا اور جب بچے کی زبان کہلے تو کہاتے وقت بسم اللہ کہنا بہی
سکہاویں اور یہہ بہی تعلیم کریں کہ اپنے آگے سے کہاوے ہر طرف سے برتن کے نہ کہانے دیں
کیونکہ اسطرح سے کہانا شرع میں منع ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ
قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ
فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ
یعنی کہا عمر بن ابی سلمہ نے کہ تہا میں لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش میں اور ہاتہہ
میرا بچوں کی عادت کے موافق رکابی میں ہر طرف پڑتا تہا پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ بسم اللہ کہہ اور کہا اپنے دہنے ہاتہہ سے اور کہا اوس جانب سے جو تیرے متصل ہے یعنی
اپنے آگے سے کہا نقل کی یہ بخاری و مسلم نے پس اس حدیث سے تین امر ثابت ہوئے اول
کہاتے وقت بسم اللہ کہنا دوسرے دہنے ہاتہہ سے کہانا تیسرے اپنے آگے سے اون ہاتہہ نے
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِیَاْکُلْ اَحَدُکُمْ
بِیَمِیْنِہٖ وَلْیَشْرَبْ بِیَمِیْنِہٖ وَلْیَاْخُذْ بِیَمِیْنِہٖ وَلْیُعْطِ بِیَمِیْنِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَاْکُلُ بِشِمَالِہٖ وَیَشْرَبُ بِشِمَالِہٖ
وَیُعْطِیْ بِشِمَالِہٖ وَیَاْخُذُ بِشِمَالِہٖ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاہیئے کہ کہاوے
ایک تم میں کا اپنے دہنے ہاتہہ سے اور چاہیئے پیوے دہنے ہاتہہ سے اور چاہیئے لیوے
دہنے ہاتہہ سے اور چاہیئے دیوے دہنے ہاتہہ سے اس لیئے کہ شیطان کہاتا ہے اپنے
بائیں ہاتہہ سے اور پیتا ہے بائیں ہاتہہ سے اور دیتا ہے بائیں ہاتہہ سے اور لیتا ہے
بائیں ہاتہہ سے اسی کے مثل حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں بسند حسن ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اس سے معلوم ہوا کہ شیطان ہر کام کو بائیں ہاتہہ سے

شروع کرتا ہے اسی طرح سے جس کہانے پینے میں بسم اللہ نہیں کہی جاتی ہے اوس میں بہی شیطان کا دخل ہوجاتا ہے جیساکہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَسْتَحِلُّ الطَّعَامَ اَنْ لَّا یُذْکَرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک شیطان حلال جانتا ہے کہانے کو اس سبب سے کہ نہ لیا جاوے نام اللہ کا اوسپر نقل کی یہ مسلم نے مراد حلال جاننے سے قادر ہونا ہے اوسکا کہانے پر اور بعضوں نے یہ کہا ہے کہ اوس کہانے کی برکت لیجاتا ہے گویا شیطان اوسکو کہا گیا اوس کہانے کو اللہ تعالی کی غیر مرضی کی جگہہ صرف کرتا ہے اسلیے مسلمانونکو لازم ہے کہ اپنے بچونکو دہنے ہاتہ سے کہانے اور کہاتے وقت بسم اللہ کہنے کی عادت ڈالیں اور اسکی تعلیم کرتے رہیں تاکہ شیطان کا دخل ہونے پاوے اسی طرح یہ بہی سکہاویں کہ کہانے سے پہلے اور بعد کو ہاتہ دہویا کرے اسلیے کہ یہ موجب برکت ہے جیساکہ ترمذی اور ابوداود نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَرَأْتُ فِی التَّوْرٰتِہِ اَنَّ بَرَکَۃَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ فَذَکَرْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَرَکَۃُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَہٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَہٗ یعنی سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا مینے توراۃ میں پڑہا یعنی قبل اسلام کے کہ برکت طعام کی ہاتہ دہونا ہے بعد اوسکے پہر مینے اسکا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپ نے فرمایا برکت طعام کی ہاتہہ دہونا ہے پہلے اوسکے اور بعد اوسکے کہانے سے پہلے دونوں ہاتہہ دہوئے اور بعد اوسکے دونوں ہاتہہ اور موہنہ دہوئے پہلے دہونے سے کہانے میں برکت و زیادتی ہوتی ہے اور بعد دہونے سے نفس کو سکون ہوتا ہے عبادات میں تقویت ہوتی ہے اخلاق حسنہ کو قوت ہوتی ہے ایسے ہی رکابی وغیرہ چاٹنے کی عادت ڈالیں کیونکہ یہ بہی موجب برکت ہے جیساکہ مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَۃِ وَقَالَ اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیِّہِ الْبَرَکَۃُ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا انگلیوں اور رکابی کے چاٹنے کا اور فرمایا مقرر تم نہیں جانتے کہ کس انگلی یا کس نوالے میں برکت ہے اور کہانے کے بعد کی دعا بہی سکہاویں جسکو بخاری نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

كَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُهٗ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا یعنی
جب دستر خوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اٹھایا جاتا تو آپ فرماتے حمد ہے واسطے اللہ کے
حمد بہت پاکیزہ یعنی ریا وسمعہ سے خالی برکت کی گئی اوسمیں یعنی کبھی منقطع ہو نہ کفایت کی گئی
اور نہ متروک اور نہ بے پروائی ہو اوس سے اے رب ہمارے کہانے کے آداب میں سے
یہ بھی ہے کہ جوتا پہنے نہ کہاویں جیسا کہ دارمی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّهٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کہانا رکہا جاوے تو پاپوشوں کو اوتار ڈالو اس لیے
کہ یہ بہت راحت بخشنے والا ہے واسطے تمہارے قدموں کے اور یہ بھی تاکید رکہیں کہ ہاتہ میں
چکنائی ہو تو اوسکو دہو ڈالے بعد اسکے سووے چکنائی بہرے ہوئے ہاتہوں کے ساتہ سونا
منع ہے جیسا کہ ابو داود اور ترمذی وابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِيْ يَدِهٖ غَمَرٌ لَمْ يَغْسِلْهُ فَاَصَابَهٗ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهٗ یعنی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص رات کو سووے اور اوسکے ہاتہ میں چکنائی
ہو کہ اوسکو نہیں دہویا پہر اوسکو کچہ ایذا پہونچی تو وہ نہ ملامت کرے مگر اپنی جان کو اور یہ بھی چاہیے
کہ بچے کو ہر وقت بازار کی چیزیں منگا کر نہ کہلایا کریں جو کچہ گہر میں میسر ہو وہی کہلاویں اسلیئے کہ
اس سے چٹورپن کی عادت پڑجاتی ہے پہر کل مال ومتاع کہانے پینے ہی میں صرف کرکے سب
ضروریات سے محتاج رہتا ہے اور اسکے گہر میں آسودگی اور برکت نہیں معلوم ہوتی بلکہ اوسکا گذارا
مشکل ہوجاتا ہے اور سوائے اسکے چٹورا آدمی اکثر مریض اور بیمار ہی رہتا ہے اور یہ بھی چاہیے
کہ بچے کو زیادہ کہانیکا خوگر نہ کریں کیونکہ اس سے پانی زیادہ پیا جاتا ہے اور پانی کی زیادتی سے
کہانا اچہی طرح نہ ہضم ہوتا ہے اور بدہضمی کی وجہ سے نفخ وتخمہ ہوجاتا ہے اور نفخ ہونے سے سچی بہوک
نہیں معلوم ہوتی پہر وقت بے وقت بار بار بے بہوک کہایا جاتا ہے جو جزو بدن نہیں ہوتا اسی وجہ اکثر
بدہضمی ہوجاتی ہے عادت زیادہ کہانے میں بڑا نقصان ہے کہ پیٹ بڑہ جاتا ہے سانس
لینا مشکل ہوجاتا ہے پہر کوئی کام دین ودنیا کا نہیں ہوسکتا آدمی بالکل بیکار اور سست ہوجاتا
ہے [illegible] آتی ہے [illegible] کم ہوجاتا ہے اور طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہیں [illegible] زیادہ

کہانے میں بہت ضرر اور نقصان ہیں اسی لیئے بزرگوں نے کہا ہے ع بسیار خوارست بسیار خوار
اسی واسطے لازم ہے کہ بچے کو اول ہی سے کم کہانیکی عادت ڈالیں اور کہلانے کے وقت کا بہی
انتظام رکہیں یعنی ہر وقت نہ کہلاویں آٹھ پہر میں دو تین وقت کہلانا کافی ہے اور یہ بہی جب ہے
کہ اوسکو بہوک معلوم ہو اور کہانا طلب کرے ورنہ زبردستی کہلاویں اور کہلاتے وقت یہ بہی خیال
رکہنا ضرور ہے کہ انداز سے ایک دو نوالے کم ہی کہلاویں کہ جس سے طاقت بنی رہے اور کسی طرح
کا نقصان ہو کیونکہ اکثر امراض پیٹ ہی کے فساد سے ہوتے ہیں اور ہر شخص کے لیئے انداز کہانے
کا یہ ہے کہ ایک تہائی پیٹ کہاوے اور دو حصے پانی اور سانس کے لئے خالی رکہے جیسا کہ ابن ماجہ
نے روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمِّي عَنْ أُمِّهَا أَنَّهَا سَمِعَتِ الْمِقْدَامَ بْنَ مَعْدِيكَرِبَ
يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ حَسْبُ
الْآدَمِيِّ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ غَلَبَتِ الْآدَمِيَّ نَفْسُهُ فَثُلُثٌ لِلطَّعَامِ وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَثُلُثٌ
لِلنَّفَسِ یعنی محمد بن حرب سے روایت ہے کہا مجھے میری ماں نے حدیث کی وہ میری نانی سے
روایت کرتے ہیں اونہوں نے مقدام بن معدی کرب کو کہتے سنا وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو سنا فرماتے تھے نہیں بہرا کسی آدمی نے کسی برتن کو کہ وہ شر ہو پیٹ سے آدمی
کو چند لقمے کفایت کرتے ہیں کہ اوسکی پیٹھ کو سیدھا کر دیں پہر اگر آدمی پر اوسکا نفس غالب
ہو تو ایک حصہ کہانے کے لیئے اور ایک پینے کے واسطے اور ایک سانس لینے کے لیئے آور یہی مضمون ابو نعیم کی
کتاب الطب میں آیا ہے پس اسی انداز سے بچے کو بہی کہلاویں تاکہ ہمیشہ اوسکو کم کہانے کی
عادت رہے کیونکہ بہت کہانے کی نہایت ہی مذمت طب میں اور حدیث شریف میں آئی ہے
یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کافر بہت کہاتا ہے اور مسلمان
کم جیسا کہ ان حدیثوں سے ثابت ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ
أَكْلًا كَثِيرًا فَأَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ
الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَرَوَى مُسْلِمٌ
عَنْ أَبِي مُوسَى وَابْنِ عُمَرَ الْمُسْنَدَ مِنْهُ فَقَطْ وَفِي أُخْرَى لَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ضَافَهُ ضَيْفٌ وَهُوَ كَافِرٌ فَأَمَرَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِشَاۃٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَہَا ثُمَّ اُخْرٰی فَشَرِبَہٗ ثُمَّ اُخْرٰی فَشَرِبَہٗ حَتّٰی شَرِبَ حِلَابَ سَبْعِ شِیَاہٍ ثُمَّ اِنَّہٗ اَصْبَحَ فَاَسْلَمَ فَاَمَرَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِشَاۃٍ فَحُلِبَتْ فَشَرِبَ حِلَابَہَا ثُمَّ اَمَرَ بِاُخْرٰی فَلَمْ یَسْتَتِمَّہَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُ یَشْرَبُ فِیْ مِعًی وَّاحِدٍ وَالْکَافِرُ یَشْرَبُ فِیْ سَبْعَۃِ اَمْعَاءٍ یعنی روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ ایک شخص کہاتا بہت کہاتا تہا پہر وہ مسلمان ہوا تو کم کہانے لگا پس ذکر کیا گیا اسکا سامنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا آپ نے تحقیق مومن کہاتا ہے ایک آنت میں اور کافر کہاتا ہے سات آنتوں میں نقل کی یہ بخاری نے اور روایت کیا مسلم نے ابو موسی اور ابن عمر سے فقط مسند کو اس حدیث سے یعنی جو کچہہ کہ اسناد کیا گیا ہے اس حدیث سے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اِنَّ الْمُؤْمِنَ الخ یعنی مسلم کی روایت میں یہ قصہ مذکور نہیں ہوا کہ ایک شخص کہاتا تہا بلکہ فقط قول مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ذکر کیا گیا ہے اور مسلم کی دوسری روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہاں ایک مہمان آیا اور وہ کافر تہا پس حکم دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے لیئے ایک بکری کے دودہ دوہنیکا پس وہ دوہی گئی اور پیا اوس شخص نے دودہ اوسکا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور بکری کے دودہ دوہنے کو فرمایا سو اوسکا دودہ بہی اوسنے پی لیا پہر اور ایک بکری کے دودہ کے ساتہ ایسا ہی معاملہ ہوا یہاں تک کہ اوس شخص نے اسی طرح سات بکریوں کا دودہ پیا پہر مقرر صبح کو وہ شخص اسلام لایا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اوسکے لیئے ایک بکری کے دودہ دوہنے کا پہر وہ دوہی گئی پس پیا اوس شخص نے دودہ اوسکا پہر دوسری بکری کے دوہنے کا حکم دیا تب وہ شخص سارا دودہ اوسکا نہ پی سکا پہر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومن پیتا ہے ایک آنت میں اور کافر پیتا ہے سات آنتوں میں وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ وَطَعَامُ الْاِثْنَیْنِ یَکْفِی الْاَرْبَعَۃَ وَطَعَامُ الْاَرْبَعَۃِ یَکْفِی الثَّمَانِیَۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ یعنی روایت ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا اونہوں نے سنا مینے رسول خدا صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے کہانا ایک شخص کا کفایت کرتا ہے دو کو اور دو کا کفایت کرتا ہے چار کو اور چار کا کفایت کرتا ہے آٹہہ کو نقل کی یہ مسلم نے ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مسلمان بہ نسبت کافر کے کہانا کم کہاتا ہے پس کم کہانا گویا نشانی اسلام کی ہے اسی وجہ سے طبیبوں اور بزرگوں نے بہی کم کہانے کو پسند کیا اور بہتر جانا ہے اور بہت کہانے والوں کی مذمت و ہجو کی ہے پس مناسب ہے کہ ابتدا ہی سے بچے کو عادت کم کہانے کی ڈالیں تاکہ وہ ہمیشہ کم خوراک رہے

فصل اس امر کے بیان میں کہ کھلائی وغیرہ بچے کو کس طرح رکھے

ماں باپ کو چاہیئے کہ اپنے مقدور کے موافق ایک دو عورتیں ایسی ہوشیار سلیقہ شعار بچے پر مقرر کریں کہ ہر وقت اوسکا خیال رکہیں اور موہنہ ہاتہہ وغیرہ دہلاتی رہیں اور کپڑے بہی جلد جلد بدل دیا کریں کہ بچہ صاف ستہرا اور طبیعت بہی اوسکی سبک رہے اور کوئی اوس سے نفرت نکرے رکہنے والے کو چاہیئے کہ ہر وقت بچے کے مزاج یعنی سردی گرمی وغیرہ کا دہیان رکہے اور موسم کے مناسب بچے کو لباس پہناوے یعنی ہوا اور سردی کے وقت گرم کپڑا مثل الخالق ٹوپ وغیرہ کے اور گرمی کے وقت اکہرا اور ہلکا لباس اور یہ بہی لازم ہے کہ ہر وقت بچے کے ہمراہ رہے جب وہ کہیل کود میں مصروف ہو تو نہایت اوسکا دہیان رکہے اور اوسکو بہت دوڑنے کو دنے ندے اور بلند مکان پر لیجا کر نہ کہلاوے تاکہ گرنے پڑنے سے محفوظ رہے شریفوں کے بچوں کے ساتہ کہلاوے رذیلوں کمینونکی اولاد کے ساتہ کہیلنے ندے اور کہیلتے وقت اوسکے نزدیک بہت مجمع بہی ہونے دے گلیوں اور سڑکوں پر نہ کہلاوے گہر ہی میں کہلاوے بازار وغیرہ میں بہی اوسکو لیئے نہ پہرے بلکہ جب خود کہیں جائے تو بچے کو اوسکے ماں باپ پاس چہوڑ جاوے پہر آکر اپنے بچے کے پاس موجود ہو جاوے اور اوسکی ہر بات اور حرکات کو دیکہتا رہے جو حرکت اوسکی بیہودہ دیکہے اوس سے روکدے نہ کرنے دے اور جو بات اوسکی اچہی دیکہے اوسپر شاباشی دے کہ بچے کا دل خوش ہو اور اوس بات کو یاد رکہکے ہمیشہ اچہی باتیں اور نیک افعال

کرتا رہے غرضکہ بچے کو ہر وقت اوسکے موقع پر آداب اور قاعدے اوٹھنے بیٹھنے کہانے پینے
سونے جاگنے چلنے پہرنے چھینکنے کہانسنے گفتگو وغیرہ کے بتاتا اور سمجھاتا رہے یعنی جب
بچہ اپنے ہاتھہ سے کہانے پینے لگے تو کہانے سے پہلے بچے کو ہاتھ دہونا سکہاوے اور
کہاتے وقت بسم اللہ کہنا اور دہنے ہاتھ سے چھوٹا نوالہ کہانے کی عادت ڈالے اور
جب تک اچھی طرح سے ایک لقمہ نہ چبالے دوسرا نوالہ نکہانے دے اور کہانے میں بہت
باتیں نکرنے دے اور ادہر ادہر بہی نہ دیکہنے دے اپنے آگے سے کہانیکی عادت ڈالے
برتن کے ہر طرف سے نہ کہانے دے اور نوالہ اس طرح سے بنواوے کہ چاولوں وغیرہ
نہ پہیلیں اور بچے کا موہنہ ہاتہہ بہی نہ بہرے اور کوئی ایسی بات کہ جسکے دیکہنے سے لوگونکو
نفرت ہو نکرنے دے بعد کہانے کے بچے کا موہنہ ہاتہہ کہلی وغیرہ سے صاف کرکے
دہلادیا کرے اور کہانا اوس کے وقت پر کھلاوے بار بار کہانے کی عادت نڈالے
یعنی جو وقت اوسکے کہانے کا معین ہو اوسیوقت کہلاوے اور یہ بہی لازم ہے کہ بغیر مانگے
زبردستی یا نیند سے جگاکر اوسکو نہ کہلاوے اسی طرح اگر بچہ بہوکا سو رہا ہو اور آدہی
پچھلی رات کو اُٹھکر کہانا مانگے تو اوس وقت بہی ہرگز نہ دے اور بہلادے غرضکہ جو چیز
بچے کو کہلاوے وقت پر اور تہوڑی سی کہلاوے ثقیل اور قابض اور سرد چیز نہ کہلاوے
اور اگر ایسی چیزوں کے کہانے پر ضد کرے تو اوسکی ماں سے اطلاع کردے بغیر اجازت
اوس کی ماں وغیرہ کے کوئی چیز نہ کہلاوے اور بچے کو ہر جگہہ کہانے کی بہی خو نہ ڈالے
کہ جہاں چاہے جاکر کہالیوے اپنے ہی گھر کہانے کی عادت ڈالے اگر نانی دادی
خالہ پہوپہی یا کسی ایسے ہی عزیز کے گھر کہالیوے تو مضائقہ نہیں اگر کسی غیر کے گھر
جاوے اور وہ اوسکو کوئی چیز کہانے پینے کی دیوے تو رکھنے والے کو چاہیئے کہ اوسکو
اپنے گھر لاکر اوسکے بزرگ کے روبرو رکھدیوے بالا بالا بچے کو نہ کہلاوے اور یہ بہی
لازم ہے کہ بچے کو سوائے اوسکے ماں باپ دادا دادی نانا نانی کے اور کسی سے مانگنے کی
عادت نہ ڈالے اسی طرح بچے سے بہی کوئی چیز کسیکو بغیر اجازت اوسکے ماں باپ یا
کسی بزرگ کے نہ دلوادے اور نہ آپ لیوے اور اوسکو کسی جگہ بغیر اجازت ماں باپ کے

نہ لیجاوے اگرچہ کیسا ہی عزیز و قریب ہو جہاں اونکا حکم ہو وہاں لیجاوے اور کوئی چیز کہانے
پینے کی بہی بازار سے خرید کر نہ کہلاوے اتفاقاً اگر کچہہ خرید کر لاوے تو اوسکے بزرگ کے
روبرو رکہدیوے آپ خود نہ کہلاوے کیونکہ اس طرح کے کہلانے سے بچہ چٹورا ہوجاتا ہے
اور رکہنے والی کو یہ بہی چاہیئے کہ جب بچہ بولنے بات کرنے لگے تو اوسکی تعلیم و تربیت میں
کوشش کرے اور اوسکی سب حرکات و سکنات پر اچہی طرح سے خیال اور دہیان
رکہے جو حرکت اوسکی خراب شرع شریف یا شرفا کی وضع خواہ عرف کے خلاف دیکہے
فوراً اوس سے روک دے اور جو نہ مانے تو پہر اوسکو تنبیہ اور ڈانٹ سے روکے اور
جو پہر بہی نہ مانے تو اوسکے بزرگ کو اطلاع اور خبر کرے اور جب کوئی بات بچے کی اچہی
دیکہے تو اوسکو آفریں اور شاباشی دے اور اوسکے بزرگ کو بہی اطلاع کردے تاکہ
وہ بہی اوسکی اچہی باتوں پر خوش ہوکر اوسکو آفریں و پیار کرے تاکہ بچے کا دل خوش ہو
اور اس بات کو یاد رکہ کے ہمیشہ اچہی باتیں اور نیک کام کرتا رہے کہ آخر کو نیک سیرت
اور لائق ہوجاوے اور یہ بہی چاہیئے کہ بچے کو خوشامد کرنیوالوں سے علیحدہ رکہے اور
کسیکو اوسکی خوشامد نکرنے دے اور حتی المقدور اوسکو نالائق لڑکوں کی صحبت سے
بچاوے اور بوڑہوں میں کہیلنے کی عادت ڈالے حاصل یہ کہ ہر موقع محل پر بچے کو
اچہے آداب اور قاعدے سکہاتا اور بری باتوں سے روکتا رہے یعنی جب بچہ باتیں کرنے
لگے تو اوسکو ہر بات کی تعلیم اور تربیت کرتا رہے جیسے چہینکنے کے وقت الحمد للہ کہنا
اور کہانسنے کے وقت موہنہ پر ہاتہہ رکہنا یا موہنہ پہیر کر کہانسنا بتاوے اور جمائی کے
وقت موہنہ پر ہاتہہ رکہنا سکہاوے اور عادت سلام اور مزاج پرسی کی بہی ڈالے تاکہ
جب کسی کے پاس جاوے اور ملے تو اوسکو سلام کرے اور مزاج پوچہے کہ دعا پاوے
گالی بکنے اور کوسنے لعنت کرنے اور جہوٹ بولنے غیبت کرنے اور قسم کہانے وغیرہ
سے روکتا رہے اور بہت باتیں بہی بچے کو نکرنے دے اور دوسرے کی باتوں میں بہی اوسکو
دخل نہ دینے دے اور بہت لاڈ اور پیار بہی نکرے کیونکہ بچہ اس سے خراب اور
ابتر ہوجاتا ہے پہر آیندہ کو تربیت اوسکی مشکل و دشوار ہوجاتی ہے ۔

فصل بچوں کے لباس وغیرہ کے بیاں میں

ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو بہت باریک کپڑے نہ پہناویں کہ اس سے سردی
لگنے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اسیلئے کہ سردی اُنکو جلد اثر کرتی ہے اور طرح طرح کی بیماریاں
پیدا ہوتی ہیں پس لازم ہے کہ بچے کے سر اور سینے کو اکثر گرم کپڑے سے ڈہکا رکہیں خصوصاً
جاڑے اور برسات میں کنٹوپ یا نیمہ آستین یا الخالق وغیرہ ضرور پہنائے رہیں تاکہ ظاہر
کی سردی کے ضرر سے محفوظ رہے جو کہ چہوٹے بچوں کے کپڑے اکثر دودہ وغیرہ ڈالنے
سے جلد میلے کچیلے ہو جاتے ہیں اور اونمیں بدبو آنے لگتی ہے کہ جس سے لینے اور رکہنے
والونکو نفرت معلوم ہوتی ہے اور اوسکی طبیعت بہی بسبب کثافت کے سست رہتی ہے
بلکہ اکثر اسی وجہ سے بیمار اور دُبلا ہو جاتا ہے اسواسطے لازم ہے کہ جب اوسکے کپڑے
میلے دیکہیں تو موہنہ ہاتھہ پاٹوں دہلا کر بدل دیا کریں اور تنگ کپڑے بہی نہ پہنایا کریں کیونکہ
اس سے بچے کو تکلیف ہوتی ہے اور سوائے اسکے جلد پہٹ جاتے ہیں اور بہت گوٹا
کناری کے بہی نہ پہناویں عید بقر عید شادی جہانی وغیرہ میں ایسے کپڑے پہنانیکا مضائقہ
نہیں لیکن گہر میں اکثر بچے کو سادہ ہی لباس پہناویں تاکہ اوسکے بدن میں نہ چبہے اور
دہلنے میں بہی حرج اور دقت نہو اور یہ بہی خیال رکہنا ضرور ہے کہ خلاف شرع نہو یعنی
لڑکونکو نرا ریشمی کپڑا اور رنگوں میں سرخ شہاب یعنی کسم اور زرد زعفران کا نہ پہناویں
اسیلئے کہ شرع شریف میں ایسا لباس مرد کو پہننا حرام اور منع ہے اور پہنانیوالا اس
کا گنہگار پس ایسے خلاف شرع کپڑے پہنانے میں کہ ماں باپ گنہگار ہوں اور بچے کو
لڑکپن کے سبب سے کچہہ حظ بہی نہو سوائے نافرمانی خدا اور رسول کے کچہہ حاصل
نہیں بلکہ محض گناہ میں گرفتار ہو کر مواخذے میں پڑنا ہے اس زمانے میں تو کیسے
کیسے عمدہ شرعی کپڑے سن اور سوت کے آتے ہیں کہ ریشمی کو بہی شرماتے ہیں
انہیں سے جو پسند ہوں لڑکے کو پہناویں اور لڑکی کے واسطے کسی طرح کے لباس کی
ممانعت نہیں ہے اوسکو ہر طرح کا کپڑا جو ساتر ہو پہننا درست ہے ریشمی ہو یا سوتی

کسم کا رنگا ہو یا زعفران کا مگر مردانہ لباس عورت کو پہنانا نہ چاہیئے مثلاً لڑکی کے پگڑی
نہ باندھیں انگرکھا یا ایسا پائجامہ کہ جس سے ٹخنا کھلا رہے نہ پہناویں ایسا ہی لڑکے کو زنانہ
لباس جیسے اوڑھنی یا چوڑی دار پائجامہ وغیرہ کہ جس سے مشابہت عورتوں کے ساتھ
ہوتی ہو نہ پہناویں اس لیئے کہ مرد کو عورت کی مشابہت سے اور عورت کو مرد
کی مشابہت سے حدیث شریف میں نہی آئی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایسے لوگونکو ملعون فرمایا ہے جیساکہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت کیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ
بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ لعنت کی اللہ نے یا لعنت کرے مشابہت کرنے والے مردونکو عورتوں کے
ساتھ اور عورتوں مشابہت کرنے والیونکو ساتھ مردوں کے پس اس سے معلوم
ہوا کہ مرد عورت کو بات چیت لباس وغیرہ میں ایک دوسرے کی مشابہت
نکرنی چاہیئے سو مرد کے لیئے ٹخنے سے نیچا پائجامہ پہننے میں ایک تو عورتوں
کی مشابہت ہے اور یہ مشابہت حرام ہے دوسری حدیث شریف میں
اس سے صاف نہی وارد ہوئی ہے جیساکہ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما اسفل من الکعبین من الازار فھو فی النار یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو چیز ٹخنوں سے نیچے ہو یعنی تہمد وغیرہ وہ آگ میں ہے اس سے
معلوم ہوا کہ کچھ پائجامہ کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ انگرکھا کرتہ چوغا جبہ وغیرہ جو ٹخنے سے نیچے ہو اسکا بھی
یہی حکم ہے اور لڑکے کو سونیکا کوئی زیور نہ پہناویں کیونکہ سونا مرد کے واسطے قطعی حرام ہے یہانتک کہ
ملمع کا بھی حکم یہی ہے البتہ چاندی اور جواہر موتی وغیرہ مرد کو پہننا درست ہے لیکن اسکا پہننا بھی لڑکے
کو کچھ ضرور نہیں ایسا ہی اگر جی چاہے تو ایک آدھ کنٹھا موتی کا گلے میں باندھ دیں ورنہ خیر سوا اسکے بچوں
کو بہت سا زیور پہنانے میں کئی نقصان ہیں ایک یہ کہ وہ بچپن کی وجہ سے اپنی چیز کی احتیاط نہیں کر سکتے
کھیل کود میں بیہوشی کے سبب سے ہر ایک چیز گرجاتی ہے کہ جسکا اتنا پتا ہی نہیں لگتا مفت میں نقصان
ہوتا ہے دوسرے جو بچے بازار وغیرہ میں کھیلتے ہیں اونکو اکثر بدمعاش دم دلاسہ سے گلی کوچے میں

لے جاکر جان سے مار ڈالتے ہیں اور تمام زیور وغیرہ اوتار لیتے ہیں پس اسمیں جان اور مال دونو کا نقصان ہے تیسرے بہت بناؤ سے اگر دُلہن بیاہے بالغ لڑکے کو اندیشہ ہر طرح کے فساد کا ہوتا ہے اسواسطے لازم ہے کہ بچون کو بہت زیب و زینت سے نہ رکھیں اسقدر کافی ہے کہ آٹھوین روز اون کو نہلا کر صاف ستھرے کپڑے پہنا دیا کریں اور جس لڑکی کے سر پر بال ہوں تو خشک ہونے کے بعد اوس کے سر میں تیل ڈالدیں پہر کنگھی کرکے چوٹی وغیرہ باندہ دیا کریں اور دو ایک زیور کان گلے ہاتہ پاؤں میں پہنادیں زیادہ نہ پہناویں اور ہر روز موہنہ ہاتہ بچونکا دُہلا دیا کریں منجن اور مسواک کی بہی عادت ڈالیں کہ اس سے موہنہ کی بدبو جو کہانے پینے سے ہو جاتی ہے جاتی رہے علاوہ اسکے ہمیشہ منجن ملنے اور مسواک کرنے سے دانت بہی صاف اور چمکدار اور مضبوط رہتے ہیں سوا اسکے مسواک کرنا اللہ تعالی کی خوشنودی کا باعث ہے جیسا کہ امام شافعی اور امام احمد اور دارمی اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلسِّوَاکُ مَطْہَرَۃٌ لِّلْفَمِ مَرْضَاۃٌ لِّلرَّبِّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مسواک سبب ہے موہنہ کی پاکی کا اور سبب ہے اللہ کی رضامندی کا اسکے سوا اور بہت حدیثوں میں مسواک کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے پس ہر روز صبح کو ضرور ایسا ہی کیا کریں تاکہ اونکو ہمیشہ عادت صفائی اور طہارت کی رہے صاف ستہرے رہنے والونکو اللہ تعالی[1] بہی دوست رکہتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ۔

فصل بچونکو گفتگو وغیرہ سکہانیکے طریقے میں

ماں باپ کو چاہیئے کہ جب بچہ قابل بولنے کے ہو تو اوسکو شروع ہی سے عمدہ عمدہ باتیں اور اچھے اچھے قاعدے اخلاق و آداب تعظیم و تکریم کے سکہاویں اور خوش خُلقی اور نرم زبان سے بات کرنے کی تعلیم کریں ہرگز سخت زبانی سے کلام نکرنے دیں نرمی سے سب کام بنتے ہیں سختی سے سب امور بگڑتے ہیں حدیث شریف میں نرمی کی بہت فضیلت آئی ہے جیسا کہ مسلم نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ یُّحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو

[1] یعنی بیشک اللہ تعالی دوست رکہتا ہے توبہ کرنیوالونکو اور چاہتا ہے پاک صاف رہنے والونکو ۱۲

کوئی نرمی سے محروم ہے وہ خیر سے محروم ہے اور جب اوسکی زبان اچھی طرح
کھل جاوے تو اوسکو نودونہ نام یعنی اسمای حسنیٰ اور چہل حدیث اور منکر نکیر کے
سوال وجواب سکھاویں اور چھوٹی چھوٹی دعائیں ضروری کھانے پینے سونے وغیرہ
کی بھی بچے کو یاد کراویں اوراسی طرح اور بھی آداب اوٹھنے بیٹھنے سونے راہ چلنے کھانسنے
چھینکنے جمائی لینے کسی سے ملنے بات کرنے وغیرہ کے سکھاتے رہیں جیسے اپنے
چھینکنے کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[1] کہنا اور جو کوئی چھینک کے بعد الحمد للہ کہے تو اوسکے جواب میں
یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ[2] کہنا اور اسکے جواب میں یَہْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ[3] کہنا سکھاویں جیساکہ بخاری
نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیاہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلْیَقُلْ اَخُوْہُ اَوْصَاحِبُہٗ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ فَاِذَا قَالَ لَہٗ یَرْحَمُکَ
اللّٰہُ فَلْیَقُلْ یَہْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ یعنی فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جب چھینکے ایک تم میں کا تو چاہیئے کہ کہے الحمد اللہ اور چاہیئے کہ کہے بھائی مسلمان
اوسکا یا فرمایا یار اوسکا یرحمک اللہ پس جبکہ کہے اوسکو یرحمک اللہ تو اسکو چاہیئے کہ
کہے ہدایت کرے تمکو اللہ اور درست کرے تمہارے دل یا تمہارا احوال اور جمائی
لیتے وقت مونہہ پر ہاتھہ رکھنا سکھاویں جیساکہ مسلم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
سے روایت کیاہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ
فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فَمِہٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جبکہ جمائی لے ایک تمہارا تو چاہیئے کہ اپنا ہاتھہ موہنہ پر رکھے اس لیئے کہ شیطان
داخل ہوتاہے اور کھانسنے کے وقت موہنہ پھیر کر یا موہنہ پر ہاتھہ رکھکر کھانسنا سکھاویں
اور ملاقات کے وقت سلام اور مصافحہ کرنا اور مزاج پوچھنا بتادیں تاکہ جب بچہ کسی سے
ملے تو اوس سے السلام علیکم کہے اور مصافحہ کرے اور مزاج پوچھے انحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی یہ عادت تھی کہ جب ملتے تو پہلے سلام پھر مصافحہ کرتے تھے

---

[1] یعنی سب تعریف اللہ تعالے کے لیئے ہے ۱۲ [2] یعنی اللہ تعالی تمپر رحم کرے ۱۲ [3] یعنی اللہ تعالی تمکو ہدایت کرے اور تمہارے دل کی
اصلاح فرماوے ۱۲

جیساکہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ مُنْکَرٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے سلام پہلے کلام کے ہے ترمذی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اور بخاری نے
قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَکَانَتِ الْمُصَافَحَۃُ فِیْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ یعنی قتادہ کہتے ہیں میںنے انس سے کہا کیا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مصافحہ تھا کہا ہاں اور جب بچے کو کسی محفل میں لیجانے
کا اتفاق ہو تو اوسکو چپ بیٹھنے کی تاکید کریں بہت بات نکرنے دیں اوسی سے
کوئی بات کرے تو اوسکو معقول جواب دے نہیں تو خاموش بیٹھا رہے چپ رہنے
میں سب برائیوں سے نجات ہے جیساکہ احمد و ترمذی و دارمی و بیہقی نے عبداللہ ابن
عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ
صَمَتَ نَجَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص چپ رہا یعنی بری
بات سے وہ بچ گیا یعنی دنیا و آخرت کی بلاؤں سے اسکے سوا اور بہت حدیثیں خاموشی
کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ اسی باب کی ایک حدیث آئندہ مذکور ہوگی اور
بچے کو کسیکی باتمیں بھی نہ بولنے دیں جیسے اکثر بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہر ایک کی
بات کاٹکر بیچ میں خود بول اوٹھتے ہیں اور دخل در معقولات دیکے بے سمجھے بوڑہوں
کے مطلب کو فوت کردیتے ہیں ایسی حرکت سے بچوں کو روکنا ضروری ہے گالی دینے اور
کوسنے لعنت کرنے جھوٹ بولنے سے بھی ہمیشہ ڈانٹتے رہیں اسلئے کہ یہ سب باتیں
کمینوں کی ہیں شریفوں کی نہیں ہیں اور شرعًا بھی گناہ میں داخل ہیں بخاری و مسلم نے
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے برا کہنا مسلمان کا فسق ہے اور اسکا مار ڈالنا کفر ہے مسلم نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللَّعَّانِیْنَ
لَا یَکُوْنُوْنَ شُہَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ابوالدرداء کہتے ہیں میںنے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تہے بیشک بہت لعنت کرنے والے گواہی دینے والے
اور شفاعت کرنے والے ہونگے اور جہوٹ بولنا ایسی بری بات ہے کہ جس سے فرشتے
میل بہر بہاگ جاتے ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَاکَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِّنْ نَّتْنِ
مَاجَاءَ بِہٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بندہ جہوٹ بولتا ہے تو
دور ہو جاتے ہیں اوس سے فرشتے یعنی محافظت کرنیوالے کوس بہر بسبب بدبو اوس
چیز کے جسکو بندہ لایا یعنی جہوٹ اسکے سوا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن خیانت و
جہوٹ پہ پیدا ہنیں کیا جاتا بعض میں یوں ہے کہ مومن ممکن ہے کہ بخیل ہو مگر جہوٹا ہنیں
ہوتا پس ان سب سے معلوم ہوا کہ جہوٹ نہایت ہی ناپاک چیز ہے بچے پر خوب تاکید رہیں
کہ جہوٹ نہ بولنے پاوے اسی طرح سچی بات پر بہی قسم کہانے سے ممانعت کرتے رہیں
کیونکہ اگر بچہ ہر وقت قسم کہاتا رہیگا تو بغیر خیال سچ اور جہوٹ کی قسم کہا بیٹہیگا اور جہوٹ پر
قسم کہانیکا نہایت ہی گناہ ہے سوائے اسکے ہر وقت قسم کہانے سے آدمی بے اعتبار
ہو جاتا ہے اور قرآن شریف میں بہی بار بار قسم کہانے کی ممانعت آئی ہے جیسا کہ اس
آیت سے ثابت ہے وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰہَ عُرْضَۃً لِّاَیْمَانِکُمْ یعنی مت ٹہیراؤ اللہ کو نشانہ قسمونکا اور اللہ
پاک کی ذات کے سوا کسی دوسرے کی قسم نہ کہانے دیں کیونکہ غیر اللہ کے قسم کہانا شرک
میں داخل ہے جیسا کہ ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من حلف بغیر اللہ فقد اشرک یعنی ابن عمر رضؓ کہتے
ہیں مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تہے جسنے قسم کہائی سوا اللہ کے
اوسنے شرک کیا اور شرک سے ایمان جاتا رہتا ہے کہ بغیر توبہ کے پہر امید بخشش کی
ہنیں پس ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو ہر ایک بری بات سے روکتے اور ڈانٹتے رہیں
تاکہ وہ کسی برے کلام کے عادی نہو جاویں کہ پہر چہوٹنا اوسکا مشکل ہو بلکہ جہانتک ہوسکے
خاموش رہنے کی عادت ڈالیں بہت بکواس نکرنے دیں اسلیے کہ چپ رہنے میں دونوں
جہان کے فائدے ہیں دنیا میں تو ہر طرح کی آفتوں سے بچیگا اور آخرت میں جنت

لیگی جیسا کہ بخاری نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ یعنی فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو شخص ضامن ہو میرے لیئے اوس چیز کا
جو اوسکی دونو داڑہوں کے بیچ میں ہے یعنی زبان اور اوس چیز کا جو اوسکے دونو
پانوں کے درمیان میں ہے یعنی شرمگاہ تو میں ضامن ہوں اوسکے لیئے بہشت کا
اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص محفوظ رکہے اپنی زبان کو اون گناہوں سے جو اوس سے
متعلق ہیں اور شرمگاہ کو اون گناہوں سے جو خاص اوس سے متعلق ہیں تو وہ انشاء اللہ
تعالی ضرور بہشتی ہوگا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے شخص کے واسطے
وعدہ جنت کے ضامن ہونیکا فرمایا ہے جو کہ بچپن میں تعلیم بہت جلد اثر کرتی ہے
اسلیئے کہ بچے کا دل مثل موم کے ہوتا ہے جیسا نقش چاہو اوسپر منقش ہو سکتا ہے
اور مثل مشہور ہے کہ گیلی لکڑی خوب جہکتی ہے سوکہی ٹوٹ جاتی ہے اسواسطے ماں باپ
کو لازم ہے کہ ابتداہی سے اپنی اولاد کو اچہی باتیں اور عمدہ خصلتیں سکہاتے رہیں اور
برے کاموں کی برائی اور مذمت کرتے اور اوسکی سزا سے ڈراتے رہیں تاکہ بچے کے
دل میں بدکاموں کی برائی اور اونکی سزا کا ڈر بیٹہہ جاوے پہر ہمیشہ برے کاموں سے
بچتا رہے بچہ سمجہکر درگزر نکریں اس لیئے کہ ایسی نازبرداری آخر کو باعث بگاڑ کا ہوتی ہے
تعلیم اور تربیت بچوں کے ماں باپ پر واجب ہے اسکا بہت خیال رکہنا چاہیئے کہ بچہ
خراب ہونے پاوے کیونکہ اوسکی ابتری میں ماں باپ اور بچے دونوں کا نقصان
اور دارین کی خرابی ہے یعنی دنیا میں اولاد کی ابتری سے ماں باپ بدنام ہوتے ہیں
اور بچے کو بہی اوسکی بداطواری و بیہودگی سے ہر طرح کی تکلیف اور ذلت پہونچتی ہے کہ
جس سے ماں باپ کو بہی صدمہ اور رنج ہوتا ہے اور آخرت میں بہی دونوں سے پوچہہ
ہوگی اولاد اپنی بد افعالی کے باعث سے مواخذے میں گرفتار ہوگی اور ماں باپ اپنی
بے تعلیمی کی وجہ سے اسلیئے کہ بچے کی تعلیم اور تربیت کا حق ماں باپ ہی پر ہے پس
اونکو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو ہمیشہ اچہی اور نیک تعلیم کرتے رہیں اور اوسکی تربیت کا

ہر وقت دھیان اور خیال رکھیں تاکہ اولاد اور ماں باپ دونوں کو ثواب دارین حاصل ہو اور مواخذۂ اخروی سے نجات پاویں الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات ۔

باب ششم

فصل بچوں کی بیماریوں اور علاج کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جو بچوں کو یہ امراض بہت ہوتے ہیں جیسے آنکھہ دکھنا پیٹ پھولنا دانت اور چیچک نکلنا کہ اس سے کوئی بچہ بچتا نہیں اور اکثر اونکے علاج کی ضرورت ہوتی ہے اس لیئے کہ دوا کرنا سنت[1] ہے پس تھوڑا سا حال اونکی حفاظت اور احتیاط اور علاج کا اس جگہ لکھا جاتا ہے تاکہ اوسکے موافق عمل کریں پس جب بچے کے مسوڑے سے پھولے معلوم ہوں اور اپنے ہاتھہ کو یا اور کسی چیز کو موہنہ میں لیکر دبانے لگے تو ملیٹھی یا ہاتھی دانت کی چسنی بنا کہ بچے کو دیں کہ وہ اسکو دبایا کرے تاکہ رال موہنہ کی بہجاوے اور شہد میں سوہاگا بہنا ہوا ملاکر بچے کے مسوڑہوں میں دو ایک بار دن بھر میں ملا کریں اور اُسکے تالو میں چنبیلی یا تلی کے تیل سے مالش کیا کریں کہ تالو چکنا رہے خشکی نہ آنے پاوے ان سب سے دانت جلدی نکل آتے ہیں اور تکلیف کم ہوتی ہے اور جب بچے کا پیٹ پھولا نظر آوے تو بیسن میں نمک ملاکے گرم گرم سہتا سہتا اوسکے پیٹ پر ملیں کہ نفخ ریاحی کو بہت مفید ہے اور اگر بچے کو قبض یا پیشاب کی کمی سے نفخ ہوتا ہو تو چوہے کی مینگنی ایلوے میں ملی ہوئی گرم کر کے اوسکے پیٹ پر ضماد کریں یہ واسطے دفع قبض اور ادرار بول کے بہت مفید ہوتا ہے اور اگر صابون کا شافہ کریں تو یہ بھی رفع قبض کے لیئے بہت فائدہ کرتا ہے اور اگر آنکھیں دکھنے لگیں تو یہ لیپ لگانا بہت مفید ہے آنبا ہلدی گھسکے اوسمیں تھوڑی سی پھٹکری اور افیون ملاکر کنکنا کنکنا بچے کی آنکھوں پر لگادیں

---

[1] اس لیئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوا کرنے کا ارشاد فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی و ابو داود نے اسامہ بن شریک سے روایت کیا ہے قال قالوا یا رسول اللہ صلعم افنتداوی قال نعم یا عباد اللہ تداووا فان اللہ لم یضع داء الا وضع له شفاء غیر داء واحد الہرم یعنی اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم دوا کریں فرمایا اے اللہ کے بندو دوا کرو بیشک اللہ نے نہیں رکھی کوئی بیماری مگر مقرر کی اوسکے لیئے شفا سوائے ایک بیماری کے کہ وہ بڑھاپا ہے ۱۲

اور یہ دوا بھی آنکھ میں لگانا بہت فائدہ کرتا ہے جست کا سفیدا جسے پھول کہتے ہیں کسیری
کے یہاں سے منگا کر کاسے کے برتن میں رکھکے تانبے کی چیز سے خوب گھسیں اور دو چار
چھوٹی الائچیاں اور دو ایک پتے نیب کے بھی پیسکر اوس میں ملاویں اور تینوں
چیزوں کو اوسی کانسی کے برتن میں تانبے کی چیز سے خوب گھسیں جب خوب حل
ہو جاویں تو اون کو کسی سنگین کپڑے میں چھان لیں پھر کورا کاجل اون دواؤں
سے کچھ زیادہ ملا کر آنکھ دکھنے سے تین روز کے بعد آنکھوں میں بھریں جس روز سے
دکھنا شروع ہوں اوسی روز نہ لگاویں بلکہ کوئی دوا بغیر گزرنے تین روز کے کبھی
نہ لگاویں ترکیب اس دوا کی آنکھ میں بھرنے کی یہ ہے کہ آنکھ آنے سے چوتھے روز
جب بچہ رات کو سو رہے تو کوئی آدمی ہوشیار اوسکی آنکھوں کو اس طرح سے کھولے
کہ دونو پپوٹے باہر نکل آویں پھر ان پپوٹو پر ایک چٹکی اس دوا کی چھڑک کے اون
دونوں پپوٹوں کو ملا دے اور اپنی ہتیلی سے آنکھونکو آہستہ سے مل دے پھر بچے سے
آنکھوں کی کھول موند کرا وے تاکہ گرم گرم پانی بہجا وے اور یہ بھی مفید ہے کہ جب
آنکھ دکھنے آوے تو دو ایک رومال ہلدی میں رنگ لیں اور اوسی رومال سے بچے کی
جو آنکھ دکھتی ہو اوسے پونچھیں اور نیب کی دھونی دینا بھی آنکھ دکھنے میں بہت مفید ہے
اگر ورم زیادہ ہو تو نیب اور جھاؤ دونو ملا کر دھونی دیں اور دن میں دو تین بار دیا کریں
اور انہیں دونو چیزوں کو پانی میں جوش دیکر اوس پانی سے دکھتی ہوئی آنکھ کو دھویا کریں
یا سونف کے عرق سے دہو ویں نرے سادے یا ٹھنڈے پانی سے نہ دھونا چاہیئے اور
دکھتی آنکھ کو ہوا اور روشنی سے بچانا چاہیئے کھانے میں نکمی چیزوں سے پرہیز سرد
اور ترش اشیاء کے استعمال سے اجتناب کرنا نہایت ضرور ہے اور جب بچے کو بخار
آنے لگے تو تین روز تک کچھ دوا کھانے پینے کی نہ دیویں کیونکہ چیچک میں بھی اول بخار آتا ہی
اور اوس میں دوا کرنا مضر ہے اس واسطے مناسب ہے کہ پہلے تین روز تک انتظار
کریں اگر اسمیں کچھ آثار چیچک کے معلوم ہوں تو پھر ہرگز کسی طرح کی دوا کھانے پینے کی
نکریں اللہ کے بھروسے پہ چھوڑ دیں ورنہ حکیم وغیرہ کی راے سے علاج کریں علامتیں

چیچک کی یہ ہیں کہ اکثر غفلت کے ساتھ تپ بہت شدید ہوتی ہے کسی وقت نہیں اترتی
ناک بہت بہتی ہے چھینکیں بھی آتی ہیں اور بچہ اس بخار میں اکثر چونک پڑتا ہے
ہتیلیوں میں سونگھنے سے بسائندہ معلوم ہوتی ہے اور بعضونکی حالت اس بخار
میں مرگی والے کی سی ہو جاتی ہے پھر جب سے دانے نظر آویں تو اول اوسکی
آنکھہ اور جگر دل اور معدے پر جسے عوام کوڑی کہتے ہیں تھوڑا سا سرمہ پسا ہوا
لگاویں تاکہ سرمہ ان جگہوں کے مواد کو تحلیل کر دے پھر خاص ان مواضع میں
چیچک نہ نکلے اور یہ اعضاے رئیسہ و شریفہ اوس کی تکلیف سے محفوظ رہیں
غذا میں کھچڑی مسور کھلاویں کہ یہ مادے کو جلد کی طرف نکالدیتی ہے پھر دانے
خوب ابھر آویں گے اور نمک کی چیزیں کم دیں کہ اس سے دانوں میں کھجلی پڑجاتی ہے
ہوا سے بھی احتیاط رکھیں سرد اور ترش چیزیں ہرگز نہ کھلاویں کہ اس سے دانوں
کے بیٹھہ جانے کا خوف ہے روشنی سے بھی دور رکھیں تاکہ اوسکی گرمی سے جو رطوبت
جلد کے نیچے ہے زیادہ تحلیل ہونے پاوے ورنہ بعد صحت کے داغ چیچک کے نمایاں
رہیں گے زائل ہونگے طبیب یہ بھی کہتے ہیں کہ چیچک والے کے پاس حائض عورت
نہ آوے اور اس کے قریب کسی چیز کا بگھار بھی نہ لگاویں کیونکہ اوسکی بھاپ سے
زخم چیچک کا خراب ہو جاتا ہے بلکہ اوسکے نزدیک نیم کی ٹہنی کا رکھنا اور اوسکی ہوا
دینا اچھا ہے غرضکہ چیچک والے کو جب سے تپ معلوم ہو تا صحت سواے احتیاط
ظاہری کے جو اوپر لکھی گئی کوئی اور دوا کھانے پینے کی نہ دیں مگر جسکی چیچک میں کچھہ
نقصان معلوم ہو یعنی دانے ابھرے ہوے نہوں یا دانوں میں گڑھا پڑگیا ہو خواہ اون
پر سیاہی آگئی ہو یا پورا مادہ چیچک کا نہ ابھرا ہو اوسوقت حکیم کی راے سے علاج کرنا
ضرور ہے چند دوائیں چیچک کے ابھار کی جو تجربے میں آئی ہیں لکھی جاتی ہیں ولایتی
انجیر یا ورق طلا شہد میں ملاکر کھلانا دریائی ناریل خواہ آٹھ راج گھسکر پلانا خاردار چوہے
کے کانٹوں کی دھونی دینا یہ سب دوائیں مفید ہیں اور چیچک کم نکلنے کے لیے یہ سالہا
جب تک کہ نہ نکلے اوسکی فصل سے پہلی گدہی اور ریڑہ پر جونکیں لگانا بہت اولی

اور گہوڑی اور گدہی کا دودہ پلانا بہی چیچک کے کم نکلنے میں فائدہ بخشتا ہے مگر گدہا مردار ہے
اوسکا دودہ نہ پلاویں گہوڑا اونٹ حلال ہے اس میں کسی قسم کا نقصان نہیں ہے
پانچ سات دانے بن بندہے موتی کے بچے کو نگلانا بہی مفید ہیں لیکن ان سب چیزونکا
ایک بار کہلانا کافی ہے ہر سال ضرور نہیں مگر جونکیں ہر سال لگانا چاہییں ان سب تدبیروں
سے نشتر لگانا بازو پر جسے ہندی میں ٹیکا لگانا کہتے ہیں اور اسکو انگریزوں نے ایجاد کیا ہے
دفع چیچک کے لیے بہت مفید ہے بارہا تجربے میں آیا ہے کہ جسکے ٹیکا لگایا گیا اکثر اوسکے
چیچک نہیں نکلی اگر نکلی بہی تو بہت کم نکلی اور زور بہی کم کیا پس ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے
بچوں کی جانوں پر رحم کر کے ضرور ضرور اونکے ٹیکا لگا دیا کریں تاکہ وہ چیچک کی تکلیف سے
بچیں اور ٹیکا لگاتے وقت بچے کو کچہ تکلیف نہیں ہوتی تیسرے روز البتہ کچہ بخار ہوتا ہے
اور جو آثار چیچک کے اوپر بیان ہو چکے وہ سب اسمیں بہی نمودار ہوتے ہیں لیکن چیچک
کی تکلیف سے اسمیں تکلیف کم ہوتی ہے اور جتنے دنوں میں بچہ چیچک سے فارغ ہوتا ہے
اوتنے ہی روز اسمیں بہی گزرتے ہیں اسکی احتیاط بہی اوسی کے موافق جس تفصیل سے
لکہی گئی کرنی چاہیئے صرف کہڑی مسور نہیں کہلائی جاتی ہے مگر جب تک بچہ دو مہینے کا نہو
اوسکے ٹیکا نہ لگانے دیں اور اس ٹیکے کا اثر سات برس تک رہتا ہے یعنی اگر ایک برس کے
بچے کو ٹیکا لگایا جاوے تو سات برس تک پہر دوسرے کی حاجت نہیں ہوتی اور یہ عمل ٹیکے
کا بڑی ہی چیچک کو جو بہت زور دیتی ہے فائدہ کرتا ہے اور کسی قسم کے واسطے مفید نہیں
یہانتک تمام ہوا حال اُن امراض کا جو سب بچونکو ہوتے ہیں اور کوئی اُنسے نہیں بچتا -

فصل اون امراض اور ادویات کے بیان میں جو بعض بچونکو ہوتے ہیں

جاننا چاہیئے کہ اکثر امراض ایسے ہیں کہ وہ سب بچوں کو نہیں ہوتے بعض کو ہوتے ہیں
جیسے اُم الصبیان یا پسلی کا مرض جسکو بادلوں کی بیماری بہی کہتے ہیں یا سوکہے کا مرض کہ
جس سے بچہ دبلا ہوتا جاتا ہے یا جموگے کی بیماری کہ اسمیں بچے کے جبڑے بند ہو جاتے ہیں

اور دودہ نہیں پی سکتا اکثر ان امراض میں بچے کا بچنا مشکل ہو جاتا ہے جو کہ یہ سب مرض اکثر ماں
اور آنا کی بے احتیاطی کے سبب سے ہوتے ہیں اسواسطے شرح انکی احتیاط اور ادویات کی
لکھنی ضرور ہوئی اب جاننا چاہیئے کہ ام الصبیان کا مرض اکثر حمل میں سرد اور ترش چیزیں اور
ہرن کا گوشت کہانے سے ہو جاتا ہے علاج اسکا بہت مشکل ہے اگرچہ طب کی کتابوں میں
لکہا ہے کہ پیاز سونگہانا اور اوسکا عرق تالو اور ہتیلیوں میں ملنا اور نکچہکنی سونگہانا اور مور کے
پر گہوڑے کے پر اسپند ہلدی ان سب کو ملا کے دہونی دینا بہت مفید ہے اور لال کا
خون بہی تالو پر ملتے ہیں اور کہٹل بہی سونگہاتے ہیں آور یہ بہی دیکہا ہے کہ اس مرض والے
کو دورے کے وقت گردن تک گرم پانی میں بٹہا دیتے ہیں یعنی جتنے بار اس مرض کا دورا
ہوا اوتنے ہی بار مریض کو ایسے گرم پانی میں بٹہانا چاہیئے کہ دیگ کا پانی بہت ٹہنڈا نہ ہو گیا
ہو کہ کنے سے کچھ زیادہ تیز ہو ہر دورے میں مریض کو اوسمیں بٹہا دیں اور جب دورا موقوف
ہوا اوسکو دیگ سے نکال لیں مگر ان ترکیبوں سے اوسی وقت فائدہ ہو جاتا ہے ہمیشہ کے لیے
مرض کا استیصال نہیں ہوتا اس مرض والے کی بہت احتیاط رکہیں آگ اور پانی
اور بلندی پر چڑہنے سے بچا دیں اور بہت روشنی بہی اس مرض والے کے قریب نہ رکہیں
اسلیئے کہ اکثر ان چیزوں سے اس مرض کا دورا ہوتا ہے کہاوٹ اور ابر اور سردی میں
دودہ پلانے والی کے سرد اور قابض چیزیں اور چکنائی کہا لینے سے بچے کو پسلی اور بادلوں
کی بیماری ہو جاتی ہے یہ مرض بہی سخت ہے علاج اسکا اکثر گرم اور دست آور دواؤں سے
ہوتا ہے جب تک اس مرض میں دست نہوں بچے کی طبیعت صاف نہیں ہوتی ہے اس
مرض کا علاج بہت ہی جلد کرنا چاہیئے اس لیئے کہ یہ بیماری طول نہیں پکڑتی دو چار ہی پہر میں بچے
کا کام تمام ہو جاتا ہے اگر بہت ہی طول ہوا تو دو تین روز سے زیادہ نہیں گذرتے اگر تین روز
سے زیادہ اس مرض میں دیر ہو جاوے تو کچھ بچے کی زندگی کی توقع بندہ جاتی ہے اسی لیئے
اس مرض کا طول پکڑنا خیر کی علامت ہے اس بیماری کے لیئے بہی دست آور دوا بہت
مفید ہے اگرچہ اسمیں بیر بہوٹی بہی کہلاتے ہیں خرگوش کا خون بہی بچے کو پلاتے ہیں اور
ہرن کی ناف میں جو ایک تاگا سا نکلتا ہے اوس کو گہسکر اس مرض والے کی پسلی پہ

جدہر کی پسلی میں گڑہا پڑتا ہو ضماد کر دیتے ہیں سوکہے کی بیماری کے لیئے کیکڑا کہلانا مفید ہوتا ہے
اور گہونگے کا کیڑا بہی گہی میں تل کر اس مرض والے کو کہلاتے ہیں پہچان اس مرض والے
کی یہ ہے کہ لوئیں اوسکے کان کی ایسی سُن ہو جاتی ہیں کہ کتنا ہی زور سے دباؤ اوسکو کچہہ
بہی محسوس نہیں ہوتا کہ کیا چیز دبائی جاتی ہے یہ مرض اکثر دوسرے سے لگجاتا ہے یعنی
جس بچے کو یہ مرض ہو اوسکا جہوٹا کہانے یا بہاپ یا پسینا لگنے یا اس مرض والے کی ماں
کا دودہ پینے سے دوسرے بچے کو بہی یہ مرض ہو جاتا ہے اسی لیئے بچے کی اس مرض سے
بہت احتیاط رکہتے ہیں یہاں تک کہ بڈہیاں تو اس مرض والے کی ماں کے انچل سے بہی
بچے کو بچاتی ہیں کہ وہ اوسکے سر اور بدن پر نہ پڑنے پاوے اسلیئے کہ یہ مرض اکثر مہلک
ہوتا ہے اور علاج اسکا بہت ہی مشکل ہے خدا ہی بچاتا ہے تو اس سے بچے کی جان بچتی ہے
نہیں تو خیر مگر شرع شریف میں یہ اعتقاد بے اصل محض ہے ہرگز ایک کی بیماری دوسرے
کو نہیں لگتی جیسا کہ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا ہَامَۃَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگجاتی ہے اور نہ ہامہ ہے اور نہ نوء ہے اور نہ
صفر ہے نوء ایک ستارے کے غروب دوسرے کے طلوع کو کہتے ہیں عرب کا گمان تہا کہ مینہ
اسی سبب سے برستا ہے جیسے ہندو کہتے ہیں کہ مینہ فلانے نچہتر سے برستا ہے ہامہ عرب
کے گمان میں یہ تہا کہ میت کی ہڈیوں سے ایک جانور پیدا ہوتا ہے اور اوڑتا پہرتا ہے صفر
کے مہینے میں عرب کا یہ اعتقاد تہا کہ نزولِ بلا و حوادث و آفات کا ہوتا ہے اسکے سوا اور
بہت اقوال ہیں سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سب عقائد کو باطل فرما دیا پس
ان عقائد سے ایمان جاتا رہتا ہے مسلمان کو چاہیئے کہ ہرگز ایسا اعتقاد نکرے تاکہ ایمان جو
راس المال مومن ہے سلامت رہے جموگا وہ بیماری ہے جو چہٹی چلے کے اندر بچے کو
ہو جاتی ہے اوس سے جبڑے بند ہو جاتے ہیں اور دودہ نہیں پی سکتا ہے اوسکے لیئے
یہ علاج بہت مجرب ہے کہ خرگوش کا لہو اوس بچے کے جبڑوں پر ملیں اور رتی بہر بچے
کو کہلا بہی دیں ہینگ اور کالُفل بہی جبڑوں اور کنپٹیوں پر ملتے ہیں لیکن سنا ہے کہ پہلا

علاج اس مرض کے واسطے زیادہ مفید ہے اکثر یہ بیماری سردی کے پہونچنے سے ہوجاتی ہے
اس میں بہی بچہ کم بچتا ہے پس لازم ہے کہ چہوٹے بچے کی ہر طرح سے بہت احتیاط رکہیں
کیونکہ بچہ مثل پہول کے ہوتا ہے ذراسی بے پروائی سے ہاتہ سے جاتا رہتا ہے پہر سوائے
افسوس کے کچہ ہاتہ نہیں آتا یہ علاج اگرچہ اس جگہہ لکہدیئے گئے لیکن اول کسی حکیم طبیب
سے یہ نسخے بیان کردیں پہر اوسکی صلاح سے بچونکو دوا پلاویں تو بہت مناسب ہے کیونکہ
بچوں کے مزاج تابع مزاج ماں باپ کے ہوتے ہیں اس لیئے حکیم سے دریافت کرلینا بہت ضرور ہے

فصل بچوں کی دوا کرنے کے طریقے میں

جاننا چاہیئے کہ بچے کو دودہ چہوڑانے کے بعد جلد جلد مسہل ندیں چٹے مہینے دینا کافی ہے
پانچ برس تک یہی قاعدہ جاری رکہیں بعد اسکے پہر بغیر ضرورت قوی کے مسہل ندیں کیونکہ
بہت مسہل دینے سے معدہ ضعیف ہوجاتا ہے جیسے بہت شوب سے کپڑا کم زور اور
معدے کی کمزوری سے غذا کم ہضم ہوتی ہے کہ جس سے آدمی نہایت کم قوت رہتا ہے اور
طرح طرحکی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں پس لازم ہے کہ جہانتک ممکن ہو مسہل ندیں ایسا ہی
جہاں تک ہوسکے فصد جونک پچھنے وغیرہ کی بہی احتیاط رکہیں بے شدید حاجت کے
انمیں سے کسی چیز کا استعمال نکریں خصوصاً بچپن اور ضعیفی میں فصد لینا بہت ہی مضر ہے
بلکہ طب کی کتابوں میں تو پندرہ برس سے پہلے اور ساٹہہ برس کے بعد فصد لینے کو منع لکہا ہے
مگر جونک وغیرہ کا ضرورت کے وقت چنداں مضایقہ نہیں لیکن اس سے بہی جہاں تک
ممکن ہو بچتی رہیں اور بغیر ضرورت قوی کے نہ لگاویں غرضکہ خون کے نکالنے میں بہت ہی
احتیاط کریں کیونکہ انسان کی قوت خون ہی پر موقوف ہے اور اسی وقت پر مدار زندگی کا ہے
پس اسکا خیال رکہنا بہت ضرور ہے تاکہ اعضای رئیسہ یعنی دل و دماغ اور جگر میں ضعف
نہ آنے پاوے کیونکہ ان اعضائے کے ضعف سے اکثر ایسے مہلک اور سخت مرض پیدا ہوتے
ہیں کہ علاج اونکا دشوار و مشکل ہوتا ہے پہر امید زیست کی نہیں رہتی اور اعضائے رئیسہ

کی قوت خون کی پیدائش میں منحصر ہے پس جہاں تک ممکن ہو خون کے نکالنے سے بہت
بچیں بیماری کے وقت کسی سمجھدار ہوشیار حکیم کا علاج کریں جاہل اور عطائی کا معالجہ ہرگز
نکرنا چاہیئے اس لیئے کہ جاہل حکیم کے علاج میں ہرطرح کے ضرر اور نقصان کا اندیشہ بلکہ جان
تک کا خطرہ ہے اسواسطے کہ جب کسی عطائی کی دوا سے نقصان پہونچتا ہے تو تجربہ کار
حکیم سے بھی اوسکا سنبھال مشکل ہوتا ہے جاہل ناتجربہ کار کی دوا کرنے پر یہ مثل صادق
آتی ہے کہ لگا تو تیر نہیں تو تکا ہے اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ نیم حکیم خطرۂ جان اور
نیم ملا خطرۂ ایمان پس لازم ہے کہ جب کسی طرح کے علاج کی ضرورت ہو تو عالم معمر ہوشیار
طبیب کا علاج کریں ورنہ بقول بزرگوں کے کہ پیش طبیب مرو پیش تجربہ کار برو کسی بڑے
تجربہ کار کی دوا کریں اگرچہ بے پڑھا ہو علاج کے زمانے میں حکیم کے کہنے کے موافق دوا کریں
اپنی رائے کو دخل ندیں اور پرہیز کا ضرور بندوبست رکھیں کسی طرح کی بے احتیاطی اور
بدپرہیزی ہونے دیں اس لیئے کہ بدپرہیزی سے دوا کا کچھ نفع ظاہر نہوگا بلکہ مرض میں زیادتی
ہوگی اور بیماری کی ترقی سے آخر کو جان کے زیان کا خوف ہے پس پرہیز کو علاج پر بھی مقدم
رکھیں کیونکہ یہ بھی ایک بڑی دوا ہے کہ اکثر چھوٹی چھوٹی بیماریاں جیسے زکام کھانسی وغیرہ
نرے پرہیز ہی سے جاتے رہتے ہیں کچھ حاجت دوا کی نہیں ہوتی پس مناسب ہے
کہ ایسے مرضونکا علاج بھی نہ کریں اللہ ہی کے بھروسے پر چھوڑ دیں لیکن اوس مرض کی
مضر چیزوں سے ضرور پرہیز رکھیں اور بڑے مرضوں کے لیئے پرہیز کرنا آدھی دوا ہے
جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے شعر کہتے ہیں پرہیز آدھی ہے دوا ہے طرف پرہیزگاروں کے خدا
اگر ایسی ہی ضرورت دوا کی ہو تو پھر حکیم کی رائے کے موافق علاج کریں اور جو پرہیز
بتاوے اوسپر عمل کریں کس واسطے کہ بدپرہیزی سے بیماری کی زیادتی ہوتی ہے پھر کوئی
دوا مرض کو نفع نہیں کرتی اگرچہ ہوتا وہی ہے جو خدا کو منظور ہوتا ہے مگر بے احتیاطی کی
وجہ سے مفت کی ندامت اور بدنامی حاصل ہوتی ہے اور یہ مثل صادق آتی ہے کہ یکے
نقصان مایہ دیگر شماتت ہمسایہ پس کیا ضرورت ہے کہ انسان اپنی تھوڑی سی لذت
کے واسطے مخلوق کی طعنہ زنی اوٹھاوے اور اپنے اوپر نادانی اور حماقت کا دھبا لگاوے ۔

فصل اون عملوں کے بیان میں کہ جنکا کرنا شرعاً منع ہے اور اون عملیات کی تفصیل میں جنکا کرنا جائز ہے

جاننا چاہیئے کہ اکثر امور شرعیہ سے ناواقف عورتیں اپنی اولاد کے واسطے گنڈے تعویذ جہاڑ پہونک مخالف شرع بہت کیا کرتی ہیں اور ایسی واہیات عملوں میں جو شرعاً منع ہیں اور اون میں غیر اللہ سے مدد مانگی جاتی ہے اپنا مال و ایمان ضائع اور تباہ کرتی ہیں جیسے شیخ فرید شکر گنج کے نام کی آنٹی چیچک نہ نکلنے کے لیئے بچوں کے گلے میں ڈالنا یا کسی بیماری سے اچھے ہونے کے لیئے شاہ عبد الحق مرحوم کے نام کا توشہ ماننا یا بخار میں فقیر و نسیہ منکا لیکر بچوں کے گلے میں باندھنا یا نظر دور ہونے کے لیئے مرچیں وغیرہ بچے کے سر سے اوتار کر چولہے میں جلانا یا آنکھہ دکھنے میں چہوت جہاڑنا غرضکہ ایسے ایسے واہی تباہی عمل اور ٹوٹکے اکثر اپنی حماقت سے کیا کرتی ہیں جسمیں دین و دنیا کا کچھ فائدہ نہیں بلکہ دونوجہاں کا نقصان ہے بہلا غور کرنا چاہیئے کہ اگر ایک نارے کی آنٹی بچے کے گلے میں ڈالدی یا سات مرچیں اور راستے سے پانوں کے نیچے کی خاک لیکر اوسپر جہاڑو کے تنکے رکھکے بچے پر سے اوتار دیئے یا بان کی رسی میں روئی لپیٹ کر گھی میں ڈبو کے آگ سے جلاکر اوسکی بوندیں تہالی بہر پانی میں ٹپکا دیں تو اوس سے کیا مرض کا اثر جاتا رہیگا یا تین بتیاں زخم یا پھوڑے پر سے اوتار کر راہ میں پھینک دیں اور خدا و رسول اور چاند چاندنی کو اوس زخمی کا نام لیکر سونپ دیں اور کسی شخص کو اوسپر گواہ اور شاہد کرلیں پس وہ گواہی یا وہ بتیاں پھینکی ہوئی کیا زخم وغیرہ کو اچھا کرینگی یا چاند چاندنی اوس زخمی کو ہلاک نہونے دینگے یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موت سے کسیکو بچا لینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وفات کیئے ہوئے مدت تیرہ سو برس کی گزری آپ کو کیا معلوم کہ میری امت میں سے کون بیمار ہے کون مجکو پکارتا ہے کون جیتا ہے کون مرتا ہے بلکہ ایسے امور یعنی جلانے اور مارنے میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندگی میں بہی کچھہ اختیار نہ تہا ورنہ آپ کے صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں آپکے سامنے کیوں

وفات پاتیں پس ایسے عملیات سے کہ جنمیں کچھہ فائدہ نہو بلکہ اور ایمان کا نقصان ہو بچنا ضرور ہے ہاں وہ اعمال کرنے چاہییں جنمیں کوئی خلاف شرع بات نہو اور بہتر سے بہتر وہ ہیں جو حدیث شریف سے ثابت ہیں اسلیئے کہ وہ خاص رسول خدا کے سکھائے ہوئے ہیں جو خیر و برکت اونمیں ہوگی وہ اور اعمال میں ہرگز نہو گی اسواسطے کہ خود آپ نے دوا و دعا کرنیکا حکم دیا ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے اسامہ بن شریک سے روایت کیا ہے قَالَ قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَنَتَدَاوٰی قَالَ نَعَمْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ تَدَاوَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَهٗ شِفَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَّاحِدٍ اَلْهَرَمُ یعنی اسامہ نے کہا کہ بعض صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا ہم دوا کریں آپ نے فرمایا ہاں اے اللہ کے بندو دوا کرو اسلیئے کہ نہیں رکھی اللہ نے کوئی بیماری مگر مقرر کی اوسکے واسطے شفا سوا ایک بیماری کے کہ وہ بڑھاپا ہے اور ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک دعا نفع کرتی ہے اوس چیز سے جو اوتری اور اوس چیز سے جو نہیں اوتری پس لازم کرو آپنے اوپر اے اللہ کے بندو دعا کو ان دونو حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دوا اور دعا کرنیکا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا اور بہت سی دوائیں اور دعائیں اپنے امت مرحومہ کو تعلیم فرمائیں چنانچہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہیں اور اکثر کتابونکا اردو زبان میں ترجمہ بھی ہوگیا ہے ہر شخص اردو خواں اونمیں سے دیکھکر عمل کرسکتا ہے اسلیئے چند عملیات ایسے امراض کے کہ جن کے دفع کی انسان کو اکثر ضرورت پڑتی ہے اور علماے ربانیین نے اونکو اپنی کتابوں میں لکھا ہے اس فصل میں لکھے جاتے ہیں عمل حفظ اطفال کا جو شفاء العلیل میں لکھا ہے یہ ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اس تعویذ کو لکھکر بچے کے گلے میں ڈالیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کلمات کی برکت سے وہ ہر آسیب اور کیڑے کے کاٹنے اور نظر لگنے سے محفوظ رہیگا چیچک کا عمل یہ ہے جب بچے کو آثار چیچک کے معلوم ہوں تو کوئی شخص

قرآن پڑہا ہوا نیلا ڈورا کچے سوت کا اپنے پاس رکہکر سورۂ رحمٰن پڑہنا شروع کرے جب فَبِاَیِّ
اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پر پہونچے تو اوس دوڑے پر دم کرکے ایک گرہ دے اور جتنی بار یہ آیت آوے
اوتنی ہی گرہیں اوس تاگے میں لگاوے پہر اس سورت کے ختم ہونے کے بعد وہ تاگا
بچے کے گلے میں باندہ دے حق تعالی اپنے فضل سے اوس مریض کو اس بیماری سے صحت
دیگا دوسرا عمل چیچک کا یہ ہے کہ جب چیچک کی فصل آوے تو کسی دن سورۂ بقر ایک بار
بچے کو پوری سنوادیں اس طریقے سے کہ پڑہنے والا اور بچہ دونوں نہار موںہہ ہوں اور جو
شخص زیادہ کہاتا ہو اوسکو کہانا کہلانے کے لیئے بیٹہا کر اڑہائی[1] پاؤ چاول کا خشکا مع شکر اور
دہی اور بقدر حاجت گہی کے اوس کے سامنے رکہدیں جب سورت پڑہنا شروع ہو تو
وہ شخص کہانا شروع کرے اور پڑہنے والا اس طرح سے پڑہے کہ الفاظ اوسکے اچہی طرح
سے سمجہ میں آویں اور بچے کو سننے کے واسطے اوس کے پاس بٹہادیں پہر سورت کے
ختم ہونے کے بعد بچے پر دم کردے انشاء اللہ تعالی اس عمل سے اوس برس چیچک نہ
نکلے گی اگر نکلی بہی تو سہل اور آسان نکلیگی کہ کسی طرح کا آسیب اور صدمہ نہ پہونچیگا نظر کا پہلا
عمل اگر نظر لگانا اور نظر لگانیوالا معلوم ہو تو اوسکا موںہہ اور دونوں ہاتہہ پانوں اور شرمگاہ دہلوادیں اور
اوس پانی کو جس شخص پر نظر لگی ہو چہڑکدیں انشاء اللہ تعالی اوسی دم وہ اچہا ہو جاویگا دوسرا
عمل نظر کا جب نظر لگانیوالا معلوم ہو تو نظر لگانے وقت یا جس وقت خود اوسکا ذکر کرے
اوس شخص کا نام لیکر پکاریں انشاء اللہ تعالی اثر نظر کا جاتا رہیگا اور یہ عمل سحر کے واسطے
بہی مفید ہے یعنی اگر جادوگر معلوم ہو تو اسی طرح اوسکا بہی نام لیکر پکاریں اللہ چاہے تو سحر
کا اثر جاتا رہیگا تیسرا عمل نظر کا یہ ہے کہ جب کسی پر نظر کا شبہہ ہوا اور نظر لگانیوالا معلوم نہو تو
چاہیئے کہ ایک پاک تاگا تین ہاتہہ ناپ کر نظر زدہ کے پاس رکہدیں اگر وہ بچہ ہو تو اوسکی
کہلائی وغیرہ کو دیدیں تاکہ وہ اوس دہاگے کو بچے کے پاس رہنے دے پہر کوئی شخص بِسْمِ اللّٰہِ
وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور سورہ فاتحہ کو تین تین بار پڑہکر ایک بار یہ عزیمت پڑہے جب لفظ فلان

---

[1] شاہجہانی سیر سے جو اسی روپیہ کا ہوتا ہے ۱۲

ابن فلان پر پہونچے تو بجاے اسکے نظر زدہ اور اوسکی ماں کا نام لے پہر سب عمل پورا کر کے
نظر زدہ پر دم کرے اور اوس تاگے کو دوسرے بار ناپے اگر تین ہاتھ سے زیادہ یا کم ہوجائے
تو جانے کہ اسکو نظر لگی ہے اوسوقت اس عمل کو پہر تین بار پڑہکر نظر زدہ پر دم کرے
انشاء اللہ تعالی نظر کا اثر دور ہوجاویگا اور اگر تاگا برابر رہے تو معلوم کریں کہ نظر نہیں لگی پہر
اس عمل کو دوبارہ پڑہنا ضرور نہیں عزیمت یہ ہے عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ
بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
اِلٰى خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ
بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ اٰشْرَاهِيَا بَرَاهِيَا اَذُوْنِيَا اَصْبَاؤُتُ اِلٰ شَدَّاىْ عَزَمْتُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْعَيْنُ الَّتِيْ فِيْ فُلَانِ
بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شَهْتُ بَهْتُ اِنْتَهَتْ بِانْقِطَاعِ النَّجَا بِالَّذِيْ لَا يَقْوٰى عَلَيْهِ اَرْضٌ وَّلَا سَمَآءٌ اُخْرُجِيْ يَا
نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ كَمَا اُخْرِجَ يُوْسُفُ مِنَ الْمَضِيْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰى فِي الْبَحْرِ طَرِيْقٌ
وَّاِلَّا فَاَنْتِ بَرِيْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاللّٰهُ تَعَالٰى بَرِيْٓءٌ مِّنْكِ اُخْرُجِيْ يَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ
فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اُخْرُجِيْ يَا
نَفْسَ السُّوْءِ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا
وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سحر زدہ اور مریض مایوس العلاج کا عمل یعنی جسپر جادو کا اثر ہوا اور
اوس بیمار کے لیئے کہ اچھا نہوتا ہو حکیم اوسکے علاج سے عاجز ہوگئے ہوں چینی کے سفید
برتن میں یہ اسم لکہیں پہر پانی سے دہوکر چالیس روز تک پلاویں اسم یہ ہے يَا حَيُّ حِيْنَ
لَا حَيَّ فِيْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَآئِهٖ يَا حَيُّ اس اسم کے بعد اگر سورۂ فاتحہ بہی لکہدیں تو بہتر انشاء اللہ
تعالی جلد فائدہ حاصل ہوگا دفع تپ کا عمل جسکو تپ آتی ہو اوسپر ہر روز عصر کی نماز کے
بعد سورہ مجادلہ تین بار پڑہکر دم کردیا کریں انشاء اللہ تعالی صحت ہوجاویگی اور چھہ
آیتیں قرآن شریف کی جنکو آیات شفا کہتے ہیں ہر مرض کے واسطے مفید ہوتی ہیں
یعنی جس مرض کے واسطے چاہے اون آیتونکو ایک چینی کے سفید برتن میں لکہکر

عمل سحر زدہ اور مریض مایوس العلاج

عمل تپ

مریض کو پلاوین انشاء اللہ تعالی صحت پاویگا اور وہ آیتیں یہ ہیں وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ يَخْرُجُ مِن بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَّشِفَاءٌ پس یہی چھہ آیتیں ہیں جو ہر مرض کی دوا ہیں جب آدمی بیمار ہو تو انکو لکھوا کر ہر روز پی لیا کرے پانی میں پیئے یا عرق میں یعنی اگر حکیم پانی نہ بتاویں تو عرق میں ان آیات کے برتن کو دھو کر پی لے اللہ چاہے تو صحت پاوے۔

باب ہفتم

فصل منت اور نذر وغیرہ کے بیانمیں

جاننا چاہیئے کہ اکثر جاہل جو اپنی اولاد کی بھلائی کے لیئے انبیا اولیا صلحا کی نذریں اور منتیں مانتے ہیں سو خدا کے سوا کسی مخلوق سے نبی ہو یا ولی صالح ہو یا طالح کسی طرح کی منت مراد مانگنا یا اوسکی نذر و نیاز کرنا اور اس سے مدد چاہنا یا کرنے میں نفع اور نکرنے میں ضرر سمجھنا محض شرک ہے برائی و بھلائی کا مالک خدا کے سوا کوئی ہنیں ہے لَا نَافِعَ وَلَا ضَارَّ إِلَّا هُوَ[1] سے یہی مراد ہے اور انبیا علیہم السلام کا اپنی امتونکو یہی ارشاد ہے جہال و عوام میں کی نذریں و منتیں مشہور و متعارف ہیں اون سب کا اس جگہہ بیان کرنا خالی تطویل سے نہیں اس لیئے بطور مثال کے بعض پر کفایت کی جاتی ہے جیسے کوئی محرم میں لباس فقیری پہنا کر امام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بناتا ہے کوئی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام کی مہندی روشن کرکے اونکے نام کی بدھی پہناتا ہے کوئی سرور سلطان کی چھڑی کے نیچے اپنے بچے کی سالگرہ کی گانٹھہ لگاتا ہے اور اونکے نام کا روزہ رکھکر اوسی چھڑی کے پاس شربت کا بھرا پیالہ رکھتا ہے پھر ٹرہائی سے اونکی سوہیلی گوا کر اوس پیالے میں پھول ڈال کر اوسی شربت

[1] یعنی نہیں ہے کوئی نفع دینے والا اور نہ ضرر پہونچانیوالا اللہ تعالے کے سوا ۱۲

سے اپنا روزہ افطار کرتا ہے اور اُسی چھڑی کے پاس بچے کو بٹھا کر پٹیرا[سلہ] اونکے نام کا پہناتا ہی
کوئی بچوں کی بیماری کے وقت ولیونکا سدرا مانتا ہے کہ جب یہ اچھا ہوگا تو ہم ٹوکرا سر پر رکھکے
عورتونکا غول لیکر ننگے پاؤں نبیوں اور ولیوں پیروں اور شہیدوں کے نام لیکر گھر گھر بھیک
مانگیں گے اور اوس بھیک سے ان سب بزرگوں کی نیاز کرینگے کوئی سفر کے وقت اپنے
عزیز کے بازو پر امام ضامن کا پیسہ خواہ روپیہ یا اشرفی باندھتا ہے اور اوس مسافر کو امام ضامن
کی ضمانت میں سونپتا ہے کوئی حاجت روائی کے واسطے مولیٰ مشکل کشا علی کی منت کا دونا
اٹھاتا یا اون کا روزہ رکھتا ہے کوئی سید احمد کبیر کی گای ذبح کرتا ہے سو یہ سب باتیں خلاف
شرع اور کھلا ہوا شرک اور بے اصل محض ہیں ان سب کاموں سے انسان کا ایمان جاتا
رہتا ہے پھر دنیا میں ذلت قبر میں عذاب قیامت میں مشرکونکا ساتھ جنت سے محروم دوزخ
کا کندا ہوگا قرآن مجید اور حدیث شریف سے خوب ثابت و محقق ہے کہ مشرک کی بخشش
نہو گی اسلیئے کہ شرک اکبر کبائر ہے اور گناہ اگرچہ آسمان بھر ہوں اونکی بخشش کی امید ہے
مگر شرک بال برابر بھی معاف نہو گا شرک کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق میں
سمجھنا یا اوسکی تعظیم اور عبادت میں دوسرے کو شریک کرنا یا بندونکو اپنے نفع و ضرر کا
مالک و مددگار جاننا یہ سب شرک میں داخل ہے پس ہر ایک کو لازم ہے کہ جو کچھ مانگے اپنے
مالک ہی سے مانگے کونسا کام ہے جو خدا سے نہیں ہوتا اور مخلوق اسکو کرسکتی ہے ذرا سوچو
تو کہ جس کام اور مصیبت کے لیئے تم مخلوق کو پکارتے ہو وہ سب ایذا اور تکلیفیں خود اولیا انبیا
پر گذر چکی ہیں مثلاً بیمار ہونا اولاد نہونا اولاد کا مرجانا محتاجی کا ہونا لڑائی میں شکست پانا اور
وہ اون تکلیفوں کو دفع نہ کر سکے پس تمہاری مصیبت کو کیونکر دور کرینگے پھر خدا کو چھوڑ کر
اورونکے آگے التجا کرنا اور اپنے مالک حقیقی کو بھولنا اور اوسکی اطاعت سے باہر ہونا کون
عقلمندی ہے اوسی مالک سے کیوں نہیں مانگتے کہ جسکے نبی ولی سب محتاج ہیں نظم

خدا فرما چکا قرآں کے اندر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں
جو خود محتاج ہووے دوسرے کا
مرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
کہ کام آوے تمہاری بیکسی میں
بھلا اوس سے مدد کا مانگنا کیا

معنی شرک

سلہ مثل گنڈے کے ہوتا ہے ۱۲

پس خدا کے سوا کسی سے کچہہ نہ مانگے اوسی کی بندگی کرے اوسی سے مراد چاہے اپنا حاجت روا سمجھے اور کسی مخلوق کو ان باتوں میں دخل نہ دے یعنی جب کوئی حاجت پیش آوے تو اللہ تعالی ہی سے عرض کرے کہ تو ہماری اس حاجت کو بر لا اور جب کسی طرح کی منت ماننا چاہے تو اللہ تعالی ہی کی عبادت کی منت مانے مثلاً یوں کہے کہ اگر میری حاجت بر آئیگی تو اللہ کے واسطے اتنے روزے رکہونگا یا اس قدر نماز پڑہونگا یا اتنے مسکین کہلاؤنگا یا اتنے ننگوں کو کپڑے پہناؤنگا یا کوئی مسجد بناؤنگا یا اتنا روپیہ خیرات کرونگا یا اتنے محتاجوں کو حج کراؤنگا یا خود حج کرونگا پس ایسی منتیں سوا خدا کے اور کسی مخلوق کی نمانے اس لیئے کہ۔

وہ مالک ہے سب او سکے اگے ناچار
نہیں ہے کوئی اوسکے گہر کا مختار
وہ کیا ہے جو نہیں ہوتا خدا سے
جسے تم مانگتے ہو اولیا سے
خبر قرآں میں ہے یہ محقق
نہ بخشے گا خدا مشرک کو مطلق
خدا سے اور بزرگوں سے بہی کہنا
یہی ہے شرک یارو اس سے بچنا
معاذ اللہ جسے اوس نے نہ بخشا
مقرر وہ جہنم میں پڑے گا
اگر قرآں کو سچ جانتے ہو
تو پہر تم منتیں کیوں مانتے ہو
تمہیں یہ طور بد کس نے سکہایا
محمد نے کہاں ہے یہ بتایا

بہلا بتاؤ تو کونسی حدیث میں مخلوق سے مدد مانگنے کا حکم آیا ہے کہ جس کی پیروی تم کرتے ہو اور موحدوں کو بزرگونکا منکر بتاتے ہو تم خود تو شیطان کی پیروی کرتے ہو اور ہمکو دشمن بزرگونکا بتاتے ہو حالانکہ تم خود دشمن یعنی شیطان کی راہ پر چلتے ہو اسلیئے کہ جو امر قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت نہو اور کوئی اپنے دل سے ایجاد کرے وہی راہ شیطان ملعون کی ہے اوسی سے انسان دوزخ کا مستحق ہوتا ہے اور خدا کا غصہ اوسپر نازل ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے نبیونکو اسی واسطے بہیجا ہے

کہ وہ اوسکی رضامندی کی راہ لوگونکو بتادیں اور کتابیں بھی اسی واسطے نبیوں پر نازل کی ہیں کہ جس سے مخلوق کو ہدایت ہووے پس جو بات حدیث شریف اور کلام مجید میں نہو اوس سے انسان کو بچنا ضرور ہے اپنی عقل کو دین کے کام میں دخل دینا نچاہیئے اس لیئے کہ دین کی باتوں میں نری عقل سے کام نہیں چل سکتا عقل ہی پر اگر دین کا مدار ہوتا تو دنیا میں اتنے نبی اور اسقدر کتابیں کیوں بہیجی جاتیں اور اونکے ماننے میں جنت کا وعدہ اور نماننے پر دوزخ کی وعید کیوں ہوتی اور جو مشرک نری اپنی راے سے خالق کو مخلوق کی برابر سمجہتے ہیں اور اوس کی صفات قدیم میں بندونکو شریک کرتے ہیں بلکہ اکثر باتوں میں مخلوق کو اوسپر فضیلت دیتے ہیں یہ محض خلاف عقل ہے بہلا غور کرو کہ جب دنیا میں کوئی غلام یا ملازم اپنے مالک مجازی کو چہوڑ کر دوسرے شخص کو اپنا مالک سمجہتا اور اوس سے اپنی خواہش اور التجا ظاہر کرتا ہے اوسوقت اوس کے مالک کو اوسپر کتنا غصہ آتا ہے اور دوسرے کی جانب رجوع کرنا ناگوار ہی گزرتا ہے اگرچہ وہ شخص جسکی طرف اوس غلام نے رجوع کی ہے مالک کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہو پس اوس مالک حقیقی اور خالق برتر کو کہ جسکے مخلوقات پر کرورہا احسان ہیں دوسرے کی طرف رجوع کرنے سے کیونکر غصہ اور غضب نہ آویگا اور کیا کیا سزا ندیگا پس لازم ہے کہ اللہ تعالی سے ڈرو اور شیطان کی راہ چہوڑو نظم

ہے شیطان دشمن اولاد آدم	سکہاتا ہے وہی راہ جہنم
کسی کو بت پرستی ہے سکہاتا	کسیکو ہے وہ قبروں پر جہکاتا
غرض اللہ سے دونونکو روکا	بہلاکر راہ جا خندق میں جہونکا

پس شیطان کو اپنا دشمن جانو قرآن مجید اور حدیث شریف کے موافق عمل کرو کہ نجات دارین کی حاصل ہو اور غور کرو کہ جو لوگ غیر اللہ سے مدد اور مراد مانگتے ہیں کیا اونکی سب نیتیں پوری ہی ہوتی ہیں یا کوئی عزیز و قریب اونکا نہیں مرتا

یا بیمار نہیں ہوتا یا کوئی ایذا اور صدمہ دنیا کا اونکو نہیں پہونچتا بلکہ جو حال موحدونکا
ہوتا ہے وہی مشرکونکا صرف اتنا فرق ہے کہ جب کوئی مراد مشرک کی پوری نہیں
ہوتی تو اسکا دین و دنیا دونو تباہ و برباد ہو جاتے ہیں بخلاف موحد کے کہ اگر اوسکی
مراد پوری نہوتی تو اوسکو فقط دنیا کی ایذا اور مصیبت ہوتی ہے آخرت کی خرابی اور
بربادی سے بچ جاتا ہے اگر اللہ تعالی کے فضل وکرم سے اوسکی منت پوری
ہوگئی تو اوسکو دنیا میں آرزو پوری ہونے کی خوشی حاصل ہوتی ہے اور آخرت
میں اپنے اعمال نیک کی جزا پاویگا بخلاف مشرکون کے کہ اگر اون کی کوئی مراد
انبیا اولیا کی نذر ماننے سے اللہ تعالی نے پوری کر دی تو اونکو فقط دنیا ہی کی نعمت
نصیب ہوتی ہے آخرت کے ثواب سے محروم بلکہ عذاب ابدی میں گرفتار رہینگے
سمجھہ کی تو یہ بات ہے کہ انسان وہ کام کرے کہ جسمیں دارین کا فائدہ حاصل ہو اور
جو دنیا کا نفع ہو تو آخرت کو تو ہاتھہ سے نہ دے بلکہ لازم یہی ہے کہ انسان ہر کام میں
آخرت کے فائدے کو مقدم رکھے کیونکہ وہ گھر ہمیشہ کا ہے وہانکی سزا اور جزا کو زوال
نہیں اور نہ اوس جگہہ کے عذاب سے کبھی نجات بخلاف دنیا کے یہاں کی تکلیف اور ایذا
چند روزہ ہے پھر مرنے کے بعد کچھہ اوسکا خیال ہی نہیں رہتا اور نہ کچھہ اوسکا صدمہ
معلوم ہوتا ہے اسی طرح دنیا کی کوئی خوشی بھی یاد نہیں رہتی اور نہ یہاں کی خوشی کی کوئی
لذت یاد آتی ہے پس آخرت ہی کی خوشی کو مقدم رکھنا عقلمندی کی بات ہے ہمنے محبت
ایمانی کی راہ سے اپنے مسلمان بھائی بہنوں کو سمجھا دیا اب اونہیں اختیار ہے چاہیں مانیں
یا نہ مانیں شعر ہمارا کام کہدینا ہے یارو ٭ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو ٭ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ۔۔

فصل کنچھیدن کے طریقے اور اوسکے پرہیز اور علاج کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ کان چھیدنا کتب فقہ سے درست معلوم ہوتا ہے چنانچہ فتاوی حمادیہ
میں واقعات حسامیہ سے نقل کیا ہے کہ لڑکیوں کے کان چھیدنے میں کچھہ مضائقہ نہیں

اسلیئے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد شریف میں لوگ اپنے لڑکیوں کے کان
چہیدا کرتے تہے آپ نے کسیکو منع نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ کان چہیدنا مباح ہے
مگر پتے وغیرہ کے لیئے سارے کانوں کا چہیدنا کہیں سے ثابت نہیں ہوتا ہاں کان
کی لویں چہیدنے کی اصل ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بی بی سارہ رضی اللہ عنہا
کے کہنے سے بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے کان کی لویں چہدوادی تہیں مگر ناک چہیدنے
کی کچہہ اصل نہیں ہے لیکن چونکہ عورتوں کو زینت اور آرائش کا حکم ہے اور سونے چاندی
کا زیور پہننا اون کے لیئے درست رکہا گیا ہے اسی لیئے علمائے سارے کان کا چہیدنا
بہی جائز رکہا ہے اور ناک چہیدنے کو مکروہ کہا ہے اسواسطے کہ یہ ہنود کی رسم ہے اسی لیئے
ہندوستان کے سوا اور کسی ولایت عرب وعجم میں یہ رسم نہیں ہے اگرچہ حرام مطلق نہیں ہے
کہ اوسکے چہیدنے کو گناہ کبیرہ کہا جائے مگر افضل یہ ہے کہ ناک نہ چہدوادیں صرف کان
چہیدنے پر اکتفا کریں اور لڑکے کے کان ہرگز نہ چہیدیں اسلیئے کہ اوسکے کان چہیدنا حرام
محض ہے کیونکہ ایک تو عورتوں کے ساتہ مشابہت ہوتی ہے اور یہ حرام ہے دوسرے
مرد کو زیور پہننا جائز نہیں پہر ناحق تکلیف دینے تغیر خلق اللہ کرنیسے کیا حاصل زمانہ کنچہیدن
وغیرہ کا یہ ہے کہ جب بہار کا موسم آوے تو پہاگن کے مہینے میں لڑکی کے کان چہیدیں
اور اندہیری کا بہی خیال رکہیں چاندنی کے دنوں میں کنچہیدن وغیرہ نہ کریں طریقہ ناک کان
چہیدنیکا یہ ہے کہ جب لڑکی چار پانچ برس کی ہو تو پہلے اوسکی لویں جست کی بالی سے
چہیدیں اسلیئے کہ سوئی سے چہیدنے میں ڈورا کہینچنے کے سبب سے کانوں کو بہت ایذا اور صدمہ
پہونچتا ہے اور ناک کان دنوں تک پکے رہتے ہیں اور درد بہت ہوتا ہے اور کان کے
ساتہ یکبارگی ناک نہ چہیدیں کہ اسمیں بہی نہایت ایذا ہوتی ہے اور سارے کان بہی ایک
ہی بار نہ چہیدیں بلکہ ایک سال لویں چہیدیں تو دوسرے سال بالے تیسرے سال پتے
تو چوتہے برس ناک غرضکہ نو برس کی عمر تک ناک کان چہیدنے سے فارغ ہو جاویں زیادہ
دیر نہ کریں کیونکہ بڑی عمر میں ناک کان سخت ہو جاتے ہیں پہر چہیدنا مشکل ہوتا ہے
اور بہت چہوٹی عمر میں بہی نہ چہیدیں کیونکہ بچپن میں گوشت نرم ہونے کی وجہ سے اکثر

چھپ جانے کا اندیشہ ہے اور ناک سب کے بعد چھیدیں جب نتھنا بڑا ہو جاوے کہ اونگلی
اوسکے اندر جا سکے اور لڑکی اپنے ہاتھ سے اوسکو صاف بہی کر سکے پرہیز ناک کان چھیدنے میں یہ ہے
کہ جب لڑکی کے ناک کان چھیدے جاویں تو سردی اور ہوا کا بچاؤ رکہیں ترش اور بادی چیزیں نہ دیویں بوٹی اور سور بہی نہ کہلاویں
اور نمکین چیزیں بہی کم دیں بکری یا مرغ کے شوربا کہلانے کا مضائقہ نہیں شیرینی اور گہی جتنا چاہیں
کہلاویں اسکا کچہہ پرہیز نہیں علاج یہ ہے کہ کنچھیدن سے تین دن کے بعد چراغ کے تیل سے ناک
کان کو تین روز تک برابر اس طرح سے سینکیں کہ ایک تنکے میں روئی لپیٹ کر اوسکو تیل میں
بہگوگے پہر اوسکو چراغ کی بتی کی لو پر گرم کر کے کنکنا کنکنا ناک کان کے سوراخوں پر رکہیں اسی
طرح آدہ یا پون گہنٹہ اون سوراخوں کو سینک دیا کریں اور جب کنچھیدن پر چہہ روز گزر جائیں تو
گرمی کے وقت نیم کے پانی سے اونکو دہو دیا کریں جو کچہہ مواد بالی میں لگا ہوا وسکو خوب صاف کر کے
اوسی بالی کو پہیر دیا کریں جب تک سوراخ خوب خشک اور صاف اور اچہے ہو جاویں تب تک
اسی طرح دہوتے اور صاف کرتے رہیں اگر ورم زیادہ معلوم ہو تو نیم کے ساتہ جہاؤ کو بہی جوش
دیکر اوسکے پانی سے کان ناک دہویا کریں اور اسی کی دہونی بہی دیدیا کریں اور جو کان ناک زیادہ
پک جاویں اور معلوم ہو کہ یہ زیادتی گرمی سے ہوئی ہے تو ٹہنڈے پانی سے اونکو صاف کیا
کریں نیم اور جہاؤ سے نہ دہوویں جب تک ناک کان کے سوراخ اچہی طرح سے خشک اور
صاف نہ ہو جاویں تب تک اونمیں دوسری بالی نہ پہناویں جس سے کان ناک چہیدے
گئے ہیں اوسی کو رہنے دیں اور جب سوراخ بالکل اچہے ہو جاویں تو اون بالیوں کو اوتار کر چاندی
کی بالیان پہنا دیں سونے کی نہ پہناویں جب دو ایک مہینے چاندی کی بالیاں پہنے کو گذر جائیں
تو اللہ جو مقدور دے سونا موتی جواہر وغیرہ پہنا دیں کنچھیدن کی تقریب میں کہانا اور شیرینی تقسیم
کرنا تو کسی کتاب سے ثابت نہیں ہوتا ہے لیکن شرع شریف میں اتنا ضرور آیا ہے کہ جب
کسی کو کچہہ نعمت دین یا دنیا کی حاصل ہو تو نعمت کے حصول پر خوشی کرے پس اگر کوئی اپنی
لڑکی کے نہانے کے شکرانے میں عزیز قریب دوست آشنا کو کہانا کپڑا شیرینی وغیرہ تقسیم کرے
اور کچہہ مال اللہ تعالی کی نذر کا نکالکر اپنے مقدور کے موافق اس شکرانے میں فقیروں اور
محتاجوں کو دے تو اسکا مضائقہ نہیں لیکن اس رسم کو فرض اور واجب نہ سمجہے کہ

خواہ مخواہ قرض لیکر یا بہیک مانگ کر ادا کرے ۔

فصل مکتب اور نشرہ کی رسموں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ ہندوستان میں جو یہ رواج ہے کہ جب بچہ چار برس چار مہینے چار دن کا ہو تب اوسے پڑہنے بٹہاتے ہیں اور اوسکی خوشی میں بہت سا روپیہ خرچ کرتے ہیں اور اس بسم اللہ کی رسم کو بمنزلہ واجب اور فرض کے جانتے ہیں اور اس حساب یعنی چار برس چار مہینے چار دن سے زیادہ مدت بٹہانیکو ترک اولی سمجہتے ہیں سو اسکی کسی کتاب حدیث اور فقہ سے کچہ اصل ثابت نہیں حدیث شریف سے تو اتنا معلوم ہوتا ہے کہ عبدالمطلب کی اولاد میں جب کوئی بچہ باتیں کرنی لگتا تہا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو کلمۂ توحید یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت یعنی قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْهُ تَکْبِیْرًا جیسا کہ حصن حصین وغیرہ کتب[1] احادیث میں لکہا ہے تعلیم فرماتے تہے اور موافق حدیث کے فقہا نے بہی یہی حکم دیا ہے کہ جب بچہ بولنے باتیں کرنے لگے تو اوسکو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت سکہانا اور یاد کرانا چاہیئے پس اس سے معلوم ہوا کہ جب بچہ خوب باتیں کرنے لگے اور زبان اوسکی صاف ہوجاوے تو اوسکو کلمۂ توحید اور پہلی آیت سورہ بنی اسرائیل کی یاد کرادیں پہر اوسکے بعد اوسکو اور

---

[1] در مدار گفتہ کہ نشرہ بالفتح بمعنی شادی ختم قرآن است و در بہان گفتہ بالفتح انچہ باز عفران و شنگرف بر در مکتب نشینی بر دی تختۂ اطفال نویسند در غیاث اللغات ہمچنین نوشتہ شاید کہ از نشر ماخوذ باشد چہ نشر بمعنی کشادن است چونکہ بوقت نشرہ قرآن شریف کشادہ پیش طفل مے نہند بایں وجہ ایں تقریب را بہ نشرہ نامیدند و نزد بعضی بجاست نقطی است ماخوذ از ام نشرہ ۱۲ منہ ابن سنی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِذَا اَفْصَحَ اَوْلَادُکُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ لَا تُبَالُوْا مَتٰی مَاتُوْا وَاِذَا اَثْغَرُوْا فَمُرُوْهُمْ بِالصَّلٰوةِ یعنی جبکہ تمہاری اولاد کی زبان صاف ہوجاوے تو اونکو لا الہ الا اللہ سکہاؤ پہر پروا نکرو جب کبہی وہ مریں اور جبکہ اونکے دانت گرکے دوسرے دانت اوگ آویں تو اونکو نماز کا حکم کرو وجہ تعلیم کلمے کی یہی ہے کہ کلمہ شہادت اسلام کی ابتدا اور ایمان کی بنیاد اور سب سے بڑا ذکر ہے اسلئے مستحب ہے کہ وہ زبان کہلنے کے وقت ہی پہلے پہل بچوں کو اسکی تعلیم کریں اسی طرح ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْصَحَ

سورتیں اور دعائیں اور آداب نماز کے سکھاویں تاکہ نماز پڑہنے کی اوسکو عادت ہو جاوے اس لیئے
کہ بعد سات برس کے بچے کو نماز پڑہنے کا حکم کرنا چاہیئے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں
اور حاکم نے اپنی مستدرک میں ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے مُرُوْا اَوْلَادَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ وَہُمْ اَبْنَاءُ
سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْہُمْ عَلَیْہَا وَہُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَہُمْ فِی الْمَضَاجِعِ وَاِذَا زَوَّجَ اَحَدُکُمْ خَادِمَہٗ عَبْدَہٗ
اَوْ اَجِیْرَہٗ فَلَا یَنْظُرْ اِلٰی مَا دُوْنَ السُّرَّۃِ وَفَوْقَ الرُّکْبَۃِ یعنی حکم کرو تم اپنی اولاد کو نماز کا اور وہ سات برس
کی عمر کے ہوں اور مارو تم اونکو نماز پڑہنے پر اور وہ دس برس کے ہوں اور انکے بچھونے جدا کر دو
اور جب نکاح کر دے ایک تم میں کا اپنے خادم غلام یا نوکر کا تو نہ دیکھے اوسکی ناف کے نیچے اور گھٹنے
کے اوپر کو پس لازم ہے کہ سب کاموں سے پہلے اونکو نماز ہی سکھاویں کیونکہ سب سے اول اسی سے
کام پڑتا ہے جب نماز سیکھ جاویں تو اونکو قرآن مجید پڑہانا شروع کریں جب سورۂ بقر ختم ہو جاوے
تو اپنے مقدور اور ہمت کے موافق اوسکے ختم کی خوشی کریں اور اوسکے شکرانے میں محتاجوں اور
مسکینوں اور اپنے عزیز و اقارب دوست آشناؤں کو کہانا کہلاویں یا جوڑے وغیرہ تقسیم کریں غرضکہ
جو کچھ خوشی بسم اللہ میں کرنی منظور ہو وہ اسی تقریب میں کریں اس لیئے کہ تفسیر فتح العزیز میں لکہا ہے
کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورہ بقر تمام کی تہی تو اوسکے شکرانے میں ایک اونٹ
ذبح فرماکر اپنے دوستوں اور یاروں کو کہلایا تہا اس سے معلوم ہوا کہ بعد حصول نعمت دینی کے خوشی کرنا
اور عزیز و اقارب دوست آشناؤں وغیرہ میں شیرینی یا کہانا وغیرہ تقسیم کرنا جائز ہے پس اگر بجائے
بسم اللہ کے سورۂ بقر ہی کے ختم پر خوشی کریں تاکہ ایک صحابی جلیل و عظیم الشان کے فعل کے موافق
ہو جاوے تو بہتر ہے اور کلام اللہ شریف کے ختم کے بعد جو نشرہ کی تقریب کے نام سے خوراک
اور تقسیم جوڑے اور شیرینی وغیرہ کی کرتے ہیں سو یہ بہی اسی دلیل سے جائز و مستحسن معلوم ہوتا ہے
اور تحصیل علم حدیث شریف اور تفسیر قرآن مجید اور فقہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد خوشی کرنا
اور شیرینی وغیرہ دوست آشناؤں میں تقسیم کرنا بہی اسی قبیل سے سمجہا جاتا ہے حاصل یہ کہ حصول
نعمت دینی کے بعد اداے شکرانے کی نیت سے خوشی ظاہر کرنا جائز و مستحسن ہے لیکن اس
خوشی کے اظہار میں اسقدر خیال رکہنا ضرور ہے کہ کوئی رسم خلاف شرع ہونے پاوے
اکثر ہندوستان میں بہت سی خرافات رسمیں رائج ہیں جیسے ڈہول پر صندل کے چہاپے لگانا

اور اوسپر ناڑا باندہنا اور اللہ میاں کا رتجگا کرنا اور اسمیں گلگلے پکانا اور کچے چانول کے آٹے کے لڈو بنانا اور اوسی آٹے کے کہم بناکے اوپر پہولوں کے ہار ڈالنا اور کورے گہڑوں میں دودہ شربت بہر کے اونکو ہار پہنانا اور اوپر سہرے باندہنا پہر صبح کے وقت مسجد کے ملا کو بلاکے اللہ میاں کی سلامتی پڑہوانا اور بی بی کا کونڈا خشکے اور دہی شکر میوے سے تیار کرکے بڑی احتیاط سے یہاں تک کہ مردوں کی چہاؤں بہی اوسپر نہ پڑے کونڈا کہانے والی عورتوں کو کہلانا اور جسکا نشرہ ہو اوسکے سر پر سہرا باندہنا ایک یہ بہی رسم ہے کہ بچے کی بہن بہابجی وغیرہ اوسکے لیئے مہدیاں لاتی ہیں اوسمیں انواع واقسام کی واہیات رسمیں کرتی ہیں یعنی جوڑے کے ساتہ ایک چوکی لکڑی کی پنی سے منڈہی ہوئی یا چاندی سونے کی اپنے اپنے مقدور کے موافق بنواکے اوسپر چہوٹے گدیلے تکیئے بچہاتی ہیں اور ایک طشت میں دس پندرہ سیر مہدی گوندہکر چوکی سی بناکے اوسپر پنی سنڈہکے چار بتیاں موم یا کافور کی اوسمیں نصب کرکے روشن کرتی ہیں ملیدے اور لڈوؤں کے خوان بہر کے روشنی باغ بہاری آتشبازی باجے وغیرہ سے کاغذ کی مہدی کے ساتہ ڈومنیوں کو اپنے گہر سے گاتی ہوئی بچے کے گہر آتی ہیں پہر اوسکو چوکی پر بٹہاکے کپڑے اور پہولونکا زیور پہناکے سہرا مقیش اور پہولوں وغیرہ کا اوسکے سر پر باندہکے پہر اوسکے چاروں ہاتہ پاؤں میں مہدی لگاکر سات نوالے ملیدے کے اوسکو کہلاتی ہیں اور ڈومنیاں مہدیاں وغیرہ گایا کرتی ہیں پہر اپنے مہدی لگانیکا نیگ لڑ لڑ کر لیتی ہیں جوڑے وغیرہ کا لانا اور اپنے ماں باپ یا بزرگوں سے کچہہ لینا اسکا تو کچہہ مضائقہ نہیں مگر ایسی ایسی رسمیں واہیات خرافات کرنا خالی گناہ سے نہیں بلکہ بعض رسموں میں تو اندیشہ کفر و شرک کا ہے کہ آدمی اونکے کرنیسے کافر و مشرک ہو جاتا ہے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ ایسی رسموں سے بچے کہ جنکے کرنیسے ایمان میں نقصان ہو یا بالکل جاتا رہے ہاں نعمت کے شکرانے میں عزیز و اقارب محتاجوں مسکینوں دوست آشناؤں کو کہانا کہلانا جوڑے وغیرہ دینا یا جو کوئی اپنی خوشی سے جوڑا وغیرہ لاوے اسکا قبول کرنا جائز ہے ۔

فصل ماہ مبارک میں روزہ رکہانیکے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جیسے نماز سن بلوغ سے فرض ہو جاتی ہے ویسے ہی رمضان کے روزے بھی
بالغ ہوتے ہی فرض ہو جاتے ہیں مگر چونکہ سات ہی برس کی عمر سے بچوں کو عادت ڈالنے کے
لیئے نماز کی تاکید اور تنبیہ کا حکم ہے اسی طرح ماں باپ کو چاہیئے کہ جب بچہ سات آٹھ یا دس
گیارہ برس کا ہو تو اوسکو رمضان شریف کے مہینے میں دو چار روزے رکھوا دیں تاکہ بلوغ سے
پہلے اوسکو عادت روزہ رکھنے کی پڑ جاوے پھر جب بچے کو پہلا روزہ رکھواویں تو اپنے مقدور
کے موافق عزیز اقارب دوست آشناؤں محتاج مسکینوں کو اپنے گھر بلا کر اونکے روزے
افطار کرا کے کھانا کھلائیں کیونکہ روزہ افطار کرانے کا حدیث شریف میں نہایت اجر آیا ہے
جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ
رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْ جَہَّزَ غَازِیًا فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ یعنی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص افطار کرا دے کسی روزہ دار کا روزہ یا سامان
کر دے کسی غازی کا پس اوسکے لیئے ثواب ہے مانند ثواب روزہ دار اور جہاد کرنے والے
کے یعنی جیسا ثواب روزہ دار کو روزے کا اور غازی کو جہاد کا ہوتا ہے ویسا ہی اس افطار کرانے
والے اور جہاد کا سامان درست کر دینے والے کو بھی ہوتا ہے اس حدیث کو محی السنہ نے بھی شرح السنہ میں روایت کیا اور کہا کہ
صحیح ہے اور مہینا ایسا مبارک ہے کہ اسمیں جو نیک کام نفلی کیئے جاویں اونکا ثواب فرض کی برابر
ہوتا ہے اور جو فرض ادا کیئے جاویں اونکا اجر برابر ستر فرض کے ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان
میں سلمان فارسی رضی سے روایت کیا ہے قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ
اٰخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّہَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَہْرٌ عَظِیْمٌ شَہْرٌ مُّبَارَکٌ شَہْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ
مِّنْ اَلْفِ شَہْرٍ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَّقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا مَّنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ
کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ
وَہُوَ شَہْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ وَشَہْرُ الْمُوَاسَاۃِ وَشَہْرٌ یُزَادُ فِیْہِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْہِ
صَائِمًا کَانَ لَہٗ مَغْفِرَۃً لِّذُنُوْبِہٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِہٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْتَقِصَ مِنْ
اَجْرِہٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَیْسَ کُلُّنَا یَجِدُ مَا یُفَطِّرُ بِہِ الصَّائِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُعْطِی اللّٰہُ ہٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰی مَذْقَۃِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَۃٍ اَوْ شَرْبَۃٍ مِّنْ مَّاءٍ وَمَنْ

اَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِی شَرْبَۃً لَا یَظْمَأُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَۃٌ وَاٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْکِهٖ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ یعنی سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا خطبہ پڑہا ہمپر رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے شعبان کے پچہلے دن میں یعنی خطبہ جمعے یا وعظ کا پس فرمایا اے لوگو تحقیق سایہ ڈالا تمپر بڑائی والے مہینے نے یعنی قریب آیا مہینا رمضان کا یہ مہینا ہے بابرکت ایسا مہینا ہے کہ اسمیں ایک رات یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے ایسا مہینا کہ اللہ تعالیٰ نے اوسکے روزوں کو فرض اور رات کے کہڑے رہنے کو نفل کیا جو کوئی نزدیکی ڈہونڈ ہے اللہ سے اوس مہینے میں کسی اچھی خصلت کے ساتہ یعنی نفلی عبادتوں سے ہوگا مانند اوس شخص کے کہ ادا کیا اوسنے کسی فرض کو رمضان کے سوا میں یعنی نفل کا ایسا ثواب ہوگا جیسے فرض کا اور دنوں میں اور جسنے ادا کیا کوئی فرض رمضان شریف میں یعنی بدنی یا مالی ہوگا مانند اوسکے کہ ادا کیئے اوسنے ستر فرض غیر رمضان میں اور وہ مہینا صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت ہے اور مہینا غمخواری کا ہے اور ایسا مہینا ہے کہ زیادہ کیا جاتا ہے اسمیں رزق مومن کا یعنی رزق حسی اور معنوی اور جس مومن نے غنی ہو خواہ فقیر افطار کرایا رمضان میں کسی روزہ دار کو یعنی حلال روزی سے ہوگا اوسکے گناہوں کے لیے بخشش کا سبب اور اوسکی ذات کی آزادی کا باعث آگ سے اور ہوگا اوسکے واسطے ثواب مانند ثواب روزہ دار کے بغیر اسکے کہ کچہہ کم ہو اوسکے ثواب سے کہا ہمنے کہ اے رسول اللہ کے سب ہم میں سے اسقدر نہیں پاتے کہ افطار کرادیں اوس سے کسی روزہ دار کو پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ یہ ثواب اوس شخص کو کہ افطار کراوے روزے دار کو لسی کے ایک گہونٹ یا ایک کہجور یا پانی کے ایک گہونٹ کے ساتہ اور جو شخص پیٹ بہر کہلاوے روزہ دار کو پلاویگا اسکو اللہ میرے حوض یعنی حوض کوثر سے ایسا پلانا کہ پیاسا نہوگا یعنی اسکے بعد یہانتک کہ داخل ہوگا بہشت میں اور وہ ایسا مہینا ہے کہ شروع اوسکا رحمت ہے اور بیچ اوسکا بخشش اور آخر اوسکا آزادی ہے آگ سے یعنی یہ تینوں چیزیں مومنوں ہی کے لیئے ہوتی ہیں نہ کافروں کے لیئے اور جو شخص ہلکا کرتا ہے بوجہہ اپنے لونڈی غلام سے رمضان کے مہینے میں بخشتا ہے اللہ تعالیٰ گناہ اوسکے اور آزاد کرتا ہے

اوسکو آگ سے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اس مہینے میں کہلانے پلانے کا بہت بڑا ثواب ہے اگر ہر سال نہو سکے تو جب اپنی اولاد وغیرہ کو روزہ رکہواوے تو ضرور ہی اپنے مقدور کے موافق سو پچاس آدمیونکو بلا کر اونکا روزہ افطار کرا کے کہانا کہلاوے میرے نزدیک اگرچہ بسم اللہ نشرہ کہیدن وغیرہ کی تقریبوں میں دعوت کرنا جائز ہے کچہہ منع نہیں لیکن سواے عقیقہ اور ولیمے کی دعوت کے کہ وہ حکم سنت میں ہیں اور کسی تقریب میں کہانا کہلانا اس تقریب سے افضل نہیں ہے پس جہاں تک ہو سکے روزہ کشائی کی تقریب میں ضرور اپنے مقدور کے موافق عزیز اقارب دوست آشنا فقرا و مساکین کو کہانا کہلاوے کہ ثواب دارین پاوے۔

باب ہشتم

فصل اولاد کے ساتہہ والدین کے برتاؤ میں

جاننا چاہیئے کہ جو طریقہ بچوں کے کہلانے پلانیکا باب پنجم کی پہلی فصل میں لکہا گیا ہے اوسی کے موافق ماں باپ خود ہی اپنی اولاد کا کہانا پینا مقرر رکہیں اور ہمیشہ اوس قاعدے کی پابندی کی تاکید اور تنبیہ بچے کی اتا اور کہلائی وغیرہ پر کرتے رہیں تاکہ وہ اوسکو معمول کے مطابق انداز سے کہلایا پلایا کرے بے احتیاطی نہونے دے بیماری میں نہایت احتیاط رکہے بلکہ جبتک بچہ تندرست ہو تب تک اوسکا کہانا پینا اور دوا وغیرہ ماں باپ اپنے سامنے یا کسی اپنے بزرگ ہی کے روبرو رکہیں اسلیئے کہ ہر ایک کو ایسے امور میں تمیز و سلیقہ نہیں ہوتا اپنی نادانی سے دوا وغیرہ کے وقت و انداز میں کمی بیشی کر دیتے ہیں کہ جس سے فایدے کے بدلے نقصان ہو جاتا ہے اسکے سوا بعضے لوگ نادانی اور حماقت کے پردے میں مکاری سے ایسے موقع پر اپنا کام کر جاتے ہیں پہر نادان بنکے دوستی جتاتے ہیں اور بعضے نادانہ دوستوں سے بہی بسبب بیوقوفی کے ایسا واقع ہو جاتا ہے اسی لیئے بزرگوں نے کہا ہے ؎ دشمن دانا کہ غم جان بود بہتر از آن دوست کہ نادان بود

پس چاہیئے کہ ہرگز ایسے لوگوں پر دوا وغیرہ میں اعتماد نکریں گھر میں ایک آدمی کا خوف اور دباؤ
بچے پر رکھنا ضرور ہے باپ ہو یا ماں بھائی ہو یا اور کوئی تاکہ بچہ اوس سے ڈرتا رہے اور شوخی
و شرارت نکرنے پاوے تعلیم میں بھی جہانتک ممکن ہو دھمکی نرمی فہمایش تنبیہ سے تعلیم کریں اور
جہاں تک ہو سکے مار پیٹ نکریں اگر اس سے کام نہ نکلے تو مجبوری سے ایک دو بار اوسکو
دہشت اور خوف دلانے کے واسطے ایسا ماریں کہ ہمیشہ کو اوس مار کا خوف اوسکے دل میں
بیٹھہ جاوے تاکہ آیندہ کو آنکھہ بدلنے سے سمجھہ جاوے اور اوسی کے ڈر سے بڑی باتوں کو چھوڑ دے
بار بار مارنے کی حاجت نہو ہر بار کی مار پیٹ سے بچہ بیحیا اور ڈھیٹھہ ہو جاتا ہے پھر تنبیہ وغیرہ
کو خیال میں نہیں لاتا اور نہ کوئی تعلیم اور تربیت اوسپر اثر کرتی ہے اور جب کوئی بزرگ یا
اتالیق خواہ اوستاد وغیرہ بچے کو تنبیہ اور تادیب کرے تو اوسوقت اوسکو خاموش رہنے کی عادت
ڈالیں کسی طرحکا اچھا برا جواب نہ دینے دیں اسلیئے کہ سوال وجواب سے بچہ گستاخ ہو جاتا ہے
پھر کسی بزرگ کا کچھہ لحاظ اور ادب اوسکو نہیں رہتا ہمیشہ اپنے بزرگونکو سخت تیز جواب دیا کرتا ہے
کہ جس سے وہ زندگی بھر رنج وملال میں مبتلا رہتے ہیں اسلیئے کہ بچپن میں تو بچے کا سخت جواب
دینا ناگوار نہیں گذرتا جوانی میں نہایت برا معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو خوشامدیوں کی
صحبت سے بچاویں اور لڑکپن ہی سے اونکے فریب میں نہ پھنسنے دیں نہیں تو ابھی سے
خوشامد طلب ہو کے بڑہاپے تک خوشامد پسند رہیگا اور خوشامدیوں کو دوست عزیز رکھے گا
جو موجب تباہی اور خرابی آبرو اور جان ومال کا ہوگا اس لیئے کہ خوشامدی اپنے نفع کی طمع
سے عیبونپر اوسکو مطلع ہونے دینگے بلکہ اوسکی اتنی تعریف اور ثنا کرینگے کہ وہ اوس عیب
کو ہنر سمجھیگا پھر وہ اوسکی طبیعت میں خوب جگہہ پکڑ کے ہرگز اوسکے دل سے دور نہوگا اور
بڑی بلا خوشامد کی یہ ہے کہ اوس سے تکبر پیدا ہو جاتا ہے آدمی اپنے آپ کو نہایت عقلمند
ہوشیار سمجھنے لگتا ہے پھر وہ کسیکی پند ونصیحت نہیں مانتا پس اسکا سبب ہی سے نالائق ہو
جاتا ہے اور بزرگوں کو اپنی نالائقی سے طرح طرح کے رنج وغم میں مبتلا کرتا ہے اور خود دنیا
کی رسوائی اور بدنامی اوٹہاتا ہے خوشامدیونکو اپنا مال دیکر خود تباہ اور محتاج ہو جاتا ہے
خلاف شرع کام کرنے سے گنہگار ہو کے اپنی آخرت کو بھی تباہ وبرباد کرتا ہے غرضکہ خوشامد

والوں کی صحبت سے دین و دنیا دونو کی بربادی ہے اور یہ بھی چاہیئے کہ بچے کو اوس سے زیادہ عمر والے کے ساتھہ کھیلنے دیں جیسے اپنا بچہ پانچ برس کا ہو تو دوسرا سات کا اس لیئے کہ جتنا بڑا ہوگا اوتنی ہی اوسکی سمجھہ بھی زیادہ ہوگی اور اچھی باتیں سکھاویگا اور کم سن اور برابر والے کے ساتھہ ہرگز نہ کھیلنے دیں غرضکہ بچے کی تعلیم و تربیت میں حتی الامکان بہت کشش و کوشش کریں اگر ممکن ہو تو دوایک اتالیق بچے پر اپنی وسعت کے موافق مقرر کریں کیونکہ اوسکی تعلیم میں نہایت ہی محنت ہوتی ہے ہروقت کی حفاظت اور نگہبانی اکیلی ماں سے نہیں ہوسکتی اسواسطے چار پانچ برس کے سن تک اوسکے پاس دوایک کہلائی کا رکہنا بہت ضرور ہے اسلیئے کہ چھوٹے بچے کی خدمت عورتوں ہی سے خوب ہوتی ہے اور جب بچہ چھہ سات برس کا ہوجاوے اگر لڑکی ہے تو اوسکے نزدیک شریف صالح معمر باحیا دیندار ہوشیار سلیقہ شعار عورتیں مقرر کریں اور اگر لڑکا ہے تو اوسکے لیئے اسی صفت کے مرد مقرر کریں تاکہ بچپن ہی سے بچے کو اچھی صحبت میسر ہو حاصل یہ ہے کہ شروع ہی سے بچے کو نیک صحبت میں رکھیں کیونکہ بُری صحبت سے اکثر شریف زادے بھی خراب و تباہ ہوجاتے ہیں مثل مشہور ہے تخم تاثیر صحبت کا اثر اور خوش خلقی اور مروت بلکہ ہرنیک بات کی بچے کو اچھی طرح تعلیم کرنا ماں باپ کو بہت ضرور ہے پس چاہیئے کہ اسمیں کسی طرح کا تغافل اور بے پروائی نکریں اور بچے کو بہت نازونعم سے نہ پالیں کیونکہ بچپن کا لاڈ آخر کو بگاڑ کرتا ہے حتی المقدور تعلیم وغیرہ میں خوب سعی اور کوشش کرتے رہیں تاکہ آپ اور اولاد دونوں نعمت کونین کی پاویں۔

فصل اتالیقی کی شرطوں کے بیان میں

والدین کو چاہیئے کہ جب بچہ کچھہ سن تمیز کو پہونچے تو اپنے مقدور کے موافق کوئی اتالیق مرد ہو یا عورت شریف تجربہ کار فہمیدہ خوش خلق دیندار اوسکی تعلیم کے لیئے معین کریں اور اوسکو اس بات کی تاکید رکہیں کہ ہروقت وہ بچے کے ہمراہ رہے تاکہ اوسکے سب افعال اور حرکات اور سکنات پر خیال رکہکے اپنے اپنے موقع پر اوسکو شاباشی دیتا اور تنبیہ وغیرہ کرتا رہے بدوضع شہدوں لچوں کمینوں کو اوسکے پاس نہ آنے دے متقی پرہیزگار عالم درویش وضع دینداروں

کی صحبت میں بٹھاوے تاکہ بچہ ابتدا ہی سے اچھی تربیت پاوے اور ہر وقت اوسکا نیک صحبت میں گذرے ہر گھڑی اوسکے کان میں بُری باتوں اور معیوب کاموں کی برائی پڑتی رہے اسلیئے کہ جب اچھے لوگوں کی صحبت میں بیٹھیگا تو ہمیشہ چوری دغابازی تہراٰبخواری قماربازی دروغگوئی حسد تکبر غصہ طمع ظلم حرامکاری قتل وغیرہ کی مذمت اور سزا وغیرہ سے واقف ہوکر اوس سے بچتا رہیگا اور اتالیق کو یہ بہی چاہیئے کہ اوسکو اچھی عادتیں سکہاتا رہے مثلاً بہت رونے چلانے اور ضد وغیرہ نکرنے دے ہمیشہ اوسکو خوش مزاج خوشخو رکہے بہت ہنسنے بکنے قہقہہ لگانے بہت پہرنے دوڑنے شوخی شرارت وغیرہ کرنے سے روکتا منع کرتا رہے اور یہ بہی چاہیئے کہ بچے کو ہر طرح کا سلیقہ اور تمیز محفل میں آنے جانے اوٹہنے بیٹہنے کا بتاتا رہے اکثر اوسپر یہ تاکید رکہے کہ مجلس وغیرہ میں اپنے آدمی یا اپنے عزیز قریب کے پاس قرینے سے خاموش بیٹہا رہے بہت باتیں اور شوخی شرارت وغیرہ نکرے قاعدے اور تمیز سے جیسا جسکے نزدیک بیٹہنے کا موقع اور قرینہ ہو اوسی قاعدے اور قرینے سے بیٹھے اور اسکا بہی خیال رکہے کہ اوسکے مزاج میں بخل نہ آنے پاوے اسی طرح فضول خرچی بہی نکرنے دے موقع بحل پر خرچ کرنے سے مانع ہنو بلکہ اکثر اوسی کے ہاتہہ سے کہانے پینے کی چیزیں بٹواتا رہے تاکہ لڑکپن ہی سے اوسکی طبیعت میں سخاوت جم جاوے اور اوسکی بہلائی دل میں بیٹہہ جائے لیکن جو چیز تقسیم کراوے اوسکے ماں باپ بزرگ وغیرہ کی اطلاع سے بٹواوے اپنے اختیار سے نہ دلواوے ہمیشہ بچے کو ماں باپ بزرگ وغیرہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی نصیحت اور تعلیم کرتا رہے تاکہ اوسکو تابعداری کرنے کی عادت پڑجاوے پہر کوئی کام ماں باپ کے خلاف مرضی نکرے اور ماں باپ کو یہ بہی چاہیئے کہ اتالیق کو ضرورت کے وقت بچے کے ڈانٹنے مارنے کی بہی اجازت دیدیں تاکہ اسکے ڈر سے بچہ ابتر و خراب ہونے پاوے اسلیئے کہ وہ تو اپنے بچپن کی وجہ سے ہر طرح کے افعال و حرکات کرتا رہتا ہے جب تک کوئی اوسکو اچھے کاموں کی بہلائی بُری باتوں کی بُرائی نہ جتا دیگا تب تک وہ کیا سمجھیگا کہ کون کام اچھا ہے اور کون بُرا اور ہر وقت بچہ پیار سے نہیں سمجھتا پس بعض وقت جہڑکی وغیرہ کی بہی حاجت پڑتی ہے اور ماں باپ ہر وقت اوسکے نزدیک موجود نہیں رہتے کہ وہ اوسکی بیہودہ حرکتوں پر ڈانٹتے اور گہرکتے رہیں تاکہ بچہ اوسی وقت اوس حرکت

کی برائی سمجھکے اوسکو چھوڑ دے اس واسطے اتالیق وغیرہ کو تنبیہ اور تادیب کا اختیار دینا بہت ضرور ہے
اسلئے کہ وہ ہر وقت بچے کے پاس موجود رہتے ہیں جب کوئی بیہودہ حرکت کرتے یا بیموقع کھیلتے
دیکھیں گے تو اوسکو جھڑکی سے فوراً روکدینگے اور بچہ بھی اوسی وقت سمجھہ جاویگا اور ڈر کر
بیہودہ حرکتوں کو چھوڑ دیگا اور اچھی خصلتیں سیکھیگا آجکل اکثر ہندوستان کے امیر فرعون بے
سامان اپنی اولاد کو امیرزادہ سمجھکے کسی نوکر وغیرہ کو تعلیم نہیں کرنے دیتے بلکہ اگر کوئی بڈھا پڑھا
نوکر خیر خواہ اونکے بچے کو بھلائی کی راہ سے نصیحت کی بات کہے یا کسی بُری حرکت سے اوسکو روکے
تو اولٹا اوسیکو ڈانٹ دیتے ہیں کہ تو نوکر ہوکے اپنی اوقات بھولگیا جو ہمارے بچے کو نصیحت اور
تعلیم کرتا ہے خبردار پھر کبھی کچھہ نہ کہنا اور اولاد کو یہ سکھاتے ہیں کہ تم نوکر سے نہ ڈرو اور اوسکی نصیحت
نمانو پس وہ نوکر آئندہ اونکے بچے سے کوئی بات نصیحت وغیرہ کی نہیں کہتے بلکہ جو کچھہ بچہ کہتا یا کرتا ہے
ویساہی آپ بھی کہنے کرنے لگتے ہیں اور ہر بات میں بُری ہو یا بھلی اوسی کی خوشی کو مقدم کرتے ہیں
پس دیکھو کہ اونکی اولاد ابتداہی سے کیسی خراب و ابتر ہوجاتی ہے اور زندگی بھر اپنی امیری کے خیال
میں متکبر و مغرور رہتی ہے اور اپنی بُری حرکتوں سے بزرگوں کا نام ڈبوتی دارین کی تباہی اور
بربادی کرتی ہے ذراسا بھی غور نہیں کرتے کہ اگلے بڑے بڑے بادشاہ اپنے شاہزادوں کی
تعلیم کے لیئے کیسے کیسے دیندار نیک سیرت عمدہ اتالیق مقرر کرتے اور کیا کیا اختیار تنبیہ اور تعلیم
کے اونکو دیتے تھے کہ وہ شاہزادونکو تادیباً مار بھی لیتے تھے اور اکثر اپنی خدمت بھی اون سے
لیتے تھے تاکہ ہر امر میں اونکو دخل ہوجاوے پھر خدا کے فضل سے اسی تعلیم ہی کی وجہ سے وہ
شہزادے کیسے لیئق عادل خداترس نامور ہوئے بخلاف آج کل کے امیرزادوں کے کہ کیا کیا
رسوائیاں اور بدنامیاں اونکی نہیں ہوتیں اور یہ سب فضیحتیاں لاڈ اور بے تعلیمی کی وجہ سے ہوتی
ہیں پس ماں باپ کو لازم ہے کہ اپنی اولاد پر رحم کریں اور اپنی بچوں کی تعلیم اور تربیت میں جان
و مال سے نہایت کوشش کریں تاکہ بچہ اور آپ دونو خوبی اور نجات دارین کی پاویں۔

فصل آداب سکھانے کے بیان میں

ماں باپ اور اتالیق وغیرہ کو چاہیئے کہ ابتداہی سے تہوڑے تہوڑے آداب اور طریقے ہر امر کے
بتاتے سکہاتے رہیں جیسے اول سے بچے کو سلام کی عادت ڈالیں اسلیئے کہ سلام کرنا قرآن شریف
سے ثابت ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْہَآ اَوْ رُدُّوْہَا یعنی اور جب تمکو دعا دیوے
کوئی تو تم بہی دعا دو اوس سے بہتر یا وہی کہو اولٹ کر اور حدیث شریف میں بہی سلام کرنیکا حکم
فرمایا ہے اوسکی فضیلت بیان فرمائی ہے جیساکہ مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا
اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ داخل ہوگے تم جنت میں یہاں تک کہ ایمان لاؤ اور نہ ایمان لاؤگے
یہاں تک کہ آپسمیں محبت رکہو کیا نہ خبردار کروں میں تمکو ایسے کام پر کہ جب تم اوسکو کرو تو آپسمیں
دوست ہوجاؤ پہیلاؤ تم سلام کو آپس میں اور ترمذی میں اس حدیث کے اول میں لفظ وَالَّذِیْ
نَفْسِیْ بِیَدِہٖ کا بہی زیادہ کیا ہے یعنی قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتہ میں ہے
بعد اسکے پہر وہی مضمون بیان فرمایا علاوہ اسکے اور حدیثوں سے بہی سلام کی فضیلت ثابت ہوتی ہے
جیساکہ ترمذی وابوداؤد نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَی
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَرَدَّ عَلَیْہِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فَرَدَّ عَلَیْہِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس ایک آدمی آیا اور السلام علیکم کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے سلام کا جواب
دیا پہر وہ بیٹہ گیا آپ نے فرمایا کہ اوسکے لیئے دس نیکیاں ہیں پہر دوسرا آدمی آیا پس کہا اسنے
السلام علیکم ورحمۃ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے سلام کا جواب دیا پہر وہ بیٹہ گیا آپنے
فرمایا کہ اسکے واسطے بیس بہلائیاں ہیں پہر اور آدمی نے آکے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا
آپ نے اوسکے سلام کا جواب دیا پہر وہ بیٹہ گیا پس آپ نے فرمایا اسکے لیئے تیس نیکیاں ہیں
ایسے ہی سلام میں ابتدا کرنے کی بہی بہت فضیلت ہے چنانچہ احمد وترمذی وابوداؤد نے ابوامامہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلرَّجُلَانِ یَلْتَقِیَانِ اَیُّہُمَا یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ فَقَالَ

اَوْلَاهُمَا بِاللّٰہِ یعنی عرض کیا گیا یارسول اللہ دو آدمی ملاقات کرتے ہیں اونمیں سے کونسا سلام میں ابتدا
کرے آپ نے فرمایا جو اونمیں سے زیادہ قریب ہے اللہ کے ساتھ ادب سلام کرنیکا یہ ہے کہ جب کسی
سے ملاقات ہو تو بات کرنے سے پہلے سلام کرے جیسا کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ یعنی سلام پہلے کلام کے ہے اور سوار سلام کرے
پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے اور کھڑے کو اور چھوٹا بڑے کو اور تھوڑے لوگ بہتوں کو جیسا
کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
یُسَلِّمُ الرَّاکِبُ عَلَی الْمَاشِیْ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے سلام کرے سوار پیدل یا چلنے والے پر اور چلنے والا بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر ترمذی کی ایک
روایت میں اتنی زیادتی بھی وارد ہوئی ہے وَیُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ یعنی چھوٹا سلام کرے بڑے کو اور
یہ بھی آیا ہے وَالْمَارُّ عَلَی الْقَاعِدِ وَالْمَاشِیْ عَلَی الْقَائِمِ یعنی سلام کرے گذرنیوالا بیٹھے کو اور چلنے والا کھڑے کو
اور چونکہ سلام میں ابتدا کرنے کی بہت فضیلت ہے اسلیئے جو عمر میں بڑا یا رتبے میں اعلی درجے کا ہو
اوسیکو چاہیئے کہ سلام میں تقدیم کرے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود اسکے کہ ساری
عالم سے افضل و برتر تھے عورتوں اور لڑکوں کو خود ہی پہلے سلام کرتے تھے امام احمد جابر رضی اللہ عنہ
سے روایت کرتے ہیں اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی نِسْوَۃٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِنَّ یعنی نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم عورتوں پر گذرے پس آپ نے اونکو سلام کیا ترمذی نے سیّار سے روایت کیا قَالَ
کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ فَمَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ فَقَالَ ثَابِتٌ کُنْتُ مَعَ اَنَسٍ فَمَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ
فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ وَقَالَ اَنَسٌ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلٰی صِبْیَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْھِمْ یعنی سیار کہتے
ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ چلا جاتا تھا اونکا گذر لڑکوں پر ہوا انہوں نے انکو سلام کیا اور کہا کہ میں
انس کے ساتھ تھا وہ لڑکوں پر گذرے انہوں نے اونکو سلام کیا اور کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہمراہ تھا آپ کا گذر لڑکوں پر ہوا آپ نے اونکو سلام کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے پس اس سے
معلوم ہوا کہ سلام میں سبقت کرنا بہت ہی عمدہ بات ہے اور سلام کرنے میں کسی طرح کا نقصان
نہیں بلکہ بہت سے فائدے ہیں اول یہ ہے کہ خدا رسول کی اطاعت ہوتی ہے دوسرے
اجر ملتا ہے تیسرے سلام کرنے والے اور جواب دینے والے دونوں کو دعا ملتی ہے چوتھے سلام

کرنا باہم محبت پیدا کرنا اور دشمنی کو دلوں سے نکالتا ہے غرضکہ بچوں کو سلام کی عادت ڈالنا بہت ہی
بہتر ہے اسی طرح سلام کے بعد مصافحہ اور مزاج پرسی وغیرہ کے قاعدے بھی سکھادیں تاکہ ہر کسی سے
ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ وغیرہ بھی کیا کریں اسلیئے کہ مصافحہ کرنے سے مغفرت ہوتی
ہے گناہ جھڑتے ہیں جیسا کہ امام احمد و ترمذی نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَتَفَرَّقَا یعنی نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں دو مسلمان کہ ملاقات کریں اور مصافحہ کریں یعنی آپس میں مگر
بخشش کیجاتی ہے اون دونوں کے لیئے پہلے جدا ہونے سے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں
یوں آیا ہے اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا یعنی جب کہ دو مسلمان ملیں اور
مصافحہ کریں اور اللہ تعالی کی حمد کریں اور اللہ سے بخشش چاہیں تو بخشش کیجاتی ہے اون دونوں
کے واسطے اسی طرح اوٹھنے بیٹھنے جاگنے سونے بات کرنے چپ رہنے محفل میں جانے آنے چھینکنے
کہانسنے راہ چلنے وغیرہ کے طریقے اور ضابطے بھی بتاتے رہیں جس سے اوٹھتے بیٹھتے کسیکو دہکّا لات
وغیرہ نمارے اور کسی بڑے بوڑھے کی طرف پیٹھ کر کے یا پانوں پہیلا کے یا کسی کے منہہ کی اوٹ کر کے
محفل وغیرہ کے بیچ میں نہ بیٹھے بلکہ جب محفل وغیرہ میں جانے کا اتفاق ہو تو کسی سے اونچا نہ بیٹھے صف
کی برابر بیٹھے درمیان میں بھی نہ بیٹھے اور دعوت وغیرہ میں کہانا کہانے میں جلدی نکرے یعنی سب
سے پہلے خود نہ کہانے لگے اپنی جگہہ پر صبر سکونت سے چپکا بیٹھا رہے جب محفل میں سب کے آگے
کہانا چن جاوے اور گہر والا بھی اجازت کہانے کی دے اور کوئی امیر یا بزرگ شخص اوس محفل کا
کہانا شروع کرے اوسوقت آپ بھی کہاوے جب سب محفل والے کہا چکیں اوسوقت آپ بھی
اونکے ہمراہ دسترخوان سے اوٹھے ایسا نکرے کہ تمام محفل کے لوگ بیٹھے رہیں اور آپ جلدی
سے کہا کر اوٹھ جاوے یا تمام مجلس والے اوٹھ جاویں اور آپ بیٹھا کہایا کرے اور یہ بھی چاہیئے کہ
دعوت وغیرہ میں اپنا حصہ دسترخوان سے اوٹھا کر پوٹ باندہکے گہر نہ بہیجے وہیں بیٹھکے جو جی چاہے
اور جتنا پیٹ میں سمائے کہالے اور کسی دوسرے کو بغیر اذن کے اپنے ہمراہ نہ لیجاوے اگر
اتفاقاً کوئی شخص کسی وجہ سے بغیر اذن کے ہمراہ چلا جاوے تو بغیر اجازت اور اطلاع میزبان
کے اوسکو کہانے وغیرہ میں شریک نکرے اور خود بھی کبھی دعوت وغیرہ میں بغیر اذن کے نجاوے

اَور چلنے میں دوڑتا اکڑتا نہ چلے نیچی نگاہ سے راہ دیکھکر سیدہے رستے پر چلے آسمان کو دیکھتا ٹیڑہی راہ نہ چلے اور گفتگو میں شیریں زبانی اور نرم کلامی کا خیال رکھے کسی سے توتڑاق کی گفتگو نکرے اور جب نیند آوے تو اپنے سونے ہی کی جگہہ سووے ادہر ادہر نہ پڑرہے اسی طرح اگر کسی محفل وغیرہ میں رات کو رہنے کا اتفاق ہوا اور نیند کا وقت آجاوے تو بیچ محفل میں نہ سووے کنارے جاکے آرام کرے اَور آداب سونے کے یہ ہیں کہ قبلے کی طرف پانوں نکرے داہنی کروٹ سووے اوندہا اور چت سینے پر دونوں ہاتہہ دہرکے نہ سووے اور سونے سے پہلے اگر آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ الحمد اللہ تینتیس۳۳ تینتیس۳۳ بار اللہ اکبر چونتیس۳۴ بار اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑہکے اپنے اوپر دم کرلے تو بفضلہ تعالی شیطان کے شر سے اوس رات محفوظ رہیگا چھینکنے اور کہانسنے کے وقت اگر کوئی کپڑا پاس ہو تو منہہ پہیر کر چھینکے اور کہانسے ورنہ ناک اور منہہ پر رومال وغیرہ رکھہ لیا کرے اَور جمائی لیتے وقت موہنہ پر ہاتہہ رکھہ لیوے پہاڑ سا موہنہ نہ کہولدے غرضکہ محفل میں کوئی ایسی حرکت نکرے کہ جس سے لوگونکو نفرت آوے اور اپنی بے تمیزی اور بدتہذیبی ثابت ہو اور ہنسنے کے وقت قہقہہ مارکے نہ ہنسے جیسے آج کل کے ہندوستانی لوگ گہر میں ہنسیں تو دروازے کے باہر تک آواز جاوے ایسی ہنسی شرعاً و عرفاً مذموم ہے ہاں اگر کوئی بات ہنسی کی پیش آوے تو تبسم کافی ہے دیکہو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہنستے نہیں تہے صرف تبسم فرماتے تہے جیسا کہ بخاری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ مَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِکًا حَتّٰی اَرٰی مِنْہُ لَہَوَاتِہٖ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ یعنی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مینے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خوب ہنستے ہوے نہیں دیکہا یہانتک کہ میں اونکا کوا دیکہوں جو کہ تالو میں ہوتا ہے سواے اسکے نہیں کہ وہ مسکراتے تہے اور اسکے سوا زیادہ ہنسنے سے دل مرجاتا ہے نور ایمان میں خلل پڑجاتا ہے آدمی بے وقار ہوجاتا ہے اوسکا رعب نہیں رہتا اَور کسی جگہہ کے حالات اور بات چیت کا ذکر دوسری جگہہ نکرے اسلیئے کہ ایک جگہہ کی بات دوسری جگہہ کہنے سے آدمی بے اعتبار ہوجاتا ہے پہر لوگ اوسکو ہلکا سمجہکے اوسکے سامنے کوئی بات نہیں کہتے بس چاہیئے کہ جو بات جہاں سنے وہیں تک رکہے اور جگہہ نہ پہونچاوے سوا تین باتوں کے کہ اونکا پہونچا دینا درست ہے جیسا کہ ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ اِلَّا ثَلَاثَۃَ مَجَالِسَ سَفْکُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ اَوِ اقْتِطَاعُ

مَال بِغَیْرِ حَقٍّ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں یعنی جو بات
مجلس میں سنیں اوسکو کہیں نقل نہ کریں اور سخن چینی نہ کریں مگر تین مجلسیں اور تین باتیں کہ اگر
اونکو مجلس میں سنیں تو اونکا نقل کرنا اور غیر کو پہونچا دینا واجب ہے وہ یہ ہیں خونریزی حرام یا
کوئی زنا کا ارادہ رکہتا ہو کہ یہ بہی حرام ہے یا ناحق مال چھیننے کا قصد رکہتا ہو **فائدہ** یعنی اگر کسی سے
یہ بات سنے کہ فلاں شخص کے مار ڈالنے کا یا فلاں عورت سے زنا کرنے کا یا ازراہ ظلم فلاں کے
مال لے لینے کا ارادہ رکہتا ہے تو چاہیئے کہ یہ باتیں اون لوگونکو پہونچا دے تاکہ وہ احتیاط کریں اپنا حفظ
رکہیں اور یہ بہی چاہیئے کہ کسی کو پیٹھ پیچھے برا نہ کہے تہمت نہ لگائے کوسنے لعنت کرنے کی عادت
نہ ڈالے بات چیت میں گالی گلوج فحش الفاظ نہ بکے کسی کی نسبت کوئی سخت کلمہ جیسے بے ایمان
کافر فاسق فاجر نہ کہے اِن سب باتوں سے حدیث شریف میں منع فرمایا ہے اونپر سخت وعید
وارد ہوئی ہے غرضکہ ایسی بات جو کسی کو ناگوار اور سخت معلوم ہو ہرگز نہ بولے ماں باپ اور
اتالیق کو چاہیئے کہ جن قاعدوں اور آداب کا ذکر اوپر ہو چکا ہمیشہ اپنے بچونکو سکہاتے رہیں تاکہ
وہ شرع شریف کے آداب اور شرفا کے قاعدوں کے ساتہ مؤدب ہوکے دارین کی آبرو حاصل
کریں اور ماں باپ بہی بچوں کی تعلیم کے حق سے سبکدوش ہوں اسلیئے کہ والدین کو اولاد کی تعلیم و تربیت کرنا
اور اونکو علم مجلس وغیرہ سکہانا اور اونکے اخلاق درست کرنا ضروری ہے جیسا کہ ترمذی نے جابر بن سمرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ
خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنوار ادب سکہانا آدمی
کا اپنے بچے کو ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے اور یہ بہی ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ایوب بن موسی
اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا
مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ یعنی بیشک فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں دیا کسی
باپ نے کسی بیٹے کو کوئی عطیہ کہ وہ بہتر ہو ادب حسن سے اگر اولاد کی تہذیب میں کسی طرح کا
قصور و بے پروائی کرینگے تو دنیا میں احمق اور بے شعور مشہور ہونگے اور آخرت میں بازپرس کے شکنجے
میں کہچینگے پس جہاں تک ہوسکے اونکی حسن تعلیم میں غفلت نکریں اور ہمیشہ ہر طرح کی اصلاح کرتے رہیں
تاکہ آپ اور اولاد دونوں دنیا و آخرت کی خوبیاں پاویں۔

فصل خوش اخلاقی کے بیان میں

ماں باپ کو چاہیئے کہ جس طرح اپنی اولاد کو اچھی باتوں اور نیک خصلتوں کی تعلیم کریں اسی طرح خوش اخلاقی کی تربیت کرنا بھی ضرور ہے اسلیئے کہ خوش اخلاق ہونا بڑی عمدہ بات ہے اور دین محمدی کی ایک نہایت عمدہ شاخ ہے حدیث کی کتابوں میں خوش اخلاقی کی بڑی فضیلت لکھی ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محمدیوں کو اسکی نہایت تاکید فرمائی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت بڑے خوش اخلاق تھے چنانچہ اللہ تعالی نے قرآن شریف میں آپکی خوش خلقی کی ثنا اور صفت فرمائی ہے (سورۂ ن) کے اول رکوع میں یہ ارشاد فرمایا ہے وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ یعنی بیشک اے محمد تو بڑے عمدہ خلق پر ہے اور ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِتَّقِ اللّٰہَ حَیْثُمَا کُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُھَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ ڈر اللہ سے جہاں کہیں تو ہو اور برائی کے پیچھے نیکی کر کہ وہ اوسکو مٹاویگی اور معاملہ کر لوگوں سے خلق حسن کے ساتھ اور یہ بھی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَیْءٌ اَثْقَلُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مِنْ خُلُقٍ حَسَنٍ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے کوئی چیز زیادہ بھاری مومن کی میزان میں قیامت کے دن خلق حسن سے اسلیئے کہ اللہ تعالی ناخوش ہے گالی بکنے والے بدگو بیحیا سے اور انکی دوسری روایت میں ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ شَیْءٍ یُوْضَعُ فِی الْمِیْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَاِنَّ صَاحِبَ حُسْنِ الْخُلُقِ لَیَبْلُغُ بِہٖ دَرَجَۃَ صَاحِبِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوۃِ یعنی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہیں ہے کوئی چیز کہ رکھی جاوے میزان میں بوجھل زیادہ حسن خلق سے اور بیشک حسن خلق والا روزے نماز والے کے درجے کو پہونچیگا پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کو خوش اخلاق ہونے کی تعلیم کرتا رہے اور حتی المقدور اوسکو کج خلق اور بدمزاج ہونے نہ دے اور اوسیر تاکید رکھے کہ جب کسی سے ملاقات کرے تو نرم زبانی سے پیش آوے اور جو جس مرتبے اور توقیر کا ہو اوسکی ویسی ہی تکریم و تعظیم کرے بزرگ سے بزرگ کے لائق جیسے

ماں باپ اوستاد عزیز اقارب وغیرہ اور خردوں سے خرد کے موافق برتاؤ رکہے اور اپنے بزرگوں اور
اقارب اور رفقا کی توقیر اور مرتبے اور عزت کے آداب اور ملاقات کے قاعدے اور الفت کے
طریقے بتاوے اور جب اوس برتاؤ میں کسی طرحکا فرق پاوے تو اوسی وقت اوسکو تنبیہ کردے
تاکہ ہمیشہ اسکے مرتبے کا خیال اور دہیان رکہے اور اوسکی تعظیم اور خاطرداری اوسکے رتبے کے
موافق کرتا رہے اور سواے اِنکے اور لوگوں سے بہی نرم زبانی اور خوش گفتاری سے پیش آوے
اور کسی سے بدزبانی نکرنے دے ابو داود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ۔
اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
اوتارو تم آدمیوں کو اونکے مرتبے میں یعنی جو جسکا مرتبہ معین ہے اوسکو نگاہ رکہو شریف واہل عزت
کا جو مرتبہ ہے ویسا ہی برتاؤ کرو ذلیل و وضیع کے ساتہ اوسکے موافق معاملہ رکہو دونو کو ایک لکڑی نہانکو
دیکہو حفظ مراتب اس آیت شریف سے بہی سمجہا جاتا ہے وَرَفَعْنَا بَعْضَھُمْ دَرَجَاتٍ اس سے معلوم ہوا
کہ بعض کا درجہ بعض سے بلند ہے پس ہر ایک کے رتبے کا لحاظ رکہنا ضرور ہے ایسے ہی تواضع
و خاطرداری کے طریقے بہی بچے کو بتانے ضرور ہیں یعنی جب کوئی معزز آدمی اپنے گہر آوے
تو چاہیے کہ اوسکی عطر پان وغیرہ سے خاطرداری کرے اگر کہانے کا وقت ہو تو اوسکو کہانا وغیرہ
بہی کہلاوے اور جو کوئی سائل ہو تو اپنے مقدور کے موافق اوسکی خدمت کرے اور اگر کوئی کسی
کام کو کہے تو اوسکی بات غور سے سنے اگر ممکن ہو تو اوس کام میں اوسکی مدد کرے اور اوسکے مطلب
کو برلاوے اور جو امر نہو سکتا ہو تو انکار اوسکا نرمی سے کردیوے اور اسطرح سے جواب دے کہ اوسکے
دل کو ناگوار نہ گذرے اور لازم ہے کہ محفل میں اشاروں سے یا کانوں میں اسطرح سے بات چیت کرے
کہ دوسروں کو بدگمانی ہو قرآن مجید اور حدیث شریف میں اس امر سے نہی آئی ہے اللہ سبحانہ وتعالی
نے پارہ قد سمع اللہ میں ارشاد فرمایا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِیَتِ
الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَلَیْسَ بِضَآرِّھِمْ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ یعنی اے ایمان والو جب کان میں
بات کرو تو مت کرو بات گناہ کی اور زیادتی کی اور رسول کی بے حکمی کی اور بات کرو احسان
کی اور ادب کی اور ڈرتے رہو اللہ سے جسکے پاس جمع ہو گے یہ جو ہے کانا پہوسی سو شیطان کا کام ہے

کہ دلگیر کرے ایمان والونکو اور وہ نہیں ضرر کرینوالا اونکو کچھ بن حکم اللہ کے اور اللہ پر چاہیئے بھروسا
کریں ایمان والے بخاری اور مسلم وغیرہ نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا کُنْتُمْ ثَلَاثًا فَلَا یَتَنَاجٰی اِثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ فَاِنَّ ذٰلِکَ یُحْزِنُہٗ یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی بغیر تیسرے کے کان میں بات نکریں اسلیئے
کہ یہ اوسکو غمگین کرتا ہے اور گفتگو کے وقت کسی سے گھر کا حال نہ پوچھے لیکن مزاج پرسی کا مضائقہ
نہیں بلکہ اوسکی خیر و عافیت یا اوسکے بچوں خواہ کسی عزیز اقارب کی مزاج پرسی ضرور کرے تاکہ اوس
شخص کا دل خوش ہو اور اوسکے ساتھ محبت پیدا ہو اور جب کسی سے کلام کرے تو اوسکے حفظ مراتب کا
ضرور خیال رکھے اور جو اپنے سے بڑا ہو اوس سے ہنسی اور دل لگی نکرے بلکہ اوسکے سامنے ہنسی اور
مسخرے پن کی کوئی بات اور کسی سے بھی نکرے ہم عمروں سے ہنسنے کا مضائقہ نہیں لیکن ایسا نہ
ہنسے کہ جسمیں اپنی بدتمیزی ثابت ہو یا وہ ہنسی سبب لڑائی کا ہو مثلاً دہول دہپا گالی گلوج کی
ہنسی نکرے کیونکہ ایسی ہنسی میں لڑائی تک نوبت پہونچتی ہے مثل مشہور ہے دکھہ کا گھر کہانسی
لڑائی کا گھر ہانسی پس اس طرح کی ہنسی سے بچنا ضرور ہے اگر کسیکو لباس یا زیور وغیرہ یا بات چیت
نشست و برخاست میں خلاف اپنی وضع کے دیکھے کہ اوس سے کسی طرح کی بدتمیزی یا مسخرہ پن
معلوم ہوتا ہو تو اوس شخص پر محفل میں نہ ہنسے اور اوسکو مسخرہ نہ بناوے اور کسیکی بات وغیرہ کی
نقلیں بھی نہ کیا کرے کیونکہ ایسی حرکت سے وہ آدمی اپنے دل میں نادم ہوکر رنجیدہ ہوگا اور آخر کو
یہ آزردگی موجب کینے کا ہوتی ہے اور روز بروز دشمنی زیادہ ہوجاتی ہے پس ایسی باتیں اور حرکتیں
نہ کرنی چاہییں جن سے کسیکو رنج پہونچے اور دشمنی کا باعث ہوں جب کہیں محفل وغیرہ میں
جاوے تو سلام کے بعد جہاں کہیں جگہہ پاوے بیٹھہ جاوے کسیکو ہٹاکر اوسکی جگہہ پر نہ بیٹھے اور
اس طرح کا برتاؤ کرے کہ مجلس والے اوس سے خوش رہیں اور سب اوسکی تعریفیں کریں
بدمزاج اور ترش رو بنکر اس طرح نہ بیٹھے کہ اپنا تکبر ثابت ہو اپنی اور اپنے خاندان کی آپ ہی تعریف
بھی نکرے کہ جس سے اسکی بڑائی اور دوسرے کی حقارت ثابت ہو اور نہ آپ بہت حقیر اور
مسخرہ بنے کہ جس سے اپنی یا اپنے بزرگوں کی ذلت ہوتی ہو غرضکہ بیچ کی چال اختیار کرے
کیونکہ حدیث شریف میں خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُہَا[۱] وارد ہوا ہے پس اس طرح کا برتاؤ محفل میں چاہیئے کہ

[۱] اسکی تخریج گذر چکی ۱۱

جس سے اپنی اور دوسرے کی آبرو اور شان میں فرق نہ آوے اور ہر ایک سے نرم زبانی اور خندہ پیشانی سے بات چیت کرے تواضع اور مدارات سے پیش آوے کہ بیگانے یگانے ہو جاویں جیسا کہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎ بشیریں زبانی و لطف و خوشی + توانی کہ پیلے بموے کشی + پس نرمی اور شیریں زبانی سے گفتگو کرنا تواضع اور مدارات سے پیش آنا نہایت عمدہ بات ہے گو دشمن ہی کیوں ہو اسی لئے عقلمندوں نے نرمی اور تواضع کو بہت پسند کیا ہے دونو جہاں کی خوبیوں کو اسکے برتاؤ میں بتایا ہے جیسا کہ حافظ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎

آسایش دوگیتی تفسیر این دوحرف ست + با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

اور جب کسیکے گھر میں جاوے تو اُس سے اجازت لیکر جاوے بدون اذن کے نجاوے اور جہاں ماں باپ یا بزرگوں کی آمد و رفت ہو وہیں آپ ہی جاوے ہر ایک کے گھر آیا جایا نکرے البتہ کوئی ایسا ہی معزز اور خاندانی اپنی وضع اور رتبے کا ہو یا اپنے سے افضل طریقے اور گھرانے کا ہو یا کسی سے کوئی رشتہ ہو گیا ہو یا اوس سے کسی طرح کی خیر خواہی ہوئی ہو تو ایسے شخصوں کے گھر جانے اور اُنسے راہ و رسم رکھنے کا مضائقہ نہیں انہیں سے جو لوگ اپنی شادی غمی دکھہ درد میں جس طرح سے شریک ہوتے ہوں اونسے آپ ہی اوسی قاعدے سے راہ و رسم رکھے اور جو لوگ اپنے گھرانے میں انکار رکھتے ہوں یا اپنی وضع اور طریق کے خلاف ہوں یا اونکے گھر جانے میں فہمیدہ شریف لوگ نام رکھتے ہوں اور اپنے خاندان کی شان میں فرق آتا ہو اونکے گھروں میں ہرگز نہ جاوے اتفاقاً اگر ایسے لوگونسے کسی طرح کی راہ و رسم لین دین وغیرہ کی ہو تو اپنے کسی ملازم یا عزیز وغیرہ کو بھیجدے خود نہ جاوے اور اسطرحکا برتاؤ دنیا داروں کے ساتھ کرنا چاہیئے عالم یا درویش کے گھر جانے میں ان قاعدوں کا برتنا ضرور نہیں کیونکہ ایسے لوگوں کے گھر جانے میں کسی طرح کی قباحت اور حقارت نہیں بلکہ ان لوگوں کے پاس جانا موجب فیض اور برکت کا ہوتا ہے ۔

باب نہم

فصل گھر کی آرائش اور صفائی اور اسباب وغیرہ کے رکھنے کے طریقوں میں

ماں باپ کو چاہیئے کہ جب بچے لکہنے پڑہنے سے چہٹی پاویں تو اونکو قاعدے گہر کی صفائی اور
اسباب خانہ داری کے رکہنے اور اوٹہانے کے بہی بتاتے رہیں تاکہ وہ گہر کو صاف اور ستہرا رکہیں کوڑے
کچرے کیچڑ پانی وغیرہ سے گہر کو میلا کچیلا نکریں اگر بچہ کوئی چیز اس قسم کی گہر میں ڈالے کہ جس سے
گہر غلیظ ہوتا ہو تو ایسی حرکت سے اوسکو روکتے اور منع کرتے رہیں بلکہ ایسی بات سے بچے کو
ڈانٹ دیں تاکہ وہ فرش وغیرہ کو کوڑے کچرے سے میلا نکرے اور بہرے ہوے پاؤں سے
فرش پر نہ پہرے اور جو ڈانٹنے سے نمانے تو جو جگہہ اوسنی خراب کی ہو وہ اوسی سے صاف اور
ستہری کراویں تاکہ محنت کے ڈر سے پہر گہر کو خراب اور میلا نکرے غرضکہ گہر کے صاف اور ستہرا
رکہنے کی تعلیم ضرور اپنی اولاد کو کرتے رہیں کیونکہ اسمیں کئی فائدے ہیں اول تو صفائی کی وجہ
سے ہوا گہر کی لطیف اور صاف رہتی ہے پہر کوئی فاسد بیماری پیدا نہیں ہوتی دوسرے دیکہنے میں
ستہرا گہر اچہا معلوم ہوتا ہے اور اچہے گہر میں گہر والوں اور مہمان ہر ایک کا جی لگتا ہے اور طبیعت
سب کی خوش و خرم رہتی ہے اور جابجا صاحب خانہ کے سلیقے اور شعور کی تعریف ہوتی ہے
تیسرے خاوند کے نزدیک بہی بی بی کی خوش سلیقگی تمیز ثابت ہوتی ہے اور اس سبب سے
وہ بی بی کو زیادہ چاہتا اور عزیز رکہتا ہے سوائے اسکے حدیث شریف میں بہی گہر کے میلے کچیلے رکہنے
کی ممانعت آئی ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ تم اپنے گہر کو مثل یہود کے میلا کچیلا نہ رکہو یہود کی عادت
ہی کہ وہ اپنے گہر کا کوڑا کچرا گہر یا اوسکے دروازے پر جمع رکہتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اس طرح سے گہر کے رکہنے کو منع فرمایا ہے جیسا کہ ترمذی نے صالح بن ابی حسان سے روایت کیا
قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيْفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيْمٌ
يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُوْدَ فَنَظِّفُوْا اُرَاهُ قَالَ اَفْنِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُهَاجِرِ بْنِ مِسْمَارٍ
فَقَالَ حَدَّثَنِيْهِ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ نَظِّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ یعنی
صالح کہتے ہیں میں نے سعید بن مسیب کو سنا کہ وہ کہتے تہے کہ بیشک اللہ تعالی پاک ہے دوست
رکہتا ہے پاک کو اور نہایت ستہرا ہے دوست رکہتا ہے ستہرائی کو کرم کرنیوالا ہے دوست
رکہتا ہے کرم کو بخشش والا ہے دوست رکہتا ہے بخشش کو پس صاف رکہو راوی کہتا ہے
میں گمان کرتا ہوں کہ ابن مسیب نے کہا اپنے صحنوں کو اور مشابہت نکرو یہودیوں کی کہ وہ گہر و

کے صحن کوڑے کرکٹ سے ناپاک وخراب رکھتے ہیں راوی کہتا ہے کہ مینے ابن مسیب کا قول
مہاجر بن مسمار تابعی کے آگے ذکر کیا اونہوں نے کہا مجھے عامر بن سعد تابعی نے اپنے باپ سعد
بن ابی وقاص صحابی سے حدیث کی اونہوں نے مثل قول سعد بن مسیب کے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے روایت کی مگر اتنا فرق ہے کہ مہاجر نے کہا ستھرے رکھو صحن اپنے گھروں کے یعنی
اونکی روایت میں لفظ أَفْنِيَتَكُمْ صریح مذکور ہے گمان کو اوسمیں کسی طرح کا دخل نہیں پس ہر
مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے گھر کو کوڑے کرکٹ سے صاف اور ستھرا رکھے اور اپنی اولاد کو بھی
گھر کی صفائی کی تعلیم کرتا رہے خصوصاً لڑکیوں کو تو ضرور گھر کے سامان اور چیزوں وغیرہ کے
رکھنے اوٹھانے کا سلیقہ اور تمیز سکھاتا رہے تاکہ ہر چیز گھر کی بیش بہا ہو یا کم قیمت سب اپنے
موقع اور ٹھکانے سے رکھی ہوئی اچھی اور خوشنما معلوم ہو اسلیئے کہ مٹی کے ٹھیکرے ہی کیوں نہوں
وہ بھی صاف ستھرے اپنے قرینے سے رکھے ہوئے اچھے معلوم ہوتے ہیں اور سونے چاندی کی
چیزیں بیموقع رکھی ہوئی بری معلوم ہوتی ہیں اور گھر کی آرائش سے بھی یہی مراد ہے کہ ہر چیز
اُجلی منجھی صاف کی ہوئی اپنے اپنے ٹھکانے سے رکھی جائے غریب آدمی بیش قیمت چیزیں
کہاں سے لاویگا جس سے گھر کو آراستہ کریگا اور گھر بھی ہمیشہ لیپا پتا کیچڑ پانی وغیرہ سے صاف
ستھرا رہے اور ہر چیز ادنی اعلی کے رکھنے اوٹھانے کے طریقے بھی بتاتا رہے اور اوسکو ہوشیاری
اور حفاظت سے رکھوا دے تباہ اور برباد ہونے دے ایسا نکرے کہ بیمحل جابجا چیزیں پڑی
رہیں اور پڑے پڑے آخر کو خراب اور میلی یا شکستہ ہو جاویں اور یہ بھی چاہیئے کہ پہننے کے کپڑے
وغیرہ رکھنے کا سلیقہ اور تمیز بھی سکھاوے تاکہ اچھی طرح سے صاف ستھرے تہ کیئے ہوئے
گٹھری میں باندھکر صندوق پٹاری وغیرہ میں رکھے گودڑ کی طرح سے نہ ڈالدے کیونکہ اس طرح
ڈال دینے سے کپڑا بے آب اور میلا ہو جاتا ہے اور رنگ وغیرہ بھی خراب ہو جاتا ہے اور کیسا
ہی اچھا اور عمدہ نیا کپڑا ہو وہ پرانا معلوم ہوتا ہے سلیقے کی تو یہ بات ہے کہ پرانے کپڑے کو بھی ایسی
خوبی اور احتیاط سے رکھے کہ نیا معلوم ہو اور سال میں دو ایک بار کپڑوں اور سامان وغیرہ کو بھی
کہ جنہیں اندیشہ گلنے اور کیڑا لگنے کا ہو دہوپ دیا کرے خصوصاً بعد بارش کے تو ضرور ہی ایسی
چیزونکو دہوپ دینا چاہیئے تاکہ برساتی بو اور سیل دور ہو جاوے اور اونی اور ریشمی اور رنگین کپڑوں

کو برساتی ہوا سے بھی بچاتا رہے ریشمی اور اونی کپڑے کے رکھنے کا یہ طریقہ ہے کہ اوسکی تہوں میں نیم
کی پتی اور کافور وغیرہ جسمیں کیڑا نہ لگتا ہو رکھدے تاکہ خرابی سے محفوظ رہے غرضکہ ماں باپ کو سب
طرحکا تمیز اور سلیقہ خانہ داری کا اپنی اولاد خاصکر لڑکی کو تعلیم کرنا بہت ضرور ہے اسلیئے کہ امور خانہ داری
کے عورت ہی سے متعلق ہوتے ہیں مرد تو فقط معاش حاصل کرنے والے ہوتے ہیں اونکو اتنی
فرصت کہاں کہ گھر کے کاموں کا بندوبست کریں علاوہ اسکے جو عورت پھوہڑ ہوتی ہے وہ خاوند
کی نظر میں بھی حقیر و بے قدر رہتی ہے اور اوسکے گھر میں کسی طرح کی خیر و برکت بھی نہیں ہوتی
فی الحقیقت پھوہڑپن ایسی بُری چیز ہے کہ جسکے سبب سے آسودہ آدمی آخر کو محتاج ہو کے اپنی
بے تمیزی کی وجہ سے ہر طرح کی تکلیف اور ایذا اوٹھاتا ہے اور اپنی گھر کی چیزوں کو برباد اور تباہ
کر کے حاجت اور ضرورت کے وقت ہاتھ کا لعل گما کے در در مانگے بھیک کا مصداق بنجاتا ہے
خدانخواستہ اگر میاں بھی پھوہڑ ملے تو پھر اندھا پیسے کتے کھایں کا مضمون سمجھنا چاہیئے البتہ میاں
بی بی میں سے ایک بھی اگر سگھڑ ہوتا ہے تو گھر کا انتظام بنا رہتا ہے ورنہ اوس گھر کا خدا حافظ
سلیقے والا تو تھوڑی سی معاش میں چین سے بسر کر سکتا ہے اور بے سلیقہ بہت سی معاش میں بھی
مشکل سے گذارہ کرتا ہے ماں باپ بھی اوسکی ایذا کی وجہ سے زندگی بھر رنج میں گرفتار رہتے ہیں اس
لیئے ماں باپ کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو گھر داری اور بسر اوقات کے عمدہ طریقے سکھا دیں تاکہ وہ غریبی
اور امیری میں اچھی طرح سے گذران کریں اور کسی کے محتاج اور قرضدار نہوں ورنہ پھوہڑپن سے عمر
بھر سوا جھینکنے اور رونے کے اور کچھ حاصل ہوگا اکثر لوگ متوسط المعاش اپنے پھوہڑپن اور بے لیاقتی
سے دنیا میں ایذا اور تکلیف اوٹھاتے ہیں اور جنکو تمیز اور سلیقہ خانہ داری کا کامل ہوتا ہے وہ لوگ
تھوڑی سی معاش میں آرام سے بسر کر لیتے ہیں اور وقت پر کسیکے محتاج اور دست نگر نہیں ہوتے
اور اپنے ماں باپ کو بھی ہمیشہ دعائیں دیا کرتے ہیں کہ باعث اونکی ترقی درجات کا ہوتا ہے -

فصل جسم کی صفائی اور آرائش کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جیسے انسان کو گھر کا صاف اور ستھرا رکھنا لازم ہے اسی طرح اپنے جسم کی صفائی اور

آرائش کرنا بہی ضرور ہے کیونکہ جو فائدے گہر کی صفائی میں ہیں اکثر اوسی قسم کے منافع جسم کے
پاک صاف رکہنے میں بہی سمجہنا چاہییں پس ہر مسلمان کو لازم ہے کہ آٹہویں روز جمعے کے دن ضرور
نہایا کرے کیونکہ یہ دن مسلمانوں کی عید کا قرار دیا گیا ہے اسی لیئے اس روز میں نہانا سنت ہے
مرد کو چاہیئے کہ نہانے سے پہلے خط بنوائے اور ہاتہ پاؤں کے ناخن ترشوائے اگر ضرورت ہو تو
اور جگہہ کو بہی پاک صاف کرے پہر تمام بدن کا میل کچیل کہیسے وغیرہ سے ملکر دور کرے اور سر کے
بالونکو اولا سرسوں وغیرہ کی کہلی یا ریٹہے کے پانی خواہ مٹی وغیرہ سے خوب ملکر صاف کرلے پہر
مصالح سے دہووے بعد اسکے کوئی خوشبودار چیز تمام بدن پر ملکر دہو ڈالے اور آبدست کرکے اول
وضو کرے لیکن نہانے کی جگہہ اگر پانی غسل کا جمع ہوتا ہو تو سر کا مسح کرکے پاؤں نہ دہووے پہلے
لوٹے غسل کے ڈال لے پہر کہیس وغیرہ اوڑہکر وہانسے علیحدہ ہوکے پاؤں دہووے پہر اپنے سر کے
بال اور تمام بدن کو کسی چادر لنگی رومال وغیرہ سے خشک کرکے اپنے مقدور کے موافق اچہے نفیس
صاف ستہرے کپڑے جو شرع شریف کے بہی خلاف نہوں پہنے اور سر کے بالوں میں خشک ہوجانے
کے بعد خوشبودار تیل ڈالے اور کنگہی سے سلجہا کر اونکو درست کرے کپڑوں میں خوشبو اور آنکہوں میں
سرمہ بہی لگاوے کہ یہ سنت ہے اسی طرح عورتوں کو لازم ہے کہ وہ بہی ہر جمعے کو نہالیا کریں اور جو
ترکیب نہانے کی مردوں کے واسطے لکہی گئی ہے وہی طریقہ عورتوں کے نہانے کا ہے صرف مردوں
کو خط بنوانے کی ضرورت ہوتی ہے عورتوں کو اسکی کچہہ حاجت نہیں اور جب نہانے سے فارغ
ہو تو کپڑے پہنکر اپنے بالونکو کہلا رکہے تاکہ وہ اچہی طرح سے خشک ہوجاویں اس بال سوکہنے کے
زمانے میں اگر مہندی لگانے کو جی چاہے تو اپنے ہاتہ پاؤں میں لگاکر کہلے بال بیٹہی رہے جب مہندی
کا رنگ رچ جاوے تو اوسکو چہوڑا کر ہاتہ پاؤں پر عطر یا خوشبودار تیل ملدے پہر ایک گہنٹے کے بعد
اونکو دہو ڈالے اور جب بال بالکل خشک ہوجاویں تو اونمیں تیل ڈالکر کنگہی سے درست اور
برابر کرکے چوٹی باندہ لے کیونکہ سب طرح کے سر باندہنے سے سیدہی چوٹی باندہ لینا بہت
آسان ہے اونمیں وضعداری اور خوبصورتی بہی بہت معلوم ہوتی ہے بقول میر حسن کے

سنگار و نمایں گو سب سے وہ ہے ۔ اوتار ۔ یہ کہتے ہیں چوٹی کا اوس کو سنگار

اور زیادہ تکلف سر کے باندہنے میں نکرے جیسا کہ آجکل ہندوستان کے شہروں میں

رواج ہے کہ سارے بال اکٹھے کرکے تالو پر ایک چوٹی باندھی جاتی ہے اور اوسپر ایک یا آدھے تھان کا
لمبا چوڑا روئی بھرا ہوا موباف لپیٹا جاتا ہے اور اوسکے اندر نواڑ لپیٹتے تو ہینے بچشم خود دیکھا ہے اور موٹاپے
کے سبب سے اوسمیں دو پیچ سے زیادہ نہیں آتے اور چوٹی میں ایک کھڑکی سی رہتی ہے اور وہ
کھڑکی نہایت ہی بدزیب اور بُری معلوم ہوتی ہے اور سواے اسکے زیادہ بوجھ پڑنے سے بالوں کی
جڑیں بھی کمزور ہوجاتی ہیں اور آخر کو بال اوتر کر تمام سر کی جلد نظر آنے لگتی ہے اور پیشانی بھی نہایت
بدوضع اور بھدی ہوجاتی ہے اور سونے میں بھی ایسی بڑی چوٹی سے نہایت ایذا اور تکلیف ہوتی ہے
پس چاہیئے کہ اسطرح کی چوٹی نہ گند ہواوے تاکہ سر کے بال ٹوٹنے سے محفوظ رہیں اور ببری نکالنے
میں بھی کچھ خوبصورتی اور وضعداری نہیں بلکہ چہرہ اور بدنما ہوجاتا ہے کیونکہ اگر ببری نکالکر اور
اوسکو موڑ کر چھوڑ دیا جاوے تو تھوڑی دیر میں تمام بال منہہ پر بکھر جاتے ہیں اور پریشانی کی سی
حالت معلوم ہوتی ہے پٹیاں جمانے میں بھی بجز ماتھا چھپانے کے کوئی خوبی اور خوشنمائی نہیں بلکہ
خیال کرو تو دو پر کوّے کے ماتھے پر جیسے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور اگر ببری اور زلف نکالکر اونکو کاٹا
جاوے تو سواے ضائع کرنے بالونکے اور کسی طرح کی خوبصورتی اور وضعداری کا فائدہ نہیں اور ایسا
جوڑا بھی نہ باندھے جیسے ہندوستانی عورتیں باندھتی ہیں کہ بعضی تو میخ سی تالو پر ٹھونک لیتے ہیں اور بعضی
جوڑے کو کان کی طرف جھکا کر ایک پھوڑا سا گردن پر نکال لیتی ہیں اور اسمیں بھی کسی طرح کی خوبصورتی
اور وضعداری نہیں نکلتی سیدھی سادی صاف ستھری وضع بنانا چاہیئے بناو سنگار میں بہت تکلف
نکرے جیسی خلقت اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے اوسی کو قایم رکھے کسی طرح کا تغیر تبدل نکرے جیسے اگر
کسیکے بال چھوٹے ہوں تو اوروں کے لیکر اپنے سر کے بالوں میں جوڑ کے وضعداری کے لیئے لمبا نکرے
اور دانتونکو ریت کر چھوٹے اور باریک اور تیز بھی نکرے اور اپنے بدن کو خوبصورتی کے واسطے نیل
وغیرہ سے بھی نہ گدواوے اور نہ خود دوسرے کیا بدن گودے اور مردانی وضع بھی نہ بناوے کیونکہ ان
سب پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے جیسا کہ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہے قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ
اَخْرِجُوْھُمْ مِنْ بُیُوْتِکُمْ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لعنت کی نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مخنثوں کو
مردوں میں سے اور لعنت کی اون عورتوں کو کہ مشابہ ہوتی ہیں ساتھ مردوں کے اور فرمایا کہ نکالدو

مخنثونکو اپنے گہروں سے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی مرد و عورت حرکات و سکنات بات چیت وغیرہ
میں ایک دوسرے کی مشابہت کرے وہ ملعون ہے. بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاصِلَۃَ وَالْمُسْتَوْصِلَۃَ وَالْوَاشِمَۃَ وَالْمُسْتَوْشِمَۃَ یعنی بیشک
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لعنت کی اللہ نے اوس عورت کو جو کہ ملاوے اپنے بال ساتھ بال اور
عورت کے یعنی لنبا کرنیکے لیئے اور لعنت کی اوس عورت کو کہ ملواوے اپنے بالوں کے ساتھ اور کے بال
اور لعنت کی گودنے والی اور گدوانے والی کو بخاری و مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَیِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰہِ یعنی
ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لعنت کی اللہ نے گودنیوالیوں اور گدوانے والیوں کو اور اون عورتوں
کو کہ اپنے موہنہ پر سے بال چنواتی ہیں اور اون عورتوں کو جو کہ اپنے دانتوں کو سوہن سے ریت کے پہولے
اور باریک اور تیز کرتی ہیں حسن کے واسطے پیدائش کو تغیر کرتے ہیں ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ یہ سب
کام ملعون ہیں اور جس کام پر لعنت آئی ہو وہ گناہ کبیرہ میں داخل ہے پس کیا ضرورت ہے کہ آدمی
ایسے بناؤ میں کہ جس میں کسی طرح کی خوبصورتی اور وضعداری بہی ہو اپنی اوقات مفت میں ضائع
اور خراب کرے اور تمام دن اسی طرح کے بیہودہ بناؤ میں گذارے اور سوا اسکے اور کوئی کام
دین اور دنیا کا نکرے علاوہ اسکے اپنی دل کی خوشی کے لیئے بہت سی باتوں کو خلاف شرع شریف
کے اپنے اوپر لازم کر کے ناحق گناہ بے لذت میں مبتلا ہو کر آخرت کی جوابدہی میں گرفتار ہو سیدہا
سادہا ستہرائی اور طہارت کے ساتہ بناؤ کر لینا نہایت خوب اور بہتر ہے یعنی صرف آٹہویں دن کا
نہا لینا ہر روز منجن وغیرہ سے دانت صاف کر لینا بالوں کا کنگہی سے درست اور برابر کر لینا ہاتہ
پاؤں کو دہول گرد سے ستہرا اور پاک رکہنا چوتہے یا آٹہویں دن صاف اور ستہرے کپڑوں کا بدل
لینا صفائی اور ستہرائی کے لیئے کافی اور وافی ہے بلکہ ہمیشہ ایسے بکہیڑے اور تکلف کے
سنگار اور بناؤ سے بچنا اور اپنی اولاد کو بہی سیدہی سادی صفائی اور بناؤ کی عادت اور خو ڈالنا
نہایت بہتر ہے تاکہ دین و دنیا دونوں میں ہر طرح کا چین اور آرام نصیب ہو ۔

فصل لباس کے بیان میں

انسان کو لازم ہے کہ ایسی پوشاک اور وضع اپنی نہ اختیار کرے کہ جسمیں بہت آرائش اور زینت
نکلے اور اس امر کا بھی خیال رکھے کہ جو لباس شرع شریف کے خلاف ہو اور بہت باریک اور تنگ
کپڑا کہ جس سے رنگت یا قطع جسم کی معلوم ہوتی ہو ہرگز نہ پہنے جیسا کہ آج کل ہندوستان کی
عورتوں نے اختیار کیا ہے کرتی دیکھو تو چھوٹی بغیر آستینوں کی کیسی باریک جالی لاہی وغیرہ کی
ہوتی ہے اور وہ بھی اسقدر چھوٹی کہ اکثر نیفے سے بھی اونچی رہتی ہے اور خاص شہر والیوں
کی تو کوڑی تک بھی کھلی رہتی ہے اور انگیا بھی ایسی چھوٹی آستینوں اور باریک کپڑے کی بنائی
جاتی ہے کہ جس سے بغل تک کھلی رہتی ہے اور کٹوریوں میں سے چھاتیاں صاف نظر آتی
ہیں اور ڈوپٹا بھی ایسا باریک کہ جس سے بدن نظر آوے پانچ ہاتھ کا لنبا اور گز بھر کا چوڑا
طرہ یہ ہے کہ وہ بھی ایسا چُنا ہوا کہ اگر سر ڈھکے تو کولے کھلجاویں اور کولے چھپاوے تو سر ننگا
رہے اور پائجامہ تو کم سے کم پندرہ گز اطلس میں طیار ہوتا ہے اور چلنے پھرنے میں زمیں پر لٹکتا
جھاڑو دیتا خاک دھول اوڑاتا شیطان کی سی دم پیچھے چلا آتا ہے پس خیال کرنا چاہیے کہ
ایسے پائجامے میں کسقدر اسراف ہوتا ہے اگر اس پندرہ گز اطلس میں تنگ پائجامے بنائے
جاویں تو پانچ پائجامے پانچ رنگ کے اوسی قیمت میں بن سکتے ہیں کہ کم سے کم پانچ مہینے تک
پہنے جاویں اگر یہ خیال کیا جاوے کہ ڈھیلے پائجامے میں ستر خوب ہوتا ہے تو یہ گمان غلط ہے
اس لیئے کہ ایسے پائجامے میں ایک تو یہ خرابی ہے کہ رانوں تک کم گھیر کا اور تنگ ہوتا ہے
کہ جس سے تمام قطع کمر اور کولے اور پیڑو کی نظر آتی ہے اور رومالی اوسکی ایسی تنگ اور چھوٹی لگائی
جاتی ہے کہ پوری ہیئت شرمگاہ کی معلوم ہوتی ہے دوسرے یہ کہ پائینچے اوٹھا کر چلنے میں اکثر
رانیں تک کھل جاتی ہیں اور ہوا چلنے سے بھی ایسے پائینچے اوڑتے ہیں کہ رانیں وغیرہ نظر آجاتی
ہیں اور سونے میں تو پنڈلیوں تک پائینچے چڑھکر ساری ٹانگیں کھل جاتی ہیں سر اور پیٹ اور چھاتیاں
تو ہمیشہ ہواخوری کے لیئے کھلی رہتی ہیں پس ایسی پوشاک پہننا کہ جس سے ستر بالکل ہو اور
اسراف بھی خوب ہو شرعاً منع ہے کیونکہ لباس تو ستر خاص ستر چھپانے اور بدن کی حفاظت
کے لیئے ہوتا ہے نہ بے پردگی کے واسطے اور ایسے پہناوے میں سوائے بیحیائی اور بدوضعی اور
شہدپن کے کچھ حاصل نہیں اور ایسے ہی لباس والیوں کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

مذمت فرمائی ہے جیساکہ مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَہْلِ النَّارِ لَمْ اَرَہُمَا قَوْمٌ مَعَہُمْ سِیَاطٌ کَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِہَا النَّاسَ وَنِسَآءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوْسُہُنَّ کَاَسْنِمَۃِ الْبُخْتِ الْمَائِلَۃِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَہَا وَاِنَّ رِیْحَہَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَۃِ کَذَا وَکَذَا یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو گروہ ہیں دوزخیوں سے کہ نہیں دیکھا میں نے اونکو یعنی بلکہ نہ دیکھونگا ایک اونمیں سے وہ ہیں کہ اونکے پاس کوڑے ہونگے مانند دُمّوں گاؤں کے مارینگے یعنی ناحق اونسے لوگونکو مارینگے اور دوسری قسم وہ عورتیں ہیں کہ ظاہر میں کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور حقیقت میں ننگی ہیں جھکانے والیاں مردوں کو اپنی طرف جھکنے والیاں مردوں کی طرف سر اونکے مانند کوہان اونٹوں بختی کے ہلتے ہوئے داخل نہیں ہونگی وہ بہشت میں اور نہیں پاوینگی بو اوسکی حالانکہ بو جنت کی پائی جاتی ہے اتنی اور اتنی مسافت سے یعنی بہت دور سے مثلاً سو برس کی راہ سے مراد مردوں سے چوبدار ہیں اور عورتوں سے جو فحش میں گرفتار اور وہ عورتیں جو ایسا باریک لباس پہنتی ہیں کہ جس سے سارا بدن ننگا نظر آتا ہے یا کچھ کھلا اور کچھ چھپا جیساکہ آج کل ہندوستان کی عورتیں پہنتی ہیں سو یہ لباس حقیقت میں فاحشہ عورتوں کا ہے اس سے سوائے رغبت دلانے مردوں کے اور کچھ فائدہ نہیں بڑی شرم کی بات ہے کہ اشراف ہو کے اپنی وضع فاحشہ عورتوں کی سی بناویں اور بدوضع عورتوں کی چال ڈھال اختیار کریں اگر کوئی یہ کہے کہ ہم ایسا لباس پہنکر باہر نہیں پھرتے اپنے گھر میں بیٹھے رہتے ہیں تو یہ بات قابل التفات کے نہیں کیونکہ آخر وہ اس لباس کو پہنکر اپنے باپ بھائی چچا ماموں سسر وغیرہ کے تو سامنے ہوتی ہیں پس کیا انسے چھاتیاں پیٹ پیڑو وغیرہ چھپانا منع نہیں بلکہ انسے تو نہایت حیا و شرم کرنا چاہیے نہ یہ کہ انکے سامنے ایسی بیحیا ہو جاویں کہ بالکل چھاتیاں وغیرہ کھولے پھریں اگر فرض کیا جاوے کہ یہ لوگ محرم ہیں انسے چنداں پردے کی ضرورت نہیں ہے تو بھلا بتاؤ تو دیور جیٹھ نندوئی وغیرہ کے سامنے کیوں ایسا ہی لباس پہنے ہوئے بے تکلف چلتی پھرتی ہیں اور کسی طرح کا حجاب و شرم نہیں کرتیں یہ کون سے محرم ہیں کہ جنسے پردہ کیسا ستر بھی نہیں چھپایا جاتا ہے اور شرع شریف میں تو عورت کا سارا بدن بلکہ سر کے بال تک سوائے ہتیلی اور چہرے کے سب ستر میں داخل ہے اور ستر

کو بغیر ضرورت قوی کے سواے خاوند کے اور سب محرمونکو دکہانا منع ہے لباس ایسا پہننا چاہئے
کہ جس سے ستر خوب ہو اور سردی گرمی وغیرہ کی بہی حفاظت رہے اور اسراف سے خالی اور
شرع شریف کے خلاف بہی نہو جیسے کہ ہمارے یہاں کی پوشاک کرتی دیکہو تو پوری آستینوں
کی ایسی لنبی اور گہیردار ہوتی ہے کہ رانیں تک اچہی طرح سے چہپ جاتی ہیں اور ڈوپٹا ایسا
لنبا چوڑا ہوتا ہے کہ سر سے گھٹنے تک سارا بدن چہپ جاتا ہے اور پائجامہ بہی اسقدر تنگ
نہیں ہوتا ہے کہ اوس سے نہایت بے ستری ہو اگر بالفرض کچہہ بے ستری کا بہی خیال کیا
جاوے تو کرتی اور ڈوپٹے کی لنبائی اور چوڑائی ایسی ہوتی ہے کہ سارا بدن خوب چہپ جاتا ہے
اسی طرح مردوں کو بہی چاہیئے کہ ایسا لباس پہنیں جو خوب ساتر ہو بہت باریک اور جسمیں
اسراف اور مخالفت شرع ہو ہرگز نہ پہنیں بہتر تو یہ ہے کہ ہر مسلمان دیندار کو چاہیئے کہ
ایسی وضع اور پوشاک اپنی اختیار کرے جو شرع شریف اور عرف دونوں میں پسندیدہ ہو
مثل مشہور ہے کہ کہاوے من بہاتا اور پہنے جگ بہاتا ماں باپ کو چاہیئے کہ ایسا لباس اپنی اولاد
کو نہ پہناویں اور خود بہی نہ پہنیں بلکہ جو لڑکیاں اور عورتیں ایسا لباس پہنتی ہوں اونکی صحبت سے
بہی اپنی لڑکیونکو بچاویں کیونکہ مثل مشہور ہے کہ خربوزہ کو دیکہہ خربوزہ رنگ پکڑتا ہے اور یہ بہی
چاہیئے کہ اپنے بچوں کو لباس یہود و نصاری ہنود وغیرہ کی وضع کا نہ پہناویں کیونکہ شرع شریف
میں سواے دین اسلام کے اور دین و مذہب کی وضع بنانی اور اسکے ساتہ مشابہت کرنے
سے ممانعت آئی ہے اور لڑکے کو نرا ریشمی کپڑا اور کسم اور زعفران کا رنگا ہوا بہی ہرگز نہ پہناویں
کیونکہ ایسا لباس بہی مردونکو پہننا شرعاً ممنوع ہے ہاں عورتوں کو سب رنگ اور ہر طرح کا لباس
جو اونکے حق میں خلاف شرع نہو درست ہے شہاب کا رنگا ہو یا زعفران کا خالص ریشم کا ہو
یا سوت وغیرہ ملا ہوا اس لیئے کہ یہ سب لباس زینت اور آرائش کے واسطے ہیں اور
زینت و آرائش اللہ تعالی نے عورتوں ہی کے لیئے مقرر فرمائی ہے مگر کنواری لڑکیونکو ایسا لباس
کہ جس میں کوئی وضع معشوقانہ اور ادائے محبوبانہ نکلتی ہو ہرگز نہ پہناویں اور لڑکونکو بہی ایسی
پوشاک سے بچاویں کیونکہ ایسے لباس کا پہنانا باعث فساد اور فتنے کا ہوتا ہے پس ان سب
وضعوں اور لباس سے اپنی اولاد کو بچانا اور خود بہی بچنا ضرور ہے دیکہو قرآن شریف میں فرمایا ہے

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا یعنی بچاؤ اپنی جانونکو اور اپنے گھر والونکو دوزخ کی آگ سے پس ایسی وضع بنانا اور اسطرحکا لباس پہنا یا پہنانا جو سبب خرابی دارین اور مخالف شرع شریف اور وضع شرفا کے ہو ہرگز نچاہیئے کیونکہ انسان شرافت کے افعال اور چال چلن سے شریف ہوتا ہے ایسے لباس اور بناؤ سے سوائے شہدپن اور بیحیائی کے کوئی وضع شرفا کی نہیں نکلتی پس غور کی جگہہ ہے کہ شریفوں کی عورتیں اپنی وضع مثل فاحشہ اور بدکار عورتوں کے بناویں اور بیحیا عورتوں کے لباس اور طریقے کو اختیار کریں اور مرد بھی اونکی ایسی وضع اور لباس کو پسند کریں اور پھر اپنے آپ کو شریف کہیں بتاؤ یہ کونسی شرافت ہے اگر انصاف سے دیکھو تو شرافت نیک افعالی اور اتباع شریعت اور تقوے کا نام ہے اسواسطے کہ شریف اور رذیل سب اولاد حضرت آدم علیہ السلام کی ہیں کوئی نشان اور تمغا شرافت کا کسیکے چہرے پر نہیں ہے کہ جس سے شریف اور کمین پہچانا جاوے شرافت تو اچھے طریقوں اور نیک چال چلن سے معلوم ہوتی ہے شریف اور کمین برتاؤ کی عمدگی ہی سے پہچانا جاتا ہے اور اسی وجہ سے دنیا میں آبرو اور عزت پاتا ہے اور آخرت میں بھی یہی اچھے اور نیک افعال کام آئینگے ذات کسی کی نہیں پوچھی جائیگی ہندی مثل ہے کہ ذات پات پوچھے نہ کوئے ٭ ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے ٭ پس ہر مسلمان ایماندار کو لازم ہے کہ ہمیشہ اچھا طریقہ اور اچھی وضع جو شرع اور عرف میں پسندیدہ ہو اختیار کرے اور اپنی اولاد اور قرابت والونکو بھی ہمیشہ اچھی باتوں اور عمدہ طریقونکی تعلیم اور تربیت اور نصیحت کرتا رہے تاکہ نعمت دارین کی حاصل ہو ٭

فصل چاندی سونے وغیرہ کے زیور اور اُنکے برتنوں کے برتاؤ کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ سونے کا زیور یا جڑاؤ جس میں سونے کا میل ہو مرد ہرگز نہ پہنے اور ماں باپ بھی اپنے لڑکوں کو ایسا زیور نہ پہناویں کیونکہ سونا مرد کے واسطے مطلقاً حرام ہے خالص ہو یا اور کسی چیز کے زیور پر اوسکا ملمع کیا ہو لیکن چاندی کا پہننا محدثین کے نزدیک اگرچہ مرد کے واسطے

جایز ہے مگر فقہا کے نزدیک اسمیں بھی اختلاف ہے چنانچہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے مذہب میں ۴ ماشے
چاندی سے زیادہ پہنا مرد کو درست نہیں اور جواہر کا زیور اول تو بغیر سونے اور چاندی کے بن
نہیں سکتا دوسرے مردونکو عورتوں کی طرح زیور سے آراستہ رہنا اچھا نہیں معلوم ہوتا علاوہ
اسکے زیور پہننے میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے اور مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی
وضع بنانا شارع کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو مرد عورت
کی قطع اور جو عورت مرد کی وضع اختیار کرے اور اپنی ہیئت کو دوسرے کی وضع کے ساتھ مشابہ
کرے ایسے مرد اور عورت پر لعنت ہوتی ہے جیسا کہ ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْاَۃِ وَالْمَرْاَۃَ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ الرَّجُلِ یعنی
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کو کہ پہنے
پہناوا عورت کا سا اور لعنت کی اوس عورت کو کہ پہنے پہناوا مرد کا سا سوائے اسکے مردونکو
زیور کا پہننا بدزیب بھی معلوم ہوتا ہے ہاں دوایک کنٹھے موتی وغیرہ کے اگر باندھ لیئے جاویں یا
دوایک انگوٹھیاں چاندی کی چھنگلیا خواہ اوسکے پاس والی اونگلی میں پہنی جاویں تو کچھ مضائقہ نہیں
لیکن بیچ اور کلمے کی اونگلی میں انگوٹھی چھلا مرد کو پہننا جائز نہیں اسی طرح اگر کبھی سرپیچ چاندی
میں جڑا ہوا یا کمربند اور پرتلا چاندی کے ڈاب اور چپراس کا باندھ لیا جاوے تو محدثین کے نزدیک
مباح ہے اور یہ بدنما بھی نہ معلوم ہوگا حقیقت میں مردوں کا زیور تو علم و ہنر بہادری اور سپہگری ہے
اور ظاہر کا زیور ہتیار ہیں زیور پہننے کو گھر کی بیبیاں کیا کم ہیں جو خود بنفس نفیس ہیجڑے اور زنخوں
کی طرح زیور میں لدے ہوے بیٹھے رہیں اپنے مقدور کے موافق اپنی عورتوں ہی کو زیور
کیوں نہ پہنا دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زینت و آرائش عورتوں ہی کے لیئے پیدا کی ہے پس
جتنا چاہیں اونکو زیور پہنا دیں لیکن ایسا زیور کہ جس میں آواز نکلتی ہو جیسے پازیب خلخال وغیرہ
ہرگز نہ پہناویں اسلیئے ایسے زیور کا پہننا عورتونکو بھی منع ہے جیسا کہ ابوداؤد نے روایت کیا ہے
عَنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ مَوْلَاۃً لَّھُمْ ذَھَبَتْ بِابْنَۃِ الزُّبَیْرِ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِیْ رِجْلِھَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَھَا عُمَرُ
وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَعَ کُلِّ جَرَسٍ شَیْطَانٌ یعنی زبیر رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک لونڈی آزاد کی ہوئی اونکی زبیر کی بیٹی کو عمر رضی اللہ عنہ کے

پاس لیگئی اور اوسکے پانوئیں گہنگرو تہے حضرت عمرؓ نے اونکو کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ سنا ہینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے ہر جرس کے ساتہ شیطان ہے پس اس قسم کا زیور ہرگز نہ پہننا چاہیئے باقی جیسا اور جس وضع کا چاہے چاندی اور سونے کا زیور بنواکر عورتوں کو پہناویں سوائے اسکے تانبے پیتل کانسی وغیرہ کا نہ پہناویں کیونکہ ان چیزونکا زیور عورتوں کو بہی پہننا منع ہے لیکن تانبے پیتل وغیرہ کے برتنوں میں کہانا پینا درست ہے اور چاندی سونے کے ظروف کا استعمال میں لانا عورت اور مرد دونوں کو حرام ہے بلکہ انکے برتن کہانے پینے کے لیئے بنوانا بہی گناہ ہے مثلاً اگر انکے برتن بنواکر صرف مالیت کے طور پر رکہہ چہوڑے اور اوسمیں کہائے پیئے نہیں تو بہی گناہ سے خالی نہیں اسلیئے سرے ہی سے چاندی سونے کے برتن بنوانا نہ چاہیئے خاصکر وہ برتن جو کہانے پینے کے کام میں آویں جیسے رکابی کٹورا تشتری دیگچی وغیرہ کہ ان سب میں کہایا پیا جاتا ہے ایسے برتن ہرگز نہ بنواویں مگر محدثین کے نزدیک سوائے کہانے پینے کے برتنوں کے اور قسم کے چاندی سونے کے برتنوں وغیرہ کا برتاؤ میں رکہنا درست ہے جیسے قلمدان پاندان خاصدان عطردان چنگیر دان صندوق سلائی کجلوٹی سرمہ دانی چوکی پلنگ وغیرہ لیکن اکثر علما اسکو بہی خالی کراہت سے نہیں کہتے اور خلاف تقوے کے سمجہتے ہیں پس میرے نزدیک بہی یہی اولی وانسب ہے کہ جہاں تک ممکن ہو کسی قسم کے چاندی سونے کے برتنوں وغیرہ کو کسی طرح پر اپنے استعمال میں نہ لاوے کیونکہ جس امر میں اختلاف علما کا ہو اور بغیر اوسکے کسی طرح کا حرج بہی نہو ایسے کام سے بچنا ہی بہتر ہے علاوہ اسکے ایسی چیزوں کے برتاؤ میں کئی طرح کے نقصان ہیں ایک تو تکبر اور بڑائی ظاہر ہوتی ہے دوسری ایسی چیزیں اکثر برتاؤ میں نہیں آتیں صندوقوں میں بند پڑی رہتی ہیں اور بنوائی اوسکی مفت میں ضائع اور برباد ہوتی ہے بالفرض اگر برتاؤ میں رکہے جاویں تو ہر وقت اوسکی حفاظت اور نگہبانی کی فکر رہتی ہے اسلیئے کہ ایسی چیزوں کی چوری اور گم ہوجانے کا اکثر اندیشہ رہتا ہے پس جس چیز میں سراسر نقصان ہو اور فائدہ کچہہ نہو اور مسئلے میں بہی اوسکے اختلاف ہو اوس کا بنواکر رکہنا کیا ضرور ہے۔

باب دہم

فصل علم سکہانے کے بیان میں

ماں باپ کو لازم ہے کہ جہاں تک ہوسکے اپنے بچونکو جاہل نرکہیں علم سکہانے میں نہایت
کوشش کریں کیونکہ بے علمی سے طرح طرح کے نقصانات اور خرابیاں دارین کی پیش آتی ہیں
ہیں اسلیئے کہ دنیا میں تو اَن پڑہ کو اوّلاً نوکری ملنا مشکل ہوتا ہے دوسرے اگر بڑے جدوجہد سے
میسر بہی ہوئی تو دس پانچ روپیے سے زیادہ کی نہیں ہوتی اور اس قلیل آمدنی میں پیچ کی
چال سے بہی اوقات بسر ہونا دشوار ہوتا ہے اور طرح طرح کی تنگی اور تکالیف سے خالی
نہیں ہوتا حاصلکر بال بچے اور کنبے والے کو تو ایک وقت کا کہانا بہی دقت سے نصیب
ہوتا ہے پہر تکلیف کی حالتوں میں علم کے نفعوں اور راحتوں کو سوچکر افسوس کرنا بہی کچہہ فائدہ نہیں
دیتا تیسرے جو کچہ مال واسباب میراث یا ہبہ وغیرہ میں ملجاتا ہے وہ بہی جہالت اور نادانی کے سبب سے
مفت میں برباد اور تباہ ہوتا ہے علاوہ اسکے اپنے اور ماں باپ کے نام اور آبرو میں
بہی بٹہ لگتا ہے چوتہے اپنے دین وایمان کی باتوں پر بہی کچہہ اطلاع نہیں ہوتی کہ جس
سے انواع واقسام کے بدعات اور کبائر بلکہ شرک میں گرفتار ہوتا ہے اور عقبے میں بہی اسی
جہالت کے سبب سے بمصداق خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ طرح طرح کے عذاب اور مصیبتوں میں
مبتلا ہوگا سواے اسکے اولاد کے بے علم رہنے کی ماں باپ سے بہی پرسش ہوگی اسلیئے
کہ اونکی پرورش اور تربیت میں سعی اور کوشش کرنا والدین کو ضروری ہے اور اچہی تربیت
بغیر علم سکہانے کے حاصل نہیں ہوتی اس واسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ جب بچہ پانچ چہہ برس
کا ہووے اور اچہی طرح سے اوسکی زبان کہل جاوے اور صاف صاف باتیں کرنے
لگے تو اوسکو پڑہنے کے واسطے ضرور بٹہا دیں اور اوستاد معمر دیندار خوش خلق پرہیزگار
شفیق تعلیم کے طریقوں سے واقف کار مقرر کریں تاکہ وہ بچے کو اس طریقے سے پڑہاوے
کہ حرف شناسی اور ہجے لگانے پر بہت جلد قادر ہوجاوے اور اس طرح دم دلاسے سے
بتاوے کہ اوسکا جی بہی نہ گہبراوے اور کسی طرح کی وحشت اوسکے دل پر نہ آنے پاوے
اور بلا ضرورت قوی کے مارے بہی نہیں کیونکہ باربار کی مارپیٹ سے بچہ بہونچکا ہوجاتا ہے

پھر جو کچھ اوسکو بتایا جاتا ہے وہ مار وہشت سے اوسکی سمجھ میں نہیں آتا بلکہ پہلے کا پڑہا ہوا بھی اوسکے دل سے اُتر جاتا ہے کیونکہ گُھر کی اور مار کے وقت بچے کی طبیعت پریشان ہوجاتی ہے پھر رونے کے سوا سے کسی بات کا اوسکو خیال و دہیان نہیں رہتا اور نہ وہ تعلیم اوسکے ذہن نشین ہوتی ہے لہذا ایسا اوستاد بچے کی تعلیم کے لیئے مقرر کرنا چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو اوسکو نرمی اور پیار سے پڑہاوے اسلیئے کہ پیار اور محبت کے ساتھ تعلیم بہت جلد اثر کرتی ہے اور خوب ذہن نشین ہوجاتی ہے اور بہت مار پیٹ سے بچہ بیحیا اور ڈہیٹ بھی ہوجاتا ہے پھر اوسکی تربیت خالی وقت سے نہیں ہوتی غرضکہ اوستاد کو چاہیئے کہ اولًا بچے کو پیار سے سمجھاوے کہ یہ باتیں خلاف وضع شرفا کے ہیں تم انسے باز رہو اور سبق روزانہ خوب یاد کیا کرو اور آموختے کا بھی اچھی طرح سے دہیان اور خیال رکھو اگر تم ایسی بیہودہ باتیں اختیار کروگے اور سبق وغیرہ یاد نہ کہوگے تو لوگ تمہیں نام رکھینگے اور بیوقوف کہینگے اگر اس سے بچہ نمانے اور وہی بیہودہ حرکتیں کرے اور پڑہنے میں دل نہ لگاوے تو پھر اوسکو ڈانٹ اور تنبیہ سے سمجھاوے تاکہ بچہ اوستاد کے خوف اور رعب سے اوس کام اور حرکت کو چھوڑ دے اور پڑہے ہوئے کو خوب دہیان سے دُہراتا رہے تاکہ بھولنے سے محفوظ رہے احیانًا اگر تنبیہ سے بھی نمانے اور اپنی بیہودگی اور جہل باتوں سے باز نہ آئے تو پھر اوسکو مار کے سمجھاوے اور یہ بھی چاہیئے کہ یکایک بچے پر بہت محنت پڑہنے کی نہ ڈالے ابتدا میں تو دیدہ لگنے کے لیے صرف ایک گھنٹا پڑہنے کا مقرر رکھے تھوڑے دنوں کے بعد جب بچے کا دل لگجاوے تو دو گھنٹے معین کرے اسی طرح پھر تین گھنٹے حاصل یہ کہ بچے کی طاقت اور سہار کے موافق اوس سے محنت پڑہنے کی لیتا رہے اور اوقات پڑہنے کے بھی ایسے مقرر کرے کہ جنہیں مشقت کرنا بچے کو شاق نہ گذرے اور دو تین گھنٹے کی فرصت کھیل کود کے لیئے بھی دیدیا کرے کہ اس سے بچے کا ذہن تیز ہوتا ہے اور طبیعت بھی اوسکی ہشاش بشاش رہتی ہے پھر سبق میں جی خوب لگتا ہے اور جلد یاد کرلیتا ہے ایسا نکرے کہ سارا دن پڑہاتا رہے ایکدم کی بھی مہلت ندے اسلیئے کہ زیادہ محنت لینے میں کئی طرح کے نقصان ہیں ایک یہ کہ تھکن کے سبب سے بچہ پڑہنے سے جی چرانے لگتا ہے دوسرے

کثرت شفقت سے دل ودماغ ضعیف ہوکر آخر کو ذہن وحافظے میں فتور آجاتا ہے تیسرے
ضعف دماغ کی وجہ سے اکثر بچے کے درد سر ہوا کرتا ہے اور مثل بیماروں کے رہتا ہے
پہر اوسکا جی لکھنے پڑھنے میں مطلق نہیں لگتا اور سبق بالکل یاد نہیں ہوتا بلکہ پچھلا آموختہ بہی
بہول جاتا ہے اسواسطے لازم ہے کہ بچے کو دن بہر میں دو وقت اس طور سے پڑہاوے کہ
کہ صبح کے سات بجے سے نو بجے تک آموختہ سنکر نیا سبق پڑہاوے پہر ایک گھنٹے کی چہٹی دیدے کہ
اوسمین بچہ کہانا کہالیوے اور تہوڑا سا کہیل کود بہی لے تاکہ پڑہنے کی محنت کی تہکن کچھ کم ہوجاوے
اور طبیعت چاق ہوکے پڑہنے کی طرف مائل ہو اور سبق کا یاد کرنا آسان ہو پہر استاد کو چاہیئے
کہ دس بجے سے بارہ بجے تک سبق یاد کراوے اور دوپہر سے دو بجے تک بچے کو چہٹی کہیل
کود کی دیدے تاکہ اوسمین خوب کہیل کود کے طبیعت اوسکی شاد اور بشاش ہوجاوے پہر
دو بجے سے چار بجے تک اوسکو پڑہاوے اور اس سے زیادہ محنت پڑہنے کی بچے سے نہ
لیوے اور یہ بہی چاہیئے کہ ہفتے میں بار بار چہٹی بچے کو ندے صرف جمعرات کی دوپہر سے جمعے
کی شام تک چہٹی دینا کافی ہے کیونکہ جمعے کا دن مسلمانوں کی عید کا ہے اور سوائے اسکے
اوس روز کی چہٹی میں بچہ نہانے کپڑے بدلنے وغیرہ سے بہی فارغ ہو جائیگا اسی طرح سال
میں دونوں عیدوں اور شبرات اور عشرہ محرم کی چہٹی اس قاعدے سے دینا چاہیئے کہ
عید الفطر میں دو روز کی اور عید اضحی میں چار روز کی عرفے سے ایام تشریق تک اور شبرات
میں دو روز کی اور عشرہ محرم میں صرف عاشورے کی اور اگر کوئی تقریب بچے کے گہر میں
ہو تو صرف اوسی روز کی چہٹی دینا چاہیئے غرضکہ جہانتک ممکن ہو بغیر ضرورت قوی
مثل بیماری وغیرہ کے کبہی بچے کو زیادہ دنوں کی چہٹی ندے کیونکہ بہت چہٹی دینے سے
بچے کا دل پڑہنے سے اوچاٹ ہو جاتا ہے اور طبیعت کا لگاؤ بہی علم سے کم ہو جاتا ہے
اسواسطے لازم ہے کہ بغیر ضرورت شدید کے کبہی سبق اور آموختہ اوسکا ناغہ ہونے
دے کیونکہ ایک روز کے سبق موقوف ہونے سے کئی روز تک اوسکا جی پڑہنے میں نہیں
لگتا اور یہ بہی چاہیئے کہ پڑہتے وقت دوسرے بچے کو اوسکے پاس نہ آنے دے کہ اس سے
بہی بچے کا دہیان پڑہنے کی طرف سے ہٹ جاتا ہے اور کہیل کی طرف دل مائل ہو جاتا ہے

غرضکہ جن باتوں سے بچے کی طبیعت پریشان ہو اور پڑہنے سے نفرت کرے وہ باتیں
مکتب میں کبہی اوسکے روبرو ہونے دے اور یہ بہی چاہیئے کہ پڑہنے کے وقت بچے کے پاس
آدمیونکا مجمع بہی ہونے دے صرف ایک یا دو معمر آدمی اوسکے پاس بیٹھے رہیں تاکہ جو کچہہ
ضرورت اور کام ہو وہ کردیں اور بچے کی ہر طرح کی حفاظت اور نگہبانی رکہیں اور ماں باپ
یا اور بزرگونکو چاہیئے کہ جب بچے کو پڑہوادیں لڑکا ہو یا لڑکی تو اوسکو مرد ہی سے پڑہوادیں
ایسا نکریں کہ لڑکی کے لیئے عورت مقرر کریں اسواسطے کہ پڑہی ہوئی صالحہ عورت کا ملنا
بہت مشکل ہے اکثر عورتیں مکار اور چالاک ہوتی ہیں پڑہانے کے حیلے سے اکثر شریفوں کی
لڑکیوں کو خراب کرتی ہیں سوائے اسکے جتنا علم مرد کو ہوتا ہے عورت کو نہیں ہوتا پس جب
اپنے بچے کو اچہی طرح سے تعلیم کرنا چاہیں تو عالم ہی سے پڑہوادیں تاکہ بچہ اچہی طرح سے علم
سیکھے کٹھ ملّا سے ہرگز نہ پڑہوادیں اسلیئے کہ بزرگوں نے کہا ہے نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملا خطرۂ
ایمان پس جہاں تک ہوسکے اپنی اولاد کو عالم فاضل قابل کامل سے پڑہوادیں تاکہ دونوں جہان
کی خوبیاں نصیب ہوں ۔

فصل علم دینی سکہانے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب بچے کو پڑہنے بٹہادیں تو پہلے قاعدہ بغدادی اوس قاعدے سے جسکا
ذکر اوپر ہوچکا ہے پڑہوادیں بعد اسکے قرآن شریف ہی شروع کرادیں کیونکہ وہ کلام اللہ
کا اور کتاب ایمان کی ہے اوسکی برکت سے سب علم دین اور دنیا کے جلد حاصل ہوجاتے
ہیں پس مناسب ہے کہ صبح کے وقت بچے کو قرآن مجید کا سبق دلوادیں اور تیسرے
پہر کسی مسائل کی کتاب کا کہ اوس سے روزے نماز کے مسئلے بہی معلوم ہوتے رہیں جب
قرآن شریف ختم کرچکے تو دُہرانے کے زمانے میں ترجمہ مصنفہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی
رحمتہ اللہ علیہ کا پڑہوادیں تاکہ لفظ لفظ کے معنی سمجھنے اور دہیان رکہنے سے کلام مجید
کے معانی اور مطالب خوب ذہن نشین ہوکر دین اسلام کی بڑی بڑی باتوں سے آگاہی

اور واقفیت حاصل ہو جاوے اور آخرت کی سزا کا خوف اور نعمتیں ملنے کی امید دل میں
بیٹھ جاوے اور لفظی ترجمہ پڑھنے میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ہر ایک لفظ کے معنی سمجھنے
اور یاد رکھنے سے کلمات کلام الٰہی کے خوب صحیح یاد ہو جاوینگے بعد اسکے عربی کے قواعد کی
کتابیں جیسے میزان منشعب زبدہ صرف میر نحو میر مائۃ عامل وغیرہ جو صرف نحو سے متعلق ہیں
پڑھواویں اور ان کتب کے مطالب کو زبانی یاد کراویں تاکہ قواعد عربی زبان کے از بر
ہو جاویں اسکے بعد حدیث کی کتابیں پڑھوانا چاہییں تاکہ انسان اپنے دین و ایمان سے
بخوبی آگاہ ہو جاوے اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور طریقہ
کے موافق عمل کرے تو سارے کام دین و دنیا کے اچھی طرح سے درست ہو جاویں اور
اوسپر عمل کرنے سے نجات دارین اور ترقی درجات کونین نصیب ہو اور حدیث شریف
پڑھنے کے بعد تفسیر اور فقہ وغیرہ کی کتابیں پڑھواویں حتی الامکان علم دین ہی کی تحصیل
کو سب علموں پر مقدم رکھیں جب علم دین بہمہ وجوہ حاصل ہو جاوے تو علم دنیوی مثل
جغرافیہ سیاق انشا وغیرہ کہ جسکا ذکر فصل آئندہ میں لکھا جاویگا سکھاویں تاکہ بچے ان علموں
سے بھی واقف ہو جاوے حاصل یہ کہ جہاں تک ہو سکے بچوں کے علم سکھانے میں کسی
طرح کا قصور نکریں اور لاڈ پیار کی وجہ سے اپنی اولاد کے دین و دنیا کو تباہ ہونے دیں
کیونکہ جاہل رہنے سے مرد ہو یا عورت دونوں کو ہر طرح کا نقصان ہے اور ضرر میں دونوں
برابر ہیں یعنی جو خرابیاں مردوں کو بے علمی سے پیش آتی ہیں وہی عورتوں کو بھی بلکہ عورتیں
تو بے علمی کی وجہ سے زیادہ تر بلاؤں میں مبتلا ہوتی ہیں اسلیئے کہ انسان کو عقل اور تمیز سلیقہ
اور ہوشیاری ہر چیز اور ہر کام کی دوہی سبب سے حاصل ہوتی ہے یا تو آدمی علم پڑھے
کہ اس سے پوری پوری حقیقت دین و دنیا کے نیک و بد کی معلوم کرکے اچھے برے افعال
و اعمال کی جزا سزا سے خبردار ہو اور ہر طرح کے نشیب و فراز زمانہ سے آگاہی حاصل ہو یا
یہ کہ کسی عقلمند دیندار متقی پرہیزگار نیک بخت سلیقہ شعار خوش عقیدہ باوقار کی خدمت
سے فیض یاب ہو کے زمانے کے ہر نیک و بد کا حال سنے اور انواع و اقسام کا سلیقہ
و تجربہ حاصل کرے جیسا کہ مردوں کا حال ہے کہ وہ علاوہ علم حاصل کرنے کے ہر طرح

کے لوگوں سے ملکر ہزاروں باتیں سنتے ہیں اور طرح طرح کا تجربہ حاصل کرتے ہیں بخلاف
عورتوں کے کہ یہ بیچاریاں پردے کی وجہ سے سوائے اپنے کنبے اور گھروالوں کے
کسی اور عقلمند ہوشیار سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتیں پھر ہوشیاری اور دانائی تمیزداری
اور سلیقہ شعاری کس طرح حاصل ہو اور دین و دنیا کے منافع اور مضرات پر مطلع ہوکے دارین
کی بھلائیاں کیونکر نصیب ہوں اسی لیئے ماں باپ کو ضرور ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم اور علم
سکہانے میں نہایت سعی اور کوشش کریں تاکہ وہ ضروریات دین و دنیا سے واقف ہوکے
اپنے ضروری کاموں میں کسی دوسرے کی محتاج نرہیں اور یہ جو بعضے نادان اور احمق خیال
کرتے ہیں کہ عورتیں پڑہنے لکہنے سے شہدی اور بدکار ہوجاتی ہیں انکو پڑہانا لکہانا نچاہیئے سو
یہ گمان محض بیجا ہے اسواسطے کہ جن عورتوں نے علم حاصل کیا اور لکہنے پڑہنے میں دل لگایا اکثر
ایسی ہی عورتیں خوف خدا سے باحیا اور باعصمت رہیں اور دنیا میں مردوں کے مثل نامور
اور مشہور ہوئیں جیسے نورجہاں بیگم زیب النسا بیگم ہندوستان کی بادشاہ زادیوں میں دیکھو کیسی
لکھی پڑہی تہیں کہ آج تک اونکی تصنیف کی ہوئی کتابیں موجود ہیں اور اونکی عفت و عصمت
بھی زمانے میں مشہور و معروف ہے انکے سوا اور ملکوں میں دیکھو تو کیسی کیسی علم و قابلیت
عصمت و عفت والی عورتیں گذری ہیں جیسے زبیدہ خاتون خلیفہ ہارون رشید کی بی بی
کہ کیسی علم و فضل والی تہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد شریف میں صحابہ کی
بیبیاں کیسی عالم متقی دیندار تہیں اور بہت سی عورتیں ولی ہوئی ہیں کہ جنکے حالات و قصص
کی علما نے کتابیں تصنیف کی ہیں اور اونمیں انکے اتقاد پرہیزگاری اور علم وغیرہ کی کیفیت
بخوبی لکہی ہے اگر انصاف سے دیکہو تو بیحیائی اور بدکاری کچھ علم و جہل پر موقوف نہیں بہت
سی جاہل عورتیں ایسی شہدی لچی بدکار ہوتی ہیں کہ فاحشہ عورتوں کو بھی طاق میں بٹھاتی
ہیں بلکہ میرے نزدیک تو بیحیائی اور بدکاری جہالت ہی سے ہوتی ہے اور عصمت و
وعفت علم سے کیونکہ علم کی وجہ سے ہر عمل نیک و بد کی پاداش کا حال معلوم ہوجاتا ہے
اور اوسکے خوف و رجا کے سبب سے انسان ہر فعل بد سے بچتا اور ہر نیک کام کی طرف
توجہ اور میل کرتا ہے پس میری راے میں تو جہاں تک ممکن ہو عورتوں کو ضرور علم سکہانا

چاہیئے اگر زیادہ نہو سکے تو اتنا ضرور چاہیئے کہ قرآن شریف مع ترجمہ اور اردو کتابیں مسائل اور عقائد کی چھپی ہوئی پڑہاویں تاکہ وہ اپنے دین و ایمان کے ضروری احکام مثل نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ سے واقف اور خبردار ہوجاویں اور عقیدے بہی اونکے درست اور صحیح ہو جاویں کہ جسکے باعث کفر اور شرک سے بچکر عذاب دائمی آخرت سے محفوظ رہیں -

فصل علم دنیوی سکہانے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ بچونکو حسن اخلاق کے قاعدے اور آداب جنکا بیان اچھی طرح سے اوپر گزرچکا تعلیم کرنے اور علوم دینیہ سکہانے کے بعد دنیا کا علم بہی ضرور سکہاویں اور اس امر کا ضرور خیال رکہیں کہ بچے کو اوسکی استعداد کے موافق کتابیں پڑہواویں یعنی اگر بچہ بالکل نہ پڑہا ہو تو اول اوسکو الف بائے فارسی جو اردو اور فارسی کی الف بی ہے اچھی طرح سے حروف شناسی اور ہجے کے ساتہہ پڑہواویں جب حروف بخوبی پہچاننے اور ہجے بغیر بتائے لگانے لگے تو کوئی ایسی کتاب اردو کی جسمیں چہوٹے چہوٹے جملے اور سلیس عبارت ہو پڑہواویں اسیطرح فارسی کی کتابیں بہی ابتدا میں سہل سہل مثل کریما ماسقیما آمد نامہ وغیرہ کے پہر اس سے کچہہ مشکل کتابیں جیسے گلستان بوستاں پڑہوانا چاہییں جب اس سے بچے کو کچہہ استعداد آجاوے پہر اور دقیق کتابیں فارسی کی جیسے انوار سہیلی سکندر نامہ وغیرہ پڑہواویں غرضکہ جیسی استعداد بچے کی زیادہ ہوتی جاوے ویسی ہی مشکل کتابیں پڑہواتے جاویں لیاقت سے بڑہکر کوئی کتاب نہ شروع کراویں کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو بچہ بے ترتیب پڑہایا جاتا ہے استعداد اوسکی اچھی نہیں ہوتی اور علم میں خام رہتا ہے اسیلیئے پڑہوانے میں ترتیب کا ضرور لحاظ رکہیں اور یہہ بہی چاہیئے کہ جو کتاب دقیق ہو اوسکا سبق صبح کے وقت مقرر کریں اور جو سلیس اور سہل ہو اوسکا تیسرے پہر کو کیونکہ اخیر وقت وحشت کا ہوتا ہے اور بچہ صبح کی محنت کرنے سے آخر وقت تہکا ہوا ہوتا ہے اور طبیعت بہی اوسکی خوش نہیں ہوتی بس اوسوقت مشکل کتاب کا پڑہنا اور سمجہنا دشوار ہوتا ہے بخلاف صبح کے وہ وقت فرحت کا ہے

اور بچہ بہی رات کے آرام پالینے سے تازہ دم ہوتا ہے پس اوسوقت مشکل کتاب کا سبق جلد بچے کے ذہن میں آجاتا ہے اور یہ بہی لازم ہے کہ ہر روز تہوڑا تہوڑا اموختہ بچے کو پڑہواتی رہیں بلکہ ہر ہفتے میں جمعرات کا دن آموختے کے لیے مقرر کرنا چاہیئے تاکہ پچھلا پڑہا ہوا یاد اور تازہ ہوتا رہے اور یہ بہی چاہیئے کہ دو وقتا پڑہنے میں ایک ہی کتاب کا سبق نہ پڑہواویں بلکہ ایک کتاب کا سبق صبح کو پڑہایا جاوے تو دوسرے کتاب کا دوسرے وقت اسلیئے کہ اسطرح کے پڑہانے میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جتنی عمر میں بچہ ایک سبق سے ایک علم پڑہیگا اوتنی ہی عمر میں اوسکو دو علم حاصل ہونگے دوسرے یہ کہ اکثر دو تین گہنٹے میں سبق یاد ہو جاتا ہے پہر اوس یاد کئے ہوے کی تکرار کرنے سے دل اکتا جاتا ہے پہر اوسمیں مطلق جی نہیں لگتا تیسرے یہ کہ مختلف کتابونکے پڑہنے میں جی زیادہ لگتا ہے کیونکہ ہر کتاب میں نئے نئے مضامین اور مطالب حاصل ہونے سے جی بہت خوش ہوتا ہے اور بچہ اوسکو یاد بہی جلد کرلیتا ہے اسواسطے کہ نئے کام کا شوق زیادہ ہوتا ہے اور اوسکے کرنے میں طبیعت خوب لگتی ہے چنانچہ مثل مشہور ہے کہ کُلُّ جَدِیدٍ لَذِیذٌ یعنی ہر نئی چیز لذیذ ہوتی ہے پس لازم ہے کہ مختلف علموں کی دو کتابیں مختلف وقتوں میں بچہ نکو پڑہواویں جیسے ایک وقت انشا کی کتاب پڑہواویں تو دوسرے وقت حساب کی اس لیئے کہ حساب کا علم پڑہوانا بہی بچے کو نہایت ضرور ہے اور اس علم سے بہت کام پڑتا ہے حاصل یہ کہ بچے کو ایسے علم پڑہواویں کہ جو دین و دنیا کے کار آمد ہوں اور اس قسم کی کتابیں کہ جنمیں چہوٹی چہوٹی حکایتیں اور قصے یا مضامین عشق عاشقی کے مندرج ہوں اور اون سے بچے کے خراب ہونیکا اندیشہ ہو نظم ہوں یا نثر ہرگز نہ پڑہواویں ہاں سچی حکایتوں اور قصاید اور ایسے نظم کے پڑہوانیکا کہ جسمیں نصیحت وغیرہ نکلتی ہو مضائقہ نہیں بلکہ اس طرح کے نظم کا پڑہوانا اچھا ہے اسلیئے کہ نظم میں اکثر جی لگتا ہے اور بہت نظم پڑہنے سے شعر کہنے کا سلیقہ بہی آجاتا ہے اور اسکی مہارت بہی ایک جداگانہ علم ہے پس اسکا سکہا دینا بہی بہتر ہے اور لڑکیونکو جب تک اونکی شادی ہو جاوے نظم کتابیں پڑہنے کی اجازت نہ دیں اسلیئے کہ اسمیں ایک قسم کے فساد اور بگاڑ کا خیال ہے مگر ایسے نظم کو جسمیں شرعی مسائل یا عقاید خواہ نصایح وغیرہ کا ذکر ہو پڑہنے کا

مضائقہ نہیں لیکن اونکو زیادہ تر علم دینوی کی کتابیں نہ پڑہوانی چاہییں ہاں بعد سکہاد ینے
ضروری علم دین کے چند کتابیں اس قسم کی پڑہا دیں کہ جس سے وہ خط وکتابت اور گہر کا
حساب وغیرہ اردو یا فارسی زبان میں لکہہ پڑہ لیں تاکہ اونکی ضرورت کے کاموں میں حرج
واقع نہو کیونکہ اکثر باتیں عورتونکو ایسی شرم وحیا کی پیش آتی ہیں کہ اونکو سوائے اپنے خاوند کے
ماں بہن ساس نند وغیرہ کسی عزیز وقریب سے بہی ظاہر نہیں کرسکتیں اسی طرح خاوند
کو بہی کبہی کبہی پوشیدہ باتوں کا اپنی بی بی سے کہنا منظور ہوتا ہے اور اتفاق سے وقت پہ
میاں بی بی پاس نہیں ہوتے پس سوائے لکہنے پڑہنے کے اور کسی طرح کام نہیں نکل سکتا
ورنہ راز مخفی دوسروں پر بہی آشکارا ہو جاویگا اور عورتونکو علم حساب اور سیاق کا سکہانا
امور خانہ داری کے لیئے بہت مفید ہے اسلیئے کہ خاص اونکے یا اونکے خاوند اور باپ
بہائی کے مال میں جو بڑی محنت اور مشقت سے کما کر لاتے ہیں کوئی دوسرا شخص فریب دہی
کی راہ سے اونکو بیوقوف بنا کر چوری اور خیانت نہیں کرسکتا اس واسطے کہ وہ خود اپنے گہر
کا حساب کتاب لکہہ پڑہ کے سمجہہ سکتی ہیں اور یہ لکہا ہوا اکثر وقتوں میں خوب کام آتا ہے
جیسے بعضے مردوں کی عادت ہوتی ہے کہ روپیہ پیسا جو گہر کے خرچ کے لیئے دیتے ہیں اوکا
حساب بہی پوچہتے ہیں اوسوقت حساب لکہا ہوا بڑے کام آتا ہے کیونکہ مہینے دو مہینے تک پورے مصارف کا یاد رکہنا
مشکل ہے اور اوسکی بہول چوک میں مرد کو انواع اقسام کے شبہے ہوتے ہیں ادنی اونمیں کا یہ ہے کہ کہیں
یہ روپیہ پیسا اپنے ماں باپ بہائی بہن وغیرہ میکے والونکو تو نہیں دیدیا اور ایسے بیہودہ شبہوں
سے آپس میں ناحق کا رنج فساد پیدا ہوتا ہے اور بڑہتے بڑہتے آخر کو منجر بافتراق وبربادی
خانمان ہوتا ہے اسواسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ بعد سکہانے علوم دینیہ ضروریہ کے
دنیا کا علم بہی بقدر حاجت عورتونکو ضرور پڑہوا دیں کیونکہ لیاقت اور سمجہہ انسانکو دو ہی
وجہ سے آتی ہے ایک تو اونمیں سے یہ کہ کسی عالم باعمل زاہد کامل فاضل اجل کی خدمت
بابرکت میں بیٹہکے اکتساب عقل کی باتوں اور ہوشیاری وسلیقہ شعاری کا کریں
اور یہ طریقہ بوجہ ضروری ہونے پردے کے ہمارے دیس میں مستورات کے حق
میں بالکل مفقود ہے دوسری وجہ علم پڑہنا سو اسکو مردوں نے لغو اور بیہودہ سمجہہ رکہا ہے

پھر کون سی صورت عورتوں کے حسن تربیت کی ہے جس سے وہ بیچاریاں تمیزدار اور ہوشیار ہوں جیساکہ فصل سابق میں بیان ہوچکا اور میرے نزدیک بھی سواے علم کے اور کوئی شکل عورتوں کی تعلیم و تربیت کی نہیں ہے غرضکہ لڑکیوں کو بھی علم سے محروم نرکھیں اور ضروری ضروری علم اونکو پڑھوادیں تاکہ وہ بھی اس نعمت سے محروم نرہیں اور علم حاصل کرکے نجات دارین پاویں اور اپنے علم سے راحت اور نفع اوٹھاکر ماں باپ کو دعاے خیر سے یاد کریں۔

فصل لکھنا سکھانے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ بچوں کے لیئے پڑہانے کے زمانے میں ایک گھنٹا لکھوانے کا بھی ضرور اس طور سے مقرر کریں کہ جب وہ اپنا سبق اچھی طرح سمجھکے یاد کرلیں اور اوسکے بار بار دہرانے سے اونکے دل پر کسی طرح کے آثار کاہلی اور پریشانی کے معلوم ہوں اوسوقت سبق چھڑواکے گھنٹا بھر لکھنے میں محنت کراویں تاکہ جتنی ماندگی اور تھکن بچے کو پڑہنے کی وجہ سے ہوئی ہو وہ سب جاتی رہے اور وہ لکھنا اوسکے حق میں باعث تفریح کا ہو سواے اس کے لکھنا پڑہنا دونوں آپس میں لازم ملزوم ہیں کیونکہ پڑہنے لکھنے کی برابر ضرورت ہوتی ہے اور بغیر لکھنا جاننے کے نرا پڑھا ہونا کچھ کام نہیں آتا پس دونوں کو برابر سیکھنا چاہیئے طریقہ لکھانیکا یہ ہے کہ اول حروف مفردہ یعنی الف بے تختی پر لکھواویں جب وہ حرف فی الجملہ صاف اور کرسی سے درست ہوجاویں تو دوسری تقطیع یعنی بابت لکھواویں اور اوسکے ساتھہ بھی ایساہی معاملہ کریں حاصل یہ کہ کل تقطیعوں کے صاف ہونے کے بعد مرکبات یعنی ابجد اور بہت سے قطعات لکھواویں اسکے بعد پھر الف بے سے وصلیوں پر لکھوانا شروع کراویں جب قطعات کی نوبت پہونچے تو اونکے ساتھہ بچے کا روزمرہ سبق بھی متوسط قلم سے لکھواتے رہیں کیونکہ اسمیں کئی فائدے ہیں اول تو لکھنے سے سبق خوب ذہن نشین ہوجاویگا دوسرے عبارت لکھنے سے بھی کچھ مناسبت ہوجاویگی

تغیر سے املا بہی فی الجملہ درست اور صحیح ہوجاویگا پہر جب بچے کو اس طرح کا لکہنا آجاوے تو مطلب بتاکر مسودہ اردو عبارت کا اوس سے لکہواویں تاکہ مضمون بنانے میں بہی کچہہ دخل ہوجاوے اسکے بعد اردو عبارت سے فارسی زبان میں مسودہ بنانا شروع کراویں تاکہ فارسی بنانے کی بہی استعداد ہوجاوے غرضکہ اس طرح کے لکہوانے سے املا و انشا و تصنیف وغیرہ کی بہی مہارت ہوجاویگی کیونکہ جتنے کام ہیں وہ بدون کئیے نہیں آتے اگر تمام عمر لڑکے کو پڑہاتے رہیں اور لکہنا نہ سکہاویں تو اوسکو لکہنا ہرگز نہ آویگا بڑے بڑے عربی اور فارسی داں ایسا بدخط لکہتے ہیں جسکا پڑہنا دشوار ہوتا ہے اور اسی بدخطی اور بد املا ہونے کے سبب سے مطلب بہی اونکی عبارت کا مشکل سے سمجہہ میں آتا ہے اور یہ بدخطی وغیرہ بے مہارتی کی وجہ سے ہوتی ہے انشا املا کی صحت صرف پڑہنے سے نہیں ہوتی بلکہ منشی گری فن دوسرا بغیر لکہنے کی مہارت کے حاصل نہیں ہوتا اور ایساہی بات چیت کا حال ہے کہ بدون سیکہے اچہی طرح سے نہیں آتی دیکہو بعض علما کتب درسیہ بخوبی جانتے ہیں مگر گفتگو میں دو چار جملے عربی فارسی کے بہی بلا تکلف صحیح موافق محاورے کے نہیں بول سکتے اسی طرح تحریر میں بہی سمجہنا چاہیئے کہ بڑی بڑی استعداد والے ادنی طلبہ کی جو اس فن میں مہارت رکہتے ہیں تحریر میں برابری نہیں کرسکتے اس سے صاف ظاہر ہے کہ پڑہنے کا فائدہ لکہنے ہی سے خوب ظاہر ہوتا ہے پس لڑکوں کے لکہنا سکہانے میں بہت کوشش کریں مگر لڑکیوں کو بہت فارسی وغیرہ لکہوانے اور منشی گری سکہانے کی ضرورت نہیں صرف اتنا لکہوانا کافی ہے کہ جس سے وہ اپنے مخفی امور یا خانگی حالات اپنے خاوند یا ماں باپ بہائی بہن وغیرہ کو لکہہ بہیجیں اور اونکی مفصل کیفیت خود معلوم کرلیں یا اپنے گہر کا حساب کتاب لکہہ لیں اور اپنے جملہ امور خانگی میں کسی کے لکہنے پڑہنے کی محتاج نہ ہوں اسلیئے کہ بعض وقت اونکا کوئی پوشیدہ حال سواے عزیز قریب کے اور کسی پر اظہار کرنا منظور نہیں ہوتا یا کوئی ایسی مخفی بات ہوتی ہے کہ وہ بجز اپنے خاوند کے اور کسی سے کہنے کی نہیں ہوتی اسی طرح خاوند کو بہی کوئی ایسی مخفی بات بی بی سے کہنا منظور ہوتی ہے کہ وہ ماں بہن سے نہیں کہہ سکتا اور اس وقت اتفاق سے میاں بی بی پاس نہیں ہوتے ایسے وقت

میں لکھنے پڑھنے ہی سے کام نکلتا ہے اور کسی دوسرے پر گھر کا راز نہیں کھلتا پس عورتوں کو اتنا
سکھانا نہایت ہی ضرور ہے کہ وہ بیچاریاں اپنی خانہ داری کی حاجتوں کے لکھنے پڑھنے میں
کسی دوسرے کی محتاج نہ رہیں اور اپنے دین کے احکام سے واقف ہو کر نجات دارین کی
پاویں اور اپنے بزرگوں کو دعاے خیر سے یاد کریں -

باب یازدہم

فصل ریاضت کے طریقوں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جسم کی توانائی اور قوت کے لیئے ورزش کرنا نہایت عمدہ بات ہے اسلیئے
کہ اکثر ریاضت سے انسان قوی اور تندرست رہتا ہے اور صحت و توانائی نعمائے الٰہی میں
سے ایک بڑی نعمت ہے جیساکہ بخاری رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْہِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ
یعنی تندرستی اور فراغت ایسی دو نعمتیں ہیں کہ بہت سے لوگ اونمیں ٹوٹا پاتے ہیں
یعنی بے محل صرف کرتے ہیں اور اونکی قدر نہیں جانتے اور اسی صحت و قوت سے بڑے
بڑے سخت اور مشکل امور انصرام پاتے ہیں چنانچہ جنگ میں دشمنان دین و دولت پر فتحیابی
بلکہ تمام امور عظیمہ دنیا و عقبیٰ پر کامیابی اسی زور اور قوت کی بدولت حاصل ہوتی ہے
اور بغیر اسکے کچھہ کاربراری نہیں ہوسکتی اسی واسطے علمائے دین اور حکمائی حکمت آئین
نے قوت حاصل کرنے کے لیئے ورزش اور ریاضت کرنیکا ایماء کیا ہے اور حکیموں نے
فرمایا ہے کہ ورزش جو ایک قسم کی ریاضت ہے انسان کے تمام رگ پٹھوں کو درست
کردیتی ہے اور جو غذا کہائی جاتی ہے جلد ہضم ہوکر جزو بدن ہو جاتی ہے اور محنت کے
سبب سے سب فضول بدن کے تحلیل ہوتے رہتے ہیں اور پارسائی بھی جو رضائے الٰہی
کی موجب ہے حاصل ہوتی ہے کیونکہ ورزش کے شوقین فسق و فجور کی طرف ہرگز نا

میل نہیں کرتے بلکہ اپنی بی بی سے بھی کنارہ جوئی کرتے ہیں اور کمتر اس شغل کی طرف
متوجہ ہوتے ہیں حکیموں نے بدن کی قوت اور تیاری کے لیئے طرح طرح کی ورزش
کے طریقے ایجاد کئے ہیں دو انہیں سے جو زیادہ نافع اور عمدہ ہیں اس جگہہ بیان کیئے جاتے ہیں
اور اونکی خوراک اور موسم وغیرہ کا بھی حال لکھا جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ اول انہیں کا
ڈنڈ ہیں اور یہ کئی طرح کے ہوتے ہیں بعض قسم میں اوپر کے بدن کو زیادہ قوت حاصل
ہوتی ہے اور نیچے کے بدن کو کم اور بعض میں نیچے کے بدن کو زیادہ نفع پہونچتا ہے اور
اوپر کے جسم کو کم مگر جو طریقہ کہ حکما اور اطباء کاملین کے نزدیک مقبول و پسندیدہ ہے
یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتہونکو برابر صاف سطح زمین پر مقابل ایک دوسرے کے رکہے
اور اونکے درمیان میں تین یا ساڑہے تین بالشت کا فصل چہوڑے اور دونوں پانوں
کے بیچ میں بہ نسبت ہاتہوں کے کم فاصلہ یعنی دو ڈہائی بالشت کا رکہے اور ہاتہہ پانوں
میں پانچ بالشت کا فصل رکہکے ڈنڈ کرنا شروع کرے اور ڈنڈ کے وقت اسکی احتیاط
ضرور چاہیئے کہ ہاتہہ پانوں موہنہ گردن سر کو کج نکرے جو عضو جس وضع پر ہو اوسکو اپنے
حال اور شکل پر رہنے دے سر اور سینے کو آگے کی جانب زیادہ کہینچے اور موہنہ بند رکہے
اور سانس کو دیر دیر میں آہستہ آہستہ نتہنوں سے باہر نکالے اور موہنہ سے سانس نہ لے
اور ڈنڈ کے شروع کے زمانے میں بہت سانس نہ روکا کرے کیونکہ زیادہ دم روکنے
سے کئی طرح کے امراض کا اندیشہ ہوتا ہے اگر معدہ خالی ہو تو ڈنڈ کرنے سے پہلے
کوئی لطیف اور مقوی چیز کہا لے کہ خالی پیٹ ورزش کرنے سے گلے خشک ہو جاتے
اور آنکہوں میں گڑہے پڑ جاتے ہیں جب ورزش شروع کرے تو پہلے روز پانچ ڈنڈ
سے زیادہ نکرے پہر بقدر طاقت کے ہر روز بتدریج بڑہاتا رہے اور جتنا تحمل ہو اوتنی
گنتی تک پہونچاوے اور قوت کے موافق ایک بار میں جسقدر ڈنڈ ہو سکیں اوتنے کرکے
کہڑا ہو جاوے پہر اپنے سانس کو درست کرے اور بازو کی مچہلیوں کو اچہی طرح سے
پہیرے اور مروڑی دے اور سینے کی مشتی کرے جب دم راست اور گرمی بدن کی
دور ہو جاوے تو پہر ڈنڈ کرنا شروع کرے جب دم بہر جاوے تو پہر بدستور سابق

کہڑا ہو جاوے اور دم کو راست کر کے آرام لیلے غرضکہ اس طور سے جسقدر ڈنڈ کرنا منظور ہوں اوس قدر اپنے معمول کے موافق پورے کرلے اور ابتدا سے انتہا تک اونکی گنتی کا دل میں خیال رکہے اور فائدہ ڈنڈ کرنے میں یہ ہے کہ تمام اعضا کو اس سے طاقت اور قوت حاصل ہوتی ہے اور دوسری قسم ورزش کی مگدر ہے اسکی دو قسمیں مشہور ہیں ایک روبالی دوسرے بغلی اور یہی دو قسمیں مگدر کی سب قسموں سے بہتر ہیں فائدہ خاص اس ورزش کا یہ ہے کہ اس سے ہاتہہ بازو شانے گردن سینے بغل میں تیاری اور توانائی آتی ہے اور اس ورزش میں بہی حبس دم کی رعایت ضرور ہے اور اسکو بہی ڈنڈ کے مثل بتدریج بڑہاتا جاوے یکبارگی نہ بڑہاوے رفتہ رفتہ ہزار دو ہزار تک نوبت پہونچے تو نہایت بہتر ہے عمدہ فصل ورزش کے لیئے برسات کی ہے اسلیئے کہ موسم کی حرارت ہونے کے سبب سے تحمل ورزش کی محنت و مشقت کا اچہی طرح سے ہوتا ہے اور اس موسم میں جو رطوبت زیادہ پیدا ہوتی ہے وہ بہی ورزش سے خوب تحلیل ہوتی رہتی ہے اور گرمی میں تو حرارت کی وجہ سے جو لوگ ریاضت کے عادی ہیں وہ بہی کم کر دیتے ہیں اسلیئے کہ موسم اور ورزش کی حرارت سے روح زیادہ تحلیل ہوتی ہے اور جاڑے میں سردی کی زیادتی سے پسینا جو باعث تیاری کا ہے نہیں نکلتا ورزش کرنے والے کو عمدہ اور مقوی غذائیں کہانی چاہییں جیسے دودہ یخنی یا مرغ کا انڈا اور بکرے کا گلہ اور ورزش کرنے کے وقت بہیگے ہوئے چنے چبانا نہایت مفید ہے اور خشک میوہ بہی مثل پستہ بادام فندق چارمغز کشمش وغیرہ کے جو مقوی اعضا ہو اور بدن کو تیار کرے کہانا چاہیئے بعد اسکے گیہوں کی روٹی اور حلوان کا گوشت موافق بہوک کے کہاوے اور ترش چیزوں سے احتیاط رکہے کیونکہ اس سے قوت کو ضعف ہوتا ہے پس ہر انسان کو چاہیئے کہ جس طرح ہو سکے قوت و توانائی حاصل کرے اسلیئے کہ زور و قوت ہی پر تمام امورات دین اور دنیا کے موقوف ہیں اور سب کام طاقت ہی سے بنتے ہیں اسواسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکے سن شعور کو پہونچیں تو انکو ورزش کرنے کے طریقے بہی ضرور سکہاویں تاکہ وہ زور و قوت حاصل کر کے سب کام دین و دنیا کے نہایت

خوش اسلوبی سے درست کرلیں اور ہر طرح کی آسائش وآرام اوٹھاکے والدین کو دعائے خیر سے یاد کریں فقط

فصل شہسواری کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ گھوڑے اور اوسکی سواری کی فضیلت قرآن مجید اور حدیث شریف میں بہت مذکور ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے سورۂ والعادیات میں گھوڑوں کے ساتھ قسم کہائی اور چند آیتوں میں انہیں کے اوصاف ذکر فرمائے ہیں اور حدیث شریف میں بہی وارد ہوئے ہیں جیساکہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُمْنُ الْخَیْلِ فِی الشُّقْرِ[1] یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ صاف سرخ رنگ کا گھوڑا یعنی جسکو سرنگ کہتے ہیں بہت مبارک ہوتا ہے اور بخاری ومسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْبَرَکَۃُ فِیْ نَوَاصِی الْخَیْلِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں برکت ہے اور سوا اسکے سب عقلا کا اسپر اتفاق ہے کہ اللہ جل شانہ نے سب جانوروں میں گھوڑے کو معزز وممتاز فرمایا ہے اور انبیا علیہم السلام اور بادشاہاں ذوی الاحترام کا اسکو مرکب ٹہیرایا اسی لیے شرع شریف میں مردوں کو گھوڑوں پر سوار ہونے کی تاکید آئی ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑوں سے بہت محبت رکھتے تہے جیساکہ نسائی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمْ یَکُنْ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَاءِ مِنَ الْخَیْلِ یعنی انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عورتوں کے بعد گھوڑوں سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہ تہی پس مردونکو اوسکی سواری کے قاعدے

[1] اشقر وہ گھوڑا ہے کہ جسکی رنگت صاف اور سرخ ہو اور اسکی ایال اور دم بہی سرخ ہو اور اگر سیاہ ہو تو وہ کمیت ۱۲۔۱۲

سیکھنا نہایت ہی ضرور ہین اسواسطے کہ مردوں کے لیئے گھوڑے سے بہتر اور عمدہ کوئی
سواری نہین ہے اگرچہ ہاتھی کی سواری خالی عظمت اور شان سے نہین ہے لیکن آدمی
اس سواری پر محض بے اختیار ہوتا ہے بخلاف گھوڑے کی سواری کے کہ اسمین ہر طرح
کا اختیار حاصل ہے جدھر باگ کو پھیرا اودھر دوڑا اور ہاتھی فیلبان کے قابو میں ہوتا ہے سوا
اسکے چلت پھرت وتیزی وچالاکی جو گھوڑے میں ہوتی ہے وہ ہاتھی میں کہاں گھوڑے
کی رفتار سات قسم کی ہوتی ہے نام انکے یہ ہین گام دوگامہ شاہ گام ایلغہ راہوار پویان
خوشخرام پس ان سب چالونمین سے شاہ گام بہت اچھی رفتار ہے کہ جس سے سوار کو کسی
طرح کی تکلیف اور تکان نہین ہوتی بلکہ نہایت آسایش اور آرام پاتا ہے ایسی چال کا گھوڑا
بہت نادر ہے بادشاہوں اور سرداروںکی سواری کے قابل ہوتا ہے اور دوڑ گھوڑے
کی تین طرح پر مشہور ہے ڈلکی چہارتنگ پلا یعنی سرپٹ عمدہ انمین سے چہارتنگ ہے کہ اوسمین
سوار کو بہ نسبت ڈلکی کے آسایش اور آرام ملتا ہے اور ڈلکی مین نہایت زحمت اور تکلیف
ہوتی ہے اور پلے کی دوڑ مین بھی بہت تیزی کے سبب سے سوار کو نہایت ایذا ہوتی ہے
گھوڑے کی سواری کے قاعدونمین دو نکتے بہت عمدہ ہین اول یہ کہ گھوڑا لگام ہی سے
قابو میں رہتا ہے اور لگام باگ سے بندہی ہوتی ہے پس ہر لحظہ دھیان اپنا باگ کی طرف
رکھنا چاہیئے اور اوسکو اتنا سست اور ڈھیلا نہ چھوڑ دے کہ گھوڑا اختیار سے باہر ہوجاوے
اور نہ ایسا بہت سخت اور کھچا رکھے کہ گھوڑا چلنے سے باز رہکر کھڑا ہوجاوے بلکہ باگ کو
اعتدال سے رکھنا چاہیئے اور سوار کو یہ بھی ضرور ہے کہ نگاہ اپنی گھوڑے کے دونوں کانونکے
بیچ مین رکھے اسلیئے کہ اس قاعدے کے برتاؤ سے گھوڑا ٹھوکر وغیرہ سے اور سوار گرنے
پڑنے سے محفوظ رہتا ہے اور جن گھوڑوں میں پشتک مارنیکا عیب ہو تو سوار کو چاہیئے
کہ گھوڑے کی باگ خوب مضبوط پکڑے اور فی الجملہ کھچی ہوئی رکھے تاکہ سر اوسکا اونچا اور
بلند رہے اسلیئے کہ گھوڑے کا قاعدہ ہے کہ پشتک مارنے کے وقت سر نیچے کر لیتا ہے جب
سر اوسکا اونچا رہیگا تو وہ ہرگز پشتک نہ مار سکیگا اور جن میں الف آنے کا عیب ہو تو سوار
کو ضرور ہے کہ الف ہونے کے وقت فوراً باگ کو بائیں طرف جھکا کر تھوڑا سا زور دیوے

تو وہ الف ہونے سے باز رہے اگر الف ہونے کے وقت گہوڑے کے سر گردن مونہہ پر کوڑے
مارے تو بہی اپنے عیب سے باز رہیگا اور بعض گہوڑے کو ٹہوکر کہانے کی عادت ہوتی ہے
پس اگر باگ گہوڑے کی ڈہیلی ہوگی تو ضرور ٹہوکر کہا ہیگا اور غافل سوار زین سے گہوڑے
کی گردن پر آرہیگا یا اوسپر سے نیچے گر پڑیگا اور جو باگ چست رہیگی تو ٹہوکر لینے سے باز
رہیگا اور جو ٹہوکر بہی کہائیگا تو سوار اور گہوڑیکو کسی طرح کی ایذا اور تکلیف ہوگی اور دونو
اوسکے صدمے اور آسیب سے امن میں رہینگے دوسرا نکتہ گہوڑے کی سواری میں یہ ہے
کہ زین پر بیٹہنے کے بعد اوسکو اپنی دونو رانوں سے خوب مضبوط پکڑے اور اچہی طرح
سے رانوں کو گہوڑے کے دونوں کوکہوں پر جمائے رہے اور اپنے پانوں کے پنجے کو
بہی ذرا گہوڑے کے پیٹ کی طرف مائل اور پانوں کا رکاب پر زور رکہے ٹیڑہا اور
خمیدہ ہوکر نہ بیٹہے سیدہا اور تنا ہوا بیٹہے تہمنے اور سست چلنے کے وقت تہوڑا اسا اشارہ
اپنی ایڑی کا گہوڑے کے پیٹ کی جانب کردے اور مارے پیٹے نہیں بلکہ ایڑی اور
ران کے اشارے سے اپنا کام نکالے جو لوگ شہسواری کے فن میں کامل اور استاد ہوتے
ہیں وہ گہوڑے کو ایڑ اور ران کے اشارے سے ایسا آشنا کرلیتے ہیں کہ وہ دوڑنا اور پہرنا
اور ٹہیرنا جو کچہہ کہ مقصود ہوتا ہے اسی ایڑ اور ران کے اشارے سے بجالاتا ہے پہر سوار اور
گہوڑا دونوں مارپیٹ کے ایذا اور تکلیف سے بچ جاتے ہیں غرضکہ گہوڑے کی سواری میں
باگ کی رعایت اور ران کی مضبوطی ہردم ملحوظ رکہنا چاہیئے تاکہ گہوڑے کی شرارت اور
شوخی سے محفوظ رہے اور اوسکی نشست سے آرام اور فائدہ اٹہاوے -

فصل تفنگ اور تیر اندازی اور غلیل بازی کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ لکہنے پڑہنے کے بعد مردوں کے لیئے سب ہنروں میں سے فنون سپہگری جیسے
تفنگ اور تیر اندازی اور غلیل بازی وغیرہ نہایت عمدہ فن ہیں فضیلت انکی کتاب عزیز
اور سنت مطہرہ سے بہی ثابت ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ نے قرآن مجید کے دسویں پارے

چوتھے رکوع میں ارشاد فرمایا ہے وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ یعنی تیار کرو دشمنوں کے دفع کے لیئے جو تم سے ہو سکے قوت اور گھوڑے باندھنا مفسرین فرماتے ہیں کہ مراد قوت سے ہر وہ چیز ہے کہ لڑائی میں دشمن پر قوت دے اور سارے ہتیار اور کمان وغیرہ اسی قبیل سے ہیں صحیح مسلم وغیرہ میں عقبہ بن عامر کی حدیث میں وارد ہے۔ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ یعنی عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ آپ نے منبر پر اس آیت شریفہ کو پڑھا اور فرمایا کہ خبردار ہو بیشک مراد قوت سے تیر اندازی ہے اور اس کلمے کو تین بار فرمایا اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ تیر اندازی کا فن سارے فنون سے افضل ہے اور علم باوجودیکہ سب فنون سے اعلی ہے لیکن بعض اوقات نرے علم سے کاربراری نہیں ہوتی بلکہ فنون سپہگری کی حاجت پڑتی ہے اکثر عزت دار اور شریف لوگ تو انہیں فنون میں نوکری کو بہتر اور عمدہ جانتے ہیں اور بعض بڑے آدمی بھی فوج ہی کی نوکری کو پسند کرتے ہیں علاوہ اسکے اکثر عالم میں جنگ و جدال کا کام پڑتا ہے اسیلیئے طریقے اور قواعد اون فنوں کے جو لڑائی میں مفید ہوں اپنی اولاد کو تعلیم کرنا نہایت ضرور ہیں تاکہ حاجت سے پہلے ہی اونکے دل کی دہشت دور ہو جاوے اور جوانمردی و شجاعت کہ خاصکر مردوں کے حق میں بہترین صفات انسانی سے ہے اونکے دلوں میں پیدا ہو اور اللہ جل شانہ بھی اونکو بہادری کے سبب سے دوست رکھے سوا اسکے طریقے اور قواعد حرب کے سیکھنا دشمنوں کے دفع کرنے میں نہایت مفید ہوتے ہیں اسیلیئے کہ آدمی کیسا ہی بہادر و شجاع ہو جب تک کہ سامان جنگ کا اوسکے پاس نہو اور قاعدے طریقے حرب کے نہ آتے ہوں نری دلیری و مردانگی سے کچھہ کام نہیں چلتا اگلے زمانے میں تلوار تبر گرز نیزہ کمند گوپھن خنجر جمدہر تیر وغیرہ آلات جنگ کے تھے مگر اس زمانے میں بندوق سنگین تمنچے کرچ توپ وغیرہ کا سارے جہان میں رواج زیادہ ہے اور حقیقت میں دشمن کے دفع کرنے اور اوسکی ایذا سے امن میں رہنے کے لیئے کوئی آلہ حرب کا بندوق اور توپ سے زیادہ بہتر نہیں

علاوہ اسکے بندوق لگانا سب فنون سپہگری میں نہایت آسان اور جلد حاصل ہوتا ہے اس فن کے کامل لوگ کہتے ہیں کہ اگر چالیس روز بندوق لگانے کی مشق کی جاوے تو نشانہ ہرگز خطا نکرے پس ہر بہادر آدمی کو چاہیئے کہ بندوق لگانے مین کمال پیدا کرے اور خوب مشاق بہم پہونچاوے تاکہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے ہاتھ سے نجات پاوے اور اونکی تیراندازی اور ضرر رسانی سے محفوظ رہے بندوق کی کئی قسمیں ہیں لیکن انگریزی بندوق کہ بہت مضبوط اور ہلکی ہوتی ہے سب بندوقوں میں نہایت بہتر ہے پرزے اوسکے لایق تعریف کے ہوتے ہیں اسی طرح انگریزی باروت بہی زور اور تیزی میں اور ولایتونکی باروت پر فوقیت رکہتی ہے قاعدہ تفنگ اندازی کا یہ ہے کہ ابتدا میں مقدار سے نصف باروت بغیر گولی اور چہرے کی بندوق میں بہر کر پٹاخے کی ٹوپی چڑہاکے بچے کے ہاتھ سے سر کراویں اور اس کو رنجک اوڑانا کہتے ہیں جب اس سے بچے کے دل کی جہجک جاتی رہے تو بندوق میں قاعدے کے موافق پورا وزن باروت کا بہر کے گولی ڈالین اور بچے کے ہاتھ میں دیکے یہ سکہاویں کہ بندوق کے کندے کو اپنے دہنے شانے پر رکہے اور زور سے جماکے ایک آنکہہ بند کرلے اور دوسری آنکہہ سے دیدبان کی راہ سے دیکہے جب مکہی بندوق کی نشانی کے برابر ہووے اوسوقت دم روک کے بندوق سر کرے تاکہ گولی نشانے سے خطا نکرے اس ڈہنگ پر تہوڑے سے دنوں مشق کرنے سے امید قوی ہے کہ انشاءاللہ تعالی جلد قدرانداز ہوجاویگا پہر نشانہ کبہی خطا نکریگا بخلاف تیراندازی اور غلیل بازی کے کہ قواعد اسکے بہ نسبت بندوق لگانیکے بہت مشکل ہیں بڑی محنت سے یاد ہوتے ہیں اور برسوں کی مشق کے بعد نشانہ صحیح اور درست ہوتا ہے کہ تیر اور غلا بےخطا نشانے پر پہونچتا ہے لیکن لڑکونکو اگر اس فن کی بہی مشق کرائی جاوے تو نہایت عمدہ بات ہے کیونکہ تیرکمان بہی مثل تفنگ کے بہترین سلاح سی ہے اور قرآن مجید و حدیث شریف سے بہی اسکے سیکہنے کا حکم ثابت ہوتا ہے پس علاوہ مصالح دنیویہ کے سیکہنا اس کا خالی ثواب سے نہیں اسواسطے چند مشہور قاعدے اس فن کے بہی لڑکوں کی تعلیم کے لیئے اس جگہہ لکہے جاتے ہیں پہلا یہ کہ جب کوئی تیراندازی سیکہنا چاہیے تو پہلے ایک کبادہ نرم اور ملایم لیوے چنانچہ مبالغۃً استادوں نے کہا ہے کہ نوآموز ونکے واسطے

کمان ایسی نرم چاہیئے کہ اگر اوسپر کبھی ہی بیٹھے تو تحمل اسکے بوجھہ کی ہنو اور ٹیڑہی ہو جاوے
خلاصہ یہ ہے کہ ابتدا میں کمان نہایت نرم ہونا چاہیئے اور جسقدر ملایم ہوگی اوتنی ہی نوآموزوں کو
اوسکی کشش زیادہ تر آسان ہوگی دوسرا قاعدہ قبضہ کمان کی گرفت کے طریقوں میں اور وہ چار
ہیں اول گردمشت یعنی گول مٹھی وہ یہ ہے کہ کمان کے قبضے کو بائیں ہاتھہ کی مٹھی میں ایسا
مضبوط پکڑیں کہ چاروں انگلیاں ملی رہیں اور انگوٹھا کلمے کے اونگلی پر رکھیں اور نشانے سے مٹھی
تک ہاتھہ کو تیر کے مثل سیدہا رکھیں کہیں خم ندیں دوسرا چنگل باز وہ یہ ہے کہ نرسے انگوٹھے اور
بیچ کی اونگلی اور اوسکے پاس والی سے قبضے کو پکڑیں اور ہتیلی کو قبضے سے علیحدہ رکھیں تیسرا
بہرام مشت طریقہ اوسکا یہ ہے کہ اونہیں تین اونگلیوں سے قبضے کو مضبوط پکڑ کے ہاتھہ کو
تیر کی طرح سیدہا رکھیں لیکن ہاتھہ کے گٹے کو قبضے کے نیچے کی جانب تہوڑا سا خم دیں چوتھا
مشیر وہاں یہ بعینہ بہرام مشت کی طرح ہے مگر اتنا فرق ہے کہ ادہمیں ہاتھہ کا گٹا قدرے
نیچے کو جہکا رہتا ہے اور اسکی گرفت میں برابر رہتا ہے تیسرا قاعدہ کمان کی شست اور
سوفار تیر کی گرفت میں بیان اوسکا یہ ہے کہ انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کو چست رکہنا چاہیے اسلیئے
کہ انہیں دو انگلیوں سے گرفت ہوتی ہے بیچ کی انگلی اور اوسکے پاس والی چھنگلیا کچھہ کام
نہیں آتیں پس جب ایسا کباده کہ جسکا بیان اوپر ہوچکا دستیاب ہو جائے تو قبضے کی گرفت
اسکے طریقوں میں سے کہ جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہے ایک طریقہ اختیار کر کے اوسکے موافق کبادے
کو پکڑیں اور شست کی گرفت کے قاعدے سے جو ابہی لکھا گیا ہے شست کو پکڑ کے نہایت
درستی اور نرمی سے داہنے کان کی لو تک کہینچیں اور پہر آہستہ آہستہ کمان تک اوسکو
لیجائیں تاکہ وہ شست اپنی جگہہ پہونچ جائے اور اس شست کی آمد و رفت کو تیر اندازوں
کی اصطلاح میں ایک قلابہ کہتے ہیں پہلے روز پانچ قلابے سے زیادہ نہ کہینچیں اور ہر روز
ایک قلابہ بڑہاتے جاویں جب نوبت یہاں تک پہونچے کہ ایک وقت میں ایک جگہہ
بیٹھہ کے سو قلابے کہینچ لیں تو پہر پانچ قلابے ہر روز زیادہ کرتے جاویں جب ہزار
قلابے تک کہینچنے لگیں تو اوس کبادے کو چہوڑ کر دوسرا کباده اوس سے زیادہ سخت لیویں
اور اوس کبادے کی مشق بہی ہزار قلابے تک بہم پہونچاویں غرضکہ اسی طرح جتنی

مشق زیادہ اور قوت وصنعت ہاتھہ کی بڑہتی جاوے ویسے ہی کباوے ایک دوسرے
سے زیادہ سخت بدلتے جائیں جب کبادہ کھینچنے کی خوب مشق ہو جائے اور اوسکی
کشش کی اچھی طرح سے قوت آجاوے اور سخت کمان کھینچنے کی نوبت پہونچے اوسوقت
خاک تودہ جو مشہور و معروف ہے تیار کریں اور تیر کو برس چھہ مہینے تک اوسپر لگاتے
رہیں تاکہ خوب مشق حاصل ہو جاوے ان قواعد مذکورہ کے موافق جو شخص مشق کریگا
تو امید قوی ہے کہ فن تیراندازی میں کامل ہو جاویگا چند نکتے اور مقولے جو اس فن
کے استادوں سے منقول ہیں بچوں کے سیکھنے کے لیئے اسجگہہ لکھے جاتے ہیں استادوں نے
کہا ہے کہ کمان کا زور کماندار کے زور سے نصف بلکہ اوس سے بھی کم چاہیئے تاکہ تیر لگانے
میں عجیب و غریب صنعتیں ظاہر ہوں اور سخت کمان سے جو کماندار کی قوت سے قوی تر ہوگی
تیر پریشان جاویگا اور کماندار ہرگز قدر انداز ہوگا اسی طرح تیر بھی کمان کے مناسب چاہیئے
اسواسطے کہ اگر ہلکا تیر سخت کمان میں لگایا جائیگا تو اوسکے ٹوٹنے کا گمان ہے اور جو نرم کمان
میں بھاری تیر لگایا جائیگا تو نشانے تک نہ پہونچ سکیگا اور مدعا حاصل ہوگا پس لازم ہے
کہ تیر کمان کے لائق ہو یعنی کمان کی سختی اور نرمی کے موافق سبک اور گران ہو اور یہ بھی
چاہیئے کہ کمان کے قبضے کو خوب مضبوط و مستحکم پکڑیں اور گٹا ہاتھہ کا ٹیڑھا ہونے دیں کہ
یہ بہت بڑا عیب ہے اور کمان کھینچنے کے وقت اس طور سے کھڑے ہوں کہ دہنا پانوں
بائیں پانوں سے آٹھہ دس گرہ آگے بڑہا رہے اور داہنے پانوں کو ایسا ترچھا رکھیں کہ اگر
بائیں پانوں کی ایڑی سے ایک لکیر کھینچیں تو دہنے پانوں کے بیچ میں پہونچے اور اس طریقے
سے کھڑے ہونے میں یہ فائدہ ہے کہ دشمن کو آگے پیچھے دہنے بائیں ہر طرف تیر مار سکتے ہیں
اور کمان کے وزن کا بھی خیال رکھنا چاہیئے اس لیئے کہ ایک ٹانک سے کم اور پانچ ٹانک
سے زیادہ نہیں ہوتی ہے اور ٹانک تیراندازوں کی اصطلاح میں پانچ سیر وزن کو کہتے ہیں
اور جس کمان کی شست میں پانچ سیر کا بوجھہ باندہنے کے بعد اسقدر خم ہو وے کہ
کھینچتے وقت کان کی لو تک شست خم کہا جاوے ایسی کمان کو ایک ٹانک کی کہتے ہیں
اسی طرح پانچ ٹانک کی کمان کو بھی سمجھنا چاہیئے اور ہندوستان میں اول درجے کی عمدہ

اور بہتر کمان ملتان گجرات لاہور سرہند کی مشہور ہے بعد اوسکے باڑہی اور فریدآباد کی
کمان تحفہ اور نادر ہوتی ہے اوسکے بعد بہار پٹنے حاجی پور کی کمان بہی اچہی ہوتی ہے اور
تیر اندازی کے واسطے غلیل بازی سیکہنا بہی نہایت مفید ہے اور اکثر قاعدے غلیل بازی
کے تیر اندازی کے قواعد سے مشابہ ہیں اور صورت بہی اوسکی کمان کی سی ہوتی ہے اور
غلیل ہند کے محاورے میں ایسے بانس کی کہپاچ کو کہتے ہیں کہ سوہن سے تراش کے
کمان کے مثل بنائی جاتی ہے اور اوسمیں بجاے تیر کے غلہ رکہا جاتا ہے اور وہ غلہ
گولی اور تیر کے برابر کام کرتا ہے اور مشاق کامل کا غلہ دو سیر کے لوہے کے توسے کو توڑکے
باہر نکلجاتا ہے اور انسان اور حیوان کے حق میں تیر اور گولی کی طرح کارگر ہوتا ہے پس جو
کوئی غلیل لگانے کا شوق کرے تو چاہیئے کہ ایسی مشق بہم پہونچا وے کہ اوسکی غلیل کا غلہ
لوہے میں سوراخ کرکے باہر نکل جاوے اور قاعدہ غلیل لگانیکا یہ ہے کہ کمان کی طرح
پہلے نرم غلیل سے مشق شروع کرے پہر بتدریج سخت غلیل تک نوبت پہونچاے اور انتہا
اوسکی سختی کی یہ ہے کہ غلیل انداز کی قوت سے نصف ہووے اور غلیل بازی میں حکمی
نشانہ باز ہونا بہ نسبت تیر اندازی کے بہت آسان ہے اور نرم غلیل کے لیئے کمہاروں
کی مٹی کا غلہ بنانا چاہیئے اور سخت کے واسطے غلہ بہی سخت چاہیئے سخت اور بہاری
غلہ بنانیکا یہ طریقہ ہے کہ لوہے کے میل کو جو لوہاروں کے یہاں بہت پڑا رہتا ہے ہاون
دستے میں خوب باریک کوٹ کے کپڑ چہان کرکے ایک حصہ یہ اور دو حصے کمہاروں
کے یہاں کی مٹی اور تہوڑی سی پرانی روئی اوسمیں ملاکے گوند کے پانی میں تین دن
تک بہائی پر گہن سے خوب کوٹیں جب سب ایک ذات ہو جاوے تو پہر اوسکے غلے
انداز کے موافق بناکے دہوپ میں خشک کرلیں ایسے غلے کامل مشاق کے ہاتہ سے دشمن
کے مغز کی ہڈی بلکہ آہنی توسے کو توڑتے ہیں غرضکہ غلیل بہی ہتیاروں میں کامل ہتیار ہے
اگر پوری پوری مشق ہوجاوے تو بندوق اور تیر کے مثل کارگر ہوگی اور مصدر فتین
اون دونو سے کم ہے لیکن صرف اسقدر فرق ہے کہ غلہ کامل و مشاق کے ہاتہ سے دوسو
قدم سے زیادہ حریف پر کارگر نہیں ہوتا تیر اور گولی تین چار سو بلکہ پانسو قدم تک دشمن کا

کام تمام کر دیتی ہے پس بلحاظ ان سب امور کے ماں باپ کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو فنون مذکورۂ سابق نہایت محنت اور کوشش سے سکھاویں کیونکہ بعد علم اور خوش نویسی کے یہ فنون بھی بہت عمدہ ہیں اور مردوں کو اکثر انسے کام پڑتا ہے عزت دار اور شریف لوگ انہیں فنوں میں نوکری کرنے کو بہتر اور عمدہ جانتے ہیں اور اکثر آدمی لکھنے پڑھنے کی ملازمت پسند کرتے ہیں اسواسطے ایسا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لڑکونکو تحصیل علم ہی کے زمانے میں فنون سپہگری کی بھی تعلیم اور تربیت کرا دیں تاکہ بچے اسمیں بھی ہوشیار ہوجاویں اور ایسے ہنروں کے سیکھنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ بچوں کا کھیل کود اور ہواخوری وغیرہ مفت میں ان فنون کے سیکھنے کے ضمن میں ہو جاویگی اور تمام دن کی محنت کی کوفت اور تھکن بھی جاتی رہیگی اور ایک عمدہ اور بہتر فن بھی حاصل ہوجاویگا پس کیا اچھی بات ہے کہ ایک کام کے سیکھنے میں اور فائدے بھی حاصل ہوں -

ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار - اور یہ بھی لازم ہے کہ بچوں کو فنون مذکورہ سکھانے کے بعد اور عمدہ عمدہ ہنروں کی تعلیم و تربیت میں مشغول رکھیں تاکہ وہ مثل علوم کے ان فنون اور ہنروں کو بھی سیکھ لیں کیونکہ بعض اوقات نرے علم سے کام نہیں نکلتا ہنر کی بھی بہت حاجت پڑتی ہے اسی لیئے اگلے بادشاہوں اور امیروں کا دستور تھا کہ باوجود بادشاہت اور دولت و امارت کے اپنی اولاد کو سوائے علوم و فنون سپہگری کے اور شریف ہنروں کی بھی تعلیم کراتے تھے تاکہ وقت مصیبت کے کام آویں اسواسطے کہ دنیا کی ثروت و فراغ بالی قابل اعتبار و اعتماد کے نہیں ہوتی بڑے بڑے امیر کبھی محتاج اور فقیر ہو جاتے ہیں دیکھو ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ غدر کے بعد دہلی وغیرہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں کیسے کیسے گھر دولتمندونکے تباہ اور برباد ہوے اور خاندان تیموریہ کی تو یہانتک نوبت پہونچی کہ اونکو بھیک مانگے بھی نصیب نہیں ہوتی کیونکہ بوجہ بغاوت کے سرکار انگریزی سے کوئی اپنے دروازے پر بھی خوف کے مارے اونکو ٹھیرنے نہیں دیتا پھر اور طرح کی خبرگیری کیسی اور اون بیچاروں نے اپنی آسودگی اور ثروت کے غرور میں کسی طرح کا علم و فن اور ہنر بھی نہیں سیکھا کہ جس سے

تباہ ہونے کے بعد اپنی شکم پروری کرتے اور اسی باعث سے آج تک کہ زمانہ چھبیس برس
کا گذرا اونکو سوائے گداگری کے اور کوئی حیلہ شکم پروری کا نصیب نہوا کہ جس سے آسودگی
اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے اور سوائے اس خاندان کے اور سب ہنر اور
پیشے والے لوگ اپنی اپنی تباہی کے بعد ہنروں کی وجہ سے پھر ویسے ہی آسودہ اور دولتمند
ہوگئے حاصل یہ کہ انسان کو لازم ہے کہ اپنی آسودگی اور ثروت کو غنیمت جانے اور
خدا کی عنایت و فضل کا شکر بجا لاکر اپنے آرام اور فرصت کے وقت کو ضائع نکرے
اور ایسے وقتوں میں کوئی فن اور کسی طرح کا ہنر ضرور سیکھ لے اور اپنی اولاد اور
اقارب وغیرہ کو بھی سیکھاوے تاکہ اوسکی وجہ سے شکم پروری اپنی اور اہل و عیال وغیرہ
کی متوسط حال سے آرام اور اطمینان کے ساتھ ہو جاوے اور کسی سے سوال کی نوبت
نہ پہونچے اور کسی دوسرے کا دست نگر اور احسانمند بھی نہو اس لیئے کہ غیر کا محتاج ہونا
شرعاً و عرفاً مذموم ہے سعدی علیہ الرحمتہ والرضوان نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابرست ؎ رفتن بہ پایمردیٔ ہمسایہ در بہشت

فصل سیف اور بانک اور پٹے بازی وغیرہ کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ سپہگری کے فنوں میں سیف بازی کا فن بھی نہایت عمدہ اور بغایت
پسندیدہ ہے اسکی شرافت کے لیئے اسی قدر کافی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ دروازے جنت کے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں جیسا کہ ترمذی نے ابوبکر
بن ابی موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ بِحَضْرَۃِ الْعَدُوِّ
یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّۃِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ یعنی ابوبکر
کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو دشمن کے مقابلے میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک جنت کے دروازے تلواروں کے سایوں کے نیچے ہیں پس
جسکے سایے میں جنت ہو اوسکی فضیلت کا کیا کہنا اور اسکی بزرگی کا کیا پوچھنا یہ فن لڑائی

کے سب ہنروں سے بہت بڑا اور مشکل ہے مگر مبتدیوں کے سمجھانے کے لیئے چند قاعدے جو
اس فن کے اصل اصول ہیں لکھے جاتے ہیں اور اس مبارک فن کے اوصاف میں سے
ایک یہ ہے کہ دشمن کے مقابلے میں بہت کام آتا ہے اس فن کے مشتاق پر اگر سو اناڑی
آدمی تیغ تبر جمدہر برچھی سنان وغیرہ سے حملہ کریں تو او سپر ہرگز غالب نہیں ہو سکتے بلکہ خدا
کی مدد سے وہی سب پر غالب ہوگا لیکن سیف باز تیر گولا گولی غلّے وغیرہ سے ناچار ہے کہ
یہ سب چیزیں دور ہی سے اوسکا کام تمام کر سکتی ہیں اس فن کے چار اصول ہیں اول
چالشگر جسکو ہندی محاورے میں پیترا کہتے ہیں اسکے نو آموز کے لیئے بڑا میدان چاہیئے جب
حریف سامنے آوے تو اوسکی آنکھہ سے اپنی آنکھہ ملائے رہے اسلیئے کہ آنکھہ جھپکانے میں
وہ اپنا کام کرلیگا پھکیت کو لازم ہے کہ ایک جگہہ پہ نہ ٹھہرے اپنے جسم کو چست و چالاک
پھرتی اور سرعت کے ساتھ رکھے یعنی نہایت ہوشیاری سے دشمن کی چوٹ بچاکے اپنا وار
کرے دوسری دہج اسکی کئی قسمیں ہیں بعض اہیں سے جو بہتر ہیں لکھی جاتے ہیں اول
ہنوتی دہج وہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ میں تلوار اور بائیں میں سپر لیکر جست و خیز سے حریف
کا مقابلہ کرے اور زانوؤں کو کشادہ و خمیدہ اور تلوار و سپر کے دونوں ہاتھوں کو دو طرفہ
لنبا رکھے اور تلوار کو کبھی کھڑا اور کبھی اوسکے قبضے کو پیچیدہ رکھے کہ اوسکا سر زمین پر
پہونچے اور کبھی قبضے پر اسی طرح سپر کی گدی کو پھراتا رہے اور چو طرفہ دیکھتا رہے
پھر پیترا بدل کے دہنے بائیں آگے پیچھے جائے اور جسم کو سمیٹ کر سپر اور تلوار میں
چھپا کے حریف پہ چوٹ کرے اور اوسکے وار کو خالی دے بلکہ پیترا بدل کے اوسکی
چوٹ کی حد سے دور ہو جاوے دوسری قسم امر دہج طریق اوسکا یہ ہے کہ پاؤں
کے پنجو پر کھڑا ہوکے دونو پانوں کو آگے پیچھے برابر زمین پر رکھکے کر کھڑا کرے اور
سیف و سپر کے دونوں ہاتھوں کو سر کے مقابل لنبا کرکے لگاتار حریف پر وار کرے اور
اوسکی چوٹوں کو تڑپ کر خالی دے تیسری گاؤ مکھہ دہج بیان اسکا یہ ہے کہ سیف
و سپر کے ہاتھوں کو برابر و کشادہ رکھکے گردن کو دشمن کی جانب جھکا دے اور اول دونوں
ہاتھوں کو حرکت دیکے خصم پر چوٹ مارے اور اوسکے وار کو خالی دے چوتھی چوردہج

ڈہنگ اسکا یہ ہے کہ حریف کے مقابل میدان میں اپنے اختیار سے کبھی قدم آگے اور کبھی پیچھے
رکہے اور اپنے سارے جسم کو چست کرکے سیف وسپر کے دونوں ہاتھوں کو سینے کی برابر لینا
کرکے پیترا بدلے پہر حریف پر وار کرکے بجلی کی طرح تڑپ کے اوسکے ضرر سے دور ہوجاوے
پانچویں علی مدد ورج یہ دہج سب دہجوں سے نرالی ہے طرقہ یہ ہے کہ اسکے حرکات وسکنات
میں ہیئت کے جسم کی وضع لفظ علی کی سی ہوجاتی ہے صورت اوسکی یہ ہے کہ قبلہ رخ
کہڑے ہوکے بایاں پانؤں اس طرح رکہے کہ ایڑی شمال کی جانب اور انگلیاں جنوب
کی طرف رہیں اور دہنا پانؤں مغرب کی طرف اس طور سے رکہے کہ ایڑی اوسکے بائیں
پانؤں کے ٹخنے کے محاذی رہے اور پیٹھ مشرق کی طرف اور دونو پانؤنمیں نو دس گرہ
کا فاصلہ ہووے اور داہنے ہاتہ کو جسمیں تلوار ہے سینے کے داہنی طرف بالشت بہر آگے
رکہے اور سیدہے ہاتہ کے بازو کو بائیں طرف تہوڑا سا ٹہڑا کرکے تلوار کو ترچہا ہاتہ میں
رکہے اور داہنے پہلو کی طرف سے دشمن کی آنکہہ سے آنکہہ لڑائے رہے اور ہاتہ کے
گٹے کو ملائم رکہے بائیں سے قدرے پیچ دیوے اور بائیں ہاتہ کو جسمیں سپر ہے سیدہا لٹکا کر
حرکت دیکے کبھی سپر کو آگے لاوے اور کبھی پیٹہہ کے پیچہے لیجاوے اور دونوں زانوؤں
کو جہکا رکہے اور سارے جسم کا بوجہہ بائیں پانؤں پر ڈالکے داہنے پانوں کو سبک رکہے
اور دشمن کی آنکہہ سے آنکہہ لڑاکے خوب زور سے اوسپر وار کرے اور بائیں پانؤنکو
میخ کی طرح بجاے خود کہڑا رکہے اور دہنے پانؤں کو نرم رکہے کہ حملے کے وقت حریف
کے آگے آجاوے پہر اوسکی چوٹ بچانے کو اوسکے بائیں پانؤں کے برابر آجاوے
تیسرا قاعدہ چوٹو نکا کہ اوسکو داؤ کہتے ہیں اور وہ چہہ ہیں اول طمانچہ وہ یہ ہے کہ
داہنے طرف سے دشمن کے کلے پر ماریں دوسرا باہرہ وہ ہے کہ بائیں طرف سے حریف
کے کلہ اور گردنپر ماریں تیسرا کرک کہ داہنی طرف سے دشمن کے پانؤنپر وار کریں چوتہا
پالٹ کہ بائیں جانب سے دشمن کے کولے سے پانوں تک چوٹ ماریں پانچواں
سر وہ یہ ہے کہ حریف کے سرپر ضرب لگاویں چہٹا ہول کہ خصم کے سینے یا پیٹ خواہ
پیٹہہ پر سیدہی ضرب لگاویں یہ چہہ چوٹیں اصل ہیں اور شاخیں اسکی بہت ہیں

اوستادوں نے تینتالیس چوٹیں اور نکالی ہیں اور ہر ایک کا نام علحدہ مقرر کیا ہے چوتھا
قاعدہ چوٹوں کی روک کا طمانچے کی روک یہ ہے کہ جب حریف طمانچے پر تلوار مارے تو فوراً دہنے
پانؤں کو بائیں پانؤں سے ملاکے سپر اور تلوار کے قبضے کو قریب طمانچے کے لائے کہ وار دشمن کا
سپر پر پڑے اور بائیں پہلو سے حریف کی آنکھ سے آنکھ لڑائے رہے اور باہرے کی روک
کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن بائیں طرف سے باہری کی چوٹ مارے تو وہ بھی اسی
قاعدہ سے روکے اور کرٹک کی روک یہ ہے کہ اگر کرٹک کی چوٹ مارے پس جب
میدان وسیع ہو تو بجلی کی طرح تڑپ کر پیچھے ہٹ جائے اور خالی دے ورنہ سیف
کو کرٹک کے مقابل زمیں پر کہڑا کرے اور اپنے داہنے پانؤنکو پیچھے ہٹائے تاکہ اوسکا وار
تلوار پر پڑے اور پالٹ لی روک کا طرز کرٹک کے مثل ہے اور سر کی روک کا دستور
یہ ہے کہ داہنے پانؤں کو بائیں پانؤں کے برابر لاکر تلوار کو داہنے کندہے پر رکھکے سپر سر پر
لاوے اور کمر اور دونوں زانوؤں کو خمیدہ رکھے اور دشمن کی آنکھوں سے آنکھیں
لڑاکے اوسکی چوٹ سپر پر روکے اور ہول کی روک یہ ہے کہ جو اعلی کی طرف وار کیا ہو تو فوراً زمیں پر بیٹھ
کے تلوار و سپر سے ہول کی چوٹ کو رد کرے اور جو سینے اور پیٹ پر دشمن ہول مارے
تو پینترا بدل کے دشمن کے پہلو میں بیٹھ جائے تاکہ اوسکی ہول خالی جائے غرضکہ
اس فن میں چستی اور چالاکی اور ہوش و حواس کا درست رکہنا اور
اعضاء کا قوی ہونا اور ہر طرف آنکھ لڑائے رہنا اصل اصول ہے اور مطلب اس سے یہ ہے
کہ دشمن کی چوٹ کو خالی دے یا سپر پر روکے اور اپنے وار سے اوسکا کام تمام کرے اور
ان چار اصول کے سوا پانچواں قاعدہ تلوار کے قبضے کی گرفت کا اساتذہ نے اس طرح
بیان کیا ہے کہ قبضے کی تیلی کو پانچوں انگلیوں سے پکڑیں اور اونکے سروں کو آپس میں
ہتیلی سے چپکائے رکہیں اور انگوٹھے کو کلمے کی انگلی پر رکھکے اس طرح قوت سے پکڑلیں
کہ ہرگز اوسکو جنبش ہونے پائے اسلیئے کہ اگر قبضہ سیف کا ہاتھہ میں ڈھیلا رہیگا تو ہتیلی
پر صدمہ پہونچیگا اور دشمن کی ضرب سے قبضہ اکثر ہاتھہ سے نکل جائیگا اور سب سے
پہلے قبضے کی گرفت کے قاعدے کو سیکھنا چاہیئے پھر پینترے اور دہج اور داؤ اور روک کے

ضوابط کو استادان فن اور ماہران کہن سے حاصل کریں اگرچہ تھوڑے سے قواعد اس
فن کے یہاں بطور اختصار لکھے گئے ہیں مگر بے استاد کامل کے مہارت ان فنون کی
محال ہے اور سوائے اس فن کے بانک کا فن بھی انسان کو سیکھنا نہایت ضرور ہے
کیونکہ یہ فن بھی ہر قسم کے حربے سے محفوظ رہنے کے لیئے نہایت عمدہ اور کارآمد ہے
کامل استادوں نے چھوٹے ہتیاروں کی ضرب سے محفوظ رہنے کے لیئے اس فن کو اختراع
کیا ہے جو شخص اس فن میں کمال رکھتا ہے وہ سوائے گولی کے تیر تلوار خنجر نیزے وغیرہ اور
ہتیاروں کی ضرب کو بکیتی کے ہنر سے بآسانی رد کرسکتا ہے اور خدا کے فضل سے دشمن
کو ہلاک کرکے آپ صحیح سالم رہ سکتا ہے بلکہ اس فن کے کامل لوگ تو نہتے بھی مسلح دشمن
سے نہیں ڈرتے اور رومال موزے جوتی وغیرہ کی اوٹ سے ایسی ایسی صنعتیں اور
عجیب و غریب ہنر ظاہر کرتے ہیں کہ آخر کو دشمن کے ہاتھ سے تمام ہتیار گر پڑتے ہیں پھر وہ
تن تنہا سو آدمیوں پر جو اس فن سے محض بیخبر اور ناواقف ہوں غالب آتے ہیں اصل اصول
اس فن کا یہ ہے کہ انسان نہایت چستی اور چالاکی اختیار کرے اور بندوں کی گرفت کا کمال
بہم پہونچاوے پس اگر اس فن کا کامل نہایت منحنی ہو اور دشمن قوی پہلوان مثل رستم کے
اور اس فن سے محض بیخبر تو بکیت اوسکو پیچ پر چڑہا کے جیسے بلی چوہے کو پکڑ لیتی ہے
گرفتار کرکے اوسپر غالب اور فتحمند ہوگا اور اوس کے ہر حربے سے انشاء اللہ تعالے محفوظ
و مصئون رہیگا اور سیف بازوں نے پٹے بازی کے ہنر کو بھی دشمنوں کے حرب ضرب
سے محفوظ رہنے اور اونکے دفع کے لیئے ایجاد کیا ہے سیف بازی بکیتی پٹے بازی کے
فنوں کو عقلمندوں نے ہاتہی سے نکالا ہے یعنی جیسے ہاتھی اپنی سونڈ کو دہنے بائیں سر پر
پھراتا ہے اسی طرح پٹے باز وغیرہ بھی اپنے دہنے بائیں پٹے وغیرہ کو پھراتے ہیں تاکہ دشمن
کے قابو میں نہ آجائیں بلکہ خود ہی اوسپر غالب رہیں اور پٹے بازی کے فن کا کمال یہ ہے
کہ اس ہنر کا مشاق ہزار جوان کی صف کو جو سیف بانک پٹے بازی کے قاعدوں سے
بیخبر اور ناواقف ہوں اکیلا توڑ کے معرکے سے اپنی جان بچا کے صحیح سالم نکل جاتا ہے
پس شرفا کو چاہیئے کہ حریف پر غالب ہونے اور اپنی جان کی حفاظت کے لیئے ان

فنون میں بھی ضرور مشاقی حاصل کریں اور ایسے شریف فنوں کے سیکھنے میں جہاں تک ہوسکے نہایت کشش وکوشش کریں اور اپنی اولاد کو بھی ضرور ان عمدہ ہنروں کی تعلیم اور تربیت سے محروم نرکھیں اسلیئے کہ یہ تمام فنون جنگ وحرب کے واسطے نہایت مفید اور کارآمد ہیں اور لڑائی کے وقت دشمنوں کے ضرر دفع کرنے کے لیئے انہیں فنوں سے بہت کام نکلتا ہے اور سپہ گری کے بہت ہنر ہیں چنانچہ مثل مشہور ہے کہ سپاہی کے چہتیس فن ہیں اگر سب حاصل ہو سکیں تو اونمیں سے اعلیٰ اور بہتر فنون کا سیکھنا تو نہایت ہی ضرور ہے خود بھی سیکھیں اور اپنی اولاد اور عزیز قریب دوست وغیرہ کو بھی سیکھاویں تاکہ ضرورت کے وقت کام آویں اور حافظ حقیقی کے فضل وکرم سے اپنی اور اپنے اقارب وغیرہ کی جان دشمن کی ایذا سے محفوظ رہے -

باب دوازدہم

فصل کھانا پکانے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ دنیا میں انسان ہو یا جن حیوان خواہ کیسکو کھانے سے چھٹکارا نہیں اور اسی پر زندگی کا مدار ہے پس ماں باپ کو لازم ہے کہ جب لڑکیاں سات آٹھہ برس کی ہو جاویں تو پڑہنے سے چھٹی پانے کے بعد اونکو طریقے کھانا پکانے کے ضرور سکھاویں اور اونسے سالن اور سیر آدہ سیر کی پتلی روٹی ہاتھہ کی ہر روز پکوالیا کریں اور جمعے کے دن چند طرحکا کھانا تکلف کا جیسے پلاؤ کباب کوفتے میٹھے چاول زردہ مطنجن فیرنی قلیہ قورمہ بریانی بورانی پوری کچوری پراٹھا سنبوسہ وغیرہ بھی پکوالیا کریں اسی طرح مربے مٹھائی چٹنی اچار حلوے وغیرہ بنانے کی ترکیب بھی لڑکیوں کو بتانا اور سکھانا ضرور ہے کیونکہ انہیں سے بعض چیزوں سے اکثر اور بعض سے گاہے ماہے کام پڑتا ہے اور مہمانداری میں تو اکثر ایسی چیزوں کے پکانے کی ضرورت ہوتی ہے پس ہر قسم کے

کہانے پکانے کی ترکیبین سیکہنا اور اونکا دہیان اور خیال رکہنا ہر بہو بیٹی کے لئے نہایت ہی
ضرور ہے اسواسطے کہ کہانے کی ضرورت ہر روز دو وقتا انسانکو ہوا کرتی ہے اور اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ لونڈی باندی ماما وغیرہ میسر نہیں ہوتیں پس اگر گہر کی بی بی کو کچہہ بہی پکانا
آتا ہوگا تو وہ خود پکاکر اپنا اور بچوں اور خاوند کا پیٹ تو بہر دیگی نہیں تو سب بچے اور
گہر والے بہوکے رہیں گے اور بی بی کا خیلاپن سبہوں پر ظاہر ہوگا اور میان بہی بہوک
کی جہنجہلاہٹ میں بی بی سے طعن تشنیع کی باتیں کریگا اور وہ بہی بہوک کے غصے میں میاں
کو سخت جواب دیگی اور آخر کو اس طرح کی باتیں باعث لڑائی اور فساد کا ہونگی اور
ناحق کی رنجش آپسمیں بڑہتی رہیگی غرضکہ جو عورتیں کہانا پکانا نہیں جانتیں وہ ہمیشہ تکلیف
اور ایذا اوٹہاتی ہیں اور تمام عورتیں اونکو خیلا سمجہکر اون سے ہنسی اور مذاق کرتی ہیں اور
جو اچہا پکانا جانتی ہیں اونکی اکثر تعریفیں ہوا کرتی ہیں اور سب لوگ اونکو سلیقہ شعار کہتے ہیں
چنانچہ ایسا ہی دیکہنے اور سننے میں آیا ہے کہ جو آدمی مچہلی کریلے وغیرہ کوئی چیز مزے دار پکاتا ہے
تو اوسکی ہر شخص صفت کرتا ہے اگرچہ یہ چیزیں کچہہ ایسی عمدہ اور تحفہ نہیں کہ لائق تعریف
کے ہوں لیکن مزے دار پکانے کے سبب سے سب لوگ پکانیوالے کی مدح کرتے ہیں
اور اوسکو سلیقہ شعار جانتے ہیں اور جو کہ کہانا پکانا بہی امور خانہ داری کا ایک جزو اعظم ہے
اسلیئے سیکہنا اسکا ہر عورت کو بہت ضرور ہے اگرچہ خدمت کے واسطے لونڈیاں باندیاں
مامائیں کتنی ہی گہر میں موجود ہوں اسواسطے کہ زمانہ ہر آدمی کے ساتہ ہمیشہ موافق اور
یکسان نہیں رہتا پس انسان کو چاہیئے کہ راحت و آسائش کے زمانے میں محنت و جفاکشی
سے جی نہ چرائے اور خاص کر خانہ داری کے کام کاج نہایت کوشش اور مشقت سے
کرتا رہے اور احدیوں کی طرح اپنے تئیں کاہل اور سست نہ بناوے اسلیئے کہ حدیث
شریف میں ایسے شخص کی جس سے کوئی کام دین دنیا کا ہوسکے مذمت آئی ہے
جیسا کہ طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی
یُبْغِضُ ابْنَ السَّبْعِیْنَ فِیْ اَہْلِہٖ ابْنَ عِشْرِیْنَ فِیْ مِشْیَتِہٖ وَمَنْظَرِہٖ یعنی بیشک اللہ تعالی بغض
رکہتا ہے ایسے شخص سے کہ وہ اپنے گہر میں تو ستر برس کی عمر کا ہو اور اپنی چال اور

صورت میں بیس برس کا یعنی جو شخص کہ گھر کا کام کاج نکرے سست کاہل پڑا رہے گویا ستر برس کا بوڑہا ہے اور صورت شکل چال ڈہال میں بیس برس کے جوان کے مثل ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے آدمی کو مبغوض رکہتا ہے کیونکہ آدمی کا بیکار گھر میں بیٹھنا یا ایسے کام میں مشغول ہونا جسمیں دین دنیا کا کوئی نفع ہنو مذموم ہے اور جو شخص کہ کوئی پیشہ یا کھیتی یا تجارت وغیرہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکو دوست رکہتا ہے اوسے چاہتا ہے جیساکہ حکیم ترمذی و طبرانی و بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یُحِبُّ العَبْدَ المُؤمِنَ المُحْتَرِفَ بیشک اللہ تعالیٰ دوست رکہتا ہے بندے مومن پیشہ ورکو یعنی جو شخص کہ طلب معاش میں محنت و مشقت گوارا کرتا ہے سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں حدیثوں کو جامع صغیر میں ذکر کیا ہے اور اوسکی شرح میں اونکو ضعیف بتایا ہے اور کہانا تو ایسی چیز ہے کہ دنیا کیا جنت میں بہی اس سے چھٹکارا ہنوگا پس کہانا پکانے کے سب کام کاج سیکہنا ضرور ہیں جیسے برتن مانجنا مصالح پیسنا اور آگ جلانا آٹا گوندہنا روٹی سالن پکانا اور سوا اسکے بعض عمدہ نفیس کہانوں کی ترکیبیں بھی سیکھنا چاہییں اور کھانا پکانے میں صرف آنچ اور آب و نمک کا دہیان رکہنا لازم ہے اسلیئے کہ کہانے کا مزہ دار ہونا انہیں چیزوں کی درستی پر منحصر ہے جس کہانے کا آب و نمک درست ہوتا ہے اور گلتا بہنتا خوب ہے وہی لذیذ ہوتا ہے اور جسکا آب و نمک درست ہنو اوسمیں کیساہی تکلف کرو اور کتناہی گہی اور میوہ اور زعفران اور مشک وغیرہ ڈالو وہ کہانا ہرگز خوش ذائقہ ہنوگا اور نہ وہ کسی آدمی سے کہایا جاویگا اور نہ اوس سے طبیعت سیر ہوگی بلکہ ایسے کہانے سے کہ جسکا آب و نمک ٹہیک ہنو چٹنی روٹی جو آب و نمک سے درست ہو بہتر ہے کہ آدمی کی طبیعت اوسے کہاکر خوش اور سیر تو ہوجاویگی اور چونکہ کہانا پکانے کی ترکیبوں سے اکثر لوگ واقف ہیں اسلیئے اوسکے طریقوں اور قسموںکا بیان تفصیل سے نہیں لکہا گیا علاوہ اسکے اس فن میں بہت سی کتابیں لوگوں نے تالیف کی ہیں اور انواع و اقسام کے کہانے پکانے کی ترکیبیں اونمیں لکہی ہیں ہر شخص اونکو دیکہکے اپنے سلیقے کے موافق پکا ناکیا بلکہ مہارت اور کمال حاصل کرسکتا ہے ۔

فصل گٹکہ اور بیڑہ بنانیکے طریقوں میں

جاننا چاہیئے کہ ہندوستان کے شہروں میں پان اور ملک مالوہ میں گٹکا اور پان کہانے اور خاطر داری میں اوسکو پیشکش کرنے کا ایسا رواج ہے کہ اگر لحظ بہر کے لیئے بہی کوئی کسی کے یہاں جاوے تو پانچ بیڑے یا تہالی بہر گٹکے سے اوسکی تواضع ضروری کرنا پڑیگی نہیں تو بدنامی اور نام رکہائی ہوگی اور اس ملک میں تو گٹکے پان کی تواضع کی یہاں تک نوبت پہونچی ہے کہ اگر کوئی کسیکے گہر مہمان آوے تو اوسکی کہانے پینے کی اتنی فکر نہیں کی جاتی جس قدر اوس کے پان گٹکے کا خیال رکہا جاتا ہے اسلیئے کہ اگر اوسکی اس تواضع میں کسی طرح کا فتور ہو جاتا ہے تو وہ بہی اسی کے ندینے کا گلہ شکوہ کرتا ہے کہ فلاں شخص کے یہاں گئے تہے کسی نے ایک عل گٹکا یا دو پان بہی نہ دیئے اور جو کہانے پینے میں کسی طرح کا قصور ہوتا ہے تو کوئی بہی اس قدر اوسکی شکایت نہیں کرتا اور سوائے تواضع وخاطر داری کے اس شہر کے مرد اور عورت چار برس کے بچے سے لیکر بوڑہے تک خود بہی اس قدر پان اور گٹکا کہانے کے عادی ہیں کہ گہڑی بہر بہی اوس سے خالی موںہہ نہیں رہ سکتے علاوہ اسکے کہانا اسکا خالی کئی فائدوں سے نہیں ایک یہ کہ اسکے کہانے سے موںہہ خوب صاف ہو جاتا ہے دوسرے زردہ یعنی تنباکو پیٹ کے نفخ اور درد وغیرہ کو مفید ہوتا ہے تیسرے مسوڑہوں اور دانتونکے دردکو دور کرتا ہے اور اونکی مضبوطی کا فائدہ بخشتا ہے چوتہے موںہہ کی بدبو بہی اس سے جاتی رہتی ہے پانچویں پان کی دہڑی سے چہرہ بہی خوبصورت معلوم ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ اسکے کہانے میں بہت سے فائدے ہیں اسواسطے ماں باپ کو لازم ہے کہ لڑکیونکو بیڑے اور گٹکا بنانے کے طریقے بہی ضرور سکہاویں تاکہ حاجت کے وقت اسکے بنانے میں دوسرے کے محتاج نرہیں ترکیب گٹکا بنانے کی یہ ہے کہ چہالیا کترکے اوسکی ڈہول اور روئیں کو نکال ڈالیں اور سیر بہر عمدہ گول چہالیا کتری ہوئی میں آدہ سیر کہتا دہلا ہوا کہ ڈہول اور روے سے صاف ہو ملاویں اور پاؤ بہر چکنی ڈلی اور آدہ پاؤ لونگ کتری ہوئی اور زیادہ کہانے والے پون پاؤ لونگ اور پاؤ بہر چہوٹی الایچی اور

چہٹانک چہٹانک جوز جاوتری ڈالیں اور پون پاؤ بادام کی گری کتر کے ملاویں اس قدر
مصالحہ سیر بہر چہالیا کے گٹکے کو کافی و وافی ہے اور ایسا گٹکا نہایت عمدہ ہوتا ہے اور
جو ان چیزوں میں سے کوئی چیز نہ ڈالی جاوے یا اس وزن سے کم مصالح
ملایا جاوے تو وہ گٹکا اچہا نہیں ہوتا اور اوس کے کہانے سے زبان اور
گلے پہل جاتے ہیں اور زبان اینٹہہ جاتی ہے آور اگر گٹکے میں زیادہ تکلف کرنا
چاہیں تو پہلے کتری ہوئی چہالیا کو زعفران اور شنجرف وغیرہ میں رنگ کے دہوپ
میں سکہالیں پہر سب مصالحے اوس انداز سے کہ جو اوپر لکہا گیا اوسمیں ملاویں
اور اوس سے زیادہ نہ ڈالیں نہیں تو گٹکا خراب ہو جائیگا اور اگر اس سے بہی
زیادہ تکلف منظور ہو تو اول چہالیا کو تہوڑے میں بسالیں پہر زعفران و مشک
میں رنگ کے سایہ میں خشک کرلیں جب سوکہہ جاوے تو اوس میں کیوڑہ
کا بسایا ہوا کہتا ملاکے وہی سب مصالحے اوسی وزن سے ملاویں آور جو جی
چاہے تو سب مصالحوں کو سونے چاندی کے ورقوں میں منڈہ لیں اور اگر
تہوڑے سے پستے بہی کتر کے ملاویں تو وہ نہایت ہی تکلف کا ہو جاوے گا
آور ترکیب گٹکا کہانے کی یہ ہے کہ طلب کے وقت حاجت کے موافق گٹکا
لیکے انداز سے اوس میں چونہ ملاکر خوب ملیں جب چونا اور گٹکا ایک ذات ہو جاوے
تو اوس میں کہانے کا تنبا کو جس کو ہمارے یہاں زردہ کہتے ہیں انداز کے موافق
ملاویں اور اس طرح کے گٹکا کہانے سے موہنہ کو کچہہ ایذا اور تکلیف نہیں ہوتی ہے
اور جو بے ملا گٹکا کہایا جاتا ہے تو اوس سے موہنہ کو تکلیف ہوتی ہے گلا اور زبان
چونے سے کٹ جاتی ہے پہر کہانا کہانے میں نہایت ایذا ہوتی ہے اور ملا ہوا گٹکا کہانے میں
یہ فائدہ ہے کہ چونا موہنہ کو نہیں لگتا اسلیے کہ ملنے سے وہ یکسان ہو جاتا ہے کہیں زیادہ کہیں کم
نہیں رہتا کہ جس سے موہنہ کٹنے کا اندیشہ ہو اور اوپر سے چونا کہانے میں ہمیشہ موہنہ پہٹنے کا
اندیشہ رہتا ہے غرضکہ جب گٹکا کہاؤ تو ملاکر کہاؤ بغیر ملے کبہی نہ کہاؤ آور گٹکا کہانے کا رواج ہمارے ہی ملک
میں ہے ہندوستان کے شہروں کے لوگ اسکا بنانا اور کہانا نہیں جانتے وہاں پان ہی کہایا جاتا ہے اور بعض اوقات میں گوٹہا

کہ جسمیں پہنا ہوا دہنیا اور چہالیا اور چکنی ڈلی اور باریک کترا اور رنگا ہوا کہوپرا اور چہوٹی الایچی اور پستے بادام کی ہوائی
ملاتے ہیں کہایا جاتا ہے اگرچہ یہ بہی بجائے خود مزیدار ہوتا ہے مگر جیسا عمدہ گنگا ہمارے ملک میں تیار ہوتا ہے ویسا شاید کہیں نہ بنتا ہو اور ہمارے
ملک کا سا خوش ذائقہ پان کہیں کہایا جاتا ہے اسلئے کہ ہندوستان کے شہروں میں اگرچہ گلوری
بڑے تکلف سے بنائی جاتی ہے لیکن پہر بہی ہمارے یہاں کے بیڑے کے مثل خوش ذائقہ
نہیں ہوتی اور اسکے سوا اوس کے بنانے میں محنت بہی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ اول
سفید کتہا تلاش کر کے پانی میں بہگو کر کئی بار بکٹہا پن دور کرنے کے لیئے اوسکے پانی کو بدلنا
پہر پکا کے اور کپڑ چہان کر کے گاڑہا گاڑہا صافی میں پہیلا کے کنڈے کی راکہہ پر بچہا کر متعدد
دفعوں میں بکٹہا پن دور کرنے اور رنگ کاٹنے کے لیئے پانی چہڑکنا تا کہ وہ کتہا گلوری
میں لگانے کے قابل ہو جاوے خالی دشواری سے نہیں دوسرے گیلے کتہے کے بیڑے
میں یہ بہی دقت ہے کہ ہر وقت آرام دان پاندان پٹاری وغیرہ ساتہ رکہنا پڑتا ہے
کیونکہ اگر بہت سے بیڑے بناکر خاصدان وغیرہ میں رکہہ لیئے جاویں تو کتہا بہ بہ کر تمام
پانوں کو بدشکل اور خراب کر دیتا ہے اور ڈلی کے بہیگ جانے سے پان کا مزہ بہی
برا ہو جاتا ہے سوا اسکے ایسے پان کی پیک بہی نہایت رقیق اور پہیکی ہوتی ہے
غرضکہ گیلے کتہے کا پان باوجود زیادتی مشقت کے بدمزہ ہوتا ہے بخلاف ہمارے
یہاں کے بیڑے کے کہ وہ نہایت خوش ذائقہ ہوتا ہے اور علاوہ اسکے محنت
بہی اوسکے بنانے میں کم پڑتی ہے اسواسطے کہ کتہا بہگونے اور بار بار اوسکے پانی
بدلنے اور پکا کر راکہہ پر ڈالنے وغیرہ کی کچہہ دقت اور ضرورت نہیں ہوتی اور نہ
ہر وقت پاندان پٹاری کے بوجہہ اوٹہانے کی تکلیف ہوتی ہے اس لیئے کہ بہت
سے بیڑے بہیگی صافی میں لپیٹ کے اگر خاصدان میں رکہہ لیئے جاویں تو دن بہر کو
کافی ہونگے اور خوبی ترکیب اور بندش کے سبب سے اتفاقاً اگر دوسرے روز بہی
کہائے جاویں تو اوسکے ذائقے میں کسی طرح کا تغیر متمیز نہو گا ترکیب بیڑا بنانے کی یہ ہے
کہ پہلے عمدہ اور اچہی ذات کے پان جیسے پہلوا دولا گنگیری ڈہونڈہوا کر منگوا دیں کرنج
اور کپوری کہ بری قسم کے ہوتے ہیں ہرگز نہ لیویں پہر اونکو ستہرے پانی میں دہو کر

کسی صاف پاکیزہ کپڑے سے پونچھہ ڈالیں تاکہ مٹی اور کرکراہٹ وغیرہ سب دور ہوجاوے اور جہاں کہیں سڑے گلے ہوں اوسکو اور اونکے کنارونکو قینچی سے کتر کے صاف اور خوبصورت کرلیں پھر جتنے پانوں کا بیڑا بنانا منظور ہو اونکو اس ترکیب سے جوڑکر بنالیں کہ اول دو پان اولٹے رکہیں پھر جتنے پان رکہنے منظور ہوں اونپر سیدہے رکہکے اوپر کے پان پر چونا اس انداز سے لگادیں کہ ہر جگہہ برابر ہو کہیں کم اور کہیں زیادہ نہو اور چونے میں ردا وغیرہ بہی نہو کیونکہ اس سے بہی مونہہ پہٹ جاتا ہے پہر اوسپر سوکہا باریک پسا ہوا کتہا برابر کرکے پان کو صافی وغیرہ تر کپڑے پر اولٹ دیں تاکہ کتہا اوسکی تری سے سیل کر پان پر خوب جمجائے پہر جب وہ بہیگ جاوے تو پان کو اولٹ کے اوسکے چونے کو دیکہہ لیں اگر سفیدی چونے کی معلوم ہو تو پہر دوسرے بار ویسا ہی کتہا چہڑک کے اوسکو جمنے کے لیئے تر کپڑے پر اولٹ دیں جب وہ جم جاوے اور رنگت اوسکی ستہری سیاہی مارنے لگے تو اسمیں چہالیا الائچی بادام زردہ وغیرہ ڈالکر بطریقہ معروف اوسکو موڑ ڈالیں اور لونگ لگاکر قینچی سے کتر اور صاف کرکے کسی صافی میں لپیٹ کر پاندان وغیرہ میں رکہدیں اس طرح کے بنے ہوئے بیڑوں میں ایک یہی عمدگی ہے کہ دو ایک روز تک چنداں متغیر نہیں ہوتے اور گیلے کتھے کے تازے بیڑوں سے زیادہ خوش رنگ اور خوش ذائقہ ہوتے ہیں۔

فصل سینا سکہانے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ ماں نانی دادی قرابت والی عورتونکو لازم ہے کہ لڑکیاں جب پڑہنے سے فراغت پاویں تو اونکو سوائے پکانا سکہانے کے دو ایک گہنٹے سینے کے اقسام جیسے تیپچی لڑیسیاؤں اور بانجیا وغیرہ بہی ضرور سکہادیں تاکہ حاجت کے وقت کسی دوسرے کی محتاج نرہیں اور ابتدا میں کوئی پرانا موٹا کپڑا دیکر تیپچی بہرنا بتادیں اور جب تک اوسمیں ہاتہہ صاف نہو ادہڑوا اودہڑوا کر اوس کو سلواتے رہیں جب فی الجملہ سیون

تیپچی کی صاف اور سیدہی آنے لگے تو پہلے سیدہے سادہے کپڑے جیسے بستنی وست بقچہ تہیلی وغیرہ سلواویں جب اسمیں ہاتھ خوب صاف ہو جاوے تو بخیا اور ٹانکا اڑہیا ون وغیرہ کے بتانے میں محنت اور کوشش کریں جب اس قسم کے سینے میں فی الجملہ ہاتھ درست ہو جاوے تو پہر ایچ پیچ کے کپڑے جیسے تورہ پوش بٹوا تلیدانی جہولنا ٹوپی وغیرہ سلواویں پہر اوسکے جہول دینے اور گوٹ وغیرہ لگانے کے طریقے اور باریکیاں بتاویں جب ایسے کپڑے اچھی طرح بے تکلف سینے لگیں تو خود اون لڑکیوں اور چہوٹے بچوں کے کپڑے مثل کرتے پائجامے اوڑہنی وغیرہ کے اونسے سلواویں اسکے بعد فتوحی انگرکہا انگیا وغیرہ مشکل کپڑے سلواویں غرضکہ طرح طرح کے کپڑے سینے کے طریقے بتاویں اور انکی قطع وبرید کے قاعدے بہی ضرور سکہاویں اسلیئے کہ پہلے اسی سے کام پڑتا ہے اور بہ نسبت سینے کے مشکل بہی ہے اسکے سوا جس کپڑے کی قطع وبرید اچھی ہوتی ہے وہ سڈول اور خوشنما ہوتا ہے اور اوسکا پہننے والا بہی خوش وضع اور طرحدار معلوم ہوتا ہے علاوہ اسکے جو شخص قطع وبرید کے ضوابط اور باریکیوں سے بخوبی واقف ہوگا خدا چاہے تو اسکا کوئی کپڑا خراب نہوگا اور نہ اوسکے کپڑے کے ٹکڑے پارچہ بیکار اور چوری جائینگے اسواسطے ہر انسان خاصکر عورتوں کو لازم ہے کہ ہر طرح کے لباس خصوصاً اپنے اور بچوں کے کپڑوں کا قطع کرنا ضرور سیکہیں تاکہ حاجت کے وقت دوسرونکی منت نہ کرنی پڑے دیکہو اکثر بیوقوف عورتیں اپنے کپڑے قطع کرانے کے لیئے دوسروں کے پاس لیئے پہرتی ہیں اور انکی کیسی کیسی خوشامد اور لجاجت کرتی ہیں علاوہ اسکے اپنے آپ کو خبیلا اور احمق کہلواتی ہیں عقلمند اور سلیقے دار عورتیں ہنسی اور مذاق کی راہ سے اونکو مسخرہ بناتی ہیں پس اگر تہوڑا سا بہی خیال کرکے کپڑوں کا قطع کرنا سیکہ لیں تو کاہیکو کسی کی خوشامد درآمد کی نوبت پہونچے اور کیوں خبیلا اور احمق کہلاویں اور قطع کرنا کچھ ایسا مشکل کام نہیں کہ سیکہنے کے بعد بہی نہ آوے بلکہ تہوڑے سے غور وفکر سے بخوبی آسکتا ہے البتہ مردانے کپڑوں میں تو انگرکہے اور زنانے کپڑوں میں انگیا کی قطع دشوار ہے مگر یہ بہی چنداں مشکل نہیں ذراسا دہیان رکہنے سے سب طرح کے کپڑوں کا بیونتا آجاتا ہے پہر لوگ اوسکو تمیزدار اور

سلیقہ شعار جانتے ہیں اور جب لڑکیاں ہر طرح کے کپڑوں کا بیونتنا اور سینا پرونا سیکھ جاویں تو اوسوقت گوٹے کا کام بھی جیسے اتو چکی لہر گوکھرو چنپا کلی وغیرہ سکھاویں کیونکہ ہندوستان میں اسکے پہننے کا بہت رواج ہے اور جب اس کام سے بھی خوب واقف ہو جاویں تو اونکو اونی اور ریشمی کشیدے اور بنت وغیرہ بنانے کا کام بھی سکھاویں کیونکہ اسکے سیکھنے میں بھی کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ اس طرح کے کام میں بہت جی لگتا ہے اور طبیعت خوش رہتی ہے اور ہر طرح کے دنیاوی رنج والم اس دہندے سے بہل جاتے ہیں دوسرے یہ کہ اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ گھر میں خالی بیٹھی ہوئی لوگونکے گھرونکے اچھے برے ذکر کیا کرتی ہیں اور ناحق گناہ میں گرفتار ہو کر اپنی تھوڑی بہت نیکیونکو ضائع اور برباد کرتی ہیں اور گناہ بے لذت سے اپنی نیکیونکا اجر اور ثواب کھوتی ہیں غور سے دیکھو تو یہ سب بری باتیں بیکار بیٹھے رہنے سے ہوتی ہیں اور جو نیک بیبیاں کہ فرائض و نوافل اور گھر کے ضروری کام کاج سے فارغ ہو کے اپنے فضول اوقات کو ایسے عمدہ ہنروں میں صرف کرتی ہیں وہ لوگوں کی غیبت اور برائی سے جو بڑا گناہ ہے محفوظ رہتی ہیں تیسرے جو عورتیں کہ ایسے کاموں سے واقف ہوتی ہیں خدا کے فضل سے وہ کسی کی محتاج نہیں رہتیں بلکہ ہمیشہ نہایت فراغبالی اور اطمینان سے بسر کرتی ہیں چوتھے اونکے خاوند بھی انہیں ہنروں کی وجہ سے بہت خوش رہتے ہیں اور باہم اتفاق و محبت بھی خوب ہوتا ہے اور کبھی جھگڑا اور فساد کہ جو شرعاً و عرفاً مذموم ہے واقع نہیں ہوتا اسی لیئے عورتونکو لازم ہے کہ جب گھر کے ضروری کاموں سے فارغ ہوں تو پڑھنے لکھنے سینے وغیرہ کے دہندول میں لگی رہیں کیونکہ پڑھنے لکھنے کے بعد سینے سے بہتر کوئی شغل نہیں اسواسطے کہ سینے پرونے کا کام تو ایسا نفیس اور عمدہ ہے کہ انسان اپنے گھر میں امیروں کی طرح مسند تکیہ لگائے بیٹھا رہتا ہے علاوہ اسکے اس ہنر کی وجہ سے اکل حلال بھی اچھی طرح سے آبرو کے ساتھ پیدا کر سکتا ہے اور اکلِ حلال کا حاصل کرنا کچھ غریب ہی پر منحصر نہیں بلکہ امیروں کو بھی ہاتھ کی مزدوری سے معاش پیدا کر کے کھانا چاہیئے دیکھو بڑے

بڑے بادشاہ جو متقی اور پرہیزگار تھے وہ اپنے ہاتھ ہی کے کسب سے کھانے پینے کا صرف اوٹھاتے تھے چنانچہ شاہجہان بادشاہ کہ بڑے دیندار تھے اپنے ہاتھ سے ٹوپی وغیرہ سیکر اوسکی اجرت سے اپنا کھانا پینا کرتے تھے اور اونکے بیٹے عالمگیر بادشاہ جو بڑے عالم اور متشرع تھے اپنے ہاتھ سے قرآن شریف لکھکر اوسکی اجرت سے اوقات بسر کرتے تھے بادشاہ کیسے اکثر پیغمبر علیہم السلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اور صلحاے امت رحمہم اللہ بھی ریاضت اور کسب سے اپنی گذر اوقات کرتے تھے چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام خیاطی اور کتابت کا پیشہ کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے اور حضرت عیسیٰ السلام کے ننھیال میں نجاری کا پیشہ ہوا کرتا تھا اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بزازی کا پیشہ کرتے تھے غرضکہ انسان کسی طرح کے کسب اور پیشے کو جو شرعًا ممنوع اور معیوب نہو برا اور حقیر نہ سمجھے بلکہ اُسکے حیلے سے اپنی معاش حاصل کرتا رہے اور میرے نزدیک خاصکر عورتوں کے لیئے کوئی پیشہ آسان اور آبرو کا سینے کے ہنر سے بڑھکر نہیں ہے پس نادان احدی پھوہڑ عورتوں کے کہنے کے موافق کہ ہم سینا سیکھکر کیا کرینگے جو اللہ ہمکو اٹھ دس آنے کپڑا خریدنے کو دیگا وہ دو چار پیسے سلائی کے بھی دیدیگا مزدوری کرنے سے کیا حاصل خیال کر کے ایسے اچھے ہنر کے سیکھنے میں ہرگز دریغ نکریں بلکہ ہمیشہ اپنی اوقات عزیز کو علم و ہنر کے سیکھنے میں صرف کرتی رہیں اور اپنی اولاد کو علم و ہنر سیکھاتی رہیں تاکہ دونو نکو نعمتیں دونو جہان کی نصیب ہوں۔

فصل کپڑے رنگنے کی ترکیبوں میں

جاننا چاہیئے کہ شرع سے عورتوں کے حق میں رنگیں لباس پہننے کا جواز بلکہ حکم نکلتا ہے اور اکثر ان کو رنگین لباس پہننے کا ذوق شوق بھی ہوتا ہے اسواسطے ماں یا نانی دادی وغیرہ کو چاہیئے کہ جس طرح لڑکیوں کو سب گھر کے کام کاج سکھاتی ہیں اسی طرح کپڑے

رنگنے کی ترکیبیں بھی ضرور اونکو بتاویں اسلیئے کہ عورتونکو اس سے بہت کام پڑتا ہے
اور اکثر اوقات اسکی حاجت ہوتی ہے اور مزدوری دیکر رنگانے میں مفت کا نقصان
ہے پس اگر خود اونکو رنگنا آتا ہو اور گھر ہی میں اپنے کپڑے رنگ لیا کریں اور یہ دام جو بازار
کی رنگائی میں صرف ہوتے ہیں کسی اور گھر کی ضرورت کے وقت کام آجاویں تو کیا اچھی بات
ہے سوا اسکے جو عورتیں طرح طرح اور رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا جانتی ہیں جیسے سرخ
عباسی نارنجی گلابی پیازی شنجرفی فالسائی اودا نافرمانی بادامی کپاسی کافوری کاسنی خشخاشی
دھانی سردئی انگوری آبی آسمانی سنہری چمپئی آتشی گل شفتالو عنابی پستئی کاکریزی پیچی طاؤسی
شربتی صندلی اگرئی وغیرہ اور ان رنگوں کی ترکیبوں اور طریقوں سے خوب واقف ہیں
وہ عورتیں سلیقہ شعار تمیزدار کہلاتی ہیں اور گھر گھر اونکی تعریف ہوتی ہے علاوہ اسکے
رنگ برنگ کے کپڑے رنگنا اور انکی کہنوں سے خبردار ہوکے کمال حاصل کرنا یہ بھی
بجاے خود ایک ہنر ہے اور ہر فن میں جو شرعاً و عرفاً مذموم نہو مہارت پیدا کرنا خالی
نفع سے نہیں اگر گھر کے ضروری کاموں سے اتنی فرصت نہ ملی کہ اس فن میں کمال پیدا ہو
تو اتنا ضرور چاہیئے کہ تھوڑی سی بکار آمد ترکیبیں رنگ نکالنے اور ایک رنگ سے دوسرا
رنگ بنانے اور اون کے مرکب کرنے کی سیکھہ لیں اور یہ بھی معلوم کرلیں کہ کس چیز کے
رنگ سے کس طرح کے رنگ کا کپڑا رنگا جاتا ہے اور کن رنگوں کو باہم ملانے سے کیا
رنگ پیدا ہوتا ہے اور کن کن چیزوں کا رنگ کپڑا رنگنے میں کام آتا ہے اور کس چیز
کے ملانے سے رنگ میں صفائی اور آب و تاب زیادہ ہوتی ہے پس جتنی ترکیبیں اور
رنگنے کے طریقے اور اونکی باریکیاں مجھے یاد ہیں اونمیں سے بقدر ضرورت کے عورتوں
کے سیکھنے کے لیئے یہاں لکھے جاتے ہیں جاننا چاہیئے کہ پہلی وہ چیزیں بیان کیجاتی ہیں کہ
اونکے رنگ رنگنے میں کام آتے اور انمیں کپڑے رنگے جاتے ہیں تفصیل اونکی یہ ہے کسم
ہلدی نیل زعفران ٹیسو تن ہار سنگار ان سب چیزوں میں سے اکثر ایسی ہیں کہ اونمیں
ترشی دینا ضرور ہے اسلیئے کہ اونکے رنگ بغیر ترشی ملائے اچھے اور صاف نہیں ہوتے
چنانچہ کسم اور ہلدی کا رنگ خالص ہو یا دوسرے کے ساتھ ملایا جاوے بغیر ترشی دیے

اچھا نہیں ہوتا اور رنگ میں خوب آب وتاب نہیں آتی اور ترشی لیموں کی ہو یا امچور خواہ املی کے سبب سے رنگت میں صفائی آتی ہے اور رنگ کھلتا ہے لیکن لیموں کی ترشی سے رنگ نہایت صاف اور باآب وتاب ہوتا ہے بخلاف املی وغیرہ کے کہ اسکی ترشی دینے سے ویسی صفائی اور آب وتاب نہیں آتی علاوہ اسکے ایسی ترشی سے رنگ میں تھوڑی سی سیاہی اور کچھ میلگجاہٹ بھی آجاتی ہے اور لیموں دینے سے چمک اور صفائی زیادہ ہوتی ہے زعفران ٹسن ٹیسو نیل ہار سنگار کے رنگوں میں ترشی دینے کی کچھ ضرورت نہیں اور ترکیب ان سب چیزوں کے رنگ نکالنے کی یہ ہے کہ ٹیسو ٹسن ہار سنگار ان تینوں کا رنگ جوش دینے سے نکل آتا ہے لیکن اتنا فرق ہے کہ ٹیسو اور ہار سنگار کے فقط پھول جوش دیئے جاتے ہیں اور ٹسن کے پھولوں کو ملکر اوسکے بیجوں کو جوش دیتے ہیں اور زعفران کے جوش دینے کی حاجت نہیں فقط رات کو پانی میں بھگو دینا کافی ہے صبح کو اوسکا رنگ خود بخود نکل آتا ہے نیل اور ہلدی سے رنگ نکالنے کی کوئی خاص ترکیب نہیں صرف اونکو پیسکر پانی میں بھگو دینا کافی ہے لیکن نیل کو خوب پیسنا چاہیئے اسلیئے کہ ذرد ذرا نیل چھاننے کے بعد بھی لائق رنگنے کے نہیں ہوتا کیونکہ صافی میں سے اوسکے روے نکل آتے ہیں پھر اوسمیں رنگنے سے کپڑے میں ایسے دھبے پڑ جاتے ہیں کہ دور ہونا اون کا مشکل ہوتا ہے اسواسطے نیل کی پسائی گھٹائی میں بہت مبالغہ کرنا چاہیئے اور کسم کے رنگ نکالنے کی ترکیب یہ ہے کہ اول اوسکو کوٹ کے چھانٹی کے کپڑے میں رکھکر اوس کپڑے کے چاروں سرے اونکو جھولی کی طرح لٹکن پہ باندہ دیں پھر اوسمیں پانی ڈالتے رہیں تاکہ اوسکی زردی نکل آوے اور اس زرد پانی کو ضائع نکریں کسی برتن میں حفاظت سے رہنے دیں اسلیئے کہ یہ بھی کئی رنگوں میں کام آتا ہے جب اوسکی زردی جسے پیلک بھی کہتے ہیں نکل چکے تو پھر پانی ڈالکر اوسکو خوب دھوئیں جب اوسمیں سے صاف نسوت پانی ٹپکنے لگے تب اوسکا دھونا موقوف کریں اور اس دھوون کو بھی جسے ڈھل کہتے ہیں ضائع نکریں کسی برتن میں رہنے دیں کیونکہ یہ بھی اکثر رنگوں میں کام آتا ہے غرضکہ جب کسم کی زردی یعنی پیلک اور ڈھل بالکل نکل جاوے اور ڈھلکے خوب صاف ہو جاوے تو اوسکو اوسی کپڑے میں باندھکے

پتھر وغیرہ کسی وزنی چیز سے دبا کر رکھدیں جب اوسکا تمام پانی نتھر جاوے تو سیر بھر کسم پیچھے
چار پیسے بھر دیسی سجی پسی ہوئی اس طرح سے اوسمیں ملاویں کہ کسم اور سجی دونوں ایک
ذات ہو جاویں پھر اوس کپڑے میں رکھکے اوسی طرح سے ٹکٹن میں جھولی کی طرح
باندھکر تھوڑا تھوڑا پانی ڈالتے رہیں اور ایک برتن اوسکے نیچے رنگ لینے کے واسطے رکھدیں
جب اول رنگ جسے جیٹھا کہتے ہیں اور وہ نہایت سرخ اور گہرا ہوتا ہے نکل آوے تو
اوسکو علاحدہ برتن میں رکھہ چھوڑیں پھر دوسرے رنگ کو جو کچھہ رقیق اور زور اکم رنگ ہوتا ہے
اور تیسرے کو بھی جو نہایت رقیق اور بہت کم رنگ پیازی سا نکلتا ہے ان دونوںکو جدا
جدا برتنوں میں رکھہ لیں پس اگر گہرا رنگ جیسے سرخ گلنار وغیرہ رنگنا منظور ہو تو اول
کپڑے کو زردی اور ڈہل میں رنگ کے پچھلے رنگ ہیں جو بہت رقیق اور ہلکا نکلتا ہے
اوسکو ڈالدیں جب کپڑا اوس سب رقیق رنگ کو جذب کرلے تو اوسکو بیچ کا رنگ جو
اول سے کم اور پچھلے سے تیز ہوتا ہے جذب کرادیں اسکے بعد پہلے رنگ میں جسے جیٹھا
کہتے ہیں اوسکو ڈالدیں جب اوسکو بھی خوب پی لے اور کپڑے کا رنگ اندازہ پر آجاوے
تو ترشی اور کلپ دیکر اوسکو درست کرلیں سرخ اور گلنار عباسی اور فالسائی نارنجی
اور نافرمانی یہ سب رنگ بھی اسی ترکیب سے رنگے جاتے ہیں لیکن عباسی اور فالسائی اور
نافرمانی میں پیلک اور ڈہل نہیں دیا جاتا صرف کسم کا رنگ ہی دیا جاتا ہے اور جب سرخی
کسم کی ایک اندازہ پر آجاوے تو اوس کپڑے میں جسے اودا فالسائی نافرمانی عباسی رنگنا
منظور ہو تو تھوڑا سا نیل بھی دیدیں لیکن اودے فالسائی نافرمانی میں نیل زیادہ دیا جاتا ہے
اور عباسی میں بہت کم اور نیل دینے کے بعد ترشی اور کلپ بھی دیدیں تاکہ اوسکا رنگ
صاف اور چمکدار ہو جاوے جاننا چاہیئے کہ صرف کسم سے دو تین ہی رنگ رنگے جاتے ہیں
جیسے گلابی پیازی شربتی لیکن اکثر رنگوں میں اسکا میل دیا جاتا ہے جیسے کاسنی بادامی
خشخاشی آتشی شنجرفی سنہری چنپئی گل شفتالو وغیرہ اس لیئے کہ یہ سب رنگ شہاب
ہی سے رنگے جاتے ہیں اور تھوڑا بہت میل ہلدی اور نیل کا بھی دیا جاتا ہے کاسنی خشخاشی
گل شفتالو میں تو شہاب کا رنگ دیکر تھوڑا سا میل نیل کا بھی دیدیتے ہیں اور سنہری

چنپئی بادامی آتشی شنجرفی میں شہاب کے ساتھ تہوڑا سا ہلدی کا میل بہی کردیتے ہیں اور
سرخ گلنار نارنجی میں شہاب زیادہ دیا جاتا ہے اور ہلدی بہت تہوڑی اسیطرح عباسی
میں شہاب بہت دیا جاتا ہے اور نیل نہایت کم اودے اور فالسائی اور نافرمانی میں
شہاب بہت صرف ہوتا ہے اور نیل بہ نسبت عباسی کے زیادہ اور جتنے گہرے رنگ
رنگے جاتے ہیں جیسے سرخ گلنار عباسی اودا نافرمانی فالسائی وغیرہ ان سب میں کسم کا زیادہ
خرچ ہوتا ہے یعنی اگر ان رنگوں میں ایک جوڑا رنگا جائے تو سیر بہر کسم صرف ہوگا اور
نری ہلدی میں سوائے زرد کے اور نرے نیل میں سوائے نیلے کے اور دوسرا رنگ نہیں
رنگا جاتا ہاں اگر اوسمیں کسی اور رنگ کا میل دیا جاوے تو اور رنگ بہی رنگ سکتے ہیں مثلاً
اگر ہلدی کے رنگ میں نیل کا میل دیدیں تو اوس سے سبز دہانی انگوری کپاسی کافوری
پستئی وغیرہ رنگ بنجاتے ہیں یا ہلدی میں اگر شہاب کا میل دیا جاوے تو اوس سے بادامی
سنہری آتشی وغیرہ رنگ جو اوپر مذکور ہوچکے رنگے جاتے ہیں اسی طرح نیل میں شہاب
دینے سے کاسنی خشخاشی وغیرہ رنگ کہ اونکا بہی ذکر اوپر ہوچکا ہے رنگ جاتے ہیں
اسی طرح تن اور ٹیسو اور ہارسنگار کے رنگوں کو بہی سمجھنا چاہیئے یعنی جتنے رنگ ہلدی
کے میل سے رنگے جاتے ہیں اوتنے ہی ان چیزوں کے میل سے بہی مثلاً اگر شہاب میں
انکے رنگوں کا میل دیا جاوے تو جو رنگ ہلدی اور شہاب سے رنگے جاتے ہیں وہی اس سے
بہی رنگے جاوینگے اسیطرح اگر نیل کا میل ان رنگوں میں دیا جاوے تو جو رنگ نیل اور
ہلدی سے بنتے ہیں وہی انسے بہی تیار ہوجاتے ہیں غرضکہ ان چیزوں کا رنگ ہلدی
کے رنگ کا کام کرتا ہے اور یہ بہی یاد رہے کہ اکثر رنگ شہاب ہلدی نیل ہی
سے رنگے جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ اونمیں ان رنگوں کا کچھہ صرف نہیں جیسے صندلی
اگرئی کاکریزی وغیرہ کہ اونمیں شہاب نیل ہلدی بالکل نہیں دیجاتی اسلیئے کہ صندلی اور
اگرئی کی زمین گیرو یا تن یا آم کی مٹی سے باندہتے ہیں پہر صندل مہندی وغیرہ خوشبودار
مصالحے سے رنگتے ہیں اور کاکریزی وغیرہ آل کے رنگ سے رنگا جاتا ہے اور انگریزی
رنگوں سے کپڑا رنگنے میں یہ نقصان ہے کہ اول تو یہ رنگ ایسا کچا ہوتا ہے کہ پانی کی بوند

پڑتی ہی کپڑے میں سفید دھبا پڑجاتا ہے دوسرے اس رنگ میں خداجانے کیا چیز تیزاب سی ملی ہے کہ اوسکے رنگے ہوئے کپڑے پہننے سے بدن میں خارش ہوکر دانے نکل آتے ہیں اور جہاں جہاں بدن سے وہ رنگ چھوجاتا ہے وہ سب رنگیں ہوجاتا ہے پس اس رنگ میں ہرگز کپڑے نہ رنگنا چاہییں

باب سیزدہم

فصل بلوغ کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ بلوغ کی تین نشانیاں ہیں اول پندرہ برس کی عمر کو پہونچنا دوسرے احتلام ہونا تیسرے سوئے زہار کا اگنا دلیل اول کی حدیث متفق علیہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عُرِضْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَامَ اُحُدٍ وَّاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَۃَ سَنَۃً فَرَدَّنِیْ ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَیْہِ عَامَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَۃَ سَنَۃً فَاَجَازَنِیْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ ہٰذَا فَرْقٌ بَیْنَ الْمُقَاتِلَۃِ وَالذُّرِّیَّۃِ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ کہا اونہوں نے سامنے کیا گیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی جہاد میں جانے کے لیئے جنگ احد کے سال میں یعنی تیسری برس ہجرت سے اور میں اوسوقت چودہ برس کا تھا پس پھیر دیا مجھکو یعنی ہمراہ نہ لیگئے مجھکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد میں صغر سنی کے سبب سے پھر روبرو کیا گیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جنگ خندق کے سال میں اور میں اوسوقت پندرہ برس کا تھا پس اجازت دی آپ نے مجکو یعنی جہاد میں جانے کی اسواسطے کہ پندرہ برس بلوغ کی حد ہے پس کہا عمر بن عبدالعزیز نے کہ یہ عمر لڑنے والوں اور لڑکوں کے درمیان میں فرق کرنے والی ہے یعنی عمر بن عبدالعزیز نے یہ حدیث سنکر کلام مذکور فرمایا مراد اونکی اس سے یہ ہے کہ جب لڑکا پندرہ برس کا ہو تو مجاہدین کی جماعت میں داخل کیا جاوے اور جوانو بہنیں اوسکا

نام لکہا جاوے اور جو اس عمر کو نہ پہونچے وہ لڑکوں میں شمار کیا جاوے آور دلیل دوسری
اور تیسری نشانی کی حدیث صحیح عطیہ قرظی کی ہے عَنْ عَطِیَّۃَ قَالَ عُرِضْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَوْمَ قُرَیْظَۃَ فَکَانَ مَنْ اَنْبَتَ قُتِلَ وَمَنْ لَمْ یُنْبِتْ خُلِّیَ سَبِیْلُہٗ وَکُنْتُ
مِمَّنْ لَمْ یُنْبِتْ فَخُلِّیَ سَبِیْلِیْ وَفِیْ لَفْظٍ فَمَنْ کَانَ مُحْتَلِمًا اَوْ اَنْبَتَ عَانَتُہٗ قُتِلَ وَمَنْ لَا تُرِکَ یعنی
عطیہ قرظی سے روایت ہے کہ کہا اونہوں نے پیش کئے گئے ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر بنی قریظہ کی لڑائی کے دن پس جسکی ناف کے نیچے بال اوگے ہتے وہ مارا گیا اور
جسکے نہیں اوگے ہتے وہ چہوڑ دیا گیا عطیہ کہتے ہیں اور ہتا میں اون لوگوں میں سے کہ جن
کے موے زہار نہیں اوگے ہتے پس میں چہوڑ دیا گیا روایت کیا اس حدیث کو امام احمد
اور ترمذی اور نسائی اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور اسی حدیث کی ایک روایت میں
وارد ہے پس جسکو احتلام ہوتا ہتا یا جسکے موے زہار اوگے ہتے وہ مارا گیا اور جو ایسا نہ ہتا
وہ چہوڑ دیا گیا روایت کیا اسکو امام احمد اور نسائی نے پس پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ
پندرہ برس کی عمر کو پہونچنا مرد اور عورت دونو کے لئے اعلی مدت بلوغ کی ہے اور
یہی مذہب جمہور کا ہے خواہ اور علامتین بلوغ کی ظاہر ہوں یا نہوں آور ادنی مدت
بالغ ہونے کی مرد کے لیئے بارہ برس اور عورت کے واسطے نو سال ہیں یعنی اگر اس
عمر میں وہ دعوے بلوغ کا کریں اور کہیں کہ ہم بالغ ہو گئے تو اونکے قول کی تصدیق
کرنا ضرور ہے اور اون دونوں پر احکام شرع شریف کے بالغوں کے مثل جاری کرنے چاہیئں
آور دوسری نشانی بلوغ کی یعنی احتلام مع انزال یہی مرد عورت دونوں میں مشترک ہے
اور بعض کے نزدیک مرد کے ساتہ خاص ہے آور تیسری علامت یعنی انبات مردوں
کے ساتہ خاص ہے جیسے حیض عورتوں کے ساتہ غرضکہ شرع میں بلوغ کی یہی نشانیاں
ہیں جب انہیں سے کوئی علامت لڑکا لڑکی میں ظاہر ہو تو ماں باپ اور قرابت والوں
کو لازم ہے کہ اون کی شادی بیاہ کی جلد فکر کریں اسلیئے کہ شرع شریف میں جیسے بچوں
کی پرورش کی تاکید آئی ہے اسی طرح بلوغ کے بعد اون کے نکاح کر دینے کا بہی
حکم آیا ہے اور اس کار خیر میں جہاں تک ہو سکے عجلت کریں اس لیئے کہ بسبب تاخیر کے

اگر اولاد گناہ میں مبتلا ہو جاویگی تو وہ معصیت انہیں کے نامۂ اعمال میں لکھی جاویگی جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنْ اِسْمَہٗ وَاَدَبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ یعنی کہا ابو سعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس شخص کے یہاں لڑکا پیدا ہو تو چاہیئے کہ اچھا نام رکھے اوسکا اور اوسکو خوب ادب سکھاوے یعنی احکام شریعت اور آداب معیشت کے کہ دنیا وآخرت میں مفید ہوں اوسکو تعلیم کرے پھر جب وہ بالغ ہو جاوے تو چاہیئے کہ اوسکا نکاح کر دے اس لیئے کہ اگر وہ بالغ ہوگیا اور اوسکا نکاح نہ کیا اور اس سے کوئی گناہ سرزد ہوا یعنی زنا یا اوسکے مقدمات ظہور میں آئے پس اوسکا گناہ اوسکے باپ ہی پر ہے یعنی اسواسطے کہ یہ گناہ باپ ہی کے قصور سے سرزد ہوا کہ اوسنے اپنے لڑکے کا بالغ ہونے کے بعد نکاح نکیا اسی طرح لڑکی کے حق میں بھی وارد ہوا ہے جیسا کہ بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِی التَّوْرَاۃِ مَکْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُہٗ اِثْنَتَیْ عَشْرَۃَ سَنَۃً وَلَمْ یُزَوِّجْہَا فَاَصَابَتْ ذَنْبًا فَاِثْمُ ذٰلِکَ عَلَیْہِ یعنی حضرت عمر اور انس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا توراۃ میں لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ برس کی عمر کو پہونچ جاوے اور وہ اوسکا نکاح نکرے یعنی باوجود میسر آنے کفو کے پھر اوس بیٹی سے کوئی گناہ ہو جاوے یعنی زنا وغیرہ تو اوسکا گناہ اوسکے باپ پر ہے پس ان دونوں حدیثوں سے واضح ہے کہ حتی الامکان اولاد کے بلوغ کے بعد اونکے نکاح کرنے میں کسی طرح کی غفلت نکریں ورنہ دنیا کی رسوائی کے سوا آخرت کے مواخذے میں بھی گرفتار ہونگے —

فصل ستر اور پردے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ دین اسلام میں جن اعضا کا چھپانا مرد اور عورت دونوں پر فرض ہے تفصیل
اونکی یہ ہے کہ مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے پس سوائے اوسکی
بی بی یا لونڈی کے اور کسیکو مرد ہو یا عورت اس ستر کا دیکھنا بے ضرورت قوی کے درست
نہیں اسی طرح ستر عورت کا عورت کے لئے ناف کے نیچے سے زانو تک ہے یعنی بغیر
ضرورت قوی کے اور کسی عورت کو بھی اس ستر کا دیکھنا درست نہیں اور آزاد عورت کو
سوائے اپنے خاوند کے اور محرموں سے پیٹ او پیٹھہ اور ناف سے زانو تک چھپانا
ضرور ہے پنڈلی اور بازو اور چہرہ اور سر اوسکا محرم کے حق میں ستر نہیں یعنی ان اعضا کا دیکھنا
محرم کو درست ہے اور اجنبی مرد سے سارا بدن چھپانا ضرور ہے یہاں تک کہ سر کے بال
بھی ستر میں داخل ہیں انکا دیکھنا بھی غیر مرد کو منع ہے ضرورت قوی کے وقت صرف چہرہ
اور دونوں ہاتہ اور دونوں قدموں کا دکہانا اجنبی مرد کو جائز ہے اسی طرح ان اعضا میں سے
کسی کے عضو پر اگر دہوکے سے کسی نامحرم کی نگاہ جا پڑے تو شرعًا اسمیں کچھہ گناہ نہیں ہے
اور جاننا چاہیئے کہ سب مسلمانوں کی عورتوں کو پردہ کرنا بہت ضرور ہے اسلیئے کہ احادیث
صحیحہ سے ترغیب پردہ کرنے کی ثابت ہے جیسا کہ ترمذی میں وارد ہوا ہے عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْاَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَ
فَہَا الشَّیْطَانُ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
کہ آپ نے فرمایا عورت ستر ہے پس جبکہ اپنے پردے سے نکلتی ہے تو اچہا کر دکہاتا ہے اوسکو
شیطان مردونکی نظر میں حاصل اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ جس طرح شرمگاہ کو چھپاتے
ہیں اسی طرح عورت کو بھی پردے میں رہنا چاہیئے اور جیسا ستر کا کہولنا برا ہے ویسا
ہی بے پردے عورت کا لوگوں کے سامنے آنا مذموم ہے اور جیسا کہ بیہقی کے شعب الایمان
میں وارد ہوا ہے عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ
لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ یعنی حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم
سے مجھے یہ بات پہونچی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت کرے
اللہ دیکھنے والے کو اور اوسکو جسکی طرف دیکھا گیا یعنی جو قصدًا کسی اجنبی عورت یا اوسکے

ستر کی طرف دیکھے اوسپر آپ نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی اسی طرح دکھانے والے
پر بھی حکم لعنت کا فرمایا ہے پس ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کرنے کی نہایت تاکید فرمائی اور ترغیب دلائی ہے اگرچہ پردہ
کرنا ازواج مطہرات کے حق میں فرض تہا اور امت کی بیبیوں کے حق میں مستحب مگر خواہ
مخواہ بدون ضرورت شدید کے بے پردہ اپنے تئیں مردوں کو دکہانا اور اونسے غلالا کرنا
اور جلوت وخلوت میں غیر مرد کے سامنے ہو جانا اور اوسکو اپنے کاموں میں شریک
رکہنا اس خیال سے کہ ہمپر پردہ فرض نہیں صرف ستر کا چہپانا فرض ہے یہ سب گناہ کبیرہ میں
داخل ہے علاوہ اسکے کسی روایت قوی یا ضعیف سے جواز بے پردگی کا ثابت نہیں ہوتا
بلکہ جہاں دیکہو وہاں پردے کی خوبیاں اور اوسکے منافع اور بے پردگی کی خرابیاں اور اوسکے
نقصانات مذکور ہیں خصوصًا اس اخیر زمانہ پر آشوب میں کہ سوائے فتنہ وفساد اور بد طینتی
اور بد افعالی کے اچہے کاموں کی طرف اکثر لوگونکو خیال و توجہ نہیں ہے بلکہ اکثر بد وضع لوگ
شب و روز اسی دہیان میں رہتے ہیں کہ فلان شخص کی بہن یا بیٹی خواہ بی بی بہت طرحدار
اور خوبصورت ہے اوس سے کسی طرح محبت و آشنائی پیدا کرنی چاہیئے اور وقت اور
موقع پاکے اوسکو اپنے قابو میں لانا چاہیئے چنانچہ ہزارہا فریب اور صدہا مکر و حیلے بناکے اون
بیچاریونکو اپنے دام تزویر میں پہانسنا چاہتے ہیں شیطان تو انسان کے بہکانے کی گہات
ہی میں لگا ہے اونکو بہی کچہہ خیال اپنی عزت اور اپنے بزرگوں کی آبرو کا نہیں رہتا پس
شیطان ملعون کے اغوا سے اونکے پہندے میں پہنسکر دونوں جہان میں اپنا موںہہ کالا کرتی
ہیں اور طرح طرح کی ذلت و رسوائی اور گناہوں میں گرفتار ہوتی ہیں اور اکثر اس زمانے
میں کشت وخون وغیرہ بہی اسی آشنائی کے باعث سے ہوا کرتا ہے اور غالبًا یہ سب فتنے اور
فساد بے پردگی ہی کی وجہ سے برپا ہوتے ہیں اسی واسطے سب مسلمان شریف لوگ
پردے کو عورتوں کے لیئے نہایت پسند کرتے ہیں پس ماں باپ کو چاہیئے کہ جب لڑکیاں
چہہ سات برس کی عمر کو پہونچیں تو اونکو باہر پہرنے سے روکیں اور غیر مردوں سے پردہ
کرنے کی تاکید کریں تاکہ چہٹپن ہی سے اونکو پردہ کرنے کی عادت پڑے اور زندگی بہر

شرم و آبرو کے ساتھ شرفا کی طرح اپنے گھر میں خوش اوقاتی کے ساتھ گزران کریں اور ہر طرح کی تہمت اور رسوائی اور ذلت وغیرہ سے بچکر کونین کی نعمت حاصل کریں۔

فصل اون ناتے داروں اور مذہب والوں کے بیان میں جن سے نکاح درست نہیں

جاننا چاہیئے کہ شرع میں عورتوں سے نکاح حرام ہونے کی دو وجہیں مذکور ہیں ایک نسب دوسرے مصاہرت یعنی نکاح کے سبب سے رشتہ داری اور یہ سب پندرہ عورتیں ہیں بارہ انمیں سے ہمیشہ کو حرام ہیں کہ اُنسے کبھی نکاح درست نہیں اور تین ایسے ہیں کہ بی بی کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اونسے نکاح درست ہوجاتا ہے اول یعنی نسب کی جہت سے جو سات عورتیں ہمیشہ کو حرام ہیں تفصیل اون سب کی اور جو مصاہرت کی وجہ سے حرام ہیں اونمیں سے چھہ کی کلام مجید کی اس آیت شریف میں جو چوتھے پارے کے اخیر میں واقع ہوئی ہے مذکور ہے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْأَخِ وَبَنٰتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهٰتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ الّٰتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا یعنی حرام کی گئیں تمپر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہارے بھائیوں اور بہنوں کی بیٹیاں یعنی بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ مائیں تمہاری جنہوں نے تمکو دودہ پلایا ہے اور دودہ شریک بہنیں اور تمہاری بیبیوں کی مائیں اور ربائب یعنی تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں اور خاوند سے جو تمہاری گودیوں میں ہیں تمہاری اون بیبیوں سے جن سے تم نے صحبت کی ہے پس اگر نہیں صحبت کی تم نے اونسے تو نہیں کچھ گناہ تمپر اور تمہارے بیٹوں کی بیبیاں جو تمہاری صلب سے ہیں اور یہ کہ اکٹھا کرو تم

دو بہنونکو مگر جو آ گے ہو چکا بیشک اللہ بڑا بخشنے والا ہے نہایت مہربان پس اس آیت میں
تیرہ عورتوں کا ذکر آیا ہے اور باقی دو عورتیں جن کی حرمت حدیث شریف سے معلوم
ہوتی ہے وہ یہ ہیں ایک بی بی کی پہوپی اور دوسری اوسکی خالا پس یہ سب پندرہ
عورتیں ہوئیں انہیں سے صرف تین عورتیں ایسی ہیں کہ جن سے نکاح ہمیشہ کو منع
نہیں ایک وقتِ خاص تک حرام ہے وہ یہ ہیں بی بی کی بہن اور پہوپی اور خالا کہ
بی بی کے ساتھ جمع کرنا اونکا منع ہے اور اوسکے مرنے یا طلاق دینے کے بعد نکاح اونسے
جائز ہے جاننا چاہیئے کہ جو رشتے اوپر مذکور ہوئے جن کے سبب سے نکاح حرام ہے
بعض اونمیں سے تین طرح پر ہیں یعنی علاتی اخیافی حقیقی خود ظاہر ہے علاتی اوسے
کہتے ہیں جسکا رشتہ باپ کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور بہنیں کہ جنکا باپ ایک ہو اور
مائیں دو ایسے ہی پہوپی اور خالا بہی علاتی ہوتی ہیں اور اخیافی وہ ہیں جنکا رشتہ ماں
کی طرف سے ہو جیسے بہائی اور بہنیں دوسرے باپ سے کہ ماں سب کی ایک ہو اور
باپ دو پہوپیاں اور خالائیں بہی اخیافی ہوتی ہیں اور یہ علاتی اور اخیافی رشتے بہی
نسب ہی میں داخل ہیں یعنی جو ناتے دار حقیقی رشتے کے سبب سے حرام ہیں وہ علاتی
اور اخیافی ہونے سے بہی حرام ہوتے ہیں اور جیسے ان رشتوں کی عورتیں حرام ہیں ویسے
ہی ان رشتوں کے مرد بہی حرام ہیں یعنی انسے نکاح باہم درست نہیں تفصیل اون
مردوں کی جن سے نکاح عورتوں کو حرام ہے یہ ہے سگا یا سوتیلا خواہ رضاعی بیٹا اور باپ
اور سگا بہائی اور سگا داماد اور سگا سسرا اور بہائی کا بیٹا یعنی بہتیجا سگا ہو یا سوتیلا اور بہن
کا بیٹا یعنی بہانجا سگا اور سوتیلا اور باپ کا بہائی یعنی چچا سگا ہو خواہ سوتیلا اور ایسا ہی ماں
کا بہائی یعنی ماموں یہ سب محرم ہیں انسے نکاح جائز نہیں اور نسبی رشتوں میں دادا
نانا اور اونکے باپ یعنی پردادا پرنانا وغیرہ جتنے اوپر کے ہوں اصول کی وجہ سے سب
حرام ہیں اور فروع کی وجہ سے پوتا پروتا نواسا کنواسا وغیرہ جتنے نیچے درجے کے ہوں
سب حرام ہیں سگے ہوں یا سوتیلے اور انکی بیبیاں یعنی دادی نانی پردادی پرنانی
حقیقی ہوں یا سوتیلی یہ بہی سب حرام ہیں اصول کی وجہ سے اور فروع کے سبب سے

پوتے پروتے نواسے کنواسے کی عورتوں سے بھی نکاح حرام ہے اسلیئے کہ یہ سب بیٹیوں
کے حکم میں ہیں اور بیٹے حقیقی ہوں یا حکمی اونکی ازواج سے نکاح درست ہنیں ایسا ہی
حال خاوند کے رشتہ داروں کا ہے یعنی جو مرد اپنے نسب کے اصول اور فروع کی
وجہ سے حرام ہیں وہی خاوند کے نسب سے عورت پر حرام ہیں اور ایسا ہی مرد پر
بی بی کے اصول اور فروع کی عورتیں یعنی اوسکی دادی نانی وغیرہ اصول کی وجہ سے
اور بی بی کی اولاد یعنی اوسکے پوتے پروتے نواسے کنواسے جو اوسکے اور خاوند سے
ہوں یہ سب اس دوسرے خاوند پر حرام ہیں عورت کے فروع کے سبب سے جتنے
نیچے درجے کے ہوں اسلیئے کہ انکے خاوند داماد کے حکم میں ہیں اور داماد سے نکاح حرام ہے
ہاں بی بی کی وہ لڑکی جو دوسرے خاوند سے ہو شوہر کے اوس بیٹے پر جو دوسری عورت سے
ہو حرام ہنیں یعنی اوس لڑکی کا نکاح اوس سے درست ہے اور ایسا ہی حال رضاعت کا
سمجھنا چاہیے مگر دودہ کی وجہ سے حرمت اوسوقت ثابت ہوتی ہے کہ دودہ پینے کی مدت
میں پیا ہو یعنی دو ڈہائی برس کی عمر میں اس سے زیادہ عمر میں پینا معتبر ہنیں اور یہ بھی
شرط ہے کہ پانچ بار چھاتی چوسی ہو اور دودہ پیٹ میں گیا ہو اسلیئے کہ خالی چھاتی کا چوسنا
معتبر ہنیں اور رضاعت رضیع کے اقرار سے ثابت ہوتی ہے اور دو عادل مردوں خواہ
ایک مرد یا دو عورتوں کی گواہی سے مگر حدیث شریف کے موافق ایک ہی عورت کی
گواہی ثبوت رضاعت میں کافی ہے جیسا کہ بخاری کی الحدیث سے ثابت ہے عَنْ عُقْبَۃَ
بْنِ حَارِثٍ أَنَّہٗ تَزَوَّجَ اِبْنَۃً لِاَبِیْ اِہَابِ بْنِ عَزِیْزٍ فَاَتَتْہُ اِمْرَأَۃٌ فَقَالَتْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَۃَ
وَالَّتِیْ تَزَوَّجَ بِہَا فَقَالَ لَہَا عُقْبَۃُ مَا اَعْلَمُ اَنَّکِ اَرْضَعْتِنِیْ وَلَا اَخْبَرْتِنِیْ فَاَرْسَلَ اِلٰی اٰلِ اَبِیْ اِہَابٍ فَسَأَلَ
ہُمْ فَقَالُوْا مَا عَلِمْنَا اَرْضَعَتْ صَاحِبَتَنَا فَرَکِبَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَسَأَلَہٗ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَیْفَ وَقَدْ قِیْلَ فَفَارَقَہَا عُقْبَۃُ وَنَکَحَتْ زَوْجًا غَیْرَہٗ
یعنی روایت ہے عقبہ حارث کے بیٹے سے یہ کہ تحقیق نکاح کیا اوسنے ابو اہاب بن عزیز
کی بیٹی سے پھر آئی ایک عورت اور کہا اوسنے کہ بیشک دودہ پلایا ہے میں نے عقبہ
اور اوس عورت کو کہ نکاح کیا ہے عقبہ نے اوس سے یعنی وہ عورت دودہ شریک

بہن ہے عقبہ کی اور نکاح اونکا باطل ہے پس عقبہ نے اوس عورت سے کہا میں نہیں
جانتا کہ تحقیق تو نے دودہ پلایا ہے مجکو اور نہ خبر دی تو نے مجکو یعنی پہلے اس سے اس
امر کی پس بہیجا عقبہ نے یعنی ایک شخص کو ابی اہاب کے گہر والوں کی طرف پہر پوچہی اوس
شخص نے اونسے یعنی یہ بات کہ دودہ پلایا ہے تمہاری لڑکی کو اس عورت نے پس
کہا اونہوں نے نہیں جانتے ہم کہ دودہ پلایا ہو اس عورت نے ہماری لڑکی کو پس سوار ہو کر
چلے عقبہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مدینے میں اور پوچہا آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم
سے یعنی حکم اس نکاح کا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ کس طرح اپنے
نکاح میں رکہے گا تو اسکو اس حال میں کہ تحقیق کہا گیا ہے کہ وہ دودہ شریک بہن ہے تیری
پس جدا کر دیا اوس عورت کو عقبہ نے اور نکاح کیا اوسنے سوائے اوسکے اور خاوند سے
پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رضاعت کے ثبوت میں ایک عورت کا کہنا بہی کافی ہوتا ہے
جاننا چاہیئے کہ دودہ پلائی ماں کے حکم میں اور اوسکا خاوند باپ کے حکم میں ہے اور
اولاد اس رضاعی باپ کی خواہ اسی بی بی سے ہو یا دوسری سے حنفی مذہب وغیرہ میں
بہن بہائی کے حکم میں ہو جاتی ہے غرضکہ حکم دودہ اور نسب کا ایک ہے سب اصول
اور فروع میں اور جس طرح شیر خوار پر رضاعت کے سبب سے انا کے اور اوسکے خاوند
کے رشتے دار مثل پوتا پوتی نواسا نواسی کے حرام ہیں اسی طرح انا اور اسکے خاوند پر شیرخوار
کے یہ سب رشتے دار حرام ہیں جو کہ رضاعت کا حکم شرع شریف میں مثل نسب کے
ہے اسلیئے اسکا بہت لحاظ رکہیں اور ہرگز اس باب میں غفلت نکریں بلکہ جن عورتوں
سے اولاد کو دودہ پلوایا ہو اور جن بچوں کو خود پلایا ہو اونکو اور اونکے رشتے داروں کو خوب
یاد رکہیں تاکہ دہوکے سے نکاح محرمات کے ساتہ نہو جاوے اور ماں باپ کی پہوپی اور
خالہ حقیقی ہوں یا علاتی خواہ اخیافی ان سب سے بہی تمام عمر کو نکاح حرام ہے اور چچی اور
ممانی اور بہاوج سے اونکے خاوندوں کے مرجانے یا طلاق کے بعد نکاح درست ہے
اور اسی طرح پہوپا اور خالو سے بہی بعد مرجانے یا طلاق خالہ اور پہوپی کے نکاح صحیح ہے
اور معاذ اللہ جس عورت سے مرد نے زنا کیا اوسکی ماں اسپر حرام ہے اور وہ زانیہ اس

زانی کے باپ دادا بیٹے پوتے پر حنفیہ کے نزدیک حرام ہے اور جس شخص نے اپنی لونڈی سے
صحبت کی اوس لونڈی کی ماں ہمیشہ اسپر حرام ہے اور اوسکی بہن جبتک کہ لونڈی کو اپنے
اوپر حرام نکرے حلال نہیں مثلا آزاد کردے یا بیچ ڈالے یا کسیکو بخش دے یا کسی سے اسکا
نکاح کردے اور جس مرد کے نکاح میں آزاد عورت ہو اوس کو لونڈی سے نکاح کرنا درست
نہیں مگر اوسکی طلاق یا وفات کے بعد درست ہے اور آزاد عورت کے نکاح پر قدرت
ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا مکروہ ہے اور غلام کا نکاح بے اذن مالک کے نہیں
ہو سکتا ہے اور جس عورت کو طلاق دی ہو جب تک وہ عدت میں ہو اوسکی بہن سے
نکاح نہیں ہو سکتا بعد عدت گزر چکے درست ہے اور جو عورت عدت میں ہو اوس سے
نکاح جائز نہیں بلکہ اس عدت میں صریح پیغام نکاح کا دینا بھی منع ہے اشارۃً اگر اس
طرح کی بات چیت کرے کہ جس سے اوس عورت کو یہ امر معلوم ہو جاوے کہ اس شخص کا
ارادہ نکاح کا ہے تو یہ جائز ہے اور عدت طلاق کی تین حیض ہیں اور وفات کے چار مہینے
دس دن اور اگر حاملہ ہو تو طلاق اور وفات کی عدت کا زمانہ جننے تک ہے یعنی بچا پیدا
ہونے سے عدت پوری ہو جاتی ہے جیسا کہ قران شریف کی ان آیتوں سے واضح ہے۔
وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا
بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ فِیْمَا فَعَلْنَ فِیْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ وَلَا جُنَاحَ
عَلَیْکُمْ فِیْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَکْنَنْتُمْ فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّکُمْ سَتَذْکُرُوْنَهُنَّ وَلٰکِنْ
لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّکَاحِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتٰبُ
اَجَلَهٗ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْهُ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ یعنی اور
جو لوگ مرجاویں تم میں سے اور چھوڑ جاویں اپنی بیبیاں انتظار دیویں وہ اپنی جانوں کو چار
مہینے دس دن پھر جب پہونچ چکیں وہ اپنی عدت کو تو نہیں گناہ تمپر اوس چیز میں جو وہ
اپنے حق میں کریں موافق دستور کے اور اللہ خبردار ہے اوس چیز کے ساتھ جو تم کرتے ہو
اور گناہ نہیں تمپر اوس چیز میں جو پردے میں کہو پیغام نکاح کا عورت کو یا چھپا رکھو اپنے
دلوں میں معلوم ہے اللہ کو کہ تم البتہ اونکا دھیان کروگے لیکن وعدہ نہ کر رکھو اونسے

چھپ کر مگر یہی کہ کہدو ایک بات جسکا رواج ہے اور نہ باندہو گرہ نکاح کی جبتک پہنچ چکے
حکم اللہ کا اپنی مدت کو اور جان رکہو کہ اللہ کو معلوم ہے جو تمہارے دل میں ہے تو اوس
سے ڈرتے رہو اور جان رکہو کہ اللہ بخشنے والا ہے تحمل والا یعنی عورت ایک خاوند سے چہوٹی
ہے اور عدت میں ہے تب تک کسی اور کو روا نہیں کہ اوس سے نکاح باندہ لے یا صاف
وعدہ کر رکہے مگر دل میں نیت رکہے کہ یہ فارغ ہوگی تو میں نکاح کرونگا یا اوسکو پردے میں
سنا رکہے تا اس سے پہلے کوئی اور نہ کہہ بیٹہے پر وہ یہ کہ ایک بات کہدے مروج سی مثلاً عورت
کو کہے کہ تجکو ہر کوئی عزیز کریگا یا کہے کہ مجکو ارادہ نکاح کا ہے یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ
فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ یعنی اے نبی جب تم طلاق دو عورتوں کو تو اونکو طلاق دو
اونکی عدت پر یعنی عدت تین حیض ہیں طلاق حیض سے پہلے دو کہ سارا حیض گنتی میں آوے
اور اوس پاکی میں نزدیکی نہ کی ہو اور گنتے رہو عدت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ
یعنی اور جن کے پیٹ میں بچا ہے اونکی عدت یہ کہ جن دیویں پیٹ کا بچا اور جو اتفاقاً ایسی
عورت سے نکاح ہوگیا جسکو دوسرے سے حمل زنا کا تہا تو نکاح درست ہے مگر بچہ جننے سے
پہلے صحبت کرنا درست نہیں اور جو خود زانی ہی نے نکاح کیا تو نکاح اور صحبت دونوں
درست ہیں اور زانی اور زانیہ اور مشرک اور مشرکہ سے نکاح کرنا حرام ہے جیساکہ اس
آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِکَةً وَّالزَّانِیَةُ لَا یَنْکِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ
وَّحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی زناکر نیوالا نہیں نکاح کرتا مگر زنا کرنے والی یا بت پرست
عورت کو اور زنا کرنی والی عورت کو نہیں نکاح کرتا مگر زنا کرنے والا یا بت پرست اور
حرام کیا گیا ہے یہ ایمان والوں پر پس آیت سے تو صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ زانی اور زانیہ
اور مشرک اور مشرکہ سے نکاح کرنا حرام ہے مگر چونکہ اس آیۂ شریفہ کی شان نزول اور
معنی میں بہت اختلاف ہے بعض کہتے ہیں منسوخ ہے بعض فرماتے ہیں خاص لوگوں
کے حق میں نازل ہوئی ہے اسی لیئے علماء رحمہم اللہ تعالی یہ فرماتے ہیں کہ اگر انہوں نے
توبہ کر لی ہو تو اونسے نکاح درست ہے اور مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم اس
آیت کے فائدے میں یہ ارشاد فرماتے ہیں ف مرد اگر بدکار ہو تو پارسا نہ بیاہ لاوے اور

اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے دو واسطے ایک یہ کہ اوسکا کفو نہیں اوسکو عار ہے
دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگجاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو
عورت بدکار نہیں درست جبتک بدکاری کرتی رہے اور اگر تو بہ کرے تو درست ہے
فقط رافضی اور خارجی مرد ہو یا عورت اوسکا نکاح سنی سے نہیں ہو سکتا اور محمدیونکا نکاح
اہل کتاب کی عورتوں اور پارسنوں سے جائز ہے رافضی اور خارجی عورتوں سے جبتک
وہ سنی ہو جاویں نادرست یعنی اہل کتاب کی عورتوں اور پارسنوں کا نکاح بغیر مسلمان
ہونے کے مسلمان مرد سے ہو سکتا ہے رافضیہ اور خارجیہ کا نہیں ہو سکتا اور اسی طرح
نکاح بت پرست سے آزاد ہو یا لونڈی درست نہیں سورج چاند تارے وغیرہ کے پوجنے
والے بت پرستوں میں داخل ہیں پس ان سب سے ہی نکاح کرنا منع ہے اور متعہ کرنا
حرام ہے متعہ اوس نکاح کو کہتے ہیں کہ جسکی میعاد مقرر کی جاوے یعنی یہ کہا جاوے کہ
اس عورت کو ایک مہینے یا ایک سال تک اپنے نکاح میں رکھونگا پھر چھوڑ دونگا جیسا کہ
آجکل رافضے کرتے ہیں پس ایسا نکاح کرنا حرام ہے اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک میں متعہ منسوخ ہو چکا ہے اور شغار کرنا بھی حرام ہے شغار یہ ہے کہ مثلاً زید
عمرو سے یہ کہے کہ تو اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح بغیر مہر کے مجھسے کردے اور میں اپنی بیٹی یا بہن
کا نکاح بے مہر کے تجھسے کردوں سو یہ حرام ہے

فصل ترغیب نکاح اور منگنی کی شرطونکے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ نکاح کرنا انبیا علیہم السلام کے عمدہ طریقوں میں سے ہے جیسا کہ ترمذی نے
ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ اَلْحَیَاءُ[۱] وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

[۱] اور بعضے روایتوں میں بجاے الحیاء کے الحناء واقع ہوا ہے ۱۲

نے فرمایا کہ چار چیزیں رسولوں کے طریقوں سے ہیں حیا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا
اور نکاح اور بخاری شریف میں عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ
فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں عورتوں
سے نکاح کرتا ہوں سو جو کوئی میرے طریقے سے مونہہ پھیرے وہ مجھسے نہیں یعنی وہ
میرے طریقے میں نہیں ہے اس حدیث شریف سے شادی بیاہ کرنے کی تاکید شدید
معلوم ہوتی ہے علاوہ اسکے کئی جگہہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں نکاح کا ذکر بصیغہ
امر مذکور ہے اوس سے حکم نکاح کرنیکا سمجھا جاتا ہے خاصکر جو شخص کہ اسباب جماع یعنی
قوت اور مہر دینے کی قدرت اور عورت کے نان نفقے کی مقدرت رکھتا ہو اوسکے لیئے
تو نکاح کرنا نہایت ہی ضرور ہے جیساکہ بخاری اور مسلم نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ
مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ
فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اے گروہ جوانوں
کے جو کوئی طاقت رکھے تم سے اسباب جماع کی یعنی نفقے اور مہر کی پس چاہیئے کہ وہ
نکاح کرے بیشک نکاح بہت جھکانے والا ہے نگاہ کو یعنی اوسکے سبب سے اجنبی عورت
پر نظر نہیں پڑتی اور نہایت روکنے والا ہے شرمگاہ کو یعنی حرامکاری سے بچاتا ہے اور
جو شخص کہ اسباب جماع کی طاقت نہ رکھے پس اوسکو چاہیئے کہ روزے رکھے تحقیق روزہ
رکھنا اوسکے لیئے خصی کرنا ہے یعنی جیسے فوطے کوٹنے سے شہوت جاتی رہتی ہے ایسے ہی
روزے رکھنے سے جاتی رہتی ہے پس جو شخص صحبت کر سکتا ہو اور روٹی کپڑے وغیرہ
کا خرچ جو بی بی کو شرع شریف میں دینا فرض ہے دیسکتا ہو تو اوسکو چاہیئے کہ ضرور ہی
نکاح کرے مجرد نہ رہے اسلیئے کہ باوجود قدرت کے بے نکاح رہنے کی شرع میں ممانعت
آئی ہے جیساکہ طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعَۃٌ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَمَّنَتِ الْمَلٰئِکَۃُ رَجُلٌ جَعَلَہُ اللّٰہُ
ذَکَرًا فَاَنَّثَ نَفْسَہٗ وَتَشَبَّہَ بِالنِّسَاءِ وَامْرَاَۃٌ جَعَلَہَا اللّٰہُ اُنْثٰی فَتَذَکَّرَتْ وَتَشَبَّہَتْ بِالرِّجَالِ

وَالَّذِیْ یُضِلُّ الْاَعْمٰی وَرَجُلٌ حَصُوْرٌ وَلَمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ حَصُوْرًا اِلَّا یَحْیٰی بْنَ زَکَرِیَّا یعنی فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار آدمی لعنت کئے گیے ہیں دنیا و آخرت میں اور فرشتوں
نے آمین کہی ایک وہ شخص جسکو اللہ تعالی نے مرد بنایا اور اوسنے اپنے تئیں عورت بنایا اور
عورتوں کے مشابہ کیا دوسرے ایسی عورت جسکو عورت بنایا اور اوسنے اپنے تئیں مرد اور
مشابہ مردوں کے ٹہیرایا تیسرا وہ شخص کہ بہکاتا ہے اندہے کو چوتہا وہ شخص جو عمر بہر بن بیاہا رہے
اور اللہ تعالی نے سواے یحیی بن زکریا کے کسی کو حصور نہیں بنایا[1] اس حدیث سے صاف
ظاہر ہے کہ بے نکاح رہنا بری بات ہے اگر آزاد بی بی کے مصارف کا متحمل نہیں ہو سکتا
تو لونڈی ہی سے نکاح کرے جیسا کہ اس آیت شریف میں آیا ہے وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْکُمْ
طَوْلًا اَنْ یَّنْکِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ فَتَیٰتِکُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِکُمْ
بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْکِحُوْھُنَّ بِاِذْنِ اَھْلِھِنَّ وَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ
وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ یعنی جو کوئی نہ رکہے تم میں سے مقدور اسکا کہ نکاح میں لاوے بیبیاں
ایمان والیاں پس اوس چیز سے کہ مالک ہوئے تمہارے داہنے ہاتہ تمہاری ایمان والی
لونڈیوں سے اور اللہ خوب جانتا ہے تمہارے ایمان کو تم آپسمین ایک ہو پس بیاہ لاو انکو
اونکے مالکوں کے حکم سے اور دو اونکے مہر موافق دستور کے قید میں آتیاں نہ مستی نکالتیاں
اور نہ یار کرتیاں چہپ کر یعنی فرمایا جسکو مقدور نہو ازاد عورت سے نکاح کرنے کا اور صبر بہی
نہ کر سکتا ہو کہ اس سے حرام ہو جاوے تو درست ہے کہ کسی کی لونڈی سے نکاح کرے
مالک کے اذن سے آور چہپی یاری سے منع فرمایا تو نکاح میں شاہد لازم ہوے پس اس
آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت بغیر نکاح کے نہ رہیں اس لیئے کہ
بے نکاح رہنا پیغمبروں کی سنت کے بہی خلاف ہے دیکہو اکثر نبیوں کی بیبیاں تہیں اور
اولاد بہی ہوئی چنانچہ اسکا ذکر قران شریف میں بہت جگہہ آیا ہے جیسے سورہ رعد کے
اخیر رکوع میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا

---

[1] امام منذری رحمہ اللہ تعالی نے ترغیب و ترہیب میں اس حدیث کو غریب کہا ہے ۱۲

لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً یعنی بیشک بھیجے ہمنے کتنے رسول تجھسے پہلے اور دی تھین اونکو بیبیاں اور اولاد غرضکہ نکاح کی خوبیاں اور اوسکے فائدے کتاب وسنت میں بہت مذکور ہیں چنانچہ بعض کا ذکر اس جگہہ کیا گیا اور بے نکاح رہنے میں باوجود مخالفت قرآن وحدیث اور طریقے پیغمبروں کے دینی ودنیوی بھی بہت سے نقصان ہیں چنانچہ نکاح نکرنے سے طرح طرح کے مرض جوشش اور فساد خون وغیرہ کے پیدا ہوتے ہیں جیسے پھنسی پھوڑے دنبل وغیرہ اور بی بی والے اکثر ایسے امراض سے محفوظ رہتے ہیں اسی لیئے اطبا نے لکھا ہے کہ صحبت کرنا بھی ایک طرح کا تنقیہ ہے اور سوا اسکے نکاح نکرنے سے اکثر بے احتیاط لوگ زنا اور اغلام وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ جس سے علاوہ گناہ عظیم کے سوزاک اور آتشک وغیرہ میں گرفتار ہوکر عمر بھر طرح طرح کی ایذا اور تکلیفیں اوٹھاتے ہیں اور اکثر مرد وعورت ایسے ہی مرضوں کی بدولت اولاد سے کہ اصل مقصود نکاح سے یہی ہے محروم اور بے نصیب رہتے ہیں اور بیچاری بیبیوں کو بھی اپنی شامت اعمال سے ان مرضوں میں مبتلا کر کے عمر بھر کی تکلیف اور غم میں گرفتار کرتے ہیں لہذا ماں باپ کو چاہیئے کہ بلوغ کے بعد ہی اپنی اولاد کی شادی بیاہ کی فکر کریں جیسا کہ فصل بلوغ میں گزر چکا بس جہاں کہیں اپنی اولاد کی بات ٹھہراویں تو ان شرطوں کا ضرور خیال رکھیں ایک یہ کہ عورتیں اوس جرگے کی چاہنے والیاں ہوں اپنے خاوندوں کو دوسرے یہ کہ جننے والیاں ہوں بانجھ نہوں اور یہ مضمون حدیث شریف سے جو ابوداؤد اور نسائی میں ہے ثابت ہوتا ہے عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّىْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کرو تم اوس عورت سے کہ بہت دوست رکھے اپنے خاوند کو اور بہت جننے والی ہو اسلئے کہ تحقیق میں فخر کرونگا تمہاری بہتایت کے سبب سے اور امتوں پر یعنی جبکے یہاں اپنی اولاد کی شادی مقرر کریں تو اوسکے کنبے والی عورتوں مثل خالہ پھوپی چچی بہن وغیرہ کو تلاش کرلیں کہ وہ جننے والیاں ہیں یا بانجھ کثیر الاولاد ہیں یا نہیں تیسرے عورت کی دینداری اور آسودگی اور خوبصورتی اور شرافت کا بھی خیال رکھیں مگر دینداری کو سب پر مقدم سمجھیں جیسا کہ بخاری ومسلم کی حدیث متفق علیہ میں آیا ہے عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِہَا وَلِحَسَبِہَا وَلِجَمَالِہَا وَلِدِیْنِہَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نکاح کیجاتی ہے عورت چار چیز کے سبب سے سبب اوسکے مال اور جمال کے اور حسب اور دین کے پس فتحیاب ہو دیندار عورت کے ساتھ خاک میں آلودہ ہوں تیرے دونوں ہاتھ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کو حسب اور مال اور جمال پر مقدم کیا ہے اور اسی طرح تقدیم دین اسلام کی قرآن مجید کی اس آیت شریف سے بھی ثابت ہوتی ہے وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکَاتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ وَلَاَمَۃٌ مُّؤْمِنَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکَۃٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْکُمْ وَلَا تُنْکِحُوا الْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یُؤْمِنُوْا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکُمْ اُولٰٓئِکَ یَدْعُوْنَ اِلَی النَّارِ وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلَی الْجَنَّۃِ وَالْمَغْفِرَۃِ بِاِذْنِہٖ وَیُبَیِّنُ اٰیٰتِہٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ یعنی نکاح میں نہ لاؤ شرک والی عورتیں جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ لونڈی ایمان والی بہتر ہے شرک کرنیوالی بی بی سے اگرچہ خوش لگے تمکو اور نکاح نکر دو شرک والونکو جب تک ایمان نہ لاویں اور البتہ غلام ایمان لانے والا بہتر ہے شرک کرنیوالے میاں سے اگرچہ خوش لگے تمکو یہ لوگ بلاتے ہیں آگ کی طرف اور اللہ بلاتا ہے بہشت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے اور بتاتا ہے اپنے حکم لوگوں کو شاید وہ چوکس ہو جاویں پس اس آیت سے بھی دین کو سب شروط پر مقدم رکھنا ثابت ہوا اسلیئے ہر ایماندار کو لازم ہے کہ دین ہی کو سب شرطوں پر مقدم سمجھے اور ہر حال میں اوسی کو ترجیح دے چوتھے یہ کہ حتی المقدور اپنی شادی کنواری لڑکی سے کرے کہ اوس سے زیادہ حظ حاصل ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی کنواری لڑکی سے نکاح کرنے کو پسند فرمایا ہے جیسا کہ بخاری ومسلم میں آیا ہے عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃٍ فَلَمَّا قَفَلْنَا وَکُنَّا قَرِیْبًا مِّنَ الْمَدِیْنَۃِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ حَدِیْثُ عَہْدٍ بِعُرْسٍ قَالَ تَزَوَّجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَبِکْرًا اَمْ ثَیِّبًا قُلْتُ بَلْ ثَیِّبٌ قَالَ فَہَلَّا بِکْرًا تُلَاعِبُہَا وَتُلَاعِبُکَ یعنی جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا اونھوں نے ہم ساتھ تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک لڑائی میں پھر جب ہم پھرے اور مدینے کے قریب پہونچے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق میں نیا بیاہا ہوا ہوں یعنی اگر حکم ہو تو میں پہلے سے گھر جاؤں جابر نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے نکاح کیا ہے تونے مینے کہا ہاں فرمایا کنواری ہے یا خاوند کر چکی ہے مینے کہا کنواری نہیں ہے بلکہ خاوند کر چکی ہے فرمایا کنواری سے کیوں نہ نکاح کیا کہ کھیلتا تو اوس سے اور کھیلتی وہ تجہسے پس اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جہاں تک ہوسکے کنواری ہی سے نکاح کرے کہ اس میں بہت فائدے ہیں پانچویں شرط یہ کہ لڑکی کو نکاح سے پہلے دیکھ لیں تاکہ اوسکا حسن و قبح بخوبی معلوم ہوجاوے اور جو نکاح کرنیوالا خود ہی دیکھ لے تو بہت اچھا ہے کیونکہ شرع شریف میں بہی اسکی اجازت آئی ہے چنانچہ احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ خَطَبْتُ امْرَأَةً فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَظَرْتَ اِلَيْهَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهُ اَحْرٰى اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمَا یعنی کہا مغیرہ بن شعبہ نے کہ ارادہ کیا مینے منگنی کا ایک عورت سے پس فرمایا مجہسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا دیکھ لیا ہے تونے اوسکو مینے کہا نہیں فرمایا پس دیکھ لے تو اوسکو اسلیئے کہ مقرر دیکھ لینا بہت اچھا ہے آپس میں ہمیشہ الفت و محبت رہنے کے لیئے اس سے معلوم ہوا کہ پہلے سے اپنی منگیتر کو دیکہنا بہتر ہے اور نکاح سے پہلے تحفہ وغیرہ منگیتر کے یہاں بہیجنا شرعاً درست ہے اسلیئے کہ یہ باعث زیادتی محبت کا ہے چھٹے یہ کہ عورت کی خوش خلقی اور خوش مزاجی کا بہی ضرور خیال رکہنا چاہیئے کیونکہ بدمزاج عورت سے بیحد و بس ایذا اور تکلیف ہوتی ہے اور تمام عمر بےلطفی سے گزرتی ہے خاصکر جبکہ مرد نیک اور بی بی بدمزاج ہو تو نہایت ہی خرابی اور تباہی سے زندگی بسر ہوتی ہے اور گہر گہر نہیں رہتا بلکہ دوزخ کا نمونہ بنجاتا ہے جیساکہ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

زن بد در سرای مرد نکو ٭ ہمدرین عالمست دوزخ او

ساتویں اوسکی سلیقہ شعاری کا بہی دہیان رکہیں کیونکہ نکاح کے فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بہی ہے کہ گہر کا بندوبست خوب ہو پس اگر عورت بے سلیقہ ہوگی تو زندگی بہر گہر کی تباہی اور بربادی رہیگی آٹھویں یہ کہ جہاں کہیں بات ٹہیراویں اوس خاندان کی عورتوں کا چال چلن بہی ضرور دریافت کرلیں کہ اوس کنبے کی عورتیں کیسی ہیں اگر دیندار باحیا شرم والی نیکبخت غریب مزاج اپنے خاوندونکو ہر حال میں عزیز اور دوست رکہتی ہوں

اور اپنی سسرال والوں کو بھی چاہنے والی اور ہر حال میں اونکی شریک اور سب طرح
سے اونکی فرمانبردار اور مطیع ہوں اور طلاق لینے کو جہانتک ہو سکے بُرا اور معیوب
جانتی ہوں اگرچہ طلاق مباح ہے لیکن اللہ تعالی کو بہت ناپسند ہے پس ایسے گھرانے
کی لڑکی سے بلا تکلف منگنی کرلیں نویں یہ کہ اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ جو لوگ
اپنی بیٹی یا بہن بھانجی یا بھتیجی کو منگنی کے وقت یا اوسکے بعد سسرال والونکے سامنے کردیں اور
انسے پردہ نہ کراویں یا لڑکیوں کی شادی کا خود ہی بے سبب قومی کے بیحد تقاضا کریں
یا اپنی معاش کا بندوبست لڑکیوں کے واسطے سے چاہیں یا کنواری لڑکیوں کو شہر بشہر
کسبیوں کی طرح اپنے ساتھ بیاہ کے واسطے لیئے پھریں اور تمام خرچہ لڑکیوں کی شادی
کا سسرال والوں ہی پر رکھیں اور اپنی طرف سے ایک حبہ بھی نہ اٹھاویں بلکہ کچھ لینے
ہی کی امید رکھیں اور جب شادی کا پیغام بھیجا جاوے تو فوراً منظور اور قبول کریں ذرا
بھی تامل اور تاخیر نکریں تو ایسے خاندان میں ہرگز شادی نکرنا چاہیئے کیونکہ ایسی جگہہ شادی
کرنا خالی فساد سے نہیں ہوتا اسلیئے کہ لڑکی والے اپنا وقت نکالکر اور موقع پاکے شادی کے
بعد طرح طرح کے فساد کرتے ہیں اور ہر قسم کے مکر و فریب کرکے بیٹے والونکو سخت حیران اور
پریشان کرتے ہیں جیساکہ نواب مصطفے خاں مرحوم کی بی بی نے یہاں آکر اپنی بیٹیوں
کی شادی میرے بھائی کے لڑکوں سے خوشی خوشی کی پھر بیاہ ہوجانیکے بعد طرح طرح
کے مکر و فریب کرکے فساد اور رنج شروع کردیئے دسویں یہ کہ لڑکا لڑکی ہم عمر ہوں
اگر دو چار برس چھوٹے بڑے ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر دس بارہ برس ایک کا دوسرے
سے بڑا ہونا نچاہیئے کہ اسمیں بہت نقصان ہیں سب سے بڑھکر یہ ہے کہ زندگی اون
دونوں کی بہت بے لطفی سے گزرتی ہے کسی طرح کا حظ نفسانی دنیا کا عیش زندگانی کا
مزہ جوانی کا لطف حاصل نہیں ہوتا اور دونوں کی عمر مفت برباد جاتی ہے اسلیئے کہ
کم سن کو زیادہ عمر والے سے اکثر لحاظ اور حجاب رہتا ہے اور ہر طرح کی بے تکلفی سے
محروم رہکر رنجیدہ خاطر اور منقبض رہتا ہے خصوصاً لڑکی تو خاوند کے بہت بڑے ہونے
سے نہایت تباہی اور رنج میں عمر بسر کرتی ہے اسلیئے کہ مرد تو کم سن عورت سے نکاح کرکے

اپنا دل خوش کر سکتا ہے مگر بیچاری عورت تو بغیر خاوند کے مرنے اور بیوہ ہونیکے کسی طرح
سے رہائی اور نجات نہیں پاسکتی چنانچہ یہ تجربہ خاص مجھکو بھی ہو چکا ہے کہ شوہر اول
مجھسے سولہ برس بڑے تھے اور اونکی تیسری شادی مجھسے ہوئی تھی اور اب جس سے میں نے
نکاح کیا ہے وہ میرے ہم عمر ہیں پس جیسی اب میں خوش رہتی ہوں ویسی خوشی جوانی
میں کبھی مجھکو نصیب نہیں ہوئی اور وہ تمام جوانی میری رنج و غم ہی میں گذر گئی اور
دوسرا نقصان اس طرح کی شادی میں یہ ہے کہ چھوٹے عمر والے کی قوت کم ہوجاتی ہے
اور اوسکی سب طاقت بڑی عمر والے میں آجاتی ہے پھر کم عمر والا جلد بوڑھا اور ضعیف
ہوجاتا ہے پس ماں باپ کو لازم ہے کہ ہم عمری کا ضرور دھیان رکھیں اور یہ بھی چاہئے
کہ اولاد کی شادی چھوٹی عمر میں نہ کر دیں کیونکہ کم عمری میں شادی کرنے سے کئی طرح
کے ضرر ہیں خاصکر عورت کا تو چھوٹی عمر میں شادی کرنے سے نہایت ہی نقصان ہے
کیونکہ اگر مرد عورت کے بلوغ سے پہلے قربت کریگا تو عورت کو طرح طرح کے مرض
مثل بیکلی اور صلابت رحم اور سختی وغیرہ کے پیدا ہونے کا خوف ہے اور ان امراض
سے اولاد کا ہونا مشکل اور دشوار ہوجاتا ہے اور بعض لڑکیوں کا بدن بلوغ کے پہلے
صحبت کرنے سے پک جاتا ہے اور کسی کا بدن باہر نکل آتا ہے کہ پھر تمام عمر وہ خاوند کے کام
کی نہیں رہتی سوائے ان نقصانوں کے ایک خرابی یہ ہے کہ چھوٹی عمر میں قربت کرنے سے
عورت کو خواہش زیادہ ہوجاتی ہے اور ایسی عمر میں شادی کرنے سے ایک یہ بھی نقصان
ہے کہ اولاد قوی اور زبردست نہیں ہوتی دیکھو سب ولایتوں کے لوگ کبھی چھوٹی عمر میں
اپنی اولاد کی شادی نہیں کرتے تو اونکی اولاد کیسی قوی اور زبردست ہوتی ہے بخلاف ہندیوں
کے یہ لوگ اکثر چھوٹی عمر میں شادی کر دیتے ہیں اور اسی کو اچھا سمجھتے ہیں علاوہ اسکے کم
عمری کی شادی میں ایک اور بڑا نقصان یہ ہے کہ بچوں کی کم عمری کے سبب سے اونکے
چال چلن سے آگاہی اور واقفیت نہیں ہوسکتی کہ وہ کیسے ہونگے لائق یا نالائق چنانچہ کئی
جگہہ سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ماں باپ نے اچھا خانداں دیکھکر اور لڑکے کو لائق سمجھکر اپنی
لڑکی کی شادی قبل بلوغ کے کر دی پھر وہ لڑکا جوانی میں ایسا نالائق نکلا کہ سوائے رنڈی بازی

وغیرہ کے کبہی بی بی کی طرف متوجہ نہوا اور نہ اوسکا کوئی حق ادا کیا لڑکی بیچاری عمر بہر سیکے
میں رہی اور تمام جوانی رنج و غم میں بسر کی ماں باپ بہی اپنی لڑکی کو طرح طرح کی تکالیف
و ایذا میں مبتلا دیکہکے تمام عمر جلتے رہے اور کم سنی میں شادی کرنے سے یہ بہی نقصان ہے
کہ ماں باپ کے حسب دلخواہ اولاد تعلیم و تربیت نہیں پاسکتی اسلیئے کہ پہر وہ اپنے شغل اور کہیل
کود میں مصروف رہکے ماں باپ کی تعلیم پر بخوبی خیال نہیں کرتے اور ماں باپ سے جدا ہوجانے
کے سبب سے نڈر ہوجاتے ہیں اور والدین بہی بسبب شادی ہوجانے کے بچوں سے بیخبر رہتے
ہیں اسواسطے اونکو کچہہ سلیقہ اور تمیز خانہ داری کا حاصل نہیں ہوتا جس سے اپنے گہر کا کاروبار
سنبہالیں اور لونڈی غلام نوکر وغیرہ پر اپنی حکومت رکہیں اور رعب جمائیں بلکہ وہ خود بسبب
اپنی کم عمری کے سب سے دبے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے اکثر تمام مال و اسباب اونکا تباہ
اور برباد ہوجاتا ہے اتفاقاً اگر کچہہ باقی بہی رہا تو خوشامدی وغیرہ نہیں چہوڑتے اور وہ اپنی
کم عمری اور نادانی کی وجہ سے خوشامد کرنیوالوں ہی کو اپنا دوست اور خیرخواہ جانتے ہیں
اور نصیحت کرنے والوں کو دشمن سمجہتے ہیں غرضکہ چہوٹی عمر میں شادی ہونے سے بہت
نقصان ہیں مصلحت اور بہتری اسی میں ہے کہ بچوں کی شادی بلوغ کے بعد جب اونکو خوب
عقل اور سمجہہ آجاوے اوسوقت کریں دیکہو انگریز کیسے عقلمند اور ہوشیار ہیں کہ وہ کبہی
اپنے بچوں کی شادی کم عمری میں نہیں کرتے بلکہ تمام زمانہ اونکے لڑکپن کا علم ہی کی تحصیل
میں صرف کراتے ہیں جسکے سبب سے ہر فن میں وہ کیسے ہوشیار اور ہر علم میں یگانۂ روزگار
ہوتے ہیں پہر کیا کیا دانائی اور عقلمندی کے کام کرتے ہیں بخلاف ہندوستانیوں کے کہ تمام
عمر اونکی جہالت میں گذر جاتی ہے اور سوا ے کہانے پینے سونے اور لوگوں کی برائی اور
عیب جوئی کے کوئی فن اور ہنر نہیں آتا شب و روز بیفائدہ اور بیہودہ باتوں میں بسر کرتے
ہیں پورا پورا نماز روزہ جو ہر مسلمان پر فرض عین ہے ادا کرنا کیسا اوسکے کا خیال اور گناہ و
ثواب کا لحاظ ہی کبہی نہیں کرتے اور آخرت کا خیال کیونکر دل میں آوے اسلیئے کہ اللہ تعالے
کا پہچاننا اور اوسکے احکام سے آگاہ ہونا علم پر موقوف ہے جیساکہ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
ع کہ بے علم نتواں خدا را شناخت ٭ اور اونکو علم کی طرف کچہہ رغبت نہیں اور نہ ماں باپ

اسکا کچھہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری اولاد کسی قدر علم حاصل کرلے یا کوئی ہنر سیکھہ لے بلکہ شادی کی ایسی جلدی کرتے ہیں کہ قرآن شریف بہی پورا نہیں پڑہواتے اور نہ نماز روزے کے مسئلوں سے واقف ہونے دیتے ہیں بلکہ جہاں سات آٹھہ برس کی لڑکی ہوئی ماں باپ خود ہی گہبرانا اور شادی کی جلدی کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ کہیں اسکی جلد شادی ہوجاوے تو ہم فارغ ہوجاویں بعضے جاہل مسلمان تو ہنود کی رسم کے ایسے پابند ہیں کہ وہ اپنی اولاد کی چہوٹی ہی عمر میں شادی کر دیتے ہیں اور اوسکو ثواب جانتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اگر لڑکی جوان ہوجاویگی تو ثواب شادی کا نہیں ملیگا سو یہ کہنا اونکا محض غلط ہے اور بالکل خلاف شرع شریف کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شادی تو بہت بڑی عمر میں ہوئی تہی ایک روایت سے اٹھارہ برس کی عمر میں شادی ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری سے بائیس برس کے سن میں ہاں شرعاً نابالغ کی شادی کرنا منع نہیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شادی سات برس کی عمر میں ہوئی تہی اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی کسی مصلحت سے اپنی اولاد کی شادی کم عمری میں کردے تو کچھہ مضائقہ نہیں لیکن شرع شریف سے اسکی کچھہ تاکید اور فضیلت ثابت نہیں ہوتی کہ جس سے ضرور ہی کم عمری میں شادی کردیجاوی مگر مرد کو نابالغ لڑکی سے قربت کرنا شرعاً منع ہے اگرچہ نکاح درست ہے پہر کیا ضرورت ہے کہ تمام دنیا کی مصلحتوں کو چہوڑ کر خواہ مخواہ ہندؤں کی طرح اپنی اولاد کی شادی کم عمری میں کرکے خود بہی مصیبت اور تکلیف میں گرفتار ہوں اور اولاد کو بہی ایذا میں ڈالیں فقط

باب چہاردہم

فصل نکاح کی شرطوں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ اگر لڑکی بالغ ہو تو [illegible] مشہور ہوا [illegible] ہے اور [illegible]

ہو تو اوسکے ولی کو اختیار ہے یعنی باپ بھائی چچا وغیرہ جو شرع شریف میں اوسکے وارث
ہیں اونکی رضامندی شرط ہے بغیر اونکے رضامندی کے نابالغ لڑکی کا نکاح نہیں ہو سکتا
بلکہ اگر وہ چاہیں تو خود اپنے اذن سے بغیر پوچھے اوسکا نکاح کر دیں کچھہ حاجت لڑکی
سے اذن لینے کی نہیں ہے اسی لیے اوسکی شادی کا پیام اوسکے وارث ہی کو دینا چاہیے
اور بالغ لڑکی سے اجازت لینا ضرور ہے کہ اوسکا نکاح بغیر اوسکے اذن کے نہیں ہو سکتا
اور چپ رہنا یا ہنس دینا یا رو دینا منظوری کے حکم میں ہے یعنی اگر بالغ لڑکی نکاح کی
اطلاع کے وقت چپ ہو رہے یا خوشی سے ہنس دے یا بے آواز کے رو دے جب تک
انکار نکرے یہ سب منظوری ہی میں داخل ہیں ان صورتوں میں نکاح ہو جاتا ہے اور
اوسمیں کچھہ خلل نہیں آتا جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث سے جو ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ
سے مروی ہے ثابت ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَأْمَرَ وَ
لَا تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَأْذَنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ اِذْنُہَا قَالَ اَنْ تَسْکُتَ یعنی فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ نکاح کی جاوے جوان بیوہ عورت یا طلاق والی یہانتک
کہ طلب[1] کیا جاوے امر اوسکا اور نہ بیاہ لیجاوے جوان کنواری عورت یہاں تک کہ
اذن لیا جاوے اوس سے کہا صحابہ نے یا رسول اللہ کس طرح ہے اوسکا اذن یعنی کنواری
کا اسلیئے کہ وہ بہت حیا رکھتی ہے فرمایا یہ کہ چپ رہے یعنی انکار نکرے غرضکہ جوان لڑکی
سے اوسکے نکاح کی اطلاع کر دینا ضرور ہے بلکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک تو بالغ لڑکی
کا نکاح اوسی کی رضامندی پر موقوف ہے کچھہ وارث کی حاجت نہیں جیسا کہ ابوداود
نے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ اِنَّ جَارِیَۃً بِکْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَذَکَرَتْ اَنَّ اَبَاہَا زَوَّجَہَا وَہِیَ کَارِہَۃٌ فَخَیَّرَہَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی کہا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہ تحقیق آئی ایک کنواری بالغہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پس بیان کیا اوسنے یہ کہ اوسکے باپ نے

[1] یعنی اوس سے اجازت لیجاوے ۱۲

اوسکا نکاح کر دیا اور وہ ناخوش تہی پس اختیار دیا اوسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی یہ اختیار دیدیا کہ چاہے نکاح باقی رکہے یا فسخ کر ڈالے پس اس سے معلوم ہوا کہ جوان عورت پر وارث کو جبر نہیں پہونچتا اگرچہ وہ کنواری ہو لیکن یہ خبر کرنا جب تک ہے کہ وہ اپنے کفو یا اپنے کفو سے معززمیں شادی کرے جیسے شیخ یا پٹہان کی لڑکی سید سے راضی ہو تو ایسی صورت میں اوسکے ورثا کی رضامندی شرط نہیں اور جو عورت اپنی قوم سے کم درجے کی قوم میں راضی ہو جاوے اور وارث اوسکے بسبب حقارت اور ذلت کے اس نکاح سے ناخوش ہوں تو ایسے موقع میں ولی کی رضامندی بہی ضرور ہے اور کم سے کم بغیر ایک ولی کے نکاح نہیں ہو سکتا اور اگر ولی مانع ہو یا غیر مسلمان تو بے ولی بہی نکاح درست ہے اسیلئے کہ جوان مرد کو خود بہی اپنے نکاح کا پیغام دینا عاقلہ بالغہ لڑکی کو درست ہے اور مرد عورت دونوں کو چاہیئے کہ کسی شخص کو واسطے وکالت نکاح کے مقرر کریں اگرچہ دونوں کی طرف سے ایک ہی آدمی ہو لیکن وکیل کے ساتہ دو گواہ ہونا ہونا بہی ضرور ہے اگر دو مرد گواہی کے لیئے نہ مل سکیں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کافی ہے مگر بے گواہ نکاح درست نہیں جیسا کہ ترمذی کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَغَايَا اللَّاتِيْ يُنْكِحْنَ اَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ وَالْاَصَحُّ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ[1] یعنی روایت ہے ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے کہ بیشک فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ زناکرنیوالیاں ہیں وہ عورتیں کہ نکاح کرتی ہیں اپنا بے گواہوں کے اور طریقہ نکاح کا یہ ہے کہ نکاح پڑہانے والے کو چاہیئے کہ پہلے خطبہ پڑہے پہر ایجاب قبول کرا کے[2] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ

---

[1] یعنی نہایت صحیح یہ بات ہے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر موقوف ہے ۱۲ [2] سب تعریف واسطے اللہ کے ہے مدد چاہتے ہیں ہم اوس سے اور بخشش چاہتے ہیں ہم اوس سے اور پناہ مانگتے ہیں ہم ساتہ اللہ کے اپنے نفسوں کی برائیوں سے جسکو ہدایت کرے اللہ یعنی توفیق دے ہدایت کی پس نہیں کوئی گمراہ کرنیوالا اوسکو یعنی نہ شیطان اور نہ نفس اور نہ کوئی اور جسکو گمراہ کرے اللہ پس نہیں کوئی ہدایت کرنیوالا اوسکو اور گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ محمد بندے اللہ کے ہیں اور رسول اوسکے اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہیئے اوس سے ڈرنا اور نہ مریو مگر مسلمان اور لوگو ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے بنایا تمکو ایک جان سے اور اوسی سے

يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا[۱] اور آزاد مرد کو چار آزاد عورتوں کا اپنے نکاح میں جمع کرنا درست ہے اس سے زیادہ کا جائز نہیں اگر کوئی اون میں سے مرجاوے یا کسی کو طلاق دیدے تو پھر اور بی بی کرنا درست ہے اور شرعی لونڈیوں کی کچھ حد مقرر نہیں جتنی چاہیے رکھے اور جس شخص کے نکاح میں دو یا تین خواہ چار آزاد عورتیں ہوں اوسکو چاہیئے کہ اپنی بیبیوں کی باری وغیرہ کے حقوق میں برابری کرے یعنی اونکے گھروں میں رات کو باری باری سے رہے کسی کے گھر زیادہ اور کسیکے یہاں کم نہ رہے ہاں اگر کوئی بی بی خوشی سے اپنی باری کی رات معاف کر دے تو پھر مرد کو اختیار ہے چاہے جس بی بی کے گھر رہے عدل نکرنے سے گنہگار ہوگا اور باری کے برتاؤ میں صرف رات کا رہنا شرط ہے دن کو جہاں جی چاہیئے وہاں رہے اور جس بی بی کے گھر رات کو رہے اوس سے صحبت کرنا بھی باری میں داخل نہیں یعنی صحبت نکرنے سے اس مرد پر کچھہ گناہ نہیں حاصل یہ کہ جو مرد عورتوں کے نان و نفقے وغیرہ میں انصاف کرسکے اوسکو دو یا تین خواہ چار عورتوں سے نکاح کرنا درست ہے نہیں تو ایک ہی کافی ہے جیسا کہ سورۂ نساء کے پہلے رکوع کی اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا یعنی اگر ڈرو تم یہ کہ نہ انصاف کرو گے عورتوں کے حق میں پس نکاح کرو جو خوش لگیں تمکو عورتوں سے دو دو اور تین تین اور چار چار

---

[۱] روایت کیا اسکو امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی اور دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور جامع ترمذی میں ہے کہ سفیان ثوری نے تینوں آیتوں کی تفسیر کی ہے اور ابن ماجہ نے بعد ان الحمد للہ کے لفظ نحمدہ کا زیادہ کیا ہے اور بعد من شرور انفسنا کے ومن سیات اعمالنا کا لفظ بڑھایا ہے ۱۲-۱۲-۱۲

پہر اگر ڈرو تم یہ کہ نہ عدل کروگے تو ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا جسکے مالک ہوئے دہنے
ہاتہہ تمہارے یعنی لونڈیاں یہہ بہت نزدیک ہے اوس سے کہ نہ بے انصافی کرو اور شرعی غلام
کو دو عورتوں سے زائد کا نکاح میں جمع کرنا آزاد ہوں وہ عورتیں یا لونڈیاں درست نہیں
اور شرعی لونڈی غلام وہ ہیں کہ مسلمان کافروں سے جہاد کرکے اونکے اہل وعیال پکڑکے
دار الاسلام میں لے آئیں یا ایک ملک کے کافر دوسرے ملک کے کافروں سے لڑیں اور
اونکے اہل وعیال کو پکڑکے مسلمانوں کے ہاتہہ بیچدیں پس یہ اور ان کی اولاد شرعی
لونڈی غلام ہیں اور ایسے ہی لونڈیوں سے بغیر نکاح کے صحبت کرنا درست ہے اور
انہیں کی تعداد صحبت کے لیئے شرع میں کچہہ حد مقرر نہیں جتنی چاہے اپنے تصرف
میں رکہے اور جو لوگ قحط سالی میں اپنی اولاد بیچ ڈالتے ہیں یا کسی اور کی اولاد چوراکر
دوسرے ملک میں فروخت کردیتے ہیں یا لاوارث بچے لیکر پال لیتے ہیں اور اونکو اپنا
لونڈی غلام سمجہتے ہیں سو یہ شرع شریف میں ہرگز لونڈی غلام نہیں بلکہ سب آزاد ہیں
انپر کوئی حکم لونڈی غلام ہونیکا شرعًا جاری نہیں ہوسکتا اور جائز ہے مسلمان مرد کو
جمع کرنا شرعی لونڈی اور اوسکی مالکہ کا اپنے نکاح میں اور مسلمان مرد کو نکاح کرنا اہل
کتاب یعنی یہود اور نصاری یا آتش پرست کی عورتوں سے آزاد ہوں یا لونڈیاں جائز ہے
اگرچہ وہ اپنے ہی دین پر ہیں اور مرد اپنے دین پر لیکن مسلمان عورت کا نکاح
اہل کتاب کے مرد سے ہرگز نہیں ہوسکتا اور بہتر تو یہ ہے کہ مسلمان مرد بہی اہل
کتاب کی عورتوں سے نکاح نکریں جب تک کہ وہ محمدی نہو جاویں اور خاصکر دار الحرب
میں تو کتابیہ سے نکاح کرنا مکروہ ہے پس جہانتک ممکن ہو اپنے ہی دین کی عورتوں
سے نکاح کریں اور دین والیوں سے نکریں لے پالک اور اوسکی بی بی سے نکاح
کرنا درست ہے اسلیئے کہ متبنے متبنے کرنیوالے کا شرعًا بیٹا اور وارث نہیں ہوتا اور نہ اوسکی
بی بی اسکی بہو ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف کی ان آیات کریمہ سے جو سورۂ احزاب
کے پہلے رکوع میں واقع ہوئی ہیں صاف ظاہر ہے وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ
قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ یعنی اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو

تمہارے بیٹے یہ بات ہے اپنے موہنہ کی اور اللہ کہتا ہے ٹہیک بات اور وہی سوجہاتا ہی
راہ یعنی کفر کے وقت جو کوئی جورو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اوس سے جدا ہو جاتی
اور جو کسی کو بیٹا کر بولتا تو سچا بیٹا ہوجاتا اللہ تعالی نے یہ دونوں حکم بدل دیے جورو
کو ماں کہنا پارہ قد سمع اللہ میں مذکور ہے اور لے پالک کا حکم آگے آتا ہے ان دو کے ساتھ
تیسری بات یہ بہی شادی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتری ہیں اونپر عمل نہیں ہوسکتا جیسے
مستقل مرد کو کہتے اسکے دو دل ہیں چہاتی چیر کے دیکہو تو کسی کے دو دل نہیں اُدْعُوهُمْ
لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا یعنی پکارو لے پالکوں کو اونکے
باپ کا کرکے یہی پورا انصاف ہے اللہ کے ہاں پہر اگر نہ جانتے ہو تم اونکے باپوں کو تو
تمہارے بہائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں تمہارے اور گناہ نہیں تمپر جس چیز میں تم چوک
جاؤ پر وہ جو دل سے ارادہ کیا اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان یعنی اگر بہول کر موہنہ سے
نکل جاوے لے پالک کو کہ وہ فلان کا بیٹا ہے تو اسمیں گناہ نہیں مگر جانکر کسیکے بیٹے کو
اور کا بیٹا کہنا نچاہیئے کہ یہ گناہ کی بات ہے اور جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے ہوا اور پہلے وہ
آپ کی لے پالک حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بی بی تہیں پہر اونسے طلاق ہوکے اللہ تعالی
کے حکم سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں اسکا پورا پورا حال قرآن مجید
اور حدیث شریف میں لکہا ہے پس لازم ہے کہ سب مسلمان لے پالکوں کو اپنا بیٹا اور
وارث نہ جانیں اور نہ اونکی بیبیوں کو بہو سمجہیں بلکہ شرع میں وہ غیروں کی طرح اجنبی ہیں
اونکا کوئی حق اور حصہ نہیں مسجد اور مجمع میں نکاح کرنا اعلان کے لیئے مستحب ہے اور شوال
کے مہینے کو نکاح کے لیئے بُرا نہ جانیں کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح اور
زفاف اسی ماہ میں ہوا تہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح اور حضرت فاطمہ
رضی اللہ تعالی عنہا کا زفاف بہی دونوں عیدوں کے بیچ میں ہوا تہا پس یہ مہینا نکاح کے
لیئے بہت ہی مبارک ہے اسکو ہرگز بُرا نہ جانیں اگر خاصکر یہ بُرا ہوتا تو ایسے مبارک

لوگونکا نکاح اس مہینے میں کیوں ہوتا اور اس مہینے کی کیا خصوصیت ہے بلکہ کسی ماہ
اور تاریخ اور وقت اور دن کو کسی امر کے لیئے بد اور نحس نجانیں کیونکہ یہ سب اللہ تعالے
کے مقرر کیئے ہوئے ہیں کسی میں بُرائی اور نحوست نہیں ہے قرآن مجید اور حدیث شریف
سے کسی دن اور ماہ وغیرہ کی برائی نہیں ثابت ہوتی جس سے وہ بُرے سمجھے جاویں بلکہ ایسی
باتوں کا تو خیال کرنا شرک میں داخل ہے اللہ تعالے ہر مسلمان مرد اور عورت کو شرک اور کفر اور
بدعت وغیرہ سے بچادے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے آمین ثم آمین اکثر جاہل اور ناواقف
لوگ شادی بیاہ میں بہت سارو پیہ واہیات اور مزخرفات رسموں اور بیہودہ کاموں اور
منہیات میں خرچ کرتے ہیں اور اسکو اپنا فخر اور نام آوری سمجھتے ہیں اگر اپنے پاس نہیں ہوتا
تو قرض دام لیکر اپنے دل کی خواہشیں جو خلاف مرضی خدا و رسول ہیں پوری کرتے ہیں پھر
قرض کی ادائی میں زندگی بھر طرح طرح کی تکلیف وایذا میں گرفتار رہتے ہیں اسلیئے ضرور ہے کہ
شادی وغیرہ میں اپنے مقدور کے موافق خرچ کریں قرض لیکر نہ اٹھاویں کیونکہ قرض لینے میں
بہت سے نقصان ہیں ایک یہ کہ اس سے آدمی اکثر زیر بار اور تنگدست ہو جاتا ہے دوسرے
سود دینے کے سبب سے گناہ کبیرہ میں گرفتار ہو جاتا ہے تیسرے زندگی میں اگر قرض
ادا نہو سکا اور اوسکے وارثوں نے بھی اوسکی طرف سے ادا نکیا یا خدا نخواستہ نیت میں فساد
آگیا یعنی ارادہ قرض ادا کرنیکا نہوا تو یہ قرض دوزخ میں داخل ہونیکا باعث ہوگا کیونکہ
قرآن مجید اور حدیث شریف میں قرضدار کے بارے میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں کہ
تفصیل اونکی تفسیر و حدیث کی کتابوں میں موجود ہے چوتھے نکاح کرنیوالا بیاہ کرتے ہی
قرضدار ہو جاتا ہے یعنی عورت کا مہر اوسکے ذمے واجب ہو جاتا ہے پھر اگر شادی کے لیئے
بھی قرض لیگا تو دو قرضوں کی ادائی میں نہایت تکلیف ہوگی اور تفصیل دین مہر کی
مہر کی فصل میں آویگی

فصل اولیاے نکاح کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ شرع میں ولی قرابت کی راہ سے بالغ عاقل وارث کو کہتے ہیں اگرچہ فاسق غیر
متہتک[1] ہو اور ولایت چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے ایک قرابت سے اسمیں عصبات اور
ذوی الارحام داخل ہیں دوسرے ملک سے جیسے مالک ہونا مولی کا اپنے غلام لونڈی کو
تیسرے ولاء سے چوتھے امامت سے اور ولایت دو قسم ہے ایک جبری دوسرے
استحبابی جبری جاری کرنا حکم کا ہے غیر پر چاہے وہ مانے یا نمانے اور یہ ولایت نابالغ
لڑکی کے لیئے ہے ثیبہ ہو یا مجنونہ خواہ لونڈی کہ انکا نکاح بدون اجازت ولی کے نہیں
ہوسکتا اور استحبابی یہ ہے کہ بالغہ عورت اپنا اختیار اپنے ولی کے سپرد کردے اگرچہ ثیبہ ہو
تاکہ بے شرم نہ کہلائے اور ولی کا ہونا نابالغ لڑکی اور دیوانی اور لونڈی کی صحت نکاح کی
شرط ہے عاقلہ بالغہ عورت کے نکاح کے واسطے شرط نہیں اوسکا نکاح بدون رضا سے ولی کے بھی
ہوسکتا ہے اور باکرہ بالغہ پر ولی کو جبر نہیں پہونچتا اور ترتیب اولیا کی نکاح میں اس طرح
پر ہے کہ اول درجہ عصبات کا ہے اور عصبہ وہ ہے کہ بصورت نہونے اور کسی وارث
کے سب مال لیلیوے اور حصے دار کے ساتھ باقی مال اوسکو ملے جیسے باپ اور بھائی
عینی ہو یا علاتی دادا چچا پردادا وغیرہ اور بیٹا پوتا پرپوتا وغیرہ اور جو عصبوں میں سے کوئی
نہو تو ولایت ماں کے لیئے ہے پھر دادی پھر بیٹی پھر پوتی پھر نواسی پھر پوتی کی بیٹی یعنی پروتی
پھر نواسی کی بیٹی کنواسی کے لیئے یعنی جہاں تک نیچے درجے کے ہوں پھر نانا پھر سگی بہن
پھر سوتیلی بہن جسکا باپ ایک ہو یعنی علاتی پھر ماں کی اولاد جنکو اخیافی کہتے ہیں مرد ہوں
یا عورت پھر ان سب قسم کی بہنوں کی اولاد کو اگر انہیں سے کوئی نہو تو ولایت ذوی الارحام
کو ہے اس طرح کہ اول پھپیوں کو پھر ماموؤں کو پھر خالاؤں پھر چچا کی بیٹیونکو اور اسی ترتیب
سے ان سب کی اولاد کو یعنی پہلے پھپیوں کی اولاد پھر ماموؤں کی پھر خالاؤں پھر چچازاد
بہنوں کی اولاد کو اگر انہیں سے بھی کوئی نہو تو والی مولی الموالاۃ ہے یعنی جسکے ہاتھ پر
نابالغ لڑکے کا باپ اسلام لایا اور وہ اوسکے باپ کا وارث ہوگیا پس مولی الموالاۃ کو اوسکے
نکاح کرنے کی ولایت پہونچتی ہے اگر یہ بھی نہو تو ولایت حاکم کو ہے پھر اوس شخص کو ہے

[1] یعنی کھلا ہوا بیحیا نہو ۱۲-۱۲

جنکو حاکم نے قاضی بناکے نابالغوں کے نکاح کی اجازت دی ہو پہر قاضی کے نائبونکو اور
انہیں سے ایک ولی کا ہونا کافی ہے جو کوئی ہو اور ولایت نکاح میں یہ شرط ہے کہ ولی آزاد
عاقل بالغ مسلمان ہو اسلیئے کہ غلام اور دیوانے اور بچے اور کافر کو ولایت نہیں ہے اسی طرح
مسلمان کو کافر پر ولایت نہیں مگر مسلمان آقا کو اپنی کافر لونڈی پر یا مسلمان بادشاہ خواہ
اوسکے نائب کو سبب[1] عام کی وجہ سے کافر پر ولایت ہو سکتی ہے اور وصی کو مطلقا ولایت
نہیں ہے ہاں اگر قریب کا رشتہ دار ہو یا حاکم تو یہ بصورت ہونے کسی قریب کے ولی
ہو سکتا ہے یہ سب تقریر موافق مذہب حنفیہ کے ہے علمائے محدثین فرماتے ہیں کہ
نکاح عورت کا بدون ولی کے باطل ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ
اور دارمی نے روایت کیا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَانِکَاحَ
اِلَّا بِوَلِیٍّ یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں کہ آپ نے فرمایا نہیں ہے نکاح بغیر ولی کے اور جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور
ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے
اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَیُّمَا امْرَاَۃٍ نُکِحَتْ بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّہَا فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ
فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُہَا بَاطِلٌ فَاِنْ دَخَلَ بِہَا فَلَہَا الْمَہْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِہَا فَاِنِ اشْتَجَرُوْا فَالسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَا وَلِیَّ لَہٗ
یعنی بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو عورت بغیر اذن ولی کے اپنا نکاح
کرے پس نکاح اوسکا باطل ہے پس نکاح اوسکا باطل ہے پس نکاح اسکا باطل ہے
پہر اگر صحبت کی اوس عورت سے تو اوسکے لیئے مہر ہے اس سبب سے کہ فائدہ اوٹھایا
اوسکی شرمگاہ سے پہر اگر ولی آپسمیں جھگڑیں تو بادشاہ اوسکا ولی ہے جسکے واسطے کوئی
ولی نہیں سوائے اسکے اور بہت حدیثیں ہیں جن سے نہ صحیح ہونا عورت کے نکاح کا
بدون ولی کے ثابت ہوتا ہے چنانچہ حاکم کہتے ہیں کہ اسی باب میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ازواج مطہرات یعنی بی بی عائشہ اور ام سلمہ اور زینب رضی اللہ عنہن
سے روایت ہے پہر اوہنوں نے تیس صحابی بیان کیئے یعنی اس باب میں تیس صحابی سے

---

[1] جیسے بادشاہت اور حکومت ۱۲-۱۲

روایت ہے پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اعتبار ولی کا ضرور ہے اور نکاح باندھنے والا سواے اوسکے اور کوئی نہو اور جو عورت اپنا نکاح بغیر اذن ولی کے کرے اوسکا نکاح باطل ہے

فصل مہر کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ مہر واجب ہے اسلیئے کہ قرآن شریف میں وارد ہے وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً یعنی اور دے ڈالو عورتوں کو مہر اونکے خوشی سے اور فرمایا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا یعنی تو نہ پھیر لو اوسمیں سے کچھہ اور فرمایا وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا یعنی اور کیونکر اوسکو لے سکو اور پہونچ چکے ایک دوسرے تک اور لے چکیں تم سے عہد گاڑھا یعنی جب مرد عورت تک پہونچا تو اوسکا تمام مہر لازم ہوا اب بغیر اوسکے چھوڑے نہیں چھوٹتا اور عہد گاڑھا یہ ہے کہ حکم شرع سے عورت مرد کے قبضے میں آئی ورنہ اوسکا مال نہیں اور فرمایا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ یعنی اور گناہ نہیں تمپر کہ نکاح کر لو اون عورتوں سے جب اونکو دو اونکے مہر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کوئی نکاح بدون مہر کے جائز نہیں رکھا اور مہر ہی سے نکاح اور زنا میں تمیز ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ یعنی یہ کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو یعنی زبان سے ایجاب وقبول درمیان میں آوے اور مال دینا قبول کرو یعنی مہر پس قرآن مجید اور حدیث شریف سے مہر کا واجب ہونا ثابت ہے اور مہر کی دو قسمیں ہیں ایک معجل اسمیں بعض علما کے نزدیک دخول سے پہلے کچھہ دینا ضرور ہے اسلیئے کہ ابوداود اور نسائی میں ہے کہ عبدالرحمن بن ثوبان نے ایک صحابی سے روایت کی ہے اَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا تَزَوَّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ عَنْهَا اَرَادَ اَنْ يَّدْخُلَ بِهَا فَمَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى يُعْطِيَهَا شَيْئًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ لِيْ شَيْءٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَعْطِهَا دِرْعَكَ فَأَعْطَاهَا دِرْعَهُ ثُمَّ دَخَلَ بِهَا یعنی جبکہ حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے ساتہ نکاح کیا تو اونہوں نے
چاہا کہ اونسے صحبت ہوں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اونکو صحبت
کرنے سے یہانتک کہ کچہہ دیویں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پس حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس کچہہ نہیں ہے آپ نے اونسے فرمایا کہ تو اپنی زرہ
اوسکو دیدے پس حضرت علی نے اپنی زرہ اونکو دیدی پہر صحبت کی اونسے اور مہر اونکا چار سو مثقال چاندیکا تہا جس کے
ڈیڑہ سو روپے کلدار ہوتے ہیں پس اوسمیں سے کسی قدر دینے کا حکم فرمایا اوس سے معلوم ہوا کہ
صحبت سے پہلے عورت کو اوسکے مہر میں سے کچہہ دینا ضرور ہے لیکن مختار یہ ہے کہ
دخول سے پہلے عورت کو اوسکے مہر میں سے کچہہ دینا مستحب ہے واجب نہیں اسلیئے
کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے قَالَتْ أَمَرَنِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُدْخِلَ امْرَأَةً عَلٰى زَوْجِهَا قَبْلَ أَنْ يُعْطِيَهَا شَيْئًا یعنی
فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حکم دیا مجہکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ داخل کر دیں ایک عورت کو اوسکے شوہر پر پہلے اس سے کہ وہ اوسکو کچہہ دیوے
اور اس مہر معجل میں یہ بہی شرط ہے کہ جب عورت یا اوسکے ورثہ زر مہر طلب کریں
تو فوراً اونکو دینا چاہیئے اور اوسکی ادائی میں تاخیر نکرے اور حاکم بہی ایسے مہر کی ادائی میں
مہلت نہیں دلا سکتا دوسری قسم مہر کی وہ ہے کہ طلب کے وقت اوسکی ادائی میں مہلت
ہو سکتی ہے اور حاکم بہی اوسکی ادائی قسطوں کے ساتہ کرا سکتا ہے اور اسکو مہر موجل کہتے ہیں
مہر کی کمی اور زیادتی کی کوئی حد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر نہیں فرمائی کہ
اوس سے گہٹانا بڑہانا منع ہو اسلیئے کہ قلت کے بارے میں ابو داؤد نے جابر رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَعْطٰى فِيْ صَدَاقِ امْرَأَتِهِ
مِلْءَ كَفَّيْهِ سَوِيْقًا أَوْ تَمْرًا فَقَدِ اسْتَحَلَّ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسنے دیا
اپنی بی بی کے مہر میں دونو ہاتہہ بہر کر ستو یا کہجور پس تحقیق حلال کر لیا اوسنے اوس

عورت کو یعنی اپنے اوپر اور احمد اور ابن ماجہ اور ترمذی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ امْرَأَۃً مِنْ بَنِیْ فَزَارَۃَ تَزَوَّجَتْ عَلٰی نَعْلَیْنِ فَقَالَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرَضِیْتِ عَنْ نَفْسِکِ وَمَالِکِ بِنَعْلَیْنِ قَالَتْ نَعَمْ فَاَجَازَہٗ یعنی بنی فزارہ کے قبیلے میں سے ایک عورت نے دو جوتیوں پر نکاح کیا پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تو اپنے جان ومال سے بعوض دو جوتیوں کے راضی ہوگئی اوسنے کہا ہاں تو جائز رکھا آپ نے اوسکا نکاح اسی طرح اور حدیثوں سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ قلت مہر کی کوئی حد معین نہیں اور کثرت مہر کی بھی کوئی حد شرع شریف سے ثابت نہیں ہوتی اسی لیئے اللہ تعالی نے وَاٰتَیْتُمْ اِحْدٰہُنَّ قِنْطَارًا ارشاد فرمایا ہے یعنی اور دیچکی ہو ایک کو ڈھیر مال لیکن بہت بھاری مہر باندھنا مکروہ ہے جیسا کہ طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤُوْنَۃً یعنی بہت بڑی برکت والا نکاح وہ ہے کہ کم ہو محنت میں یعنی مہر اور خرچ کم ہو پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کم باندھنا موجب برکت کا ہے گو لاکھوں کروروں کے مہر کی صریح ممانعت نہیں آئی مگر بہتر اور افضل یہی ہے کہ اپنے مقدور کے موافق مہر باندھے اور جہاں تک ہوسکے کم کرے اور اوسکی ادائی کی نیت رکھے کیونکہ اگر نکاح کے وقت ادا کرنے کی نیت نہو گی تو نکاح ہی نہوگا ابن ماجہ نے ابوعجفاء سلمی سے روایت کیا ہے قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَا تُغَالُوْا صَدُقَ النِّسَآءِ فَاِنَّہَا لَوْ کَانَتْ مَکْرُمَۃً فِی الدُّنْیَا اَوْ تَقْوٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَانَ اَوْلَاکُمْ وَاَحَقَّکُمْ بِہَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَصْدَقَ امْرَأَۃً مِنْ نِسَآئِہٖ وَلَا اُصْدِقَتِ امْرَأَۃٌ مِنْ بَنَاتِہٖ اَکْثَرَ مِنِ اثْنَتَیْ عَشْرَۃَ اُوْقِیَّۃً یعنی فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہ زیادہ کرو عورتوں کا مہر اسلیئے کہ یہ زیادہ مہر باندھنا اگر دنیا میں عزت یا اللہ کے نزدیک تقوے کی بات ہوتی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم سے زیادہ لائق اور بہت حقدار تھے اوسکے ساتھ آپ نے اپنی بیبیوں میں سے کسی بی بی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں باندھا اور نہ آپکی صاحبزادیوں میں سے کسیکا اس سے زیادہ مہر باندھا گیا سوائے اسکے

مہر کی کمی میں ایک یہ فائدہ ہے کہ جب مہر کم ہوگا تو ہو شخص ارادہ نکاح کا کریگا اوسپر مشکل نہوگا اور لوگ بہت نکاح کرینگے اور فقرا کو بھی نکاح پر قدرت ہوگی اور کثرت نسل کی جو بڑا مقصود نکاح سے ہے ظہور میں آویگی بخلاف اسکے کہ جب مہر بہت ہوگا تو سوائے مال والوں کے اور کوئی نکاح پر قادر نہوگا اور محتاج لوگ جو بہت ہیں بے نکاح رہیں گے پھر وہ مکاثرت جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رغبت دلائی ہے حاصل نہوگی اور جس عورت کو کسی وجہ سے بغیر صحبت کے طلاق دیجاوے تو جتنا مہر نکاح کے وقت مقرر ہوا ہو اوسکا آدہا عورت کو دینا فرض ہے اور جس عورت کا مہر کسی سبب سے نکاح کے وقت مقرر نہوا اور نکاح ہوگیا اور صحبت بھی کسی وجہ سے نہیں ہوئی اور خاوند مرگیا تو ایسی صورت میں اوس عورت کو مہر مثل دلوایا جائیگا یعنی اوس عورت کے باپ کی طرف سے جو عورتیں رشتے دار ہیں اونکے مہر کے موافق مہر دینا لازم ہوگا مثلاً جو مہر اوسکی پھوپیوں اور بہنوں اور چچا کی بیٹیوں کا ہوگا وہی اوس عورت کو بھی دلایا جائیگا جیساکہ ترمذی اور نسائی اور دارمی اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً وَلَمْ يَفْرِضْ لَهَا شَيْئًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَهَا مِثْلُ صَدَاقِ نِسَائِهَا لَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقِلُ بْنُ سِنَانٍ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ بِرْوَعَ بِنْتِ وَاشِقٍ امْرَأَةٍ مِّنَّا بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ فَفَرِحَ بِهَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ یعنی علقمہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک شخص کے حکم سے پوچھے گئے کہ اوس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اوس کے لیئے کچھہ مہر مقرر نکیا اور نہ اوس سے صحبت کی یہاں تک کہ وہ مرگیا پس فرمایا ابن مسعود نے یعنی مہینا بھر کے بعد اجتہاد کرکے کہ اوس عورت کے واسطے مہر ہے مانند مہر اوسکی قوم کی عورتونکے یعنی مہر مثل دینا آویگا نہ کم نہ زیادہ اور اوسپر عدت وفاکی ہے یعنی وفات کی عدت پوری کرے اور اوسکے لیئے میراث ہے یعنی اوسکو ترکہ بھی ملیگا پھر معقل بن سنان اشجعی کھڑے ہوئے اور کہا کہ جیسا تم نے حکم کیا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بروع واشق کی بیٹی کے حق میں کہ ایک عورت تہی ہم میں سے حکم فرمایا پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس بات سے خوش ہوے اور بعد نکاح کے مہر کا زیادہ کرنا درست ہے جیسا کہ اس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُم بِهِ مِن بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا یعنی گناہ نہیں تمپر اوس چیز میں کہ تم اوسکے ساتھ رضامند ہو بعد مقرر کرنے کے تحقیق اللہ جاننے والا ہے حکمت والا اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کے بعد اگر اللہ تعالی مرد کو آسودہ اور غنی کردے اور بی بی اپنے مہر میں زیادہ کرنا چاہے اور خاوند بہی اوسپر رضامند ہو تو بشرط دونو کی رضامندی کے مہر میں زیادتی ہوسکتی ہے سواے اسکے عنایتاً جتنا مال چاہے دے مثلاً ایک خزانہ بی بی کو بخشدے لیکن اولی و افضل ہمارے نزدیک یہی ہے کہ مہر کم ہی مقرر کرے تاکہ اوسکا ادا کرنا دشوار نہو اور کسی طرح کی ناخوشی دل میں نہ آدے اور بہاری مہر کی کراہت سے بہی محفوظ رہے اور خوشی خوشی جلدی سے مہر ادا کرکے سبکدوش ہوجاوے اسلیئے کہ مہر بہی حقوق عباد سے ہے بغیر ادا کرنے یا بی بی سے معاف کرانے کے اوس سے رہائی نہیں ہوسکتی اور اسکی معافی میں عورت ہی کو اختیار ہے چاہے معاف کرے یا نہ کرے اوسپر کسیکو جبر نہیں پہونچتا اور نہ کوئی اوسکی طرف سے عفو کرسکتا ہے اور جب تک مہر ادا نہو تمام ورثہ مرد کے اوسکی میراث سے محروم رہتے ہیں ایک حبہ بہی کسیکو نہیں ملسکتا البتہ مہر ادا ہونے کے بعد جو مال بچے اوسمیں سے ورثہ کو ترکہ ملیگا اور مہر ایسا بڑا حق ہے کہ اگر عورت خاوند سے یہ کہے کہ جب تک تو میرا مہر ندیگا میں تجہسے ہم بستر نہونگی تو وہ عورت ہم بستر نہونے سے گنہگار نہوگی اور اگر عورت مرگئی اور اوسنے مہر معاف نہ کیا تو اوسکے ورثہ مہر کے مستحق ہیں اونکو مرد کے مال میں سے بقدر دین مہر کے دلایا جاویگا غرضکہ دین مہر سے بغیر ادا کرنے یا معافی کے کسی طرح خلاصی نہیں ملتی پس چاہیئے کہ اپنی استعداد کے موافق تہوڑا مہر باندہیں اور جلدی سے ادا کرکے دنیا و آخرت کے مواخذے سے نجات پاویں۔

فصل آداب صحبت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب کسی مرد کی شادی ہو اور دولہن بیاہکے گھر میں لاوے تو پہلے اوسکا ہاتھ پکڑکے یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ[1] اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِهَا وَخَیْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَیْهِ اور یہ دعا ابوداؤد وغیرہ نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے فائدہ اس دعا کے پڑہنے کا یہ ہے کہ حق تعالیٰ اسکی برکت سے عورت کی برائی کو دور کرتا ہے اور بہلائی کو پہیلاتا ہے اسی طرح اگر کوئی لونڈی غلام یا کوئی جانور سواری کا خریدے تو اوسکا بہی ہاتھ پکڑکے یہی دعا پڑہے اور شرعۃ الاسلام میں لکہا ہے کہ بعض علما فرماتے ہیں کہ جب دولہن کو گہر میں لاوے تو سنت یہ ہے کہ اوسکے دونوں پانوں دہوکر اوس پانی کو گہر کے کونوں میں چہڑک دے اس عمل سے اللہ تعالیٰ اوسکے گہر میں برکت[2] دیگا اور خاوند کو چاہیئے کہ صحبت سے پہلے ہمیشہ یہہ دعا پڑہہ لیا کرے تاکہ اسکی برکت سے شیطان دور رہے اور اولاد نیک بخت پیدا ہو بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اے اللہ دور رکہہ ہم کو شیطان سے اور دور رکہہ شیطان کو اوس سے جو تو ہم کو دے اس دعا کو ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور صحبت کرتے وقت قبلے کی طرف منہہ نکرے اور شرعۃ الاسلام میں یہ لکہا ہے کہ قربت کے بعد پیشاب کر لیا کرے نہیں تو کسی ایسے مرض میں گرفتار ہونے کا خوف ہے کہ علاج کرنا اوسکا مشکل ہوگا اور فقیہ ابو اللیث نے یہہی لکہا ہے کہ قربت کے بعد طہارت کر لیا کرے کہ اس سے بدن کو تندرستی حاصل رہتی ہے لیکن ٹہنڈے پانی سے طہارت نکرے کیونکہ اس سے تپ کا اندیشہ ہے حیض اور نفاس کے دنوں میں صحبت نہ کیا کرے اسلیئے کہ ایسی حالت میں قربت کرنا حرام ہے سوا اسکے اکثر سوزاک وغیرہ کے مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے اور نفاس کی حالت میں صحبت

---

[1] اے اللہ بیشک میں سوال کرتا ہوں تجہسے اوس عورت کی خیر کا اور اوس چیز کی خیر کا جس پر تونے اوسکو پیدا کیا اور پناہ مانگتا ہوں میں ساتہ تیرے اوسکی برائی سے اور برائی اوس چیز سے جس پر تونے اوسکو پیدا کیا ۱۲

[2] مگر حدیث مرفوع صحیح صریح سے یہ بات ثابت نہیں ہے ۱۲ - ۱۲ - ۱۲ - ۱۲ -

کرنے سے طرح طرح کے نقصان عورت کے رحم کو بہی پہونچتے ہیں اور حیض کی آمد کے
قریب زمانے میں بہی صحبت نکرے کیونکہ اوسوقت لہو میں جوشش اور حرارت ہوتی ہے
اگر اوس زمانے میں حمل رہجائیگا تو بچہ بدصورت بدخلق سانولا پیدا ہوگا پس چاہیئے کہ
ایام سے فارغ ہونے کے بعد عورت سے صحبت کیا کرے آور حمل رہنے کے لیئے ہر مہینے
میں دو ہفتہ مشہور ہیں ہفتہ اول حیض سے فارغ ہونے کے بعد ہفتہ آخر قریب آمد حیض
کے مگر قربت کے لیئے ہفتہ اول بہتر ہے اور یہ بہی سنا ہے کہ دن میں صحبت کرنے سے
دختر کا حمل رہتا ہے اور شب میں لڑکے کا آور قنیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ کہڑے ہوکر
صحبت کرنا بدن کو ضعیف کرتا ہے آور پیٹ بہرے پر قربت کرنے سے بچہ کند ذہن
پیدا ہوتا ہے اسواسطے ضرور ہے کہ جب صحبت کرنا چاہے تو ایسے وقت کرے کہ کہانا
معدے سے نیچے اوتر جاوے اور خالی پیٹ بہی صحبت نکرے عورت اور مرد دونوں
کو چاہیئے کہ قربت کے وقت بالکل ننگے نہو جایا کریں چادر وغیرہ اوڑہے رہا کریں اس
لیئے کہ ابن ماجہ نے عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَہْلَہٗ فَلْیَسْتَتِرْ وَلَا یَتَجَرَّدْ تَجَرُّدَ الْعَیْرَیْنِ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبکہ آوے ایک تمہارا اپنی بی بی کے پاس یعنی
اوس سے صحبت کرے تو چاہیئے کہ پردہ کرے اور ننگا نہو مثل ننگے ہونے دو وحشی
گدہوں کے آور فقیہ ابو اللیث نے بستان میں یہ لکھا ہے ننگے ہونے سے اولاد بیحیا
پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالکل ننگے ہونے سے
منع فرمایا ہے آور یہ بہی بستان میں لکھا ہے کہ صحبت کے وقت بہت باتیں نہ کیا کرے
کیونکہ اس سے بچے کے گونگے پیدا ہونے کا خوف ہے مگر اسکی کوئی صحیح سند نہیں ہے
اسی لیئے بعض علماء فرماتے ہیں کہ جماع کے وقت کلام کرنا ایک قسم کی حسن عشرت ہے
جسکی ترغیب حدیثوں میں وارد ہوئی ہے آور شرعۃ الاسلام میں لکھا ہے کہ قربت کے
وقت عورت کی شرمگاہ کو نہ دیکھے کیونکہ اس سے بچے کے اندہے پیدا ہونیکا اندیشہ ہے
اسکی بہی کچھہ اصل نہیں ہے اور بستان میں لکھا ہے کہ جب کسی مرد کو بے صحبت کیئے

حاجت نہانے کی ہو جاوے تو وہ بے نہائے بی بی کے پاس نہ جاوے کیونکہ اس سے بچہ
دیوانہ یا بخیل پیدا ہوتا ہے اور صحبت کی کثرت نہ چاہیئے کیونکہ بہت صحبت کرنے سے مرد
اور عورت دونوں ضعیف اور ناتوان ہو جاتے ہیں سوائے اسکے دونوں کی عمر بھی کم ہو جاتی ہے
اسلیئے بہتر یہ ہے کہ ہفتے میں ایک دو بار اور بہت سے بہت ایک دن درمیان دیکر صحبت
کیا کریں اس سے زیادہ صحبت کرنے میں بہت نقصان ہوتے ہیں سب سے بڑھکر یہ ہے
کہ حمل کو مانع ہوتی ہے اور عورت کو چاہیئے کہ صحبت سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑی دیر تک
چت لیٹی رہے اور اپنے پانوں کسی اونچی چیز پر مثل تکیے وغیرہ کے کچھ دیر تک رکھے رہے
تاکہ اگر حمل رہا ہو تو اپنی جگہہ پر ٹھہر جاوے ۔

باب پانزدہم

فصل عورتوں کے دوسرے نکاح کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جس طرح اللہ تعالی نے نماز روزے حج زکوۃ وغیرہ کے احکام قرآن شریف
میں سب مسلمانوں کے لیئے مقرر فرمائے ہیں اسی طرح بیوہ عورتوں اور طلاق والیوں
کے نکاح کر دینے کا حکم بھی اپنی کتاب عزیز میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ دوسرے پارے
کے چودہویں رکوع میں ارشاد ہوا ہے وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ
اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی اور جب طلاق دی تم نے
عورتونکو پھر پہونچ چکیں وہ اپنی عدت تک تو اب نہ روکو اونکو کہ نکاح کریں وہ اپنے
خاوندونسے جب راضی ہو جاویں آپس میں موافق دستور کے یہ نصیحت ملتی ہے اوسکو
جو کوئی تم میں یقین رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر اسی میں سنوار زیادہ ہے تمکو اور
ستھرائی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے پس اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے

کہ جس عورت کو طلاق ہو جاوے تو اوسکو تین حیض یا تین ماہ کے بعد کہ یہی عدت شارع نے طلاق والی کے لیئے معین کی ہے اپنا نکاح ثانی کرنیکا اختیار ہے کسی وارث کو اوسکا منع کرنا نہیں پہونچتا کیونکہ اللہ تعالی نے عورت کے اولیا کو صاف یہ حکم دیا ہے کہ جو عورت نکاح ثانی کرنا چاہے اوسکو نہ روکو بلکہ اونکو رغبت دلائی ہے کہ نکاح ثانی کر دینے میں تمہارے لیئے بہت سنوار اور نہایت ستھرائی ہے اور ایک طرح کی تنبیہ بھی فرمائی یعنی یوں ارشاد کیا کہ یہ حکم اوسکے لیئے ہے جو اللہ پر اور پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس حکم کو نہ مانے اور اوسپر عمل نکرے بلکہ اسکو ننگ و عار سمجھے تو وہ شخص منافق ہے سچا مسلمان نہیں اور اسی رکوع میں نکاح ثانی کے باب میں یہ آیت بھی وارد ہوئی ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ یعنی اور جو لوگ مرجاویں تم میں سے اور چھوڑ جاویں عورتیں وہ انتظار دیویں اپنی جانونکو چار مہینے دس دن کا پھر جب پہونچ چکیں وہ اپنی عدت کو تو تمپر گناہ نہیں جو وہ اپنے حق میں کریں موافق دستور کے اور اللہ کو تمہارے کام کی خبر ہے پس اس آیت شریف سے بھی معلوم ہوا کہ بیوہ عورت کو اوسکی عدت گزرنے کے بعد نکاح ثانی کرنے کا اختیار حاصل ہے اوسکے ورثہ میں سے میکے کے ہوں یا سسرال کے کسی کو ممانعت نکاح کی نہیں پہونچتی اور اٹھارہویں پارے سورہ نور کے چوتھے رکوع میں صراحت سے ارشاد فرمایا ہے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ یعنی اور بیاہ دو تم رانڈون کو اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر وہ مفلس ہونگی اللہ اونکو غنی کر دیگا اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا پس اس آیت میں اللہ تعالی نے بیوہ عورتوں کے والیوں کو صاف یہ حکم فرمایا کہ اونکا دوسرا نکاح کر دو اور اسی سے نکاح ثانی کی بہت بڑی تاکید سمجھی جاتی ہے اسلیئے کہ اول تو اللہ تعالی نے اس آیت شریف میں صیغہ امر کا جو وجوب پر دلالت کرتا ہے ارشاد فرمایا اور دوسرے یہ بھی فرمایا کہ جو مفلس ہونگے اللہ اونکو غنی کر دیگا یعنی نکاح ثانی ایسا عمدہ فعل ہے کہ اللہ تعالی اوس کی برکت سے

محتاج دور کردیگا تیسرے حسن فضلہ کے لفظ سے یہ ثابت ہوا کہ بیوہ عورتونکے نکاح ثانی کرنے سے
پروردگار کی عنایت خاص متوجہ ہوتی ہے اور اس آیت سے بھی جو سورۂ تحریم کے پہلے رکوع
میں ہے فضیلت نکاح ثانی کی ثابت ہوتی ہے عَسٰی رَبُّہٗ اِنْ طَلَّقَکُنَّ اَنْ یُّبْدِلَہٗ اَزْوَاجًا خَیْرًا
مِّنْکُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّاَبْکَارًا یعنی ابھی
اگر نبی چھوڑ دے تم سب کو اوسکا رب بدلے میں دے اوسکو عورتیں تم سے بہتر حکمبردار
یقین رکھتیاں نماز میں کھڑی رہتیاں توبہ کرتیاں بندگی بجالاتیاں روزہ دار بیاہیاں
اور کنواریاں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی بیبیوں میں کسی بات
پر کچھہ گفتگو ہوئی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیبیوں سے رنجیدہ ہوئے تھے
اللہ پاک نے آپ کی بیبیوں کی چشم نمائی کے لیے یہ آیت نازل فرمائی کہ اگر تم اللہ کے
رسول کی اچھی طرح اطاعت نکروگی تو وہ تمہارے بدلے میں اوسکو بہتر سے بہتر بیبیاں
عنایت کریگا جنمیں وہ صفتیں ہونگی جو بیان ہوئیں اور اونکی صفتوں میں یہ بھی صفت
بیان فرمائی کہ وہ بیاہیاں ہوں اور ظاہر ہے کہ بیاہیاں نہیں ہوسکتیں جب تک
اونکا دوسرا نکاح حلال ہو پس اس آیت سے بھی دوسرے نکاح کا حلال ہونا ثابت
ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو صفتیں اللہ کے نزدیک اچھی ہیں مثل کنواری کے بیوہ میں
بھی پائی جاتی ہیں اور عزت وشان میں اللہ پاک کے نزدیک کنواریاں اور بیاہیاں
دونوں برابر ہیں بلکہ اس آیت شریف سے بیاہیوں کی فضیلت کنواریوں پر زیادہ ثابت
ہوتی ہے اسوجہ سے کہ اللہ تعالی نے کنواریوں سے پہلے بیاہیونکا ذکر فرمایا باوجودیکہ
کنواریونکا درجہ بیاہیوں سے پہلے ہے علاوہ اسکے بیاہیاں کنواریوں سے خوب
تجربہ کار اور زیادہ عقل والیاں ہوتی ہیں اور اکثر حاملہ بھی جلد ہوجاتی ہیں جب
ان آیتوں سے بیوہ کے دوسرے نکاح کرنے کا حکم اور اوسکی فضیلت ثابت ہوئی
تو سب مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی رانڈوں کو نکاح ثانی کی ترغیب دیا کریں اور ہمیشہ
اوسکے کرنیکے خوبیاں اور نہ کرنے کی برائیاں جو قرآن مجید اور حدیث شریف سے ثابت
ہیں اونکے سامنے بیان کیا کریں تاکہ وہ اوسکو عیب نہ سمجھیں اور برا نہ جانیں اور جب

کفو ملجاوے تو بلا تامل نکاح ثانی کردیں جیساکہ ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ لَا یُؤَخَّرْنَ اَلصَّلٰوۃُ اِذَا اٰنَتْ وَالْجَنَازَۃُ اِذَا
حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَہَا کُفُوًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین
چیزیں نہ دیر کیجاویں نماز جب کہ آجاوے یعنی وقت اوسکا اور جنازہ جب حاضر ہوجاوے
اور رانڈ جب کہ پاوے تو اوسکے لیے کفو اور اسی مضمون کی اور بھی کئی آیتیں اور حدیثیں
ہیں اختصار کے لیے اسی قدر پر کفایت کیگئی اسواسطے کہ عمل کرنے کو ایک ہی آیت بس ہے
اور اس باب میں تو متعدد آیتیں اور بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں پھر اپنی ہوائے نفسانی
اور جہالت و نادانی کے پیرو ہوکے قرآن مجید اور حدیث شریف کے حکموں سے موہنہ موڑنا اور
بت پرستوں کی رسم کے موافق بیوہ اور طلاق والیوںکو نکاح سے روکنا اور اس بات کو اچھا
سمجھنا اور جس عورت نے موافق حکم خدا اور رسول کے دوسرا خاوند کرلیا ہو اوسکو ذلیل وخوار جاننا
صریح قرآن شریف کی آیتوں کا جھٹلانا اور سنت نبوی سے موہنہ پھیرنا ہے اور کلام الٰہی کے
ایک حرف کا بھی جھٹلانا اور اس سے انکار کرنا بالاتفاق کفر ہے پس نادان اور جاہل
مسلمانونکو لازم ہے کہ بیوہ اور طلاق والیوں کو نکاح ثانی سے نہ روکیں دیکھو سوائے
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اور سب بیبیاں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے نکاح مبارک میں دو دو تین تین نکاح کے بعد آئی تہیں چنانچہ حضرت خدیجہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں اور سب
بیبیوں میں افضل ہیں دو نکاح کے بعد آپ کے نکاح سے مشرف ہوئیں اسی طرح
حضرت حفصہ اور حضرت زینب حضرت میمونہ اور حضرت ام سلمہ حضرت سودا اور
حضرت جویریہ حضرت ام حبیبہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ ان سب سے دو دو تین
تین نکاح کے بعد آپکے نکاح میں آئی تہیں علاوہ اسکے سوا حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کے اور صاحبزادیوں کا خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا نکاح کردیا
تہا اور ام کلثوم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی کے چار نکاح ہوئے ہیں پھر
ان بیبیوں سے زیادہ کون شریف اور صاحب عزت و عفت ہے جو اپنی پارسائی

اور عزت کی وجہ سے نکاح ثانی کو برا سمجھے اور دوسرا نکاح کرنے والی کو بیحیا اور ذلیل و خوار جانے پس ایمان والوں کو لازم ہے کہ اپنی جہالت و نادانی کو چھوڑ کے قرآن شریف کے حکموں اور سنت نبوی کے مطیع ہوں اور ہندؤں کی رسموں کو نہ اختیار کریں اور پتھورا کی است نہ بجاویں اسلیئے کہ سوا ہندوں کے اور سب اہل کتاب کے نزدیک نکاح ثانی درست ہے بلکہ کسی دین اور کسی ولایت میں سوائے ہندوستان کے اس امر کو معیوب ہی نہیں جانتے اور جو اسکو برا جانتے ہیں وہ لوگ ویساہی پھل پاتے ہیں اسواسطے کہ بیوہ اور مطلقہ عورتوں کو بے نکاح گھر میں بٹھا کر طرح طرح کی آفتوں اور مصیبتوں اور انواع و اقسام کی بے غیرتیوں اور بے شرمیوں اور رسوائی اور ذلتوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور وہ بیچاریاں بھی اپنا پیٹا مار کے ورثا کی جان پر صبر کر کے چپ بیٹھی رہتی ہیں اور ہر طرح کی مصیبت اوٹھاتی ہیں یا شیطان کے اغوا سے چوری چھپے زنا وغیرہ میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور اکثر حمل رہجاتا ہے پھر وہ اسکو گرانا چاہتی ہیں اور گرانی کے صدمے سے یا تو خود ہی مرجاتی ہیں نہیں تو زہر وغیرہ کہا کر اپنی جان مفت گنواتی ہیں یا کوئی وارث غیرت کے راہ سے اونکو مار کے آپ دائم الحبس رہتا ہے اور جو بعض عورتیں اپنی جان نہیں دیتیں تو بچے کا تو ضرور ہی خون کرتی ہیں اسلیئے کہ کوئی اسقاط کرتی ہے اور کوئی زندہ بچے کو مار کے پہنکدیتی ہے اور جو خوف خدا اور محبت کی وجہ سے مارتی نہیں تو بچے کو زندہ ادہرادہر پہنکتی پھرتی ہے اور ورثہ مفت میں دیوث بنتے ہیں اسلیئے کہ حمل گرانا یا بچہ ہونا ایسا نہیں ہے کہ گھر میں کانوں کان کسیکو خبر نہو بلکہ اونکے ورثہ خود اس فعل بد میں اونکی مدد کرتے ہونگے کیونکہ ایسے کام اکیلی عورت سے نہیں ہو سکتے جبتک کہ کوئی اور معاون ہو اور غیر کو کیا غرض ہے کہ ایسے برے کام میں مدد کرے پس اس سے معلوم ہوا کہ ورثہ خود اپنی پریشانی اور اونکی تکلیف کے باعث ہوتے ہیں اسواسطے کہ وہ بیچاریاں دنیا میں تو اسقاط اور بچہ چھپانے کی ایذا بھگتتی ہیں اور آخرت میں زنا اور خون وغیرہ کا عذاب اپنے ذمے لیتی ہیں اور ورثہ دنیا میں تو اونکی عیب پوشی اور آبرو اور جان بچانے کی فکر میں پریشان اور سرگردان رہتے ہیں اور آخرت میں خدا اور رسول کی نافرمانی اور اپنی دیوثی کی جوابدہی میں گرفتار ہونگے پھر

نہیں معلوم کہ بیوہ اور طلاق والیونکو نکاح ثانی سے روکنے میں کیا مصلحت ہے اور
کنواریوں کی اس قدر خوشی خوشی جلدی شادی کرتے ہیں کہ اونکو پورا بالغ بھی نہیں
ہونے دیتے کیا نفع ہے باوجودیکہ کنواری لڑکی دنیا کی کسی لذت سے واقف نہیں
ہوتی اور نکسی طرح کا اوسنے حظ نفس اوٹھایا وہ تو اپنے ماں باپ کے گھر خوش وخرم
رہتی ہے ورثہ زبردستی اوسکا نکاح کر دیتے ہیں اور کیسا کیسا سامان جہیز وغیرہ کا اوسکے
واسطے تیار کرتے ہیں اور کیا کیا آرائش اوسکی شادی میں کیجاتی ہے یہانتک کہ ہزار ہا روپیہ
مفت میں خرچ ہوتا ہے اگر روپیہ پاس نہو تو قرض دام لیکر یا بھیک مانگ مانگ کے اوسکی شادی
کیجاتی ہے بیوہ اور طلاق والی کو اگرچہ کیسی ہی جوان ہو گھونٹ گھونٹ کر بٹھاتے ہیں اور
طرح طرح کی ترغیبیں بیٹھنے کے لیئے اوسکو دیتے ہیں اور عمر بھر ذلیل و خوار سمجھتے ہیں کپڑے
اور زیور وغیرہ سے ایسا تنگ رکھتے ہیں کہ چوڑیاں اور رنگین کپڑے تک نہیں پہننے دیتے
اور ہر تقریب میں اوسکو ذلیل اور حقیر کرتے ہیں یعنی عزیزوں ہی کی شادی میں موبہہ
در موبہہ کہتے ہیں کہ یہ جہیز دولہہ دولہن کی ہے اسکو بیوہ ہاتہ نہ لگادے گویا اسکی بدبختی
محفل میں ہر ایک کو جتاتے ہیں اور دوست بلکہ ہر طرح سے ستاتے ہیں ان بیچاریوں
کے واسطے تو اس قدر تنگی اور آپ چار پر بھی قناعت نہیں کرتے پانچ پانچ سات سات
حرمین کر لیتے ہیں اور جو کوئی عورت اونمیں سے مرجاوے تو آپ تیسرے ہی روز
اپنے نکاح کا پیغام بہیجتے ہیں اور ان غریبوں کو جو ہر طرح کی لذت اور دنیا کے مزے سے
واقف ہو چکی ہیں ناحق نکاح سے روکتے ہیں وہ بیچاریاں بھی وارثوں کی جان پر صبر
کر کے گھر میں چپ بیٹھی رہتی ہیں اور اپنے دین اور دنیا اور جوانی کو خاک میں ملاتی
ہیں اور وارثوں کی خوشی کے لیئے زبردستی اپنے جی کو مار کے ظاہر میں لوگوں سے
کہتی ہیں کہ اب ہمارا جی نکاح کو نہیں چاہتا ہمکو مرد کی خواہش نہیں انصاف سے دیکھو
تو یہ بات اونکی صرف ورثہ کی رضامندی کے لیئے ہے ورنہ جی تو خاوند ہی کو چاہتا ہے
اور غور کرنا چاہیئے کہ اگر اونکا خاوند زندہ اور موجود ہوتا تو پچاس ساٹھ برس تک اونسے
صحبت کرتا رہتا اور وہ بچے جنا کرتیں اتفاقاً اگر خاوند بسبب کسی بیماری کے اونکے ساتھ

صحبت کرنے سے باز رہتا تو اوسکا شکوہ وشکایت کرتی رہتیں بخلاف بیوہ کے کہ اگر بارہ برس
کی عمر میں بھی رانڈ ہو جاوے تو یہی کہتی ہے کہ مجھے مرد کی خواہش نہیں ہے سو یہ کہنا
اوسکا محض وارثوں کی خوشی یا اونکی تعلیم کے سبب سے معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ خاوند کے ہوتے
ہوے تو بڑی عمر تک صحبت سے سیری نہونا اور اوسکے مرجاتے ہی اگرچہ چھوٹے ہی سن کی
ہو مرد کی خواہش نہ رہنا اسکے معنی کسی عاقل کی سمجھ میں نہیں آتے اور ایک قوی دلیل اس
امر پر کہ بیوہ اور مطلقہ کا جلد نکاح کردینا بہتر ہے اسکو بٹھا نہ رکھنا چاہیے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالے
نے سال بھر عدت بیوہ کی معین فرمائی تھی جیسا کہ دوسرے پارے کے پندرہویں رکوع
کی اس آیت سے ظاہر ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ
مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ یعنی اور جو لوگ کہ مرجاویں تم میں سے اور چھوڑ جاویں
عورتیں وصیت کردیں اپنی عورتوں کے لیے خرچ دینا ایک برس کا نہ نکالدینا پھر اوسی
پارے کے چودہویں رکوع میں اس بڑی مدت کو منسوخ فرما کے چار مہینے دس دن
مقرر فرمائے پس اس سے ثابت ہوا کہ بیاہی عورت چار مہینے دس دن سے زیادہ
بے مرد کے نہیں رہ سکتی کیونکہ اللہ تعالی سب کا خالق ہے وہی اپنی مخلوق کی بھلائی برائی
کو خوب جانتا ہے اوسی کو خبر ہے کہ اس سے اتنا ضبط ہو سکیگا زیادہ غیر ممکن ہے اسی
واسطے سال بھر کی مدت کو منسوخ فرما کے چار مہینے دس دن کی عدت مقرر فرمائی
لہذا سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کو لازم ہے کہ جن مصلحتوں سے کنواری لڑکیوں
کا جلد نکاح کردیتے ہیں اونہیں مصالح سے عدت کے بعد اپنی رضامندی اور خوشی سے
بیوہ اور طلاق والیونکا بھی جلد نکاح ثانی کردیا کریں اسلیئے کہ یہ سب مصلحتیں جیسے اولاد
ہونا اور لڑکی کے نان نفقے اور دکھ بیماری اور اوسکے نیک وبد سے ماں باپ کا بفکر ہوجانا
جیسے کنواری کے واسطے نکاح کا باعث ہوتے ہیں اسی طرح بیوہ اور طلاق والیوں
کے واسطے بھی ہیں پس وارثوں کو چاہیے کہ اونکا نکاح ثانی بہت جلد کردیا کریں تاکہ
قطع نسل نہو اور امت محمدی کی کثرت ہو اور آپ بھی دنیا کی مصیبتوں اور آخرت
کے مواخذے سے نجات پاویں ۔

فصل ولیمے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ ولیمہ اوس کہانے کو کہتے ہیں کہ نکاح کے بعد مرد کی طرف سے کہلایا جاتا ہے اور یہ دعوت شرعًا جائز ہے اکثر علماکے نزدیک مسنون ہے اور بعض کے نزدیک مستحب اور بعضوں نے اسکو واجب کہا ہے اور وقت اسکا بعضوں نے بعد صحبت کے لکہا ہے اور بعضوں نے بعد عقد کے اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ عقد اور صحبت دونوں کے بعد چاہیئے اور ولیمہ اپنے مقدور کے موافق کرے اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو جیساکہ بخاری و مسلم کی حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَۃٍ فَقَالَ مَا ہٰذَا قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَاَۃً عَلٰی وَزْنِ نَوَاۃٍ مِّنْ ذَہَبٍ قَالَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک دیکہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف پر نشان زردی کا یعنی اونکے بدن یا کپڑے پر زعفران لگی ہوئی تہی پس فرمایا یہ کیا ہے عبد الرحمن نے کہا تحقیق مینے نکاح کیا ایک عورت سے گٹہلی[1] بہر سونے پر آپنے فرمایا اللہ تجہے برکت دے ولیمہ کر یعنی کہانا پکاکر لوگوں کو کہلا اگرچہ ایک ہی بکری کا ہو اور جو اتنا بہی نہو سکے تو جس قدر میسر ہو ادسی پر کفایت کرنا چاہیئے جیساکہ اس حدیث بخاری میں وارد ہوا ہے عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَآئِہٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ یعنی صفیہ رضی اللہ عنہا شیبہ کی بیٹی سے روایت ہے اونہوں نے کہا ولیمہ کیا انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیبیو[2] نکا دو مد جو پر اس سے معلوم ہوا کہ اگر مقدور نہو تو تہوڑا ہی سا کہانا پکاکر کہلاوے زیادہ کی کچہ ضرورت نہیں مگر ولیمے کی سنت کو ضرور ادا کرے

---

[1] یعنی بقدر گٹہلی کہجور کے سونے کا مہر باندہا ۱۲ — ۱۲

[2] شاید یہ بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا تہیں ۱۲—۱۲

چھوڑے نہیں اور جو مقدور رکھتا ہو تو جتنا چاہے کہانا کہلاوے زیادہ کی کچھہ ممانعت نہیں ہے لیکن اسراف نکرے اور اپنی ناموری کے واسطے قرضدار نہو جاوے ولیمے کی دعوت قبول کرنا واجب ہے اور دعوتیں جنکا کرنا شرعًا درست ہے اونکا قبول کرنا سنت ہے جہاں تک ہوسکے اس دعوت کو رد نکرے بلکہ جب کوئی اس دعوت میں بلاوے تو ضرور ہی جاوے ہاں اگر کوئی بات اوس جگہہ خلاف شرع ہو جیسے ناچ گانا بجانا سہرا وغیرہ تو پھر وہاں جانا جائز نہیں اور نکاح میں پہلے دن کہانا کہلانا اور قبول کرنا اوسکا واجب ہے یا سنت موکدہ ہے بسبب اختلاف علما کے اور دوسرے دن کا کہانا سنت و مستحب ہے اور تیسرے دنکا اس لیئے ہوتا ہے کہ لوگ تعریف کریں جیسا کہ ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ یَوْمٍ حَقٌّ وَ طَعَامُ یَوْمِ الثَّانِیْ سُنَّۃٌ وَطَعَامُ یَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَۃٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہانا پہلے دن کا حق ہے اور کہانا دوسرے دن کا سنت ہے اور کہانا تیسرے دنکا سنانا ہے اور جو کوئی سناوے سناویگا اللہ اوسکو یعنی میدان حشر میں اوسکو رسوا اور فضیحت کریگا کہ اسنے سنانے دکہانیکے لئے کیا تہا اور طریقہ دعوت میں جانیکا یہ کہ جو شخص پہلے بلاوے اوسکے ہاں پہلے جاوے پھر جسکا گھر زیادہ قریب ہو اوسکے یہاں جاوے

فصل میاں بی بی کے حقوق اور آپسمیں اچھا برتاؤ کرنے کے بیان میں

ایماندار عورتوں کو چاہیئے کہ امور شرعیہ میں اپنے خاوندوں کی نہایت اطاعت کریں اور اونکو خوب راضی رکہیں جہانتک ہوسکے اونکی ناخوشی اور خلاف مرضی باتوں سے بچیں اسلیئے کہ خدا و رسول کی فرمانبرداری کے بعد عورت کو خاوند ہی کی تابعداری کا حکم ہے اس باب میں اگرچہ بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں مگر تہوڑی سی اس جگہہ لکہی جاتی ہیں عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ رَجُلٍ يَدْعُو امْرَأَتَهُ إِلَى
فِرَاشِهِ فَتَأْبَى عَلَيْهِ إِلَّا كَانَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتَّى يَرْضَى عَنْهَا یعنی ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے بچھونے کی طرف بلاوے پس وہ انکار کرے یعنی
بغیر عذر شرعی کے اور خاوند خفا سو رہے تو صبح تک فرشتے اوس عورت پر لعنت کرتے
رہتے ہیں روایت کیا اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے اور انہیں دو کی ایک روایت
میں یہ بھی آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم ہے اوس ذات کی جسکے
ہاتھ میں میری جان ہے نہیں ہے کوئی آدمی کہ بلاوے اپنی عورت کو اپنے بچھونے کی
طرف پھر وہ انکار کرے اوس پر مگر خفا ہوتا ہے اوس عورت پر وہ جو آسمان میں ہے یہاں
تک کہ راضی ہو خاوند اسکا اوس سے وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْمَرْأَةُ إِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَأَحْصَنَتْ فَرْجَهَا
وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ یعنی
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ جس وقت عورت اپنی پانچوں نمازیں پڑھے یعنی اوقات طہارت میں اور روزے
رکھے ماہ رمضان کے یعنی ادا و قضا اور اپنی شرمگاہ کو نگاہ رکھے یعنی حرام سے اور اپنے خاوند
کی فرمانبرداری کرے یعنی جس چیز میں اوسکی فرمانبرداری چاہیئے پس چاہیئے کہ داخل ہو
وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے روایت کیا اوسکو ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں
وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ
آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ یعنی کہا ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر میں کسیکو حکم کرتا سوائے
خدا کے اور کسیکو سجدہ کرنیکا تو بیشک عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے روایت
کیا اسکو ترمذی نے وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُہَا عَنْہَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بی بی کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت کہ مرے اس حال میں کہ اوسکا خاوند اوس سے راضی ہو داخل ہوگی وہ جنت میں روایت کیا اوسکو ترمذی نے یعنی جو خاوند کہ عالم متقی ہو اوسکی رضامندی کا یہ ثواب ہے نہ فاسق جاہل کی رضامندی کا وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَہٗ لِحَاجَتِہٖ فَلْتَأْتِہٖ وَاِنْ کَانَتْ عَلَی التَّنُّوْرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی طلق بن علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسوقت بلاوے کوئی شخص اپنی بی بی کو اپنی حاجت یعنی جماع کے لیے تو چاہیئے کہ اوسکے پاس آوے اگرچہ تنور پر ہو یعنی اگرچہ ضروری کام میں مشغول ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِی امْرَأَۃٌ زَوْجَہَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُہٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ لَا تُؤْذِیْہِ قَاتَلَکِ اللّٰہُ فَاِنَّمَا ہُوَ عِنْدَکِ دَخِیْلٌ یُوْشِکُ اَنْ یُّفَارِقَکِ اِلَیْنَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ یعنی معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نہیں ایذا دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں مگر کہتی ہے اوسکی بی بی حور عین[1] میں کی نہ ایذا دے تو اسکو اللہ تجھے قتل کرے یعنی اپنی رحمت جنت سے تجھے دور کرے وہ تو تیرے پاس مہمان ہے قریب ہے کہ وہ تجھسے جدا ہوکے ہمارے پاس آئیگا یعنی بہشت میں روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے پس ان سب حدیثوں سے یہ ثابت ہوا کہ خاوندوں کے حق بیبیوں پر بہت ہیں اور اونکی رضامندی اللہ ورسول کی خوشنودی کا باعث ہے اور اونکو ناراض رکھنا اور اونکی اطاعت نہ کرنا جنت کو مفت ہاتھ سے دینا اور خدا ورسول کی خفگی میں گرفتار ہونا ہے اور جس طرح خاوندوں کے حق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے حق بھی خاوندوں پر ہیں اس

---

[1] یعنی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ۱۲-۱۲

باب میں بہی بہت حدیثیں آئی ہیں چند حدیثیں یہاں لکھی جاتی ہیں عَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ الْقُشَیْرِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ زَوْجَۃِ اَحَدِنَا عَلَیْہِ قَالَ اَنْ تُطْعِمَہَا اِذَا طَعِمْتَ وَتَکْسُوْہَا اِذَا اکْتَسَیْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْہَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَہْجُرْ اِلَّا فِی الْبَیْتِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ یعنی حکیم ابن معاویہ قشیری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اونہوں نے کہا کہ عرض کیا مینے یارسول اللہ کیا حق ہے ہم میں سے ایک شخص کی بی بی کا اوسپر آپ نے فرمایا یہ کہ کہلاوے تو اوسکو جب کہ تو کہاوے اور پہناوے اوسکو جب کہ تو پہنے اور نہ مار اوسکے موہنہ پر یعنی جب بدکاری اوس سے ظاہر ہو یا فرائض کو چھوڑ دے تو اوسکے موہنہ پر نہ مارے اور کسی جگہہ مارے تو مضائقہ نہیں اسلیئے کہ موہنہ پر مارنا ممنوع ہے اور نہ کہہ کہ برا کرے تجہکو اللہ یعنی اوسکے فعل کو برائی کی طرف نسبت نکر یا اوسکو گالی نہ دے اور جدا ہو اوس سے مگر گہر میں یعنی اگر عورت سے جدا رہنے میں کوئی مصلحت ہو تو اوسکے بچہونے سے جدا ہو جاوے نہ یہ کہ اور کسی گہر میں چلا جاوے روایت کیا اوسکو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَکْمَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُہُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُہُمْ بِاَہْلِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کامل تر مومنوں کا ایمان میں وہ ہے کہ جسکا خلق سب سے اچہا ہو اور اپنی بی بی کے ساتہ بہت نرمی کرتا ہو یعنی اپنے اہل وعیال پر بہت مہربان ہو روایت کیا اسکو ترمذی نے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مردونکو چاہیئے جیسا آپ کہائیں پیئیں پہنیں ویسا ہی اپنی بیبیوں کو بہی کہلائیں پلائیں پہنائیں اور مارپیٹ بغیر امر شرعی کے نہ کیا کریں بلکہ جہاں تک ممکن ہو اونکے ساتہ خوش خلقی اور نرمی اور اتفاق اور حسن سلوک سے زندگی بسر کریں بدمزاجی اور سختی نہ کیا کریں جیسا کہ ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَہْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَہْلِیْ یعنی فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بہتر تم میں کا بہتر تمہارا ہے اپنے اہل کے لیئے اور میں تم

سب سے بہتر ہوں اپنے اہل کے لئے پس اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بہتر اللہ تعالی
اور خلق کے نزدیک وہ شخص ہے جو اپنے اہل کے ساتھ بھلائی اور سلوک کرتا رہے پس
انسان کو لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی بی بی کے ساتھ پیار اور محبت کا برتاؤ رکھے اور ادنی
ادنی باتوں میں جو خلاف مرضی اوس سے ظہور میں آویں نہ اولجھا کریں بلکہ اکثر طرح
دیتا رہے کیونکہ اکثر عورتوں کے مزاج میں غصہ اور جہالت بہت ہوتی ہے مرد بھی
اگر اونکے ساتھ بدمزاجی کرے تو کجی کی وجہ سے جو اونکی خلقت میں ہے بہت جلد برائی
کی طرف مائل ہو جاتی ہیں اور اونکے دل میں کینہ اور دشمنی بیٹھ جاتی ہے اسی سبب سے
باہم اتفاق نہیں رہتا پھر مفت میں گھر کی تباہی ہوتی ہے جیسا کہ بخاری و مسلم کی اس
حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَّاِنَّ اَعْوَجَ شَیْءٍ
فِی الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِیْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا
بِالنِّسَاءِ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہا اونہوں نے فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قبول کرو عورتوں کے حق میں وصیت بھلائی
کی اسلئے کہ بیشک عورتیں پیدا کی گئی ہیں پسلی سے کہ وہ ٹیڑہی ہے اور مقرر بہت
ٹیڑہی چیز پسلی میں اوپر کی جانب ہے پس اگر چاہے تو کہ اوسکو سیدہا کرے تو
توڑ دیگا اوسکو اور اگر چھوڑ دے اوسکو اپنے حال پر تو ہمیشہ ٹیڑہی رہیگی پس قبول
کرو وصیت کو عورتوں کے حق میں ف عورتیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں یعنی حضرت حوا
کہ سب عورتوں سے پہلے اور سب کی اصل ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی کے
اوپر کی جانب سے پیدا ہوئی ہیں اور وہ بہت ٹیڑہی ہوتی ہے اور پسلی کا حال یہ ہے
کہ اگر اوسکو سیدہا کرنا چاہیں تو ٹوٹ جاویگی اور جو اوسکو اپنی حالت پر رہنے دیں
تو ہمیشہ ٹیڑہی رہیگی اسی طرح عورتونکا حال ہے کہ وہ اصل خلقت میں بداعمال اور
کج اخلاق واقع ہوئی ہیں مرد اگر چاہیں کہ اچھی طرح اونکو سیدہا کریں اور ہر بات میں
اپنی طبیعت کے موافق کرلیں تو یہ ممکن نہیں اسلئے کہ اونکی درستی میں اگر زیادہ درشتی

کیجاوے تو طلاق کی نوبت پونہچیگی پس بہتر یہ ہے کہ جب تک کوئی ایسا امر انسے سرزد نہو کہ اونکی وجہ سے کسی گناہ میں گرفتار ہونے کا خوف ہو تب تک اونکی کجی سے درگزر کرتے رہیں اور دنیا کے کاموں میں بہت غصہ وغیرہ اونپر نکیا کریں بلکہ اکثر اونکے ساتھ خوش خلقی اور نرمی اور دلجوئی سے پیش آویں اور ہر امر میں کج خلقی اور ترشروئی اور بدمزاجی نکیا کریں دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ازواج مطہرات کے ساتھ کیسا عمدہ برتاؤ فرماتے تھے اور کس قدر اونکی باتوں کی برداشت کرتے تھے اس باب میں بہت سی حدیثیں صحاح کی کتابوں میں وارد ہیں ایک آنمیں سے یہ ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِہٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰی اُمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِصَحْفَۃٍ فِیْہَا طَعَامٌ فَضَرَبَتِ الَّتِیْ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِہَا یَدَ الْخَادِمِ فَسَقَطَتِ الصَّحْفَۃُ فَانْفَلَقَتْ فَجَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فِلَقَ الصَّحْفَۃِ ثُمَّ جَعَلَ یَجْمَعُ الطَّعَامَ الَّذِیْ کَانَ فِی الصَّحْفَۃِ وَ یَقُوْلُ غَارَتْ اُمُّکُمْ ثُمَّ حَبَسَ الْخَادِمَ حَتّٰی اُتِیَ بِصَحْفَۃٍ مِّنْ عِنْدِ الَّتِیْ ہُوَ فِیْ بَیْتِہَا فَدَفَعَ الصَّحْفَۃَ الصَّحِیْحَۃَ اِلَی الَّتِیْ کُسِرَتْ صَحْفَتُہَا وَاَمْسَکَ الْمَکْسُوْرَۃَ فِیْ بَیْتِ الَّتِیْ کُسِرَتْ فِیْہِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اونہوں نے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی کسی بی بی کے پاس پس اور کسی بی بی نے ایک رکابی میں کہانا بہیجا تو جن بی بی کے گہر میں آپ تشریف رکہتے تھے اونہوں نے خادم کے ہاتہ پر مارا تو رکابی اوسکے ہاتہ سے گر کے ٹوٹ گئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے ٹکڑے جمع کیئے پہر اکٹہا کرنے لگے اون ٹکڑوں میں سے اوس کہانے کو جو رکابی میں تہا اور کہنے لگے تمہاری ماں نے غیرت کی پہر خادم کو روک رکہا یہاں تک کہ لائی گئی رکابی اون بی بی کے پاس سے جن کے گہر میں آپ تھے پہر سالم رکابی اون بی بی کے پاس بہیجدی جن کی رکابی ٹوٹ گئی تہی اور ٹوٹی رکابی کو اون بی بی کے گہر میں رہنے دیا جن کے گہر میں وہ ٹوٹی تہی روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ اپنی بیبیوں کے ساتہ کس طرح حلم سے پیش آتے تھے اور کس قدر اونکی باتوں کا تحمل فرماتے تھے اسلیئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنی بیبیوں کے ساتہ نہایت حلم اور بردباری سے زندگی بسر کریں اور ہنسی دل لگی اور

خوش طبعی کے ساتھ پیش آیا کریں تاکہ بیبیاں انسے راضی اور خوش رہیں اور حدیث شریف
سے بہی اوسکی اجازت معلوم ہوتی ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کیا ہے عَنْ عَائِشَۃَ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا اَنَّہَا کَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُہٗ فَسَبَقْتُہٗ عَلٰی رِجْلَیَّ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُہٗ فَسَبَقَنِیْ قَالَ ہٰذِہٖ بِتِلْکَ السَّبْقَۃِ یعنی روایت ہے
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ بیشک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ہمراہ ایک سفر میں تہیں اونہوں نے کہا پس دوڑی میں آپ کے ساتھ اپنے پانوں پر
پس آگے بڑہگئی میں آپ سے پہر جب میں موٹی ہو گئی تو دوڑی آپ کے ساتھ پس آپ
مجہسے آگے نکلگئے آپ نے فرمایا کہ یہ میرا آگے بڑہجانا بدلے اوس آگے نکلجانے کے ہے
یعنی کہ پہلے تو مجہسے آگے بڑہگئی تہی پس اس حدیث شریف سے بہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا حسن خلق اور مہربانی کرنا اپنی بیبیوں پر صاف ظاہر ہے غرضکہ ان
حدیثوں سے بہی ثابت ہوتا ہے کہ جو امور خلاف شرع ہوں اور اونمیں کسی طرح کی
رسوائی اور بدنامی اور گناہ عائد ہوتا ہو ایسی باتوں میں اونہیں کی خوشی کو مقدم جانیں
اور جہاں تک ممکن ہو اپنی بیبیوں کو خوش وخرم اور راحت وآرام کے ساتھ رکہیں اور زندگی
بہر نرمی اور خوش خلقی کے ساتھ برتاؤ کیا کریں تاکہ روز بروز آپسمیں محبت والفت بڑہتی
رہے اور کسی طرح کی رنجش وبے لطفی درمیان میں نہ آوے اور دونوں کی زندگی آرام
وچین سے بسر ہو جاوے اور میاں بی بی کے حقوق کا بیان علحدہ رسالے میں لکہا گیا ہے
اوسکے دیکہنے سے مفصل حال معلوم ہو گا۔

فصل ثانی نفقے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ حد نفقے کی کسی آیت یا حدیث میں نہیں آئی ہے فقط قید معروف کی ارشاد
فرمائی ہے معروف کے یہ معنی ہیں کہ جو برتاؤ نان نفقے کا آپکے شہر قوم قبیلے محلے میں مشہور
ومعمول ومروج ودستور ہے اوسکے موافق دیوسے اونہیں کمی نکرے باوجود قدرت کے

مقدار معروف میں کوتاہی کرنا منظور نرکھے یہ مطلب نہیں ہے کہ جتنا بی بی مانگے اوتناہی اوسکو دے اور نان نفقہ دینے میں اعتبار شوہر کی مقدرت و حال کا ہے جسقدر اوسکو مقدور ہو اوسمیں قصور نکرے عورت کی امیری غریبی کو کمی بیشی نان نفقہ میں کچھہ دخل نہیں ہے مثلاً ایک شخص کی دو بیبیاں ہیں ایک غریب دوسری مالدار ہے تو اسکو چاہئیے کہ نان نفقے میں دونو کو برابر رکھے ایک کو دوسری پر فضیلت ندے ورنہ خلاف عدل ہوگا جسکا شارع نے ارشاد فرمایا ہے اور نان نفقے سے صرف روٹی کپڑا دینا مراد نہیں بلکہ عورت کے رہنے کا مکان دینا بھی مرد پر واجب ہے اسکے سوا اور سب ضروری حاجتوں کا مثل پان زردے وغیرہ کے بھی خیال رکھنا چاہیئے اور دوا وغیرہ بھی نفقے میں داخل ہے اور جو مرد نان نفقہ عورت کو ندیوے اوسکی اطاعت بھی عورت پر واجب نہیں یعنی اگر وہ اپنے خاوند کی تابعداری نکرے تو اوسپر کچھہ گناہ نہیں اور مصارف نان ونفقے کے تو مرد پر یہاں تک ضروری ہیں کہ اگر خاوند بالکل ندیوے یا دینے میں کچھہ تنگی کرے تو عورت کو بقدر اپنی حاجت اور ضرورت کے شوہر کے مال سے چھپا کر لینا بھی درست ہے جیسا کہ بخاری ومسلم کی اس حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ ھِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَبَا سُفْیَانَ رَجُلٌ شَحِیْحٌ وَلَیْسَ یُعْطِیْنِیْ مَا یَکْفِیْنِیْ وَوَلَدِیْ اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْہُ وَھُوَ لَا یَعْلَمُ فَقَالَ خُذِیْ مَا یَکْفِیْکِ وَوَلَدَکِ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کہ مقرر کہا ہند عتبہ کی بیٹی نے اے رسول اللہ کے تحقیق ابوسفیان یعنی میرا خاوند ایک کنجوس اور لالچی آدمی ہے نہیں دیتا مجکو اسقدر خرچ کہ کفایت کرے مجھے اور میری اولاد کو یعنی جو اوس سے ہے مگر کافی ہوتا ہے مجھے اوسکا دیا ہوا اور وہ چیز کہ لوں میں اوسکے مال سے اس حال میں کہ وہ نجانے یعنی اوس سے چھپا کر لیلوں پس فرمایا آپ نے کہ لیلے اسقدر مال جو کفایت کرے تجھے اور تیری اولاد کو موافق دستور کے یعنی اوسط درجے کے خرچ کو کافی ہو اس سے معلوم ہوا کہ عورت کو اپنی حاجت اور اولاد کی ضرورت کے موافق ہر طرح سے روٹی کپڑے کے مصارف کا لینا خاوند کے مال سے درست ہے اور نان نفقہ نہ دینے کی

صورت میں اگر عورت چاہے تو خاوند سے اوسکی تفریق ہی ہوسکتی ہے یعنی حاکم بجبر اوسکو جدا کرا سکتا ہے اور نان نفقہ بی بی کا اوسکے خاوند پر جب تک واجب ہے کہ وہ اوسکے نکاح میں ہے اور رجعی طلاق والی کا بھی واجب ہے جب تک وہ عدت میں ہے ہاں بائنہ کی زمانہ عدت کا اوسپر لازم نہیں اور بائن وہ ہے جسکو ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے دی ہوں پھر عدت میں رجوع نہ کی ہو یا ایک بینونت یعنی جدائی کی نیت سے دی ہو یا جسکو تین طلاق دیکے ہوں اور رجعی مطلقہ اوسے کہتے ہیں جسے ایک یا دو طلاق رجعت کی نیت سے دی ہوں پس جب تک تیسری طلاق نہ دے یا عدت کا زمانہ نہ گذر جاوے وہ عورت اوسکے نکاح میں ہے اس مدت کا نان و نفقہ شوہر کو دینا چاہیے اور موت کی عدت میں نفقہ دینا لازم نہیں مگر جب کہ مطلقہ بطلاق بائن اور بیوہ حمل سے ہوں تو اونکو ولادت تک نفقہ دینا چاہیے چھوٹی اولاد کا نان نفقہ باپ پر اور محتاج اولاد کا زردار والدین پر اور محتاج ماں باپ کا آسودہ اولاد پر اور شرعی لونڈی غلام کا روٹی کپڑا مالک پر واجب ہے یعنی ان لوگوں میں سے اگر کسی کو نفقہ نہ دیگا تو گنہگار ہوگا اور باقی قرابت والوں کا نفقہ اوسپر واجب نہیں اگر کسیکو بطریق صلۂ رحم کے دیوے تو خالی ثواب سے نہیں ہے ۔

باب شانزدہم

فصل طلاق کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ طلاق ابغض مباحات ہے یعنی اللہ تعالی کو مباح چیزوں میں سے طلاق دینا بہت ناپسند ہے جیساکہ ان حدیثوں سے صاف ظاہر ہے ابوداؤد میں ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی

اللّٰہِ الطَّلَاقُ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ بیشک فرمایا نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزوں میں کی اللہ کے نزدیک طلاق ہے اور دار قطنی
میں ہے عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الْعِتَاقِ
وَلَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَیْہِ مِنَ الطَّلَاقِ یعنی معاذ بن جبل
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا فرمایا مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ اے معاذ نہیں پیدا کی اللہ تعالی نے کوئی چیز روے زمین پر یعنی مستحبات
میں سے کہ بہت پیاری ہو اوسکی طرف آزاد کرنے سے یعنی بردے کا آزاد کرنا اللہ تعالے
کو نہایت پسند ہے اور نہیں پیدا کی اللہ تعالی نے کوئی چیز روے زمین پر یعنی حلال
چیزوں میں سے کہ بہت بُری ہو اوسکے نزدیک طلاق دینے سے پس ان دونوں
حدیثوں سے ناخوشی اللہ تعالی کی طلاق سے اور اوسکا ابغض مباحات ہونا ثابت ہوا
اسلیے مردوں کو چاہیے کہ ہرگز طلاق دینے کا ارادہ نکریں اور ادنی ادنی قصور اور ذرا
ذراسی باتوں پر برہم ہوکے مفارقت کو گوارا نکریں بلکہ حتی المقدور عورتوں کی خطاؤں
سے درگذر کرتے رہیں جیسا کہ اللہ تعالی نے پانچویں پارے کے تیسرے رکوع میں ارشاد
فرمایا ہے وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ
فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا یعنی اور جن عورتوں کی بدخوئی کا ڈر ہو تمکو تو
اونکو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو پھر اگر تمہارے حکم میں آویں تو نہ تلاش
کرو اونپر راہ الزام کی بیشک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا یعنی اللہ تعالی نے مرد کا درجہ
اوپر بنایا تو عورت کو چاہیے اوسکی فرمانبرداری کرے اور اگر کوئی عورت بدخوئی کرے
تو مرد پہلے بار سمجھاوے دوسری مرتبے جدا سووے لیکن اوسی گھر میں پھر آخر درجے
میں مارے بھی لیکن موںھہ پر نہ مارے اور نہ ایسا کہ ضرر پہنچے عورت کو پھر اگر بظاہر
عورت مطیع ہوجاوے تو کرید نہ کرے اوسکی تقصیر و نیز اللہ سب پر حاکم ہے باقی
ہر تقصیر کی ایک حد ہے مارنا آخر کا درجہ ہے فقط پس اس آیت شریف سے یہ بات

ثابت ہوئی کہ بدخو عورت کو پہلی ہی بار طلاق نہ دیوے بلکہ جب ان تینوں درجوں سے
اوسکا حال گذر جاوے تو مجبوری سے اوسکو چھوڑ سکتا ہے اور ان تین امروں میں
سے ایک بات سے ہی جب تک کام چلے تو طلاق نہ دینی چاہیئے اس لیے کہ بے
ضرورت شدید کے مرد کا طلاق دینا یا عورت کا طلاق چاہنا حرام ہے جیسا کہ اس
حدیث سے ثابت ہوتا ہے عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَۃٍ سَاَلَتْ زَوْجَہَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ
فَحَرَامٌ عَلَیْہَا رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَۃَ وَ
الدَّارِمِیُّ یعنی ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت بغیر ڈر کے یعنی بدون ضرورت قوی کے
اپنے خاوند سے طلاق چاہے تو اوسپر جنت کی بو حرام ہے روایت کیا اسکو احمد
اور ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور دارمی نے یعنی جبکہ حشر کے میدان میں
مقربان الٰہی کو جنت کی خوشبو پہونچیگی تو یہ عورتیں بسبب اس معصیت کے اوس
سے محروم رہیں گی پس عورتونکو چاہیئے کہ اس وعید کا لحاظ کرکے بلا ضرورت اپنے
خاوندوں سے طلاق نچاہیں اور اونسے بدخوئی نہ کیا کریں اس لیئے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی عورتوں کو منافق فرمایا ہے جیسا کہ نسائی کی حدیث
میں وارد ہے عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ ہُنَّ الْمُنَافِقَاتُ یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے اونہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتیں اپنے
خاوندوں کی نافرمانی کرنے والیاں اور اونسے خلع چاہنے والیاں وہ ہیں منافق
پس عورتونکو چاہے کہ بدون سخت ضرورت کے خلع چاہنے سے بچتی رہیں تاکہ
منافقوں میں نہ گنی جاویں اور مردوں کو بھی لازم ہے کہ حتی الامکان طلاق دینے
سے پرہیز کرتے رہیں اسلیئے کہ مباحات میں اللہ تعالی کے نزدیک اس سے بڑھکر
کوئی ناپسند چیز نہیں ہاں اگر ایسی ہی ضرورت شرعی پیش آوے کہ بدون طلاق کے

چارہ نہو تو مجبوری کی حالت میں مکلف مختار کو شرعاً طلاق دینا جائز ہے اور طلاق کے
مقدمے میں نہایت احتیاط کرنا چاہیئے اسلیے کہ یہ ہنسی سے بھی واقع ہو جاتی ہے اور
نیت کے ساتھ اشارے سے بھی پڑ جاتی ہے اسی طرح اگر کسیکو اپنی طرف سے طلاق کا
مختار کر دے اور وہ بدون اسکی اطلاع کے اسکی عورت کو طلاق دیدے یا اپنی بی بی
ہی کو طلاق کا اختیار دیدے اور وہ خود طلاق کو اختیار کر لے تو ان صورتوں میں طلاق
واقع ہو جاویگی اور جب کسی شخص کو طلاق دینے کی ضرورت پیش آوے تو چاہیئے کہ سنت
کے موافق طلاق دے اور اسکی کئی شرطیں ہیں ایک یہ کہ حائضہ نہو وجہ اسکی یہ ہے کہ
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بی بی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پر خفا ہوئے دوسرے یہ کہ نفاس میں نہو اسلیے کہ سنی طلاق
طہر میں ہوتی ہے اور نفاس طہر نہیں تیسرے یہ کہ ایسے طہر میں طلاق دی ہو کہ اوس
میں صحبت نہ کی ہو چوتھے یہ کہ ایسے طہر میں طلاق نہ دی ہو کہ اوس سے پہلے کے حیض
میں طلاق دیچکا ہے یا اوس حمل میں جو اب ظاہر ہوا ہے پس جو طلاق حیض یا نفاس میں
دیگی یا ایسے طہر میں کہ اوسمیں صحبت کی ہے یا ایسے طہر میں کہ اوس سے پہلے کے حیض
میں طلاق دیچکا ہے یا اوس حمل میں جو ظاہر ہوا ہے طلاق دے تو اس طرح کا طلاق
دینا حرام ہے اور اسکے وقوع میں علما کا اختلاف ہے راجح عدم وقوع ہے اور طلاق
سنی میں شرائط مذکورہ کے معتبر ہونے کی دلیل یہ حدیث بخاری ومسلم کی ہے عَنْ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذٰلِكَ عُمَرُ
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ فَتَطْهُرَ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يُّطَلِّقَهَا
فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وَفِيْ رِوَايَةٍ مُرْهُ فَلْيُرَا
جِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا اَوْ حَامِلًا یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
طلاق دی اونہوں نے اپنی بی بی کو حیض کی حالت میں پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسکا ذکر کیا تو آپ اس کام کے

سبب سے خفا ہوئے پھر فرمایا کہ عبداللہؓ عورت کی طرف رجوع کرے یعنی مثلاً یوں
کہے کہ میںنے اوسکو اپنے نکاح کی طرف پھیر لیا اور یہ اسلیئے فرمایا کہ حیض میں طلاق دینے
کے گناہ کا تدارک ہو جاوے پھر اوس عورت کو اپنے پاس روک رکھے یہاں تک کہ
وہ پاک ہو پھر حائضہ ہو پھر پاک ہو جاوے یعنی دوسرے حیض سے پھر اگر اوسکا
طلاق دینا چاہیے تو پاکی میں صحبت کرنے سے پہلے اوسکو طلاق دیدے پس یہ وہ
عدت ہے جسپر اللہ تعالیٰ نے اس آیت شریف میں عورتوںکو طلاق دینے کا حکم فرمایا ہے
یَآ اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ
یعنی اے نبی جب تم طلاق دو عورتوںکو تو اونکو طلاق دو اونکی عدت پر اور گنتے رہو
عدت اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا یعنی عدت پر طلاق دینا یہ ہے کہ طلاق
والی کے لیئے عدت عدت کی تین حیض ہیں پس حیض سے پہلے طلاق دینا چاہیئے تاکہ
سارا حیض گنتی میں آوے اور اس پاکی میں قربت نہ کی ہو اور جو شخص سنت کے موافق
تین طلاقیں دینا چاہے تو تین طہر میں تین طلاقیں دے ایک ہی بار تینوں نہ دے اسلیئے
کہ یہ جائز نہیں اور جو کسی شخص نے خلاف سنت تینوں طلاقیں ایک ہی دفعہ دیں
تو صحیح یہ ہے کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اسی طرح ایک طہر میں دو یا دو طہر میں تین
طلاق دینا خلاف سنت ہے اور دینے والا اوسکا گنہگار اور بعض علما کے نزدیک اس
طرح کی طلاق میں رجوع کرنا واجب ہے اور رجعی طلاق میں دو طلاق تک رجوع کرنا
ممکن ہے جیساکہ قرآن شریف میں آیا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ
اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ یعنی طلاق دو بار ہے پھر رکھنا موافق دستور کے یا رخصت
کرنا نیکی سے یعنی دو طلاق تک مرد عورت سے رجوع کرسکتا ہے اور جب تین
طلاق دے تو وہ بی بی اوسکے نکاح میں نہیں رہ سکتی اور نہ وہ مرد پھر اوس سے
نکاح کرسکتا ہے ہاں عدت گزرنے کے بعد اگر وہ عورت دوسرے مرد کے نکاح
میں آوے اور وہ دوسرا خاوند نکاح اور صحبت کے بعد اوس عورت کو طلاق دے
اور اوس طلاق کی عدت بھی پوری ہو جاوے تب پہلا خاوند اوس سے نکاح کرسکتا ہے

جیساکہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ یعنی پھر اگر اوسکو طلاق دیا تواب اوسکو حلال نہیں وہ عورت اسکے بعد جب تک نکاح کرے کسی خاوند سے اوسکے سوا ے پھر اگر وہ شخص یعنی دوسرا شوہر اوسکو طلاق دے تو گناہ نہیں ان دونو پر یہ کہ پھر ملجاویں اگر خیال کریں کہ ٹھیک رکھیں گے قاعدے اللہ کے اور یہ دستور باندھے ہیں اللہ کے بیان کرتا ہے واسطے جاننے والوں کے یعنی تیسری طلاق کے بعد پھر نہیں سکتی بلکہ دونوں کی خوشی ہو تو بھی نکاح نہیں بندہ سکتا جبتک بیچ میں اور خاوند کی صحبت نہ ہو چکے اور دوسرے نکاح میں مرد کا صحبت کرنا اوس عورت سے ضرور ہے ایسا نہ کرے کہ دوست آشنا کی خاطر داری کے لیئے نکاح کر کے بغیر صحبت کے طلاق دیدے اسلیئے کہ وہ عورت نرے نکاح اور طلاق سے پہلے خاوند پر حلال نہیں ہو سکتی اور جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاق دے پھر کسی دوسرے سے کہے کہ تو اس عورت سے نکاح کر لے بعد صحبت کے اسکو طلاق دیدینا سو یہ امر ہرگز درست نہیں اگرچہ حنفیہ کے نزدیک صحبت ہونے کی صورت میں تو پہلے خاوند پر حلال ہو جاویگی مگر حدیث شریف میں ان دونوں آدمیوں پر لعنت آئی ہے جیساکہ ترمذی میں آیا ہے عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر اور اوس شخص پر جسکے لئے حلالہ کیا گیا لعنت فرمائی ہے پس آدمی کو چاہیئے کہ ایسا کام کیوں کرے کہ لعنت کا طوق گردن میں پڑے بلکہ جہاں تک ممکن ہو طلاق دینے سے نہایت پرہیز کرے اسلیئے کہ بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ آدمی غصے میں طلاق دے بیٹھتا ہے اور آخر کو نادم اور پشیمان ہوتا ہے پھر ندامت کچھہ فائدہ نہیں دیتی پس عاقل کو چاہیئے کہ اگر ایسی ہی ضرورت پیش آوے تو ایک یا دو طلاق دیدے تین نہ دے اسلیئے کہ تین طلاق کے بعد پھر عورت سے رجوع نہیں ہو سکتی پھر طرح طرح کی مشکل اور دشواری ہوتی ہے اور

شرع میں آزاد عورت کے لئے تین طلاق کی حد مقرر ہے اور لونڈی کے واسطے دو کی یعنی
جس طرح آزاد عورت تین طلاق کے بعد نکاح سے خارج ہو جاتی ہے اسی طرح لونڈی
دو طلاق کے بعد نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور جو حکم آزاد عورت کے لیے تین طلاق
کے بعد مقرر ہیں وہی حکم لونڈی کے واسطے دو طلاق کے بعد ہیں اور جو شخص بغیر
صحبت کے عورت کو طلاق دے اوسکو لازم ہے کہ آدہا مہر اوسکا دیدے جیساکہ
قران شریف کی اس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ
اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّا اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَ الَّذِیْ
بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ یعنی اور اگر طلاق دو اونکو ہاتھہ لگانے سے پہلے اور ٹھیرا چکے ہو اونکا
حق تو لازم ہوا اوسکا آدہا جو کچھہ ٹھیرا لیا تہا مگر یہ کہ در گذر کریں عورتیں یا معاف کرے
جسکے ہاتہہ گرہ ہے نکاح کی اور تم مرد در گذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری سے اور
نہ بہلا دو بڑائی رکہنی آپسمیں تحقیق اللہ جو کرتے ہو سو دیکھتا ہے یعنی اگر مہر ٹہیر چکا تہا
پہر بن ہاتہہ لگائے طلاق دے تو آدہا مہر دینا لازم ہوا لیکن جو عورتیں بالکل مہر معاف
کردیں تو پہر کچھہ دینا لازم نہیں اور اگر مرد در گزر کرے جو مختار تہا نکاح رکہنے اور
توڑنے کا کہ پورا مہر خوشی سے عورت کے حوالے کر دے تو بہت بہتر اور انسب ہی
کیونکہ اللہ تعالی نے مرد کو بڑائی دی ہے اور اوسکو مختار کیا نکاح رکہنے اور توڑنیکا
پس اوسکو چاہیئے کہ مہر دینے میں اپنی بڑائی رکہے یعنی پورا مہر دے اور جس عورت
کو بدون صحبت اور بغیر مقرر کرنے مہر کے طلاق دے تو اوسکو کچھہ مہر دینا لازم
نہیں لیکن موافق اپنے مقدور کے کچھہ خرچ دینا ضرور ہے جیساکہ قران شریف میں
آیا ہے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً
وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ
یعنی گناہ نہیں تمپر اگر طلاق دو تم عورتوں کو جب تک کہ نہ ہاتہہ لگایا ہو اونکو یا نہ
مقرر کیا ہو کچھہ اونکا حق اور اونکو خرچ دو وسعت والے پر اوسکے موافق ہے اور

تنگی والے پر اوسکے موافق جو خرچ دستور ہے لازم ہے نیکی والوں پر پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ ایسے حال میں مہر دینا لازم نہیں لیکن مرد کو اپنے مقدور کے موافق اوس عورت کے ساتھ کچھ سلوک کرنا ضرور ہے اگر زیادہ نہو سکے تو ایک جوڑا ہی اپنی وسعت کے لائق اوس عورت کو دیکے رخصت کر دے اور یہ دینا مکارم اخلاق اور حسن سلوک سے ہے اسی لیئے اللہ تعالی نے لفظ محسنین کا ارشاد فرمایا ہے یعنی اگرچہ صحبت نہیں ہوئی اور مہر مقرر نہوا مگر احسان بہر حال نہایت عمدہ چیز ہے اور اللہ احسان کرنے والونکو دوست رکھتا ہے ان اللہ یحب المحسنین۔

فصل خلع اور ایلاء اور ظہار اور لعان کے بیان میں

جاننا چاہیے کہ خلع طلاق نہیں بلکہ نکاح کا فسخ کرنا ہے اسلیئے کہ اللہ تعالی نے پہلے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ فرمایا اسکے بعد افتدار یعنی خلع کا ذکر کیا پھر اسکے پیچھے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ارشاد فرمایا سو اگر خلع کو جو اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ الخ سے مراد ہے طلاق کہیں تو وہ طلاق کہ اوسکے بعد عورت پہلے خاوند پر بغیر دوسرے نکاح اور صحبت اور طلاق کے حلال نہیں ہوسکتی چوتھی طلاق ہوگی اور طلاق تین ہوتی ہیں نہ چار دوسری وجہ یہ ہے کہ ربیع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں خلع کیا تو آپ اوسکو ایک حیض تک عدت میں بیٹھنے کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ خلع طلاق نہیں ہے اسلیئے کہ اگر طلاق ہوتا تو آپ اوسکو تین حیض کی عدت کا حکم فرماتے نہ ایک کا پس جو عورت کسی وجہ شرعی سے خلع کرنا چاہے تو مرد کو اوس سے کچھہ مال دلوانا یا اوسکے مہر سے کچھہ معاف کرانا چاہیے اسلیئے کہ خلع تھوڑے سے بہت مال پر جائز ہے مگر جو مال عورت کو مرد کی طرف سے ملا ہے اوس سے زیادہ نہ دلوانا چاہیے اور خلع بدون رضاے شوہر نہیں ہوسکتا مگر نہ راضی ہونے کی صورت میں بشرطیکہ کسی طرح سے باہم اتفاق ممکن نہو تو بایجاب حاکم

خلع ہو سکتا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں آیا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ
امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا اَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً یعنی روایت ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مقرر آئی عورت ثابت بن قیس کی نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پاس پہر کہا اے رسول خدا کے غصہ نہیں کرتی میں ثابت بن قیس پر اوسکی
خلق اور نہ دین میں ولیکن میں برا جانتی ہوں کفر کو اسلام میں یعنی میں اوسکی بدخلقی
اور دین کے نقصان کی وجہ سے اوس سے جدائی نہیں چاہتی لیکن میری طبیعت
اوس سے خوش نہیں اور مجھے اوس سے طبعی نفرت ہے سو میں ڈرتی ہوں کہ
اوسکی نافرمانی جو خلاف مقتضائے اسلام ہے کہیں مجھسے ظہور میں نہ آوے پس
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہیر دیگی تو اوسپر اوسکا باغ یعنی جو اوسنے
تجھے مہر میں دیا تہا وہ بولی ہاں پہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت سے
فرمایا کہ تو اپنا باغ لیلے اور اوسکو ایک طلاق دیدے چونکہ اس حدیث شریف سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلع کرانا عورت سے مرد کو باغ دلوا کر صاف
ظاہر ہے اسلئے حاکم کو چاہیئے کہ جب کوئی عورت بوجہ کسی امر شرعی کے اپنے خاوند
سے جدائی چاہے اور آپسمیں کسی طرح اتفاق ممکن نہو تو مصلحۃً عورت سے مرد کو
کچھہ مال دلاکر اوسکا مہر معاف کراکے خلع کرادے اور ایک طلاق دلوادے اسکے بعد
اگر وہ دونوں آپسمیں راضی ہو جاویں اور نکاح کرنا چاہیں تو انکا نکاح ہو سکتا ہے
حلالہ کی ضرورت نہیں ہے اور ایلا شرع میں اوسے کہتے ہیں کہ خاوند قسم کہاوے
کہ میں اپنی سب یا بعض بیبیوں کے پاس نجاؤنگا پہر اگر چار مہینے سے کم کی مدت
ٹہیرائی تو اوس زمانے کے پورے ہونے تک جدا رہے اسلئے کہ صحیحین وغیرہ میں
آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض بیبیوں سے ایک مہینے کا ایلا کیا تہا

پھر اوسکے بعد اونکے پاس تشریف لیگئے اور جو چار مہینے سے زیادہ کی مدت مقرر کرے
تو اوسکے گذرنے کے بعد خاوند کو اختیار ہے چاہے بی بی سے میل کرلے یا طلاق دیدے
جیساکہ دوسرے پارے کے بارہویں رکوع میں آیا ہے لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِہِمْ
تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ
سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی جو لوگ قسم کہا رہتے ہیں اپنی عورتوں سے اونکو فرصت ہے چار مہینے پھر
اگر ملگئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر ٹھیرایا رخصت کرنا تو اللہ سنتا ہے جانتا پس
اس آیت شریف سے معلوم ہوا کہ چار مہینے گذرتے ہی طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ اس
مدت کے بعد خاوند مختار ہے جب طلاق دیگا تو واقع ہو گی جیساکہ امام بخاری نے ابن
عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِذَا مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ یُوْقَفُ حَتّٰی یُطَلِّقَ وَلَا
یَقَعُ عَلَیْهِ الطَّلَاقُ حَتّٰی یُطَلِّقَ وَیُذْکَرُ ذٰلِکَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِیٍّ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ وَ
عَآئِشَةَ وَاثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی جب چار
مہینے گذر جاویں تو توقف کیا جاوے یہاں تک کہ خاوند طلاق دے اور اوسپر طلاق
واقع ہو گی یہاں تک کہ طلاق دیوے اور ذکر کی گئی یہ بات حضرت عثمان اور حضرت
علی اور حضرت ابو الدرداء اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم اور بارہ صحابیوں سے اور
چار مہینے گذرنے کے بعد جو شوہر نے رجوع نہ کی تو اوسمیں علماء کا اختلاف ہے امام شافعی
رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس مدت کے گزرنے سے فوراً طلاق واقع نہیں ہوتی
بلکہ توقف کیا جاوے چاہے مرد رجوع کرے اور اپنی قسم کا کفارہ دے یا طلاق
دیدے ورنہ حاکم طلاق دلادے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک چار مہینے
گذرتے ہی بائن طلاق واقع ہو گی اور سعید بن مسیب اور ابو بکر بن عبد الرحمن رحمہما اللہ
کے نزدیک طلاق رجعی ہو گی اور ایلا کی مدت میں بھی علماء کا اختلاف ہے جمہور کے
نزدیک چار مہینے سے کم کا ایلا نہیں ہوتا اور دلیل اونکی اوپر کی آیت شریف ہے
مگر وہ اونکے مدعا کے مفید نہیں اسلیے کہ آیت میں توقیت نہیں ہے بلکہ اوسمیں اوس
مدت کا بیان ہے کہ جسکے بعد ایلا کرنیوالا رجوع کرے یا طلاق دے اور دوسری وجہ

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہینے کا ایلا کیا پھر اوسکے بعد اپنی بیبیوں
پر داخل ہوے جیساکہ پہلے گزر چکا پس اگر ایلا چار مہینے سے کم میں جائز ہوتا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیوں واقع ہوتا اور ایک جماعت اہل علم کے نزدیک چار مہینے
سے کم کا ایلا جائز ہے اور یہی حق ہے اور جو چار مہینے کے اندر رجوع کریگا تو امام اعظم رحمہ اللہ
کے نزدیک قسم کا کفارہ لازم ہوگا اور کفارہ یمین کا تین روزے رکھنا یا دس محتاجونکو
کھانا کھلانا یا اونکو کپڑا دینا یا بردہ آزاد کرنا ہے اور ظہار یہ ہے کہ خاوند اپنی بی بی سے
کہے کہ تو مجھپر میری ماں کی پیٹھ کے مانند ہے یا اپنے تجھکو اپنی ماں کی پیٹھ کے مانند ٹھہرایا
یا اوسکے مثل کہے جیساکہ قرآن شریف کے اٹھائیسویں پارے کے پہلے رکوع میں وارد ہوا
اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا
مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ یعنی جو لوگ ماں کہہ بیٹھیں تم میں سے اپنی
عورتوں کو وہ نہیں اونکی مائیں اونکی مائیں وہی جنہوں نے اونکو جنا اور بیشک وہ بولتے
ہیں ایک ناپسند بات اور جھوٹ اور اللہ معاف کرتا ہے بخشنے والا ہے پس اس طرح
کے کہنے سے بی بی کے ساتھ صحبت کرنا اور اوسکی دواعی یعنی بوسہ لینا اور مساس اور
اوسکی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھنا کفارہ دینے سے پہلے یہ سب حرام ہو جاتا ہے
لیکن طلاق نہیں پڑتی اور خاوند پر ہاتھ لگانے سے پہلے کفارہ واجب ہو جاتا ہے
یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور جو بردہ نپاوے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے اور
جو یہ بھی نہ ہوسکے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے پھر خاوند کو اپنی بی بی کے پاس جانا
حلال ہے اور کفارہ دینے میں اسی ترتیب کا لحاظ رکھنا چاہیئے دلیل اسکی یہ آیت ہے
جو قد سمع اللہ کے پہلے رکوع میں ہے وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ
لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ
فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ
سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ
اَلِیْمٌ یعنی اور جو ماں کہہ بیٹھیں اپنی عورتونکو پھر وہی کام چاہیں جسکو کہا ہے یعنی یہ لفظ

کہاہے صحبت موقوف کرنے کو پہر چاہیں صحبت کرنی تو آزاد کرنا ایک بردہ پہلے اس سے
کہ آپسمیں ہاتہہ لگادیں اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ خبر رکہتا ہے جو کچہہ تم کرتے
ہو پہر جو کوئی نپاوے تو روزے دو مہینے کے لگاتار پہلے اس سے کہ آپسمیں چہوئیں پہر
جو کوئی نہ کرسکے تو کہانا دینا ہے ساٹہہ محتاجوں کا یعنی اگر پکا کر کہلاوے تو سالن روٹی
دو وقتہ پیٹ بہر کہلاوے اگر اناج دے تو ہر ایک کو دو سیر گیہوں یہ اسواسطے کہ حکم
مانو اللہ کا اور اسکے رسول کا اور یہ حدیں باندہی ہیں اللہ کی اور منکروں کو دکہہ کی مار ہے
اور اسی ترتیب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمہ بن صخر کے قصے میں
بیان فرمایا ہے عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ سَلْمَانَ بْنَ صَخْرٍ وَّیُقَالُ لَہٗ
سَلَمَۃُ بْنُ صَخْرٍ الْبَیَاضِیُّ جَعَلَ امْرَأَتَہٗ عَلَیْہِ کَظَہْرِ اُمِّہٖ حَتّٰی یَمْضِیَ رَمَضَانُ فَلَمَّا
مَضٰی نِصْفٌ مِّنْ رَّمَضَانَ وَقَعَ عَلَیْہَا لَیْلًا فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اَعْتِقْ رَقَبَۃً قَالَ لَا اَجِدُہَا قَالَ فَصُمْ شَہْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ اَطْعِمْ سِتِّیْنَ
مِسْکِیْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِفَرْوَۃَ ابْنِ عَمْرٍو
اَعْطِہٖ ذٰلِکَ الْعَرَقَ وَہُوَ مِکْتَلٌ یَّاْخُذُ خَمْسَۃَ عَشَرَ صَاعًا اَوْ سِتَّۃَ عَشَرَ صَاعًا لِیُطْعِمَ
سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَابْنُ
مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ یَسَارٍ عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ صَخْرٍ نَحْوَہٗ قَالَ کُنْتُ امْرَءًا
اُصِیْبُ مِنَ النِّسَاءِ مَا لَا یُصِیْبُ غَیْرِیْ وَفِیْ رِوَایَتِہِمَا اَعْنِیْ اَبَا دَاؤدَ وَالدَّارِمِیَّ
فَاَطْعِمْ وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ بَیْنَ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا یعنی روایت ہے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ
سے کہ سلمان بن صخر نے اور اونکو سلمہ بن صخر اور اونکو سلمہ بن صخر بیاضی
بہی کہتے ہیں اپنی بی بی کو اپنے اوپر اپنی ماں کی پیٹہہ کے مثل ٹہیرایا یہاں تک کہ
رمضان گزر جاوے یعنی یہ کہا کہ رمضان بہر تک تو مجہپر میری ماں کی پیٹہہ کے مانند
حرام ہے پہر جب آدہا مہینا رمضان کا گزر چکا تو واقع ہوئے سلمان اپنی عورت
پہ ایک رات یعنی اوس سے صحبت کی پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت شریف

میں حاضر ہوکے یہ حال بیان کیا تو آپ نے اونسے فرمایا کہ ایک بردہ آزاد کر سلمان نے کہا مجھے اوسکی قدرت نہیں آپ نے فرمایا تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکہہ یعنی اس مدت میں کبہی روزہ ناغا نکر اور رات کو بہی عورت سے صحبت نکر سلمان نے کہا میں روزے نہیں رکہہ سکتا یعنی کثرت شہوت کے سبب سے دو مہینے تک نہیں رک سکتا آپ نے فرمایا ساٹہہ مسکینوں کو کہانا کہلا اونہوں نے کہا مجھے اسکا مقدور نہیں پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروہ بن عمرو صحابی سے فرمایا کہ یہ کہجوروں کی زنبیل سلمان کو دیدے تاکہ یہ ساٹہہ محتاجوں کو کہلاوے اور زنبیل ایک گہرا ٹوکرا کہجور کے پتوں کا بنتا ہے اوسمیں پندرہ یا سولہ صاع سماتے ہیں روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور ابوداود اور ابن ماجہ اور دارمی نے سلیمان بن یسار سے اونہوں نے سلمہ بن صخر سے مثل اسکے روایت کیا ہے سلمہ نے کہا میں ایک ایسا مرد تہا کہ صحبت کرتا تہا عورتوں سے اسقدر کہ نہ جماع کرتا تہا مجھہ ایسا اور کوئی اور ابوداؤد اور دارمی کی روایت میں ہے پس کہلا وسق بہر کہجور ساٹہہ محتاجوں کو اس حدیث سے یہ بہی معلوم ہوا کہ اگر ظہار کرنیوالا محتاج ہو اور روزہ بہی نہ رکہہ سکتا ہو تو امام کو چاہیئے کہ مسلمانوں کے صدقات سے اوسکی اعانت کرے اور ظہار کرنے والا اگر محتاج ہو تو اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر اوس کفارے میں سے صرف کرسکتا ہے اسلیئے کہ اس حدیث کی ایک روایت میں لفظ مسکینا کے بعد یہ بہی آیا ہے ثُمَّ اسْتَعِنْ بِسَائِرِهِ عَلَيْكَ وَعَلَى عِيَالِكَ یعنی مسکینوں کے کہلانے کے بعد جو بچے اوسکو اپنے اوپر اہل وعیال کے صرف میں لا اور جو ظہار کا ایک وقت مقرر کرے تو ظہار نہیں جاتا مگر اوس وقت کے گزر جانے سے اور ظاہر قرآن شریف سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کفارہ عود ہی سے واجب ہوتا ہے تو ظہار موقت کے وقت گذرنیکے بعد صحبت کا ارادہ کرنا عود نہوگا پس کفارہ اوسمیں واجب نہوگا اور جو کفارے کا موجب قول منکر اور زور ہو تو ظہار مطلق اور موقت دونوں میں کفارہ واجب ہوگا اسلیئے کہ ظہار کرتے ہی قول منکر وقوع میں آچکا اور جو ظہار موقت میں وقت گزر جانے سے پہلے صحبت کرلے اور مطلق میں

کفارہ دینے سے آگے تو پہلی صورت میں مرد کو چاہیئے کہ وقت مقرر کے گذرنے تک اور
دوسری صورت میں کفارہ دینے تک پہر صحبت نکرے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے
عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا ظَاهَرَ مِنِ امْرَأَتِهٖ فَغَشِيَهَا قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ فَاَتَى
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ رَأَيْتُ بَيَاضَ حِجْلَيْهَا فِي الْقَمَرِ فَلَمْ اَمْلِكْ نَفْسِيْ اَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ اَنْ لَا يَقْرَبَهَا حَتّٰى يُكَفِّرَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى
التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَرَوَى اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ
مُسْنَدًا وَمُرْسَلًا وَقَالَ النَّسَائِيُّ اَلْمُرْسَلُ اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنَ الْمُسْنَدِ یعنی روایت ہے
عکرمہ سے اونہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی کہ ایک شخص نے اپنی عورت
سے ظہار کیا پہر کفارہ دینے سے پہلے اوس سے صحبت کرلی پہر اسنے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے پاس آکے یہ حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کس چیز نے تجہے اس کام
پر آمادہ کیا اوس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں چاندنی میں اوس کی
پازیبوں کی سفیدی دیکہتے ہی اوسپر واقع ہونے سے اپنے نفس کو نہ
روک سکا یہ سنکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنس دیا
اور اوس کو حکم دیا کہ کفارہ دینے سے پہلے اوس سے قربت نکرے
روایت کیا اس حدیث کو ابن ماجہ نے اور نقل کی ترمذی نے مثل
اوس کے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور ابوداود اور
نسائی نے مانند اسکے مسند اور مرسل نقل کیا اور کہا نسائی نے مرسل
نزدیک ہے ساتھ صحت کے مسند سے اور جو کفارہ دینے سے پہلے
صحبت کرے گا تو جمہور کے نزدیک ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور
یہی حق ہے اور ظہار غلام کا آزاد کے ظہار کے مثل ہے اور روزے
غلام کے لیئے ظہار کے کفارے میں آزاد کی طرح بالاتفاق دو
مہینے کے ہیں اور ظہار بی بی سے ہوتا ہے لونڈی سے ابتدا نہیں ہوتا

اگرچہ بقاءً صحیح ہے اور لعان اصل میں ایسی مضبوط قسموں کو کہتے ہیں جو خاوند کو تہمت کی حد سے بری اور زنا کا لوث عورت پر ثابت کرتے ہیں اور عورت پر اوس کے سبب سے تنگی اور سختی کی جاتی ہے اور جو خاوند انکار کرے تو اوسے تہمت کی حد ماری جاتی ہے اور ایسی مؤکد قسمیں ہیں کہ عورت کو تہمت سے بری کرتی ہیں اور جو انکار کرے تو اوسپر بھی تہمت کی حد ماری جاتی ہے پس جب مرد اپنی عورت کو زنا کی تہمت لگادے اور وہ اوس کا اقرار نکرے اور خاوند اپنے تہمت لگانے سے نہ پھرے تو مرد لعان کرے یعنی چار بار گواہی دے کہ بیشک وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ لعنت خدا کی اوس مرد پر اگر وہ جھوٹا ہے پھر عورت گواہی دے چار بار کہ بیشک مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار کہے کہ غضب اللہ کا ٹوٹ پڑے اوس عورت پر اگر مرد سچا ہے اور دلیل اس کی یہ آیت شریف ہے جو سورۂ نور کے پہلے رکوع میں مذکور ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ یعنی اور جو لوگ عیب لگادیں اپنی جوروؤں کو اور نہوں اون کے پاس گواہ سواے اپنی جانوں کے تو ایسے کسی کی گواہی یہ کہ چار گواہی دے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اوس شخص پر اگر وہ ہو جھوٹا اسی طرح اسکے بعد عورت سے پانچ مرتبے گواہی دلوانا چاہیے کہ یہ گواہی زنا کی حد کو عورت سے دفع کرتی ہے جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ

شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِيْنَ یعنی اور عورت سے یوں ٹلتی ہے کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کا غضب آوے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر عجلانی اور اونکی بی بی اور ہلال بن امیہ اور اونکی عورت کے درمیان میں لعان کا حکم فرمایا تہا اور جب مرد عورت لعان کر چکیں تو حاکم کو چاہیے کہ اون دونوں میں جدائی کرا دے پہر یہ عورت اور مرد پر ہمیشہ کو حرام ہو جاویگی جیسا کہ دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَلَاعِنَانِ اِذَا تَفَرَّقَا لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جن میاں بی بی کے درمیان میں لعان ہو وہ جدا ہونے کے بعد کبہی جمع نہ ہونگے یعنی اون دونوں میں باہم نکاح ہرگز جائز نہوگا اور مرد جس قدر مہر دیچکا ہے وہ بہی اوسکو واپس نہ ملیگا جیسا کہ اس حدیث متفق علیہ سے ثابت ہوتا ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَاِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَاكَ اَبْعَدُ وَاَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت مرد لعان کرنے والوں سے کہ حساب تمہارا اللہ پر ہے ایک تم دونوں میں سے جھوٹا ہے یعنی نفس الامر میں اور ہم ظاہر کے موافق حکم کرتے ہیں تیرے لیئے کوئی راہ نہیں اس عورت پر یعنی کسی طرح جائز نہیں کہ تو اس عورت کے ساتھ رہے بلکہ تجہپر یہ ہمیشہ کو حرام ہوگئی اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال یعنی میرا مہر دیا ہوا کیا جاتا رہیگا فرمایا نہیں کچہہ مال تیرے لیئے یعنی تیرا مہر دیا ہوا کچہہ پہر نہیں سکتا اسلیئے کہ دو حال سے خالی نہیں جو تو اوسپر سچ بولتا ہے تو وہ مال اوسکی شرمگاہ کے حلال کرنے کے بدلے میں ہے اور جو جہوٹ بولتا ہے تو پہیر لینا مہر کا اوس سے بہت دور ہے اور بہت دور ہے تیرے

ہے یعنی جب صدق کی حالت میں نہ پھیر سکا تو کذب میں بطریق اولیٰ نہ پھیرنا چاہیئے اور
لعان کا بچا یعنی لعان کے وقت اگر عورت حاملہ ہو تو وہ عورت ہی کو ملیگا مرد کو نہ ملیگا
جیسا کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاعَنَ بَیْنَ رَجُلٍ وَّامْرَاَتِہٖ فَانْتَفٰی مِنْ وَّلَدِھَا فَفَرَّقَ بَیْنَہُمَا
وَاَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْاَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی روایت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص اور اوسکی بی بی کے درمیان میں لعان کا حکم فرمایا
پس وہ شخص اوس عورت کی لڑکی سے دور ہوا یعنی ملاعنت کے سبب سے لڑکی کا
نسب اوس شخص سے منقطع ہو گیا پھر آپ نے اون دونو میں جدائی کر دی اور لڑکی
کو عورت کے ساتھ ملا دیا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور جب عورت زنا کا اقرار کرے
اور مرد تہمت لگانے سے باز رہے تو حاکم کو چاہیئے کہ مرد اور عورت دونوں کو
نصیحت کرے جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں وارد ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
شوہر کو نصیحت کی اور یہ بات فرمائی کہ مقرر عذاب دنیا کا آخرت کے عذاب سے
بہت ہلکا ہے پھر عورت کو نصیحت کی اور ایسا ہی فرمایا اور جو عورت زنا کا اقرار کرے
تو شبہہ ہونے کی صورت میں اوسے بیاہ ہوا لے زانی کی حد ماری جائیگی اور جو مرد
جھوٹ بولنے کا اقرار کرے تو اوسپر تہمت کی حد لازم آئیگی پس ہر مسلمان ایماندار
کو چاہیئے کہ ان سب باتوں سے نہایت احتیاط رکھے تا کہ دنیا کے مصائب اور آخرت
کے مصائب سے محفوظ رہے۔

فصل عدت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ عدت کی تین قسمیں ہیں ایک طلاق کی دوسری خلع کی تیسری وفات
کی پس حاملہ طلاق والی کی عدت جننے تک ہے جیسا کہ سورہ طلاق کے پہلے رکوع
میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُہُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَہُنَّ یعنی

اور جن کے پیٹ میں بچا ہے اونکی عدت یہ ہے کہ جن دیویں پیٹ کا بچہ اور جس مطلقہ
عورت کو حیض آتا ہو اوسکی عدت تین حیض ہیں جیساکہ سورہ بقر کے اٹھائیسویں
رکوع میں آیا ہے وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ یعنی اور طلاق والی
عورتیں انتظار کر داویں اپنے تئیں تین حیض تک اور جو نہ حاملہ ہو نہ اوسے حیض
آتا ہو جیسے نابالغ لڑکی یا وہ بوڑہیا جسے حیض نہیں آتا یا ایسی عورت جسکا حیض کسی
بیماری کے سبب سے آنے کے بعد منقطع ہوگیا تو ان سب کی عدت تین مہینے ہیں
جیساکہ سورۂ طلاق کے پہلے رکوع میں واقع ہوا ہے وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ
إِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ یعنی اور جو عورتیں نا امید ہوئیں حیض سے
تمہاری عورتوں میں اگر تمکو شبہہ رہگیا تو اونکی عدت ہے تین مہینے اور ایسے ہی جنکو
حیض نہیں آیا اور خلع والی کی عدت ایک حیض ہے جیساکہ خلع کی فصل میں گذرا اور
جس عورت کا خاوند مرجاوے اور حاملہ نہو تو اوسے چاہیئے کہ چار مہینے دس دن
عدت میں بیٹھے جیساکہ سورۂ بقر کے تیسویں رکوع میں وارد ہوا ہے وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ
مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا یعنی اور جو لوگ
مرجاویں تم میں اور چھوڑ جاویں وہ بیبیان انتظار کر داویں اپنے تئیں چار مہینے اور
دس دن اور جو حاملہ ہو تو بچا جننے تک عدت میں رہے جلدی پیدا ہو یا دیر میں جیساکہ
سورۂ طلاق کی آیت میں گذرا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو خوب
کہولکر بیان فرمادیا ہے چنانچہ اس مقدمے کی حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں اور جو عورت
وفات کی عدت میں ہو اوسے چاہیئے کہ کسی طرح کی زینت اور آرائش نکرے یعنی مسی
نہ ملے رنگا اور گوٹہ لگا ہوا کپڑا اور زیور وغیرہ نہ پہنے مہندی اور سرمہ نہ لگاوے جیساکہ
بخاری ومسلم کی حدیث میں وارد ہوا ہے عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُحِدُّ امْرَأَةٌ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ
وَعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ طِيبًا إِلَّا إِذَا طَهُرَتْ
نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ وَزَادَ أَبُو دَاوُدَ وَلَا تَخْتَضِبُ یعنی روایت ہے ام عطیہ

رضی اللہ عنہا سے اونہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوگ
نکرے کوئی عورت کسی مُردے پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند پر چار مہینے دس دن اور
نہ پہنے یعنی عدت میں رنگین کپڑا مگر کپڑا عصب[1] کا اور نہ سرمہ لگاوے اور نہ خوشبو ملے
مگر جبکہ پاک ہووے حیض سے تو کچھہ استعمال کرنا قسط[2] یا اظفار کا درست ہے اور زیادہ
کیا ابوداود نے اور نہ رنگے یعنی بالوں کو اور ہاتھوں کو مہندی سے غرضکہ جس عورت کا
شوہر مرجاوے اوسے سب آرائش کی چیزوں کا برتنا وفات کی عدت میں منع ہے اور
سوگ سواے عدت وفات کے طلاق وغیرہ کی عدت میں نہیں ہے اسیلیے کہ اس میں
کوئی دلیل وارد نہیں ہوئی اور نہ عورتوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفاے
راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں اوسکو کیا پس جو اوسکے وجوب کا مدعی ہو اوسکو
چاہیے کہ دلیل پیش کرے اور علماے حنفیہ کے نزدیک جس عورت کو تین طلاقیں دی
ہوں یا ایک بائنہ اوسپر سوگ واجب ہے رجعی طلاق والی پر نہیں اور جو عورت وفات
کی عدت میں ہو اوسے یہ بہی چاہیے کہ جس گہر میں خاوند کے مرنے یا اوسکی موت کی
خبر آنے کے وقت تہی اوسی میں عدت پوری ہونے تک رہے کہیں باہر نجاوے اور نہ
کسی کی شادی غمی میں شریک ہو جیساکہ فریعہ کی حدیث میں کہ جسکو امام احمد وغیرہ نے
روایت کیا ہے وارد ہے قَالَتْ خَرَجَ زَوْجِي فِي طَلَبِ أَعْلَاجٍ لَهُ فَأَدْرَكَهُمْ فِي طَرَفِ
الْقَدُومِ فَقَتَلُوهُ فَأَتَانِي نَعْيُهُ وَأَنَا فِي دَارٍ شَاسِعَةٍ مِنْ دُورِ أَهْلِي فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

---

[1] عصب یمن کی ایسی چادروں کو کہتے ہیں کہ پہلے اونکا سوت اکٹہا کرکے جگہہ جگہہ اوسکو تاگوں سے باندہکر رنگ لیتے ہیں پہر اوسکی چادریں بنتے ہیں تو جس جگہہ سوت باندہا گیا تہا وہ سفید رہجاتی ہے اور باقی رنگین جیسے آجکل رنگ برنگ کی لنگیاں بُنی جاتی ہیں ۱۲

[2] قسط و اظفار ایک قسم کی خوشبو ہے عرب کی عورتیں حیض سے پاک ہونے کے بعد شرمگاہ میں اوسکا استعمال کرتی ہیں تاکہ بدبو دور ہوجاوے ۱۲

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقُلْتُ إِنَّ نَعْيَ زَوْجِي أَتَانِي فِي دَارٍ شَاسِعَةٍ مِنْ دُوْرِ أَهْلِي وَلَمْ يَدَعْ نَفَقَةً وَّلَا مَالًا وَرِثْتُهُ وَلَيْسَ الْمَسْكَنُ لَهُ فَلَوْ تَحَوَّلْتُ إِلَى أَهْلِي وَإِخْوَتِي لَكَانَ أَرْفَقَ بِي فِي بَعْضِ شَأْنِي قَالَ تَحَوَّلِي فَلَمَّا خَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ إِلَى الْحُجْرَةِ دَعَانِي أَوْ أَمَرَ بِي فَدُعِيْتُ فَقَالَ امْكُثِي فِي بَيْتِكِ الَّذِي أَتَاكِ فِيهِ نَعْيُ زَوْجِكِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ قَالَتْ فَاعْتَدَدْتُ فِيهِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا وَفِي بَعْضِ الْأَلْفَاظِ أَنَّهُ أَرْسَلَ إِلَيْهَا عُثْمَانُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَتْهُ فَأَخَذَ بِهِ یعنی فریعہ کہتی ہیں کہ میرا خاوند اپنے غلاموں کو ڈہونڈہنے گیا تہا قدوم[1] کی راہ میں اونکو پایا اونہوں نے اوسکو مار ڈالا جب اوسکی موت کی خبر پہونچی تو میں اپنے میکے کے محلے سے ایک دور گہر میں تہی پہر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں حاضر ہوکے یہ حال بیان کیا اور کہا کہ میرے خاوند کی موت کی خبر آئی ہے اور میں ایک ایسے گہر میں ہوں کہ وہ میرے میکے کے محلے سے دور ہے اور میرے خاوند نے نہ نفقہ چہوڑا ہے اور نہ کچہہ مال کہ میں اوسکی وارث ہوتی اور نہ اوسکا کوئی گہر ہے سو اگر میں اپنے میکے والوں اور اپنے بہائیوں کے پاس جا رہوں تو مجہے راحت ہوگی آپ نے فرمایا جا رہ پہر جب میں مسجد یا حجرے کی طرف چلی تو آپ نے مجہے بلایا یا میرے بلانے کا حکم دیا پہر میں بلائی گئی آپ نے فرمایا کہ تو اوسی گہر میں رہ جسمیں تیرے خاوند کے مرنے کی خبر پہونچی یہاں تک کہ کتاب اپنی مدت کو پہونچ جاوے یعنی عدت تمام ہوجاوے فریعہ کہتی ہیں کہ میں اوسی گہر میں چار مہینے دس دن تک عدت پوری کی اور اسی حدیث کے بعض الفاظ میں یہ بہی وارد ہوا ہے کہ اسکے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فریعہ کے پاس آدمی بہیجا فریعہ نے یہی قصہ بیان کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسکے قول پر اعتماد کیا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

[1] ایک جگہہ کا نام ہے کہ مدینے سے چہہ میل پر واقع ہے اسکی دال میں تخفیف و تشدید دونوں درست ہیں ۱۲

جو عورت وفات کی عدت میں ہو اوسے چاہیئے کہ جس گھر میں اوسکا خاوند مرا یا اوسکے مرنے کی خبر پہونچی ہو اوسی میں عدت گذرنے تک رہے اوس سے باہر نجاوے اور یہی صحیح ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے یہ بہی مروی ہے کہ بسبب کسی عذر کے عورت کو اوس گہر سے نکلنا جائز ہے جیسا کہ علماے حنفیہ کہتے ہیں کہ وفات کی عدت والی رات دن میں نکلے اور اکثر رات اپنے گہر میں رہے اور یہ بہی کہتے ہیں کہ رجعی اور بائنہ طلاق والی جس گہر میں طلاق واقع ہوی ہے اوسی میں عدت پوری کرے اوس گہر سے باہر نجاوے اور لونڈیکی عدت آزاد عورت کے مثل ہے اور یہی قول قوی ہے اور بعض علما کے نزدیک اوسکی عدت دو حیض ہیں مگر جو حدیثین انکی دلیل ہین اونمیں علماے محدثین نے کلام کیا ہے اور اونکو ضعیف ٹہیرایا ہے ۔

فصل اون امور کے بیانمیں جن سے بدون طلاق کے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

جاننا چاہیئے کہ نکاح ٹوٹنے کے کئی سبب ہیں ایک اونمیں سے کفر یا ارتداد ہے جیسے میاں بی بی دونو کافر تہے ایک اونمیں سے مسلمان ہوگیا تو کفر کی حالت کا نکاح ٹوٹ جائیگا یا میاں بی بی دونو مسلمان تہے عیاذا باللہ ایک اون میں سے مرتد ہوگیا اور دوسرا مسلمان رہا تو اس صورت میں بہی نکاح ٹوٹ جائیگا ہاں اگر دونو یکبارگی کافر ہو جاویں پہر ساتہ ہی اسلام لاویں تو نکاح اونکا بدستور قائم رہیگا اور جو میاں مسلمان اور بی بی یہودی یا نصرانی ہو پہر مجوسی ہو جاوے تو حنیفہ کے نزدیک نکاح ٹوٹ جائیگا لیکن صحیح یہ ہے کہ مجوسیہ کتابیہ کے حکم میں ہے یعنی جیسے مسلمان کا نکاح یہودی نصرانی عورت کے ساتہ صحیح ہے ایسے ہی مجوسیہ سے بہی درست ہے عورت کا مجوسی ہوجانا نکاح کو مضر نہیں اور جو میاں بی بی دونوں مجوسی تہے ایک اونمیں سے دار الحرب میں مسلمان ہوگیا تو تین حیض یا تین مہینے کے بعد جس قسم کی عدت کی وہ عورت مستحق ہو اوسکا نکاح ٹوٹ جاویگا اور یہ امام ابو حنیفہ اور

امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک طلاق اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک فسخ ہے
اور اہل حدیث کے یہاں مجوسیہ کتابیہ کے حکم میں ہے یعنی اوسکا نکاح بچ جائیگا مگر یہ حکم
مجوس اور یہود اور نصاریٰ کی عورتوں کے لیئے ہے انکے مردوں کے واسطے نہیں یعنی
اگر مجوسیہ یا کتابیہ مسلمان ہو جاوے اور آنکے مرد اپنے ہی دین پر قائم رہیں تو یہ عورتیں
اونکے نکاح میں نرہینگی دوسرا سبب نکاح ٹوٹنے کا ملک ہے جیسے میاں بی بی کا یا
بی بی میاں کی مالک ہوگئی تو اس صورت میں نکاح جاتا رہیگا یہ قول علمائے حنفیہ
کا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ نرے ایک دوسرے کے مملوک ہونے سے نکاح نہیں ٹوٹتا
بلکہ اوسکے اختیار پر موقوف رہتا ہے تیسرا یہ کہ نکاح کے بعد مرد کا نامرد ہونا ثابت ہوا
یا برص جذام وغیرہ میں بتلا نکلا تو ان عیبوں کے سبب سے نکاح کا فسخ جائز ہے چوتھا
یہ کہ کسی عورت نے بغیر ولی کی اجازت کے غیر کفو کے ساتھ جس سے اوسکے خاندان کو
عار لاحق ہوتا ہے اپنا نکاح کر لیا تو اس صورت میں وارثونکو پہونچتا ہے کہ اوسکا نکاح
فسخ کرا دیں اور محدثین کے نزدیک سرے ہی سے یہ نکاح منعقد نہوا پانچواں یہ کہ میاں
بی بی میں کسینے ایسا امر کیا جس سے مصاہرت کی حرمت ثابت ہوتی ہے جیسے میاں
نے بی بی کے اصول اور فروع سے زنا کیا یا شہوت کی کوئی بات کی مثلاً بوسہ لیلیا
یا مساس کر لیا ایسے ہی بی بی نے میاں کے اصول و فروع سے کوئی بات شہوت
کی کی تو اس صورت میں حنفیہ کے نزدیک نکاح جاتا رہا لیکن محدثین کے نزدیک
نہیں گیا چھٹا رضاع جیسے ایک شخص کی دو عورتیں ہیں ایک بڑی دوسری چھوٹی بڑی
نے دو برس کے اندر چھوٹی کو دودھ پلایا تو چھوٹی کا نکاح ٹوٹ جاویگا ساتواں کفار
کی رسموں کو شادی بیاہ میں برتنا اور اونکو اچھا جاننا اور اونکے کرنے میں نفع اور نہ کرنے
میں ضرر سمجھنا سو ایسی رسموں کے کرنے سے زوجیت کا علاقہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ سید آدم بنوری
اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ نکاح میں بعض چیزیں کفر ہیں اور بعض میں کفر کا خوف ہے
اور بعضی بدعت ہیں پھر جو کوئی اونکو برتے تو زوجیت کا علاقہ درمیان میں سے جاتا رہتا ہے
اور وہ نکاح اسلام کا نہیں رہتا اور جو بچہ اوس نکاح سے پیدا ہوتا ہے اوسکا نسب ہی

ثابت نہیں ہوتا ایک کنگنا باندہنا کہ یہ صریح کفر ہے بنانیوالا اور اس فعل سے راضی ہونیوالا
دونو کافر ہو جاتے ہیں دوسرے جلوہ دینا کہ طرح طرح کی فضیحتوں اور رسوائیوں پر مشتمل
ہوتا ہے تیسرے دولہ کے سر پہ بال بہن یا اور عورتونکا آنچل ڈالنا اور دولہن کے سر پہ
دستار رکہنا یہ فعل لعنت کا موجب ہے اسیلئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس مرد
کو جو اپنے تئیں عورت کے مثل بناوے اور اوس عورت کو جو مرد سے مشابہت پیدا
کرے دونو ملعون فرمایا ہے چوتہے دولہن کے انگوٹہے کو دودہ پانی سے دہوکے دولہہ کو
پلانا یہ رسم گبرون کی ہے اسمین کفر کا خوف ہے پانچویں مصری کی ڈلیاں عورت کے بدن
پر رکہنا اور دولہ کا اونکو اپنے مونہہ سے اوٹہانا اس فعل میں باوجود فسق اور آتش پرستوں
کی رسم ہونے کے چوپایوں کے ساتہ بہی مشابہت ہے چہٹے جلوے کے وقت سرخ ڈورا
دولہ کے گلے میں ڈالنا اور مشاطہ کا اوسکو تخت پر لٹاکر اوسکے ہر ایک عضو یہاں تک کہ
ستر کو بہی ناپنا اور عورتوں کا ان افعال کو دیکہکر ہنسنا یہ سب کام لعنت کے ہیں ساتویں
مسجع مقفی گالیاں دینا مسجد اور محراب شلے اور دستار کی اہانت کرنا اور ان چیزوں کی
اہانت کرنا کفر ہے آٹہویں دولہ کا دولہن کے گرد سات بار پہرنا یہ کفار کی رسمونسے ہے
اور اس میں کفر کا خوف ہے نویں دولہن کی شرمگاہ کو شربت سے دہوکر اوس میں
دولہن کو پیشاب کرانا پہر اوسے دولہ کو پلانا اسمیں بہی خوف کفر کا ہے دسویں مرد کی
آنکہہ میں کاجل لگانا یہ باتفاق مکروہ ہے گیارہویں دولہ کو چاندی کا طوق یا عورتونکا لباس
پہنانا یہ بہی بدعت سیئہ ہے یہاں تک سید آدم کا مضمون تمام ہوا اور آرسی مصحف کی رسم
جو ہندوستان کے دیار میں مروج ہے اسکی بہی کوئی اصل شریعت محمدیہ سے ثابت نہیں
ہوتی یہ بہی بدعت ہے اسکو چہوڑنا چاہیئے اسکے سوا اور بہت سی خرافات رسمیں ہیں
جنکو جاہل لوگ شادی وغیرہ میں کرتے ہیں جیسے صندل سے ڈہول کو چہاپنا اور
اوسپر سرخ ناڑا باندہنا رتجگا کرنا اور اوسمیں سنجریاں بہرنا اور رحم کے لڈو اور کہم بنانا
اور اوسپر پہولونکا سہرا باندہنا اور صندل کے چہاپے لگانا بی بی کا کونڈا بہرنا اور اوسپر
پہول ڈالنا اور سرخ رومال سے اوسکو چہپانا اور مرد کی چہاؤں سے اوسکا بچاؤ کرنا

اور دودھ خصمی اور حمل والی کو اوسکے کہانے سے روکنا سوہاگنوں کا کونڈا کرنا اور اونکو اوس میں
اوڑہنیاں اوڑہانا اور چوڑیاں پہنانا لگن رکہنا برہمن سے ساعت پوچھنا ساچق کے دن میوے
اور شیرینی سے مٹکیاں بہرنا اور اونکو کاغذ کے تختوں پر رکہکے روشنی آتشبازی باغ بہاری
باجونکے ساتہ دولہن کے گہر بہیجنا دولہن کے گہر سے مہندی کے ساتہ کاغذ کی مہندی لانا
اور سبز مہندی گوندہکر اوسکی چوک بناکے اوسکو پنی وغیرہ سے منڈہنا اور اوسپر چار بتیاں
روشن کرکے مالیدہ سے اور لڈو سے خوان بہر کے باغ بہاری کے تختوں اور روشنی کے ساتہ
سالی کے ہمراہ دولہ کے گہر اوسکو بہیجنا پہر وہاں پہونچ کے دولہ کو چوکی پر بٹھانا اور اوسکے
سر پر پہول وغیرہ کا سہرا باندہکے اوسکے ہاتہ پاؤں میں مہندی لگانا اور ملیدہ کے ساتہ
نوالے دولہ کو کہلانا اور ڈومنیوں سے مہندی گوانا منڈہا باندہنا برت بہرنا تیل چڑہانا
ہوسل میں لال ناڑا باندہنا دولہن کے سر پر مائیونکی اربل باندہنا اور اسمیں بیٹہنے کی
جگہہ سیر دو سیر گیہوں رکہکے اوسپر مسند بچہاکر دولہ کو بٹہانا اور ڈومنیوں سے سہرا سہاگ
گوانا برات کی رات دولہہ کو سنوار کے اوسکے سر پر سہرا باندہنا اور دولہہ کی بہن کا آکے
اوسکی آنکہہ میں کاجل لگانا پہر اپنا نیگ لینا دولہن کے گہر جاکے دولہ سے چکی پسوانا لونگیں
چہدوانا دولہ کا جوتا اوسکی سالی سے چہپوانا دولہن کے گہر پہونچکے دہنگانے کی رسم کرنا کلس
کا روپیہ دینا نکاح کے بعد دولہ دولہن کے پانوں جوڑکر مہندی لگانا پہر اوسوقت ڈومنیوں
سے ٹوٹکے گوانا اور سمدہنوں کو چہڑیاں مارنا اور اونکو گالیاں گوانا رخصت کے وقت دولہ
سے پانی کٹہوانا دولہن کے سر کا اربل دولہ کے ایک ہاتہ سے کہلوانا دولہہ کے ایک
ہاتہ سے سہاگ پڑے کا بیج سل بٹے پر پسوانا دولہن کے پائجامے میں دولہہ سے ازاربند
ڈلوانا دولہن کی جوتی دولہہ کے سر سے چہوانا اوسکے بعد جلوہ دلانا نبات چہبوانا ساس
کا دولہہ کے کان میں آکے سہاگا لگانا دولہہ دولہن کے سر پر رخصت کا سہرا باندہنا
دولہن کے بہائی سے اوسکے دوپٹے کے چاروں آنچل بندہوانا رخصت کے وقت دولہن
کے غسل کے پانی کا شربت بناکے دولہہ کو پلانا دولہن کو گہر میں لانیکے بعد بکرا منگاکے
ذبح کرنا اور اوسکا خون دولہن کے پانوں کے انگوٹہوں میں لگانا دولہن کے ہاتہ سے

جانفل چہڑانا اور اوسکے پاؤں پہ پاؤں رکہکے انار توڑنا دولہہ دولہن کو برابر کہڑا کرکے دونوں
کے مونڈہے ٹانکنا دولہن کے ہاتہ سے دولہہ کو کہیر کہلوانا صبح کو ہلجا گوانا اور لوگوں سے بہیک
مانگ کے ہلجا کا پکوان پکانا پہر دولہن کے میکے سے باجوں کے ساتہ تنبول آنا اور دولہہ کا سلام
کے لیئے سسرال جانا نکاح کے چوتہے دن چوتہی کرنا اور دولہن کی گود میوے سے بہرنا پہر
میراثن سے وہ میوہ اور پہولوں کی گیندیں دولہن کے ہاتہ سے دولہہ کی طرف اور دولہہ
سے دولہن کی طرف سات بار پہکوانا تالاب یا ندی پہ جاکے خواجہ خضر کا دودہ ولیا کرنا اور
چہوٹی چہوٹی ناویں بناکے اوپر رنگ برنگ کی اوڑہنیاں ڈالنا پہر اونمیں روشنی کرکے دولہہ
دولہن کے سہرے اور پہولوں کو رکہکے دریا میں بہانا اور دولہہ دولہن کے آنچل جوڑ کر باندہنا
اور اونکو دریا کے کنارے پر لیجاکے اکٹہا کہڑا کرنا بیاہ کے بعد دولہن کے پہلے حیض میں میکے سے
جوڑے کا جانا اور دولہن کی گود میوے اور شیرینی سے بہرنا اور ڈومنیوں سے کہچڑیاں اور
پالنے گوانا پہر اونکو کچی کہچڑی کے خوان بہرکے دینا اور جب لڑکی حمل سے ہو تو پانچویں ساتویں
نویں مہینے پچواسا ستواسا نوماسا کرنا اور اس تقریب میں میکے سے جوڑے کا آنا اور جیسے اول
حیض میں کیا تہا ویسے ہی سب باتیں ان رسموں میں بہی کرنا اور زچا کو جوڑا پہناکے مسند
پر بٹہانا اور زرد کپڑے پر روپیہ رکہکے دودہ کا دیکہنا اور نواسے کی گود بہرائی میں زچا کو جوڑا
پہناکے دائی کے سامنے لٹانا اور اوسکے ہاتہ سے زچا کے پیٹ پر تیل ملوانا اور بچہ پیدا
ہونے سے چہٹے روز چہٹی کرنا اسکا بیان چہٹی کی فصل میں گذر چکا دوبارہ لکہنے کی ضرورت
نہیں یہ سب رسمیں جو بیان ہوئیں بعض اُن میں سے صریح کفر ہیں اور بعض میں کفر
کا خوف ہے اور بعض بدعت ہیں یہ ساری بلا کفار کے میل جول سے مسلمانوں میں پہیل
گئی اور بے علمی کی وجہ سے جاہل مرد اور عورتوں نے انکو دین ٹہیرالیا بلا تکلف شادی بیاہ
وغیرہ میں انکو خوشی خوشی کرتے ہیں اور انکے کرنے کو مبارک سمجہتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ
کفر و شرک و بدعت میں گرفتار ہوکے ایمان سے ہاتہ دہوتے ہیں اور ابدالآباد
کا عذاب اپنے سر لیتے ہیں اور نکاح کا رشتہ میاں بی بی سے توڑتے ہیں اور اولاد
کو بے نسب بناتے ہیں یعنی جب نکاح ہی نرہا تو پہر نسب کہاں بلکہ اولاد زنا کی ٹہیری

یہی وجہ ہے کہ اکثر اولاد صالح اور لایق نہیں پیدا ہوتی اسلیئے کہ حرام کی اولاد سے خیر و برکت
کی امید معلوم پس سب مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیئے کہ جن افعال اور رسوم سے
نکاح ٹوٹ جاتا ہے یا اوسمیں کسی طرح کا فتور آتا ہے اونکو خوب سمجھ لیں اور اُنسے
پرہیز کرتے رہیں تاکہ دنیا کی رسوائیوں اور آخرت کے عذاب سے نجات پاویں۔

باب ہفدہم

فصل بیماری اور مصیبت وغیرہ پر صبر کرنے اور اوسکے اجر کے بیان میں

مسلمانونکو چاہیئے کہ ہمیشہ اللہ تعالی سے اپنی صحت و عافیت کی دعا مانگا کریں اسلیئے کہ
تندرستی سے بڑھکر دنیا میں کوئی نعمت نہیں تمام دین و دنیا کے کام اسی پر موقوف ہیں
اگر دنیا بھر کی نعمتیں آدمی کے پاس موجود ہوں اور ایک صحت نہو تو سب ہیچ ہیں اسی واسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بھی اللہ جل شانہ سے عافیت چاہتے تھے اور امت
کو بھی عافیت کی دعا مانگنے کی تعلیم فرمائی ہے مگر آدمی تندرستی کی قدر صحت و عافیت
کے دنوں میں نہیں سمجھتا جب کسی مرض وغیرہ میں مبتلا ہوتا ہے اوسوقت اوسکی خوبی
اور عمدگی کی بخوبی قدر کھلتی ہے کہ ذرا سے دکھہ درد میں گھبرانے اور شکوہ شکایت کرنے
لگتا ہے اور تھوڑی سی ایذا سے بیتاب ہو جاتا ہے انصاف سے دیکھے تو اکثر صحیح رہتا ہے
اور بیمار کم ہوتا ہے اور صحت کے زمانے میں اس نعمت عظمی کا کبھی شکر ادا نہیں کرتا بخلاف
بیماری کے کہ تھوڑی سی ایذا اور تکلیف سے بھی ناشکری کرنے لگتا ہے اور اوسکا تحمل
نہیں ہوتا پس انسان کو چاہیئے کہ جب کبھی بیمار یا کسی رنج و غم میں گرفتار ہو تو راضی
برضائے مولی ہو کے اوسپر صبر کرے جزع فزع نکرے اور کسی طرح کی خفگی اور
رنج و ملال دل میں نہ لاوے اسلیئے کہ مسلمان کو بیماری و رنج والم کی جو تکلیفیں پہنچتی
ہیں اور وہ اونکو اللہ تعالی کی طرف سے سمجھکر اونپر صبر کرتا ہے تو اُس سے اسکے گناہ

جھڑتے ہیں اور اجر کے درجے بڑھتے ہیں جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْہُ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالی بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اوسکو کسی مصیبت وغیرہ میں گرفتار کرتا ہے اور بخاری ومسلم میں ہے عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ وَّلَا وَصَبٍ وَّلَا ہَمٍّ وَّلَا حُزْنٍ وَّلَا اَذًی وَّلَا غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُہَا اِلَّا کَفَّرَ اللّٰہُ بِہَا مِنْ خَطَایَاہُ یعنی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا نہیں پہونچتا مسلمان کو کوئی رنج اور نہ کوئی دکھہ اور نہ کوئی فکر اور نہ غم اور نہ کوئی ایذا اور نہ الم یہاں تک کہ اوسے کانٹا چبھویا جاتا ہے مگر دور کرتا ہے اللہ تعالی اسکے سبب سے اُسکے گناہ حاصل یہ کہ جب مسلمان کو کسی طرح کا رنج وملال یا کوئی صدمہ اور تکلیف پہونچے اور وہ اوسپر صبر کرے تو اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے اوسکے چھوٹے چھوٹے گناہ بخشدیتا ہے اور صحیح مسلم میں بروایت جابر رضی اللہ عنہ وارد ہوا ہے قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالَکِ تُزَفْزِفِیْنَ قَالَتِ الْحُمّٰی لَا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْہَا فَقَالَ لَا تَسُبِّی الْحُمّٰی فَاِنَّہَا تُذْہِبُ خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ کَمَا یُذْہِبُ الْکِیْرُ خَبَثَ الْحَدِیْدِ یعنی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام السائب کے پاس تشریف لائے پھر فرمایا کہ تجھے کیا ہوا ہے کہ تو کانپتی ہے اوسنے عرض کیا تپ ہے نہ برکت دے اللہ اوسمیں پس آپ نے فرمایا نہ برا کہہ تپ کو اسلیئے کہ بیشک وہ بنی آدم کے گناہ اسطرح دور کرتی ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو ابن ابی الدنیا نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ کَانُوْا یَرْجُوْنَ فِیْ حُمّٰی لَیْلَۃٍ کَفَّارَۃً لِّمَا مَضٰی مِنَ الذُّنُوْبِ یعنی حسن کہتے ہیں کہ امید رکھتے تھے یعنی

صحابہ ایک رات کی تپ میں کہ وہ گزرے ہوسے گناہوں کے لیئے کفارہ ہے
اور[1] ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات کی تپ سال بہر کے
گناہ مٹادیتی ہے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کسی مرض یا مصیبت
میں گرفتار ہو تو اوسکو برا نہ کہے بلکہ اوسپر صبر کرے اسلیئے کہ اللہ تعالی صبر کرنے
سے بسبب اپنی رحمت واسعہ کے اوسکے گناہ معاف کرتا ہے اور آخرت میں بڑے
بڑے مرتبے عنایت فرماویگا اور اوسکی رحمت تو اپنے بندوںپر اسقدر ہے کہ جب
کوئی اونمیں سے بسبب بیماری یا سفر کے اپنے نوافل اور اوراد و وظائف کے ادا
کرنے سے معذور رہتا ہے تو اللہ عزوجل اپنے فضل وکرم سے اوسکے نامہ اعمال
میں ویساہی ثواب لکہتا ہے جیساکہ صحت و حضر میں اوسکے لیئے لکہتا تہا چنانچہ یہی
مضمون بخاری شریف میں آیا ہے عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ کُتِبَ
لَہٗ بِمِثْلِ مَا کَانَ یَعْمَلُ مُقِیْمًا صَحِیْحًا یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
اونہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب بندہ بیمار
ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے یعنی اور اوسکے سبب سے اپنے نوافل اور وظائف
ادا نہیں کرسکتا تو لکہا جاتا ہے اوسکے لیئے مانند اوسچیز کے کہ عمل کرتا تہا گہر میں تندرست
یعنی بے پڑہے اوسکو نفل اور وظیفے پڑہنے کا ثواب ملتا ہے اور عبد اللہ بن عمرو
رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا کَانَ عَلٰی طَرِیْقَۃٍ حَسَنَۃٍ مِّنَ الْعِبَادَۃِ ثُمَّ مَرِضَ قِیْلَ لِلْمَلَکِ
الْمُوَکَّلِ بِہٖ اُکْتُبْ لَہٗ مِثْلَ عَمَلِہٖ اِذَا کَانَ طَلِیْقًا حَتّٰی اُطْلِقَہٗ اَوْ اَکْفِتَہٗ
اِلَیَّ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ بیشک بندہ جسوقت عبادت کی کسی نیک راہ پر ہوتا ہے پہر بیمار ہوجاتا ہے
یعنی اور وہ عبادت نہیں کرسکتا تو کہا جاتا ہے یعنی فرماتا ہے اللہ تعالی اوس
فرشتے سے جو اوسکے ساتہ معین ہے یعنی کہ لکہہ اوسکے واسطے مانند اوسکے عمل کے

[1] یہ روایت ترجمہ مشکوۃ شریف میں لکہی ہے مخرج کا نام نہیں بتایا ۱۲

جسوقت وہ تندرست تہا یہانتک کہ صحیح سالم کردوں میں اوسکو یا بلاوں اوسکو اپنی طرف یعنی مرجاوے اور ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ اَوِ الْمُؤْمِنَۃِ فِیْ نَفْسِہٖ وَمَالِہٖ وَوَلَدِہٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَمَا عَلَیْہِ مِنْ خَطِیْئَۃٍ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے ہمیشہ پہونچتی رہتی ہے بلا ایماندار مرد یا عورت کی جان اور مال اور اولاد میں یہاں تک کہ وہ اللہ سے ملاقات کرتا ہے یعنی مرجاتا ہے اس حال میں کہ اوسپر کوئی گناہ نہیں یعنی بلاؤں کے سبب سے اوسکے سب گناہ بخشدئے جاتے ہیں اور امام مالک نے بہی مثل اسکے روایت کی ہے اور امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے محمد بن خالد سلمی سے روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِنِ السُّلَمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃٌ لَمْ یَبْلُغْہَا بِعَمَلِہٖ اِبْتَلَاہُ اللّٰہُ فِیْ جَسَدِہٖ اَوْ فِیْ مَالِہٖ اَوْ فِیْ وَلَدِہٖ ثُمَّ صَبَّرَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی یُبْلِغَہُ الْمَنْزِلَۃَ الَّتِیْ سَبَقَتْ لَہٗ مِنَ اللّٰہِ یعنی محمد بن خالد سلمی اپنے باپ سے اور وہ اونکے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ کہا اونہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ بیشک بندہ جب مقدر ہوتا ہے اوسکے لیئے اللہ تعالی کی طرف سے ایسا مرتبہ کہ نہیں پہونچ سکتا وہ اوسکو اپنے عمل سے تو مبتلا کرتا ہے اوسکو اللہ اوسکے بدن یا مال خواہ اولاد میں پہر اوسکو اوسپر صبر عطا کرتا ہے یہاں تک کہ پہونچاتا ہے اوسکو اللہ اوس رتبے پر جو مقدر ہوا تہا اوسکے واسطے اللہ کی طرف سے پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبتوں پر صبر کرنا ایسی عمدہ چیز ہے کہ آدمی جس درجے کو طاعت وعبادت سے نہیں پہونچ سکتا وہ اسکے سبب سے اوس مرتبے کو پہونچ جاتا ہے حاصل یہ کہ ہر مسلمان ایماندار کو چاہیئے کہ کسی طرح کے رنج وغم ایذا وتکلیف دکہہ درد میں ہرگز نہ گہبراوے اور جزع فزع اور شکوہ شکایت بہی نکرے بلکہ اپنے مالک حقیقی کی رضا پر راضی رہے اور ہر وقت اپنے گناہوں سے ڈر کے

توبہ اور استغفار کرتا رہے تاکہ اسکی برکت سے اللہ تعالیٰ جلد صحت و عافیت عطا فرماوے
اور عمل خیر کی توفیق دے۔

فصل ۲ بیمار کی خدمت اور اوسکی خبر گیری کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ بیمار کی خدمت کرنا اور ہر وقت اوسکے حال کی خبر رکھنا عمدہ بات اور
ثواب کا کام ہے اور والدین کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری خصوصاً بیماری میں
اونکی تیمارداری نہایت ہی اجر کی بات بلکہ باعث نجات ہے اسلیئے کہ ماں باپ
اولاد کی جنت و نار ہیں جیساکہ ابن ماجہ نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِہِمَا قَالَ ہُمَا جَنَّتُکَ وَ
نَارُکَ یعنی ایک آدمی نے عرض کیا یارسول اللہ کیا حق ہے ماں باپ کا اپنی اولاد
پر فرمایا وہ دونوں تیرے جنت دوزخ ہیں یعنی اونکی فرمانبرداری سے جنت نصیب
ہوتی ہے اور اونکی نافرمانی سے دوزخ ملتی ہے اور یہ کیوں نہو اونکی اطاعت
تو اولاد پر فرض ہے دیکھو اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل کے تیسرے رکوع کے شروع
میں اپنی عبادت کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ بھلائی کرنا ارشاد فرمایا ہے وَقَضٰی
رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُہُمَا
اَوْ کِلٰہُمَا فَلَا تَقُلْ لَّہُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْہَرْہُمَا وَقُلْ لَّہُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَہُمَا
جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْہُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا رَبُّکُمْ اَعْلَمُ
بِمَا فِیْ نُفُوْسِکُمْ اِنْ تَکُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا یعنی اور
چکا دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اوسکے سوا اور ماں باپ سے بھلائی کبھی پہونچ
جاوے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک یا دونوں تو نہ کہہ اونکو ہوں اور نہ جھڑک
اونکو اور کہہ اونکو بات ادب کی اور جھکا اونکے آگے کندھے عاجزی کر کے
پیار سے اور کہہ اے رب اونپر رحم کر جیسا پالا اونہوں نے مجھکو چھوٹا تمہارا رب

خوب جانتا ہے جو تمہارے جی میں ہے جو تم نیک ہوگے تو وہ رجوع لانیوالوں کو
بخشتا ہے یعنی اگر دل میں آوے کہ بوڑہے ماں باپ سے یہ معاملہ بنا ہنا مشکل ہے
تو فرما دیا کہ جسکی نیت نیکی پر ہے اگر خفا کرے اور پہر رجوع لاوے تو اللہ بخشنے والا ہے
پس ان آیتونسے ثابت ہوا کہ ماں باپ کے ساتہ احسان اور سلوک سے پیش آنا اولاد
پر فرض ہے اسلیئے کہ جس طرح ان آیتوں میں اور صیغے امر کے ارشاد فرمائے ہیں
اسی طرح بالوالدین سے پہلے لفظ احسنوا امر کا صیغہ مقدر ہے اور امر وجوب کے واسطے
ہوتا ہے سو اولاد کو چاہیئے کہ سب کاموں میں جو خلاف شرع نہوں اونکی فرمانبرداری
کو مقدم جانے اور سعادت دارین اور موجب نجات سمجھے خاصکر ماں باپ میں سے
جب کوئی بیمار ہوجاوے تو اولاد کو چاہیئے کہ ہر وقت اونکی خدمت میں حاضر رہے
اونکے علاج معالجے اور کہانے پینے اور اوٹہانے بٹہانے کا خود ہی نہایت خیال رکہے
تاکہ کسی طرح کی ایذا اور تکلیف اونکو ہونے پاوے اور جس طرح سے خدمت کرنے
میں اونکی خوشی اور رضامندی معلوم ہو اوسی طرح سے اونکی خدمتگزاری کرتی
رہے اور ہرگز کوئی بات ایسی نکرے کہ اونکو ناگوار گذرے یا اون کے دل کو کسی طرح
کا صدمہ پہونچے اسلیئے کہ ماں باپ کی ناخوشی سے اللہ تعالی ناخوش ہوتا ہے جیساکہ
ترمذی نے روایت کیا ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ
یعنی عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
کہ آپ نے فرمایا رضامندی اللہ کی والد کی رضامندی میں ہے اور ناخوشی اللہ تعالی
کی باپ کی ناخوشی میں ہے اس حدیث شریف میں نرے باپ کا ذکر آیا ہے اور ماں
بہی اسی حکم میں داخل ہے بلکہ اوسکا حق تو باپ سے بہی زیادہ ہے جیساکہ اور حدیثوں
سے ثابت ہوتا ہے اور جو والدین اپنی آسودگی یا اس سبب سے کہ اولاد کو خدمت
کرنے میں تکلیف ہوگی زیادتی عطوفت و رافت کی راہ سے اوس سے خدمت
نہ لیں اور اوسکو خدمت کرنے سے منع کریں تو بہی اوسکو لازم ہے کہ اونکی بیماری

کی حالت میں ہمیشہ حاضر رہے تاکہ جب وہ کسی کام کے لیئے اشارہ کریں یا حکم دیں
تو فوراً اوسکو بطیب خاطر بجا لاوے اور دوا غذا وغیرہ کا تو خود ہی نہایت
اہتمام رکھے نرے آدمیوں پر نچھوڑ دے اسلیئے کہ ہر آدمی سے اوسکی احتیاط ہونا مشکل ہے
اور ماں باپ کے سوا خاوند کی خدمت بی بی کو اور بی بی کی خدمت خاوند کو
کرنا بہت ضرور ہے یعنی انمیں سے جب ایک بیمار ہو تو دوسرے کو چاہیئے کہ اوسکی
بیمارداری اچھی طرح کرے اور کسی کام اور خدمت میں دریغ اور کوتاہی نکرے اور
نہ اوسکے کرنے میں اپنی حقارت سمجھے بلکہ اوسکی خدمت رغبت اور خوشی سے کرے
اسلیئے کہ یہ خدمت میاں بی بی کے حقوق میں داخل ہے اور عزیز و اقارب کی بیماری
وغیرہ میں تیمارداری اور خبرگیری صلہ رحم سے ہے جتنا جو عزیز قریب ہو اوتنا ہی
اوسکا ہر حال میں شریک و معاون رہے اور غیروں کے ساتھ بیماری میں سلوک کرنا
اور اونکی ہر طرح سے خبر رکھنا موجب اجر و ثواب کا ہے اور بیمار کی خدمتگزاری میں
ان امور کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے ایک یہ کہ بہت آہستہ سے اوسکو اٹھاوے بٹھاوے
لٹاوے تاکہ کسی طرح کی ایذا و تکلیف اوسکو نہ پہونچے اسواسطے کہ بیماری کی وجہ سے
سارا بدن اور سب قوی ضعیف ہو جاتے ہیں ذرا سے صدمے سے بہت تکلیف
پہونچتی ہے دوسرے یہ کہ بیمار کے پاس کسی کو شور و غل نکرنے دے اور نہ کوئی چیز ایسے
زور سے پھینکے کہ اوسکے کھٹکے اور دھمک سے اوسکو ایذا پہونچے تیسرے اوسکی دوا
غذا وغیرہ میں دیر اور غفلت نکرے جو وقت اوسکا مقرر ہو اوسی وقت کھلا پلا دے
چوتھے اکثر وقت مریض کے پاس موجود رہے اور اوسکے قریب بیٹھے اوسکے اشارے
کا دھیان رکھے تاکہ بیمار کو چیخنا چلانا نہ پڑے اور اشارے سے اوسکا کام نکلجاوے
پانچویں یہ کہ اگر کسی ضرورت کے واسطے آپ کہیں جاوے تو کسی دوسرے معتبر ہوشیار
خیرخواہ آدمی کو اوسکے پاس چھوڑ جاوے تاکہ وہ اوسکی خبرگیری کرتا رہے اور اوسکو
کسی طرح کی تکلیف ہونے نپاوے غرضکہ بیمار کی خدمت نہایت غور و فکر سے کرے
اور جو کوئی بیمار عزیز ہو یا غیر اپنے گھر آجاوے تو اپنے مقدور کے موافق اوسکی دوا

علاج وغیرہ میں مدد کرے اور حتی الامکان اوسکی خدمت سے بھی دریغ نکرے اور تندرست ہونے تک آرام وچین سے اوسکو اپنے یہاں رکھے جب تک وہ رہے اچھی طرح سے اوسکی خاطرداری اور تشفی کرتا رہے اور کام کاج سے فراغت پانے کے بعد ہر روز دو ایک بار اوسکے پاس جاکے اوسکی تسلی اور تسکین کیا کرے تاکہ بیماری کی ایذا سے اوسکا دل نہ گھبرائے بلکہ ہر طرح سے اوسکی دلجمعی ہو جائے اور وہ یہ بھی نہ سمجھے کہ میرا یہاں کا رہنا گھر والے پر بار ہے اور میرے رہنے سے اوسکو تکلیف پہونچتی ہے غرضکہ بیمار کی خدمتگزاری اور خاطرداری وغیرہ میں کسی طرح کی کوتاہی اور بے پروائی اور کج خلقی اور بد دماغی ہرگز نہ کرے بلکہ جو شخص جس طرح کی خدمت کے قابل ہو اوسکے استحقاق اور اپنے مقدور کے موافق اوسکی خبرگیری کرتا رہے اسلیئے کہ بیماروں کی تیمارداری وغیرہ میں سعی اور کوشش کرنا نہایت اجر کی بات ہے یہ نہ خیال کرے کہ یہ یگانہ ہے یا بیگانہ بلکہ ہر ایک کے دکھہ درد میں جس طرح سے ہو سکے بلا تامل شریک ہو جایا کرے یعنی خدمت گزاری اور خاطرداری اور روپے پیسے وغیرہ سے جو ممکن ہو اوسکی مدد کرے کیونکہ بیمار کی خبرگیری میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ دکھہ درد موت زندگی ہر آدمی کے ساتھ لگی ہوئی ہے دنیا میں اس سے کوئی خالی نہیں پس اگر انسان کسی کی دکھہ بیماری میں شریک ہوگا تو دوسرا بھی اسکی مصیبت میں کام آویگا اور جو وہ کسی کے بُرے وقت کام نہ آویگا تو اسکا بھی کوئی پرسان حال نہوگا گو کیسا ہی عزیز وقریب ہو دنیا میں تو اکثر خوش خلقی اور ملنساری ہی سے کام نکلتے ہیں یہ ایسی عمدہ چیز ہے کہ اس سے غیر بھی یگانہ ہو جاتا ہے دوسرے یہ کہ کسی کو نفع پہونچانے اور اوسکی تکلیف کے وقت کام آنے سے آخرت میں عمدہ عمدہ درجے ملیں گے تیسرے یہ کہ ایسے شخص سے اکثر لوگ راضی اور خوش رہتے ہیں حاضر وغائب اوسکو دعاے خیر سے یاد کرتے ہیں پس ہر انسان کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے دوسرے کے مصائب اور ایذا اور تکالیف کے وقت کام آوے اور اونکے دفع کرنے کی تدبیر اور راحت وآرام پہونچانے کی فکر کرے اسلیئے کہ حدیث حسن میں وارد ہوا ہے خیر[1] النَّاسِ اَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ ۔

[1] امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے جامع صغیر میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کو قضاعی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ۱۲

فصل عیادت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ بیمار کی عیادت کرنا اسلام کے ایسے حقوق میں سے ہے جنہیں آپس میں ایک کو دوسرے کے ساتھ برتنا چاہیئے جیسے بھوکے کو کھانا کھلانا سلام کا جواب دینا دعوت قبول کرنا مردے کو نہلانا کفن پہنانا جنازے کے ساتھ جانا اور مثل اسکے اور عیادت کی فضیلت میں اگرچہ بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں مگر تھوڑی سی اس جگہہ لکھی جاتی ہیں جیساکہ صحیح مسلم میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ ہمیشہ بہشت کی میوہ خوری میں رہتا ہے یہاں تک کہ پھر آوے یعنی وہ بیمار پرسی کے لیئے جانے سے جنت اور اوسکے میوے کے کھانے کے لائق ہو جاتا ہے اور ترمذی اور ابوداود میں آیا ہے عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ عَادَہٗ عَشِیَّۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَکَانَ لَہٗ خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّۃِ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ نہیں عیادت کرتا ہے کوئی مسلمان کسی مسلمان کی اگلے دن میں یعنی دوپہر سے پہلے مگر ستر ہزار فرشتے اوسکے لیئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ شام کرے اور نہیں عیادت کرتا ہے پچھلے دن میں یعنی دوپہر کے بعد مگر رحمت و مغفرت مانگتے ہیں اوسکے واسطے ستر ہزار فرشتے یہاں تک کہ صبح کرے اور ہوتا ہے اوسکے لیئے جنت میں ایک باغ اور ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

مَنْ عَادَ مَرِیْضًا نَادٰی مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاکَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّۃِ مَنْزِلًا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ بیمار کی عیادت کرتا ہے تو پکارتا ہے آسمان سے ایک پکارنیوالا یعنی فرشتہ کہ خوشی ہو تجھکو یعنی دنیا وآخرت میں اور اچھا ہو تیرا چلنا دنیا یا آخرت میں اور بناوے تو جنت میں ایک مکان یعنی بہشت میں تجھے بڑا مرتبہ نصیب ہو اور امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ تعالی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَزَلْ یَخُوْضُ الرَّحْمَۃَ حَتّٰی یَجْلِسَ فَاِذَا جَلَسَ اِغْتَمَسَ فِیْھَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے وہ ہمیشہ دریای رحمت میں پیٹھتا رہتا ہے یہاں تک کہ بیٹھ جاوے یعنی بیمار کے پاس پھر جب بیٹھ جاتا ہے تو رحمت میں ڈوب جاتا ہے پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بیمار پرسی نہایت عمدہ چیز اور بڑی اجر کی بات ہے مسلمان کی عیادت کرنے میں تو بہت ہی ثواب ملتا ہے اور غیر دین والوں کی بیمار پرسی بھی شرعًا جائز اور خالی ثواب سے نہیں جیسا کہ بخاری کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَھُوْدِیٌّ یَخْدِمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ وَھُوَ عِنْدَہٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اونہوں نے کہا ایک یہودی کا لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اور وہ بیمار ہو گیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لیے اوسکے پاس تشریف لائے اور اوسکے سر کے نزدیک بیٹھ گئے اور اوس سے فرمایا کہ مسلمان ہو جا اوسنے اپنے باپ کی طرف دیکھا اور وہ اسکے پاس تھا اوسکے باپ نے کہا

ابو القاسم کا کہا مان لے پس وہ مسلمان ہو گیا پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لے آئے کہ سب تعریف اوس اللہ کے لیئے ہے جسنے اوسکو آگ سے بچا لیا یعنی اسلام لانیکے سبب سے پس اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ کافر کی عیادت کرنا درست ہے اگرچہ مجوس اور فاسق کی عیادت جائز ہونے میں علما کا اختلاف ہے لیکن ٹھیک بات یہی ہے کہ اونکی بیمار پرسی میں بھی کچھہ مضائقہ نہیں کافر کی عیادت جائز ہونے کے سوا اس حدیث شریف سے اور بھی کئی باتیں سمجھی جاتی ہیں ایک یہ کہ ذمی کافر سے خدمت لینا درست ہے دوسرے یہ کہ جب بیمار کی عیادت کو جاوے تو اوسکے سر کے پاس بیٹھے تیسرے اگر بیمار کافر ہو تو اوسکو اسلام کی ترغیب دے علاوہ اسکے اور آداب عیادت کے بہت ہیں ایک اونمیں سے یہ کہ بیمار کے پاس بہت نہ بیٹھے جلد اوٹھہ کھڑا ہو جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَلْعِیَادَۃُ فُوَاقَ نَاقَۃٍ وَفِیْ رِوَایَۃِ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ مُرْسَلًا وَاَفْضَلُ الْعِیَادَۃِ سُرْعَۃُ الْقِیَامِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ افضل زمانہ عیادت کا مقدار اوس زمانے کی ہے کہ درمیان دو دو دہ دوہنے اونٹنی کی اور سعید بن مسیب کی روایت میں مرسلاً وارد ہوا ہے کہ بہترین عیادت کی وہ عیادت ہے کہ اوسمیں جلد اوٹھہ کھڑا ہو اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عیادت میں بہت نہ بیٹھنا چاہیئے مگر جس شخص کے بیٹھنے سے بیمار کو تشفی اور تسکین ہوتی ہو یا وہ اوس شخص سے خدمت لینے میں کسی طرح کا تکلف نہ کرتا ہو تو اوسکو بیمار کے پاس زیادہ ٹھیرنا چاہیئے تاکہ اوسکا دل بہلے اور راحت و آرام پہونچے دوسرا ادب یہ ہے کہ بیمار کے سامنے تسلی کی باتیں کرے جیسا کہ ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ عَلٰی مَرِیْضٍ فَنَفِّسُوْا لَہٗ فِیْ اَجَلِہٖ فَاِنَّ

ذٰلِکَ لَا یَرُدُّ شَیْأً وَّیُطَیِّبُ بِنَفْسِہٖ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تم عیادت کے لیئے بیمار کے پاس آؤ تو طمع دواو سکو زندگی کی یعنی یوں کہو کہ رنجیدہ نہو کچھ ڈر نہیں ابھی اچھا ہو جاویگا اللہ تیری عمر میں برکت دے اسلیئے کہ یہ کہنا تقدیر کی بات کو نہیں پھیرتا اور بیمار کے دل کو خوش کر دیتا ہے تیسرا یہ ہے کہ مریض کے پاس شور غل نہ مچاوے جیسا کہ رزین کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ مِنَ السُّنَّۃِ تَخْفِیْفُ الْجُلُوْسِ وَقِلَّۃُ الصَّخَبِ فِی الْعِیَادَۃِ عِنْدَ الْمَرِیْضِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَمَّا کَثُرَ لَغَطُہُمْ وَ اخْتِلَافُہُمْ قُوْمُوْا عَنِّیْ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اونہوں نے کہا سنت سے ہے کم بیٹھنا اور کم غل کرنا عیادت میں نزدیک بیمار کے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بہت ہوا غل اور اختلاف صحابہ میں اوٹھ کھڑے ہو میرے پاس سے چوتھا ادب یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کی عیادت کو جاوے تو اوسکے لیئے شفا کی دعا مانگے اور یہ دعا جو صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے پڑھے عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَکٰی مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ اَذْہِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ جب کوئی آدمی ہم میں سے بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا دہنا ہاتھ اوسپر پھیرتے پھر فرماتے دور کر بیماری کو اے پروردگار آدمیوں کے اور شفا دے تو ہی شافی ہے نہیں کوئی شفا مگر تیری شفا وہ شفا کہ نہ چھوڑے کسی بیماری کو اور اس دعا کے سوا چاروں قل پڑہکے مریض پر دم کرے جیسا کہ بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَکٰی نَفَثَ عَلٰی نَفْسِہٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِیَدِہٖ فَلَمَّا اشْتَکٰی وَجَعَہُ

الَّذِی تُوُفِّیَ فِیْهِ کُنْتُ اَنْفُثُ عَلَیْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِیْ کَانَ یَنْفُثُ وَاَمْسَحُ بِیَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَتْ کَانَ اِذَا مَرِضَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ نَفَثَ عَلَیْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہوتے تو دم کرتے اپنے اوپر معوذات اور پھیرتے اپنے اوپر ہاتھ اپنا یعنی جہاں تک پہونچ سکتا ہاتھ بدن مبارک پر پس جب بیمار ہوئے اوس بیماری میں کہ وفات کیے گئے اوسمیں تو میں دم کرتی تھی حضرت پر معوذات وہ معوذات کہ حضرت دم کرتے تھے اور پھیرتی ہیں ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یعنی اس طرح کہ میں معوذات پڑھتی اور حضرت کے ہاتھوں پر دم کرتی اور اون کے دونو ہاتھ اونکے بدن مبارک پر پھیرتی اور مسلم کی ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب کوئی آپ کے گھر والوں میں سے بیمار ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دم کرتے اوسپر معوذات ف معوذات سے مراد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ہیں لفظ جمع باعتبار آیتوں کے کہا یا اقل جمع کے دو ہیں یا دو سورتیں یہ اور تیسری قل ہو اللہ ان تینوں کو معوذات کہنا تغلیبا ہے اور معتمد یہی بات ہے بعض نے کہا قل یا بھی اسمیں داخل ہے اور بیمار کے حق میں عیادت کے وقت یہ دعا پڑہنا بھی جو ابو داؤد اور ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحت کے لیئے نہایت مفید ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا فَیَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ اِلَّا شُفِیَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُهٗ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کوئی مسلمان کہ پوچھے بیمار مسلمان کو پھر کہے سات بار سوال کرتا ہوں میں اللہ بزرگ رب عرش عظیم سے کہ شفا دے تجھکو مگر وہ شفا دیا جاتا ہے مگر یہ کہ حاضر ہو اجل اوسکی یعنی یہ مرض لاعلاج ہے اگر اوسکی موت نہیں آئی ہے

تو اس دعا کے پڑھنے سے مرض الموت کے سوا اوسکی سب بیماریاں جاتی رہتی ہیں
پس ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ بیمار کی عیادت کے بعد اوسکے لیئے دعا کرنا بہی ضرور ہے
اور جو منا سب سمجہے تو بیمار سے اپنے واسطے بہی دعا کرائے کیونکہ اوسکی دعا اکثر قبول
ہوتی ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی مَرِیْضٍ فَمُرْہُ
یَدْعُوْلَکَ فَاِنَّ دُعَاءَہٗ کَدُعَاءِ الْمَلٰٓئِکَۃِ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تو کسی بیمار کے پاس جاوے تو
اوس سے کہہ کہ وہ تیرے لیئے دعا کرے اسواسطے کہ اوسکی دعا فرشتوں کی دعا کی
مثل ہے پانچواں ادب یہ ہے کہ جب بیمار کی عیادت کے لیئے جاوے تو کہے لَا بَاْسَ
طَہُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی کچہہ ڈر نہیں اگر اللہ چاہے تو یہ مرض تیرے گناہوں
کو دور کر دیگا اور تو پاک صاف ہو جاویگا جیسا کہ بخاری نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ
عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُہٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُہٗ قَالَ لَا بَاْسَ
طَہُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَقَالَ لَا بَاْسَ طَہُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ قَالَ کَلَّا بَلْ حُمّٰی
تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُہُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ
فَنَعَمْ اِذًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گنوار کے پاس عیادت
کے واسطے تشریف لائے اور آپ جب کسی بیمار کی عیادت کے لیئے تشریف
لیجاتے تو فرماتے لا باس طہور ان شاء اللہ تعالی پس آپ نے یعنی حسب عادت
یہی کلمہ فرمایا اوس گنوار نے کہا ہرگز یوں نہیں بلکہ تپ ہے کہ بڑے بوڑہے پر
جوش مارتی ہے یہ تپ اوسکو قبروں سے ملادیگی یعنی مار ڈالیگی پس آپ نے فرمایا
ہاں اب یوں ہی ہوگا عیادت کے وقت ان لفظوں کے کہنے کے سوا اس حدیث
شریف سے اور کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اوس گنوار کے کفران نعمت پر خفا ہوئے اسیلئے کہ آپ نے تو بیماری کا ثواب

اور صبر و شکر کا طریقہ بتلایا اور اوسنے اس نعمت کی قدر نجانکے کفران کیا سو آپ کو غصہ آگیا اور فرمایا کہ اب یوں ہی ہوگا جیسا تو کہتا ہے اسواسطے کہ کفران نعمت کی سزا محرومی کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کبھی کفران نعمت نکرے ورنہ وہ اوس نعمت سے محروم رہیگا دوسرے یہ کہ ادنی ادنی آدمی کی عیادت کرنے میں کسی طرح کی حقارت نہ سمجھے دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسبب کمال تواضع اور خلق کے جو آپ کے مزاج مبارک میں تھا ایک ادنی گنوار کی بیمار پرسی کے واسطے تشریف لیگئے چھٹا ادب یہ ہے کہ بیمار کے پاس ایسی باتیں نکرے کہ جس سے اوسکو غصہ آوے یا کسی طرح کا رنج پہونچے اور اوسکے سامنی رونے پیٹے ہی نہیں کہ اوس سے وہ ہراساں ہو بلکہ ہمیشہ اوسکو تشفی دیتا اور ہمت دلاتا رہے تاکہ اوسے فرحت ہو پس ہر مسلمان ایماندار کو چاہیئے کہ موافق حدیث شریف اور سنت نبوی کے بیمار وں کی عیادت کرے تاکہ مستحق اجر کثیر کا ہو۔

فصل موت کی آرزو کرنیکے ممانعت میں

مسلمانوں کو چاہیئے کہ قضاے الہی سے جب کسی رنج وغم یا دکھ بیماری میں مبتلا ہوں تو ہرگز اپنے لیئے موت کی تمنا نکریں اسلیئے کہ حدیث شریف میں اسکی ممانعت آئی ہے جیسا کہ بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَّزْدَادَ خَیْرًا وَاِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ یَسْتَعْتِبُ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ آرزو کرے ایک تمہارا موت کی اگر وہ نیک کار ہے تو شاید زیادہ نیکی کرے یعنی زندگی کے بڑھنے سے اور جو وہ بدکار ہے تو شاید کہ وہ اللہ تعالی کی رضامندی چاہے یعنی توبہ کرے اور لوگوں کی اونکے حق ادا کرے اور صحیح مسلم میں بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِہٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہٗ اِنَّہٗ اِذَا مَاتَ اِنْقَطَعَ اَمَلُہٗ وَاِنَّہٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمْرُہٗ اِلَّا خَیْرًا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرے ایک تمہارا موت کی یعنی دل سے اور دعا نہ مانگے مرنے کی یعنی زبان سے پہلے اس سے کہ اوسکو موت آوے بیشک جبکہ وہ مرجاتا ہے تو اوسکی امید منقطع ہو جاتی ہے یعنی زیادہ بھلائی کرنے کی اور بیشک نہیں زیادہ کرتی مومن کو اوسکی عمر کی درازی مگر بھلائی کو اور امام احمد رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَاِنَّ ہَوْلَ الْمُطَّلَعِ شَدِیْدٌ وَاِنَّ مِنَ السَّعَادَۃِ اَنْ یَّطُوْلَ عُمْرُ الْعَبْدِ وَیَرْزُقَہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ الْاِنَابَۃَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ آرزو کرو مرنے کی اسلیئے کہ جانکنی کی دہشت سخت ہے اور بیشک نیکبختی سے یہہ ہے کہ زیادہ ہووے عمر بندے کی اور نصیب کرے اسکو اللہ عزوجل رجوع کرنا اپنی فرمانبرداری کی طرف حاصل ان سب حدیثوں کا یہ ہے کہ کسی ایذا اور تکلیف اور مصیبت کے پہونچنے سے کبھی اپنے واسطے موت نہ مانگے بلکہ جہاں تک ہو سکے صبر کرکے اپنے مولاے حقیقی کی رضا پر راضی رہے کیونکہ جو مقدر میں لکھا ہے وہ ضرور ہی ہو پہنچتا ہے صبر کرے یا نکرے مگر صبر کرنے سے مصیبت آسان ہو جاتی ہے اور اجر کثیر ملتا ہے اور اللہ تعالی کی معیت نصیب ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے وَاِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ یعنی ملتا ہے ٹھہرنے والوں ہی کو اونکا نیگ ان گنتی اور وارد ہوا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ یعنی بیشک اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے اور بے صبری سے مصیبت کی ایذا اور تکلیف بڑھتی ہے اور اجر سے محرومی نصیب ہوتی ہے پھر صبر کے اجر کو مفت ہاتھ سے دینا کون عقلمندی کی بات ہے ہاں اگر ایسی ہی موت کی آرزو کرنے کی ضرورت پیش آوے تو اس طرح کہے جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَہٗ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْیَقُلِ اللّٰہُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہرگز نہ آرزو کرے کوئی تم میں کا مرنے کی اوس ضرر سے کہ اوسکو پہونچے یعنی بدنی ہو یا مالی پس اگر ہے ضرور آرزو کرنے والا موت کی تو چاہیئے کہ کہے اے اللہ زندہ رکہہ مجھکو جب تک کہ زندگی میرے لیئے بہتر ہو یعنی مرنے سے اور موت دے مجھکو جسوقت کہ مرنا میرے واسطے بہتر ہو یعنی جینے سے اس حدیث سے اگرچہ ضرورت شدید کے وقت ان لفظوں کے کہنے کی اجازت ثابت ہوتی ہے لیکن اگر یہ بہی نہ کہے تو اولی و افضل ہے اس واسطے کہ موت کسی کے اختیار میں نہیں کہ جب چاہے آجائے اوسکا تو ایک وقت مقرر ہے اوس سے پہلے ہرگز نہیں آسکتی دوسرے یہ کہ موت کی آرزو دنیا کے رنج و غم ایذا اور تکلیف سے چہٹکارا پانے کے لیئے کیجاتی ہے اور انجام کا حال اللہ ہی کو معلوم ہے کہ مرنے کے بعد وہاں کیا معاملہ ہوگا راحت پاویگا یا تکلیف خدانخواستہ موت کے بعد اگر کسی طرح کے عذاب میں گرفتار ہوا تو ایسی مصیبت میں پڑیگا کہ دنیا کی سب تکلیفوں اور مصیبتوں کو بہول جاویگا اور یہ آرزو کریگا کہ کاش دنیا میں اور زندہ رہتا اور اچہے کام کرتا تو اس بلا میں نہ مبتلا ہوتا پہر یہ آرزو اوس وقت کچہہ فائدہ ندیگی اور جو اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اوس عالم میں اچھا معاملہ ہوا تو بہی موت کی تمنا کرنے کے سبب سے جو خلاف شرع ہے کسی نہ کسی طرح کی تکلیف میں مبتلا ہونیکا خوف ہے تیسرے یہ کہ دنیا آخرت کی کہیتی ہے یہاں جسقدر نیک عمل کریگا اوتنا ہی وہاں ثواب پاویگا دنیا کی چند روزہ زندگی کو گو کتنی ہی بلا و مصیبت سے کٹے غنیمت جانے جہاں تک اچہے کام ہوسکیں کرتا رہے اور موت تو خود ہی آنیوالی ہے پہر اوسکی تمنا کرنے میں کیا فائدہ پس ایمان والونکو چاہیئے کہ دکہہ درد اور ایذا و تکلیف سے گہبرا کے ہرگز موت کی تمنا نکریں اور نہ

کبھی کسی طرح کا شکوہ و شکایت زبان پہ لادین بلکہ ہر حال میں اپنے مالک کی رضاپہ راضی اور شاکر رہیں اور اپنے جینے مرنے کو اوسی کی خوشی اور رضا پر چھوڑدیں اپنی رائے کو دخل دیکے مرنے کو جینے سے ہرگز بہتر نہ سمجھیں اور ہر وقت اپنے گناہونسے توبہ اور استغفار کرتے رہیں تاکہ خاتمہ بخیر ہو اور آخرت کی خوبیاں نصیب ہوں -

باب ہجدہم

فصل اول موت کے علامات اور نزع کے حالات اور اوسوقت کی تدبیروں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ موت ایسی چیز ہے کہ کسی ذی روح کو اوس سے چھٹکارہ نہیں انسان کو اگرچہ کتنی ہی مدت تک عیش و آرام سے زندگی بسر کرے مگر آخر کو موت اوسے نہ چھوڑیگی پس ہر مسلمان ایماندار مرد اور عورت کو لازم ہے کہ جب بیماری طول کھینچے اور امید زندگی کی منقطع ہوجاوے تو اپنے چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کرے اور اللہ تعالی سے اونکی مغفرت چاہے اسلیئے کہ اللہ تعالی اپنے بندے کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور دروازہ توبہ کا کھلا ہے بند نہیں جب بندہ صدق دل اور خلوص نیت سے اپنے مالک کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ اپنے فضل و کرم سے اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے اور اوسکے گناہونسے درگزر کرتا ہے اور یہ بھی ضرور چاہیئے کہ جو بندوں کے حق اوسکے ذمے ہوں جیسے قرضہ یا امانت یا غصب وغیرہ اونکو فورًا ادا کرے یا اونکے مالکونسے معافی چاہے اسواسطے کہ حقوق عباد سے بدون ادائی یا معافی کے خلاصی نہیں ہوسکتی اور جو اوسوقت کسی وجہ سے یہ ہو نسکے تو اپنے وارثونکو وصیت کرجاوے تاکہ وہ اوسکی طرف سے ادا کردیں اور یہ بھی مریض پر واجب ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ جو رب العالمین اور ارحم الراحمین ہے نیک گمان رکھے

اسلیئے کہ اللہ پاک کے ساتھ حسن ظن رکھنا دخول جنت کا باعث ہے جیساکہ حدیث غریب میں وارد ہوا ہے عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی شَابٍّ وَہُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُکَ قَالَ اَرْجُو اللّٰہَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنِّیْ اَخَافُ عَلٰی ذُنُوْبِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ ہٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ مَا یَرْجُوْ وَاٰمَنَہٗ مِمَّا یَخَافُ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ یعنی روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ داخل ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جوان پر اور وہ جانکنی کی حالت میں تہا پس آپ نے فرمایا توکس طرح پاتا ہے اپنے آپ کو یعنی تو اپنے دل کو اسوقت کس طرح پاتا ہے آیا رحمت الٰہی کا امیدوار ہے یا اوسکے غصے سے ڈرتا ہے اسنے کہا میں امید رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ سے اے رسول خدا کے یعنی میں اپنے کو اوسکی رحمت کا امیدوار پاتا ہوں اور باوجود اسکے بیشک میں اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں جمع ہوتے خوف وامید بندے کے دل میں بیچ مانند اسوقت کے مگر دیتا ہے اوسکو اللہ وہ چیز کہ امید رکھتا ہے یعنی رحمت اپنی اور اوسکو امن میں رکہتا ہے اوس چیز سے کہ ڈرتا ہے یعنی عذاب سے اسکو ترمذی وابن ماجہ نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور بیمار کے عزیز واقارب وغیرہ جب اوسکی زندگی سے مایوس ہوجاویں اور موت کی نشانیاں اوسپر ہویدا ہوجاویں مثلاً ناک کا بانسا ٹیڑھا ہوجاوے کنپٹیاں بیٹھ جاویں مردنی موںہہ پر چھا جاوے پاوں ایسے سست ہوجاویں کہ کھڑا کرنے سے ہی کھڑے ہوسکیں سارے بدن کی جلد لٹک پڑے تو اونکو چاہیئے کہ اوسکی اس تغیر حالت کو دیکھکے اپنے تئیں سنبھالیں اور دل کو مضبوط رکھیں اور اوسکے پاس بیٹھکے روئیں پیٹیں نہیں اور نہ کوئی ایسی بات اوسکے سامنے کہیں جس سے اوسکو ہراس اور زندگی سے مایوسی پیدا ہو اور ایسی حالت میں اوسکو دوا پلانے وغیرہ کی تکلیف نہیں دینا وہ دوائیں جنکا کہانا

پینا شرعاً منع ہے جیسے افیون وغیرہ تو ہر گز نکھلائیں پلائیں اور پرہیز سے بھی اوسکو معاف رکھیں بلکہ جو وہ مانگے اوسے دیں اور تسکین کے لیے شربت انار میں کیوڑا ملا کے پلاویں اور آب زمزم جو نہایت متبرک اور ہر بیماری کا علاج ہے اگر میسر ہو تو اوسکے حلق میں ڈالتے رہیں اور اوسکا مونہہ قبلے کی طرف کر دیں اس طرح سے کہ سر شمال کی طرف اور پاؤں جنوب اور مونہہ قبلے کی سمت ہو جاوے اسلیئے کہ ہندوستان کا قبلہ مغرب کی طرف ہے حاکم اور بیہقی نے ابو قتادہ رضی سے روایت کیا ہے اِنَّ الْبَرَآءَ بْنَ مَعْرُوْرٍ اَوْصٰی اَنْ يُّوَجَّهَ اِلَی الْقِبْلَةِ اِذَا احْتُضِرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَصَابَ الْفِطْرَةَ یعنی براء ابن معرور نے وصیت کی کہ اونکا مونہہ قبلے کی طرف کر دیں جبکہ موت کا وقت قریب آجاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہونچگیا اسلام کے طریقے کو یعنی اسلام کا یہی طریقہ ہے لیکن اس امر میں اختلاف ہے کہ قبلہ رخ کس طرح کریں علمائے حنفیہ کہتے ہیں کہ قبلے کی طرف اس طرح سے چت لٹاویں کہ مونہہ اور پاؤں سب قبلے کی طرف ہو جاویں اور محدثین یہ کہتے ہیں کہ داہنی کروٹ پر لٹاویں اور یہی اولی ہے اسواسطے کہ قبر میں اسی طرح لٹاتے ہیں اور سونے والے کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح سونے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ روضۂ ندیہ میں اسکی تحقیق مذکور ہے اور سورہ یسین پڑھکر اوسکو سنائیں جیسا کہ احمد و ابو داؤد اور نسائی و ابن ماجہ وغیرہ نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ يٰسٓ عَلٰی مَوْتَاكُمْ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پڑھو تم سورۂ یسٓ کو اپنے مردوں پر۔ مراد مردوں سے ایسی جگہ وہ ہیں جنپر موت کے آثار ظاہر ہوں اور مرے نہوں اور آخیر وقت میں اوسکے پاس ایسی باتیں جس سے اوسکی طبیعت دنیا کی طرف مائل ہو اور آخرت کا خیال جاتا رہے ہرگز ہرگز نکریں بلکہ قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہیں حدیث شریف کا شغل رکھیں درود و استغفار وغیرہ پڑھتے رہیں اور کلمہ شہادت یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ بلند آواز سے اُسکو سناتے رہیں تاکہ وہ بھی خود پڑہنے لگے اور اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہو اور اسی پر اوسکا حسن خاتمہ ہو حدیث صحیح مسلم میں بروایت ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تلقین کرو اپنے مُردونکو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اس سے بھی مراد ہے کہ مُردے کو سناؤ نہ یہ کہ اوس سے کہو کہ تو پڑھ اسلیئے کہ معاذ اللہ اگر وہ انکار کر بیٹھے گا تو اسمیں کفر کا خوف ہے اور ابو داود میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ ہووے آخر کلام اوسکا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ[۱] وہ بہشت میں داخل ہوگا ارحم الراحمین اپنی رحمت واسعہ سے ہم سب مسلمانونکا خاتمہ بخیر فرماوے آمین ۔

فصل اس امر کے بیان میں کہ دم نکلنے کے بعد کیا کرنا چاہیئے

میت کے عزیز و قریب وغیرہ کو لازم ہے کہ دم نکلنے کے بعد اوسکی آنکھوں کو بند کردیں جیساکہ امام احمد اور ابن ماجہ وغیرہ نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا حَضَرْتُمْ مَوْتَاکُمْ فَاَغْمِضُوا الْبَصَرَ فَاِنَّ الْبَصَرَ یَتْبَعُ الرُّوْحَ وَقُوْلُوْا خَیْرًا فَاِنَّہٗ یُؤَمَّنُ عَلٰی مَا قَالَ اَھْلُ الْبَیْتِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے مُردوں کے پاس حاضر ہو تو اونکی آنکھیں بند کردو اسلیئے کہ بیشک آنکھ روح کا پیچھا کرتی ہے

[۱] اگرچہ اس حدیث شریف میں اتنا ہی وارد ہوا ہے مگر اس سے پورا کلمہ مراد ہے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۱۲

یعنی اوسکی بینائی جاتی رہتی ہے اور اچہا کہو اسواسطے کہ جو گہر والے کہتے ہیں اوسپر آمین کہی جاتی ہے آور صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَلَمَۃَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُہٗ فَاَغْمَضَہٗ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الرُّوْحَ اِذَا قُبِضَ تَبِعَہُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ اَہْلِہٖ فَقَالَ لَا تَدْعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یُؤَمِّنُوْنَ عَلٰی مَا تَقُوْلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَۃَ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَہْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ یعنی وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو سلمہ کے پاس تشریف لائے اور اونکی آنکہیں پتہرا گئیں تہیں پس آپ نے اونکو بند کر دیا پہر فرمایا بیشک جب روح قبض کیجاتی ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے ساتہ اوسکے پس اونکے گہر کے لوگ چلائے یعنے حضرت کے فرمانے سے سمجہ گئے کہ اونکا انتقال ہو گیا پہر آپ نے فرمایا نہ دعا کرو اپنی جانوں پر مگر ساتہ بہلائی کے یعنی واویلا اور بد دعا نکرو اسلیئے کہ بیشک جو تم کہتے ہو فرشتے اوسپر آمین کہتے ہیں یعنی تمہاری دعا پر بہلی ہو یا بری پہر آپ نے فرمایا اے اللہ ابو سلمہ کو بخشدے اور بلند کر اوسکا درجہ اون لوگوں میں کہ سیدہی راہ دکہائے گئے ہیں اور کارساز ہو جا تو اوسکے پس ماندوں میں جو کہ باقی ہیں باقی رہے ہوئے لوگوں میں اور اے پروردگار عالموں کے ہماری اور اوسکی مغفرت کر اور وسعت دے اوسکی قبر میں اور اوسکے لیئے وہاں روشنی کر اس حدیث شریف سے مرنے کے بعد آنکہوں کا بند کرنا ثابت ہوا اسکے سوا اور چند باتیں بہی معلوم ہوئیں ایک یہ کہ چیخنا چلانا اور واویلا کرنا منع ہے دوسرے اوسوقت اپنے اور مردے کے لیئے دعائے خیر کرنی چاہیئے اسواسطے کہ یہ وقت بہی دعا کے قبول ہونیکا ہے آور بعد آنکہہ بند کرنے کے مردے کو کسی صاف پاک کپڑے سے ڈہانک دیں جیساکہ بخاری ومسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَۃٍ یعنی وہ کہتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات کیئے گیئے تو آپ یمن کی چادر سے ڈہانکے گئے پہر تجہیز تکفین میں جلدی کریں جیساکہ ابو داود نے حصین بن وَحْوَح سے روایت کیا ہے اِنَّ طَلْحَۃَ بْنَ الْبَرَاۗءِ مَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُہٗ فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَرٰی اِلَّا قَدْ حَدَثَ بِہِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ وَعَجِّلُوْا فَاِنَّہٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَۃِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَہْرَانَیْ اَہْلِہٖ یعنی طلحہ بن برار بیمار ہوئے پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لیئے اونکے پاس تشریف لائے پس فرمایا کہ بیشک میں نہیں گمان کرتا طلحہ کو مگر اوسپر موت ظاہر ہوگئی تم اون کے مرنے کی مجھے خبر کردینا یعنی تاکہ میں آؤں اور اوسپر نماز پڑہوں اور جلدی کرو یعنی تجہیز تکفین اور دفن وغیرہ میں اسلیئے کہ بیشک مسلمان مُردے کے لیئے لائق نہیں کہ روک رکہا جاوے درمیان اوسکے گہر والونکے پس ان حدیثوں سے مُردے کی آنکہیں بند کرنا اور چادر سے اوسکو چہپا دینا اور اوسکی تجہیز تکفین میں جلدی کرنا ثابت ہوا اور مُردے کے موہنہ کو اور پاؤں کے دونوں انگوٹہونکو ملا کے باندہنا شرع سے ثابت ہنیں البتہ اوسکا بوسہ لینا حدیثونسے درست معلوم ہوتا ہے یعنی اگر کوئی اپنے عزیز و قریب یا دوست آشنا کی پیشانی وغیرہ کا اوسکے مرنے کے بعد بوسہ لیلے تو جائز ہے جیساکہ ترمذی اور ابو داود اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَہُوَ مَیِّتٌ وَہُوَ یَبْکِیْ حَتّٰی سَالَتْ دُمُوْعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی وَجْہِ عُثْمَانَ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اس حال میں کہ وہ میت تہے اور آپ روتے تہے یہانتک کہ آپکے آنسو عثمان کے چہرے پر بہے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ قَبَّلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَھُوَ مَیِّتٌ یعنی وہ کہتی ہیں کہ مقرر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوسہ لیا اور آپ میت تھے پس ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مرنے کے بعد مسلمان کا بوسہ لینا اور بدون آواز کے اوسکے غم میں رونا جائز ہے مگر چیخنا چلانا پیٹنا سر کہسوٹنا کپڑے پہاڑنا واویلا کرنا شرع میں منع ہے اور اس باب میں سخت وعید وارد ہوئی ہے مسلمان مرد اور عورتونکو چاہیئے کہ جب کسی طرح کی مصیبت و تکلیف میں مبتلا ہوں تو اوسپر صبر شکر کریں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑہا کریں اسلیئے کہ جو لوگ مصیبت کے وقت اس آیت شریف کو پڑہتے ہیں اونکی تعریف اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے جیسا کہ دوسرے پارے کے تیسرے رکوع میں ارشاد ہوا ہے وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَصَابَتْھُمْ مُصِیْبَۃٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ یعنی اور خوشی سنا ثابت رہنے والونکو کہ جب اونکو پہونچے کچھ مصیبت کہیں ہم اللہ کا مال ہیں اور ہمکو اوسی کی طرف پہر جانا ایسے لوگ اونہیں پر شاباشیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں راہ پر اور حدیث شریف میں بہی ایسے لوگوں کی مدح آئی ہے جیسا کہ مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِیْبُہٗ مُصِیْبَۃٌ فَیَقُوْلُ مَا اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا اِلَّا اَخْلَفَ اللّٰہُ لَہٗ خَیْرًا مِّنْہُ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ سَلَمَۃَ قُلْتُ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ مِّنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ اَوَّلُ بَیْتٍ ھَاجَرَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِنِّیْ قُلْتُھَا فَاَخْلَفَ اللّٰہُ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کوئی مسلمان کہ پہونچے اوسکو مصیبت

یعنی تھوڑی ہو یا بہت پس کہے وہ چیز کہ حکم کیا اوسکو اللہ نے یعنی انا للہ وانا الیہ راجعون
یا الہی تو مجھے ثواب دے بسبب میری مصیبت کے اور بدلا دے واسطے میرے بہتر
اوس سے یعنی اوس چیز سے کہ میرے ہاتھ سے گئی اس مصیبت میں تو بدلا دیتا ہے
اللہ تعالے اوسکے لیئے بہتر اوس سے پس جبکہ ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو مینے کہا
ابو سلمہ سے بہتر کون مسلمان ہوگا اول صاحب خانہ کہ ہجرت کی طرف رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر مینے یہ کلمے کہے پس دیا اللہ تعالی نے مجھے ابو سلمہ کے
بدلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنی حضرت کے نکاح میں آئی اور امام احمد
اور ترمذی نے ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا مات ولد العبد قال اللہ تعالی لملائکته
قبضتم ولد عبدی فیقولون نعم فیقول قبضتم ثمرۃ فوادہ فیقولون نعم
فیقول ماذا قال عبدی فیقولون حمدک واسترجع فیقول اللہ ابنوا
لعبدی بیتا فی الجنۃ وسموہ بیت الحمد یعنی ابو موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کسی بندے یعنی مومن کا فرزند مرتا ہے
تو فرماتا ہے اللہ جل شانہ اپنے فرشتوں یعنی ملک الموت اور اونکے فرمانبرداروں
سے کہ قبض کی تم نے روح فرزند بندے میرے کی پس وہ کہتے ہیں کہ ہاں پھر اللہ تعالی
فرماتا ہے کہ قبض کیا تمنے میوہ اوسکے دل کا وہ کہتے ہیں کہ ہاں پھر فرماتا ہے اللہ تعالی
کہ کیا کہا میرے بندے نے وہ کہتے ہیں کہ تیری تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون
کہا پس فرماتا ہے اللہ تعالی کہ بناؤ میرے بندے کے لیئے ایک بڑا گھر بہشت میں اور
نام رکھو اوسکا بیت الحمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے عن ابی امامۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یقول اللہ تبارک وتعالی ابن آدم
ان صبرت واحتسبت عند الصدمۃ الاولی لم ارض لک ثوابا دون
الجنۃ یعنی روایت ہے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ تعالی ارشاد کرتا ہے

اے بیٹے آدم کے اگر تو صبر کرے یعنی بلا پر اور ثواب چاہے پہلے صدمے کے وقت تو نہیں راضی ہوتا میں تیرے لیئے ثواب کا سوائے بہشت کے یعنی اوسکے بدلے میں بہشت ہی میں داخل کرونگا اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور امام احمدؒ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ وَ لَا مُسْلِمَۃٍ یُّصَابُ بِمُصِیْبَۃٍ فَیَذْکُرُھَا وَاِنْ طَالَ عَھْدُھَا فَیُحْدِثُ لِذٰلِکَ اسْتِرْجَاعًا اِلَّا جَدَّدَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی لَہٗ عِنْدَ ذٰلِکَ فَاَعْطَاہُ مِثْلَ اَجْرِھَا یَوْمَ اُصِیْبَ بِھَا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کہ پہونچائے جاویں مصیبت پھر وہ اوسکو یاد کریں اگرچہ دراز ہو زمانہ اوس مصیبت کا پس کہیں واسطے اوسکے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مگر تازہ کردیتا ہے یعنی ثابت کرتا ہے اللہ تعالی نزدیک اوسکے ثواب پس دیتا ہے اوسکو مانند ثواب اوس مصیبت کے جس دن پہونچایا گیا تھا وہ مصیبت یعنی اور اوسپر صبر کیا تھا بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ اَحَدِکُمْ فَلْیَسْتَرْجِعْ فَاِنَّہٗ مِنَ الْمَصَائِبِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسوقت کہ ٹوٹ جاوے تسمہ پاپوش ایک تمہارے کا پس چاہیئے کہ کہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اسلیئے کہ یہ بھی مصیبتوں سے ہے فائدہ شاید تسمہ ٹوٹنے سے مراد ادنی مصیبت ہے یعنی اگر ادنی مصیبت پہونچے تو بھی یہ پڑھے چنانچہ ایک روایت[۱] میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چراغ گل ہونے کے وقت اس آیت کو پڑھا حاصل یہ ہے کہ ہر مصیبت کے وقت چھوٹی ہو یا بڑی اس آیت شریف کو پڑھا کریں اسلیئے کہ اسکے پڑھنے سے نہایت ثواب اور بہت اجر ملتا ہے۔

---

[۱] یہ روایت ترجمۂ مشکوۃ میں بلا تخریج لکھی ہے ۱۲

بیان فرط کا

فرط اوس شخص کو کہتے ہیں جو کہ پہلے سے منزل پر جاکے پانی گہاس وغیرہ رسد قافلے کے لیئے تیار کرے اسلیئے جو بچہ کہ قبل بلوغ کے مرجاتا ہے اوسکو فرط کہتے ہیں کیونکہ وہ پہلے سے جاکے ماں باپ کے واسطے بہشت کی نعمتوں کی درستی کرتا ہے پہر شفاعت کرکے اونکو جنت میں لیجائیگا اس باب میں چند حدیثیں صحاح وسنن میں وارد ہوئی ہیں کچھ یہاں بہی لکہی جاتی ہیں بخاری و مسلم نے باتفاق ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا یَمُوْتُ لِمُسْلِمٍ ثَلَاثَۃٌ مِنَ الْوَلَدِ فَیَلِجُ النَّارَ اِلَّا تَحِلَّۃَ الْقَسَمِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں مرتے تین فرزند کسی مسلمان کے پہر وہ داخل ہو آگ میں مگر واسطے کہولنے قسم کے اس سے معلوم ہوا کہ جس مسلمان کے تین بچے مرجاویں وہ دوزخ میں نجاویگا مگر بقدر سچے ہوجانے قسم کے کیونکہ اللہ تعالی نے قسم کہاکے ارشاد فرمایا ہے کہ سب کا ورود جہنم پر سے ہوگا سو مسلمان ایماندار لوگ بعافیت تمام ہوا یا بجلی کی طرح پل صراط پر سے گذر کے جنت میں داخل ہونگے اونکو اوسکی ہوا تک نہ لگی گی اور کفار ٹکرے ٹکرے ہوکے جہنم میں گرینگے عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْخَلَہُ اللّٰہُ بِہِمَا الْجَنَّۃَ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ فَمَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطٌ مِنْ اُمَّتِکَ قَالَ وَمَنْ کَانَ لَہٗ فَرَطٌ یَا مُوَفَّقَۃُ فَقَالَتْ فَمَنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ فَرَطٌ مِنْ اُمَّتِکَ قَالَ فَاَنَا فَرَطُ اُمَّتِیْ لَنْ یُّصَابُوْا بِمِثْلِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے یہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ شخص کہ مرگئے ہوں واسطے اوسکے دو فرزند بالغ ہونے سے پہلے میری امت میں سے داخل کریگا اوسکو اللہ بسبب اون دونو کے بہشت میں پہر کہا عائشہ رضی نے پس جو شخص کہ مرگیا ہو واسطے اوسکے ایک

فرزند پس یہی حکم ہے اسے توفیق دی گئی پس کہا حضرت عائشہ نے پس وہ شخص کہ نہ مرا ہو واسطے اوسکے ایک بھی فرزند آپکی امت سے یعنی تو وہ کیا کرے فرمایا پس میں ہوں میر منزل اپنی امت کا نہیں مصیبت پہونچائی گئی مانند مصیبت میری کے اسکو ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِنَّ السِّقْطَ لَيُرَاغِمُ رَبَّهٗ اِذَا اَدْخَلَ اَبَوَيْهِ النَّارَ فَيُقَالُ اَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ اَدْخِلْ اَبَوَيْكَ الْجَنَّةَ فَيَجُرُّهُمَا بِسَرَرِهٖ حَتّٰى يُدْخِلَهُمَا الْجَنَّةَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشک کچا بچا البتہ جھگڑیگا اپنے پروردگار سے جبکہ وہ اوسکے ماں باپ کو آگ میں داخل کریگا یعنی داخل کرنیکا ارادہ کریگا پس کہا جا دیگا اے کچے بچے جھگڑنے والے پروردگار اپنے سے داخل کر اپنے ماں باپ کو جنت میں پس کھینچیگا انکو ساتھ آنول نال اپنی کے یہاں تک کہ داخل کریگا اونکو بہشت میں روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے یہ تو اوس شخص کا اجر ہے جسکے ایک دو تین بچے نابالغ مرجاویں اور وہ صبر کرے تو اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے اوسکو جنت میں داخل کریگا بلکہ اوسکی وسعت رحمت یہاں تک پہونچی ہے کہ اگر کسی کا عزیز قریب دوست وغیرہ اہل دنیا سے مرجاوے اور اوسپر صبر کرے تو اللہ تعالی اوسکو جنت عنایت فرماتا ہے جیسا کہ بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالی نہیں ہے واسطے بندے مومن میرے کے نزدیک میرے جزا جسوقت کہ قبض کرتا ہوں میں اوسکے پیارے کو اہل دنیا سے پھر وہ ثواب چاہے یعنی صبر کرے مگر بہشت سبحان اللہ یہ اجر تو اہل دنیا کے عزیز قریب کا ہے اور جو اہل آخرت سے کوئی پیارا مرجاوے اوسکے ثواب کا کیا پوچھنا یعنی

اوس سے اللہ تعالی راضی ہوگا اور اوسکی ذراسی رضا سب سے افضل ہے ۔

فصل میت کے حالات بیان کر کے اوسپر رونے پیٹنے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ مُردے پر آواز سے رونا اور اوسکے اوصاف و حالات بیان کر کے چیخنا چلانا اور حد سے زیادہ اوسکی تعریف کرنا سر اور موںہہ اور زانو اور سینے وغیرہ کا پیٹنا اور سر کے بال نوچنا کہسوٹنا اور اوسپر خاک دہول بہس وغیرہ ڈالنا یہ سب باتیں جاہلیت کی ہیں اسلام میں انکا کرنا حرام ہے رونے پیٹنے والا تو حرام فعل کا مرتکب ہوتا ہے اور مُردہ بیچارہ اسکے سبب سے مفت عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے جیساکہ بخاری و مسلم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ فَإِنَّهٗ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی مغیرہ کہتے ہیں سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جسپر نوحہ کیا جاتا ہے پس بیشک وہ عذاب کیا جاویگا بسبب نوحہ کیئے جانے کے دن قیامت کے عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ بَاكِيْهِمْ فَيَقُوْلُ وَاجَبَلَاهُ وَاسَيِّدَاهُ وَنَحْوَ ذٰلِكَ اِلَّا وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ مَلَكَيْنِ يَلْهَزَانِهٖ وَيَقُوْلَانِ اَهٰكَذَا كُنْتَ یعنی ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سنا میںنے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ نہیں کوئی میت کہ مرے پس کہڑا ہو رونیوالا اونمیں سے اور کہے اے پہاڑ اے سردار اور مانند اسکے مگر متعین کرتا ہے اللہ تعالی ساتھہ میت کے دو فرشتے کہ گھنگے مارتے ہیں اوسکے سینے میں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی تہا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب حسن ہے اور بخاری مسلم میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ
یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے ہمارے اہل طریقہ سے وہ شخص
کہ پیٹے رخسارے اور گریبان پھاڑے اور پکارے پکارنا جاہلیت کا یعنی روتے
وقت وہ باتیں کہے جو شرعًا جائز نہیں مانند نوحہ اور بیان اور واویلا کرنے کے اور
پگڑی پھینکدینا اور سر پیٹنا اور بال نوچنا بھی رخسار پیٹنے اور گریبان پھاڑنے کے حکم
میں ہے اور صحیح مسلم میں ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ
لَا يَتْرُكُوْنَهُنَّ الْفَخْرُ فِي الْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ
بِالنُّجُوْمِ وَالنِّيَاحَةُ وَقَالَ النَّائِحَةُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار چیزیں ہیں میری امت میں جاہلیت
کے کام سے کہ وہ ہرگز انکو چھوڑینگی یعنی اکثر لوگ فخر کرنا حسب میں طعن کرنا نسب
میں اور پانی طلب کرنا بسبب ستاروں کے اور نوحہ کرنا اور فرمایا نوحہ کرنیوالی
عورت جسوقت توبہ نہ کی ہو اُسنے اپنے مرنے سے پہلے تو وہ کھڑی کیجادیگی
قیامت کے دن حشر کے میدان میں ہوگا اوسپر کرتا قطران کا اور کرتا خارش
کا یعنی خارش اُسپر مسلط کیجائیگی پھر اوسپر قطران مل جائیگی تاکہ ایذا زیادہ ہو عیاذًا باللہ
قطران ایک بدبودار سیاہ دوا ہے ابہل کے درخت سے نکلتی ہے اور کھجلی والے
اونٹوں کو مل جاتی ہے اور اوسمیں آگ جلد لگجاتی ہے اور بہت جلد بھڑکنی لگتی ہے
اور ابوداود نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَعَنَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ یعنی اونہوں
نے کہا لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوحہ کرنیوالی عورت
کو اور نوحہ سننے والی عورت کو پس ان احادیث سے ثابت ہوا کہ چیخنا چلانا
نوحہ کرنا حد سے بڑہکے میت کے اوصاف بیان کرنا باعث لعنت کا ہے ہر

مسلمان مرد اور عورت کو ان باتوں سے نہایت احتیاط کرنا چاہیئے تاکہ لعنت کا مورد
نہوں ہاں اگر غم اور رحم کے سبب سے بدون آواز کے رودین تو شرعاً جائز ہے
اسمیں کسی طرح کا گناہ نہیں بلکہ ایسا رونا رحمت میں داخل ہے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اس طرح سے روئے ہیں جیساکہ بخاری ومسلم نے
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَیْفِ الْقَیْنِ وَکَانَ ظِئْرًا لِاِبْرَاہِیْمَ فَاَخَذَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِبْرَاہِیْمَ فَقَبَّلَہٗ وَشَمَّہٗ ثُمَّ دَخَلْنَا
عَلَیْہِ بَعْدَ ذٰلِکَ وَاِبْرَاہِیْمُ یَجُوْدُ بِنَفْسِہٖ فَجَعَلَتْ عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَہٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ
وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ یَا ابْنَ عَوْفٍ اِنَّہَا رَحْمَۃٌ ثُمَّ اَتْبَعَہَا بِاُخْرٰی
فَقَالَ اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا
وَاِنَّا بِفِرَاقِکَ یَا اِبْرَاہِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ یعنی انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ابو سیف لہار کے پاس گئے اور وہ حضرت ابراہیم
کے رضاعی باپ تھے پس لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم
کو پھر اونکا بوسہ لیا اور اونکو سونگھا یعنی اپنی ناک اور مونہہ کو اونکے منہہ پر رکھدیا
جیسے کوئی بو سونگھتا ہے پھر گئے ہم اونکے پاس بعد اسکے یعنی بعد چند روز کے اور
ابراہیم نزع کی حالت میں تھے پس ہوئیں دونوں آنکھیں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی کہ جاری ہوئے اونسے آنسو پس عرض کیا حضرت سے عبد الرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ نے تم روتے ہو یا رسول اللہ آپ نے فرمایا اے عوف
کے بیٹے بیشک یہ رحمت ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس رونے
کے بعد پھر روئے پھر فرمایا مقرر آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اور
باوجود اسکے ہم نہیں کہتے مگر وہ چیز کہ راضی ہو رب ہمارا اور بیشک ہم تیری جدائی
کے سبب سے اے ابراہیم البتہ غمگین ہیں فائدہ یہ قصہ حضرت ابراہیم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کا ہے جنہوں نے سولہ یا ستر مہینے کی عمر میں
وفات پائی اور ابوسیف کا نام براء تھا انکے یہاں لہاری کا پیشہ ہوتا تھا اور انکی بی بی کا
نام خولہ تھا یہ منذر انصاری کی بیٹی حضرت ابراہیم کی انّا تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم حضرت ابراہیم کی نزع کے وقت اونکے یہاں تشریف لے گئے اوسوقت آپ نے
حضرت ابراہیم کو پیار کیا اور روئے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگ تو
روتے ہیں آپ بھی باوجود اس بڑی شان اور معرفت الٰہی کے روتے ہیں آپ نے
فرمایا یہ رحمت ہے یعنی ابراہیم کو اس حال میں دیکھکر رحم آتا ہے اور یہ رونا اوسی کا اثر ہے
بے صبری کے سبب سے نہیں جیسا کہ تونے خیال کیا اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ آنکھیں آنسو
بہاتی ہیں اور دل غمگین ہے اشارۃً اس سے سمجھا جاتا ہے کہ نہ رونا قلت رحمت کی وجہ
سے ہے اور غمگین نہ ہونا سنگدلی کے سبب سے پس رونا اور غم کرنا اہل کمال کے نزدیک
اس حال سے بہتر ہے کہ کسی کا بیٹا مرجاوے اور وہ ہنستا رہے اس لیے کہ عدل کا
مقتضا یہی ہے کہ ہر حق والے کو اوسکا حق دیوے اور ہر کام کو اوسکے محل اور موقع
میں کرے بخاری ومسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے قَالَ
اَرْسَلَتْ اِبْنَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ اَنَّ ابْنًا لِّيْ قُبِضَ
فَاْتِنَا فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلٌّ
عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْ
تِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ ابْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ
وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
وَسَلَّمَ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهٗ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا
هٰذَا فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ فَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ
عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ یعنی اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو آپ کے پاس بھیجا کہ
میرا بیٹا مرتا ہے پس آپ میرے پاس تشریف لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے اونکو سلام کہلا بہیجا اور فرمادیا کہ تحقیق اللہ ہی کے لیئے ہے جو چیز کہ اوسنے لی اور
اللہ ہی کے لیئے ہے جو چیز کہ اوسنے دی یعنی اولاد وغیرہ پس اوسکے ضائع ہونے
میں جزع فزع نچاہیئے اسلیئے کہ اوسی کی امانت ہتی جب چاہے لیلے اور ہر چیز
اوسکے نزدیک ساتہ مدت معین کے ہے یعنی تیرے بیٹے کی زندگی بہی اسی قدر
ہتی کہ جسقدر جیا پس چاہیئے کہ صبر کرے اور ثواب چاہے پہر بہیجا یعنی آپکی بیٹی نے
دوبارا آدمی کو آپکے پاس بہیجا اور قسم دی کہ آپ ضرور ہی تشریف لایئے پس کہڑے
ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تہے آپ کے ساتہ سعد بن عبادہ اور
معاذ ابن جبل اور ابی بن کعب اور زید بن ثابت اور اور لوگ صحابہ میں سے پس
اوٹہایا گیا لڑکا آپ کی طرف یعنی تو اسے کو آپکی گود میں دیا اور اوسکی روح حرکت
کرتی ہتی یعنی جانکنی کی حالت ہتی پس بہنے لگیں دونو آنکہیں حضرت کی پہر کہا سعد نے یا
رسول اللہ یہ کیا ہے پس آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے اللہ تعالی نے اسکو اپنے بندوں
کے دلوں میں پیدا کیا ہے پس رحمت یعنی مہربانی نہیں کرتا اللہ تعالی اپنے بندوں
میں سے مگر رحمت کرنے والوں پر یعنی سعد یہ سمجہے تہے کہ رونے کی سب قسمیں حرام
ہیں شاید آپ بہول کے روئے ہوں اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو بتادیا
کہ آنسوؤں سے رونا حرام اور مکروہ نہیں بلکہ وہ رحمت ہے البتہ نوحہ کرنا اور گریبان
پہاڑنا اور موہنہ پیٹنا وغیرہ حرام ہے اور بخاری ومسلم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے قَالَ اشْتَکٰی سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَکْوٰی لَهٗ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یَعُوْدُهٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ
وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهِ وَجَدَهٗ فِیْ غَاشِیَةٍ فَقَالَ قَدْ قَضٰی
قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَکَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاَی الْقَوْمُ
بُکَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بَکَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یُعَذِّبُ
بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِهٖ
اَوْ یَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ بِبُکَاءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ یعنی اونہوں نے کہا کہ سعد بن

عبادہ رضی اللہ عنہ کسی بیماری میں بیمار ہوئے یعنی ابن عمر کو معلوم نہیں کہ اونکی بیماری کیا تھی پس آئے اونکے پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی عیادت کرنیکو ساتھ عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود کے پس جب گئے اونکے پاس تو پایا اونکو بیہوشی میں پس فرمایا حضرت نے کیا تحقیق مرگیا صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ پس روئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر یعنی از راہ مہربانی کے صحابہ نے جب آپ کا رونا دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے پھر آپ نے فرمایا کیا تم سنتے نہیں ہو سنو کہ بیشک اللہ تعالی عذاب نہیں کرتا ساتھ آنسوؤں آنکھوں کے اور نہ ساتھ غم کرنے دل کے ولیکن عذاب کرتا ہے ساتھ اسکے اور اشارہ کیا طرف زبان اپنی کے یا رحم کرتا ہے یعنی اگر بندے نے زبان سے ناشکری یا بے ادبی کے کلمات جناب الہی میں کہے یا نوحہ کیا تو عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اللہ تعالی کی تعریف کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑہا تو رحمت اور ثواب کے لائق ہوتا ہے اور بیشک البتہ مردہ عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے اُسکے لوگوں کے اوپر اُس سے معلوم ہوا کہ مصیبت کے وقت نوحہ کرنا اور بے ادبی اور ناشکری کے کلمات زبان سے نکالنا نہایت بڑی بات ہے پس مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالی سے ڈریں اور ہر حال میں اوسکی رضا پر راضی رہیں اور صبر و شکر کریں تاکہ جنت فردوس میں بڑے بڑے مرتبے پاویں۔

فصل قبر کی تیاری کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب کوئی شخص مرجاوے تو اوسکے عزیز قریب یا دوست آشنا وغیرہ کو لازم ہے کہ اور کاموں سے پہلے اوسکی قبر بنوانے کی تدبیر کریں اسلیئے کہ اکثر اسکی درستی میں دیر ہوتی ہے پس اوسکی تیاری کے واسطے خود جاوے نہیں تو اور کسی ہوشیار دیندار معتمد آدمی کو بھیجدے کہ وہ اوسکا انتظام کرے قبر دو قسم کی ہوتی ہے ایک لحد جسکو ہماری زبان میں بغلی کہتے ہیں دوسرے شق جسکا نام صندوقی ہے جیسے یہاں بنتی ہے

طریقہ لحد بنانیکا یہ ہے کہ پہلے دستور کے موافق بقدر مردے کی لنبائی کے ایک گڑہا کہودیں پہر قبلے کی طرف ایک کول بنا کے اوسمیں مردے کو رکہکر کچی اینٹونسے اوسکو بند کر دیں اس طرح کی قبر بنانے میں نہایت فضیلت ہے اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے لحد بنائی گئی ہتی جیساکہ شرح السنۃ میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا يَلْحَدُ فَقَالُوْا اَيُّهُمَا جَاءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهٗ فَجَاءَ الَّذِيْ يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی عروہ نے کہا مدینے میں دو شخص ہتے یعنی گورکن کہ ایک اُن میں سے یعنی ابوطلحہ انصاری لحد کرتا تہا یعنی بغلی قبر کہودتا تہا اور دوسرا یعنی ابو عبیدہ بن جراح لحد نہیں کرتا تہا یعنی جیسی یہاں قبر بنتی ہے پس کہا صحابہ رضی اللہ عنہم نے یعنی بعد وفات حضرت کے اتفاق کیا اسپر کہ جو نسا اونمیں سے پہلے آوے وہ اپنا کام کرے یعنی اگر لحد والا پہلے آوے تو حضرت کے لیئے لحد کہودے اور جو شق والا پہلے آوے تو شق کہودے پس آیا وہ شخص کہ لحد کرتا تہا پس لحد کی اوسنے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اِنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ هَلَكَ فِیْهِ اِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنی سعد بن ابی وقاص نے کہا اپنی اوس بیماری میں جسمیں اونکی وفات ہوئی کہ بناؤ میرے دفن کے لیئے لحد اور کہڑی کرو مجہپر کچی اینٹیں کہڑی کرنا جیسا کہ کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہ اور ترمذی اور ابوداود ونسائی وابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام احمد نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ لحد ہمارے واسطے ہے اور شق ہمارے غیر کے لیئے پس ان سب حدیثوں سے معلوم ہوا کہ لحد بنانا مستحب ہے جہانتک ہوسکے اسی قسم کی قبر بنادیں اور ابن ہمام نے کہا کہ ہمارے نزدیک لحد بنانا

سنت ہے لیکن جبکہ زمین نرم ہو اور قبر کے بیٹھہ جانیکا خوف ہو تو ضرورت کے لیئے
شق بنانا درست ہے جیسے یہاں بنتی ہے اور جو بلاضرورت بنا دیں تو بھی اس طرح
کی قبر بنانا مشروع ہے اسلیئے کہ ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر
جو عشرۂ مبشرہ سے ہیں شق بناتے تھے اگر اس طرح کی قبر بنانا جائز نہوتا تو وہ باوجود
اس بڑے رتبے کے ایسی قبریں کیوں بنایا کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کس طرح اونکے اس فعل کو جائز رکہتے غرضکہ دونوں قسم کی قبریں بنانا شرعاً
درست ہیں جس طرح کی ممکن ہو ویسی بنا دیں ۔

باب نوزدہم

فصل مردے کے نہلانے اور کفنانیکے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ مُردونکا نہلانا زندوں پر فرض کفایہ ہے یعنی ایک جماعت میں سے اگر
دو چار آدمی مُردے کو نہلا دیں تو اوروں کے ذمے سے فرضیت ساقط ہو جاتی ہے
نہیں تو سب گنہگار ہوتے ہیں اور اسپر سب علما کا اتفاق ہے کسیکا اختلاف نہیں اور میت
کے نہلانے کے لیئے اوسکا رشتہ دار بہتر ہے غیر سے اگر اوسکی جنس سے ہو یعنی مرد
مرد کو نہلاوے اور عورت عورت کو جیسا کہ امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَّلَ مَیِّتًا فَاَدّٰی فِیْہِ الْاَمَانَۃَ وَلَمْ یُفْشِ عَلَیْہِ مَایَکُوْنُ
مِنْہُ عِنْدَ ذٰلِکَ خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ وَقَالَ لِیَلِہٖ اَقْرَبُکُمْ
اِنْ کَانَ یَعْلَمُ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ یَعْلَمُ فَمَنْ تَرَوْنَ عِنْدَہٗ حَظًّا مِّنْ وَرَعٍ وَّاَمَانَۃٍ
یعنی حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس
شخص نے غسل دیا میت کو پہر ادا کیا اوسمیں امانت کو اور افشا نہ کیا اوسپر

اوس چیز کو جو ہوتی ہے اوس سے اوسوقت تو نکلا وہ اپنے گناہونسے غسل اوس دن
کے کہ جنا اوسکو اوسکی ماں نے اور فرمایا چاہیئے کہ والی ہو اوسکا یعنی اوسکے نہلانیکا وہ
شخص جو تم میں سے زیادہ قریب ہو طرف میت کے اگر وہ جانتا ہے یعنی نہلانے کے
احکام سے واقف ہے پس اگر وہ نہ جانتا ہو تو پہر وہ شخص کہ دیکھتے ہو تم نزدیک اوسکے
حصہ پرہیزگاری وامانت سے یعنی جسکو پرہیزگار اور امانت دار سمجھتے ہو مگر میاں بی بی
میں سے باوجود غیر جنس ہونے کے ایک کا دوسرے کو نہلانا بہتر ہے جیسا کہ حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قَالَتْ رَجَعَ اِلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
مِنْ جَنَازَۃٍ بِالْبَقِیْعِ وَاَنَا اَجِدُ صُدَاعًا فِیْ رَاْسِیْ وَاَقُوْلُ وَارَاْسَاہُ
فَقَالَ بَلْ اَنَا وَارَاْسَاہُ مَاضَرَّکِ لَوْ مِتِّ قَبْلِیْ فَغَسَّلْتُکِ وَکَفَّنْتُکِ
ثُمَّ صَلَّیْتُ عَلَیْکِ وَدَفَنْتُکِ یعنی عائشہ کہتی ہیں کہ لوٹ کر آئے طرف میرے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنازہ سے کہ بقیع میں تہا اور میں پاتی
تہی درد کو اپنے سر میں اور کہتی تہی وارا ساہ پس آپ نے فرمایا بلکہ انا وارا ساہ کون چیز
تجہے ضرر پہونچاتی ہے اگر تو مر جاوے مجہسے پہلے پس میں تجکو نہلاؤں اور تجہے کفناؤں پہر
تجہپہ نماز پڑہوں اور تجہے دفن کر دوں اس حدیث کو امام احمد اور ابن ماجہ اور
دارمی اور ابن حبان اور دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا اور اصل اس حدیث کی
بخاری شریف میں اس طرح پر ہے کہ ذَاکِ لَوْ کَانَ وَاَنَا حَیٌّ وَاَسْتَغْفِرُ لَکِ
وَاَدْعُوْلَکِ اگر یہ ہوتا یعنی تو مر جاتی اور میں زندہ ہوتا تو تیرے لیے بخشش چاہتا
اور دعا مانگتا اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ
مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِلَّا نِسَاؤُہٗ یعنی
اگر میں پہلے سے جانتی جو اب جانا تو آپ کی بیبیوں کے سوا آپ کو کوئی نہ نہلاتا نقل کیا
اسکو امام احمد اور ابن ماجہ اور ابو داود نے اور بیشک نہلایا حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو اسما اونکی بی بی نے اور نہلاتے وقت صحابہ موجود تہے کسی نے اسکو
برا نجانا اور امام شافعی اور دارقطنی اور ابو نعیم اور بیہقی نے باسناد حسن یہ روایت کیا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہلایا تھا پس ان سب حدیثوں
سے ثابت ہوا کہ نہلانا میاں کا بی بی کو اور بی بی کا میاں کو اولی و افضل ہے اور رشتے دار
کے ہوتے ہوئے غیر کا نہلانا بھی شرعًا درست ہے مگر غسل دینے والا پرہیزگار دیندار نہلانے
کے امور سے واقف کار امانت دار ہونا چاہیئے تاکہ اگر میت میں کسی طرح کے آثار بھلائی
کے جیسے چہرے کا چمکنا دمکنا یا بدن سے خوشبو آنا دیکھے تو اونکو ظاہر کرے اور جو معاذ اللہ کسی
طرح کی برائی دیکھے جیسے بدبو آنا یا مونہہ اور بدن کا کالا ہو جانا یا صورت بدل جانا تو اونکو
ہرگز نہ بیان کرے اسلیئے کہ کتاب ازہار میں لکھا ہے علما کہتے ہیں کہ میت کی اچھی نشانیوں
کو بیان کرنا مستحب اور بری علامتوں کا ظاہر کرنا حرام ہے اور مُردوں پر لعن طعن اور
اونکی عیب جوئی ہرگز نکرے اور نہ اونکو بُرا کہے اگرچہ وہ کافر یا فاسق فاجر ہوں جیساکہ
بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ برا کہو مُردوں کو اسلیئے کہ بیشک وہ پہونچے
طرف اوس چیز کے جسکو اونہوں نے آگے بھیجا یعنی اپنے کیئے کی جزا کو پہونچ گئے اور ابوداود اور
ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُذْکُرُوْا مَحَاسِنَ مَوْتَاکُمْ وَکُفُّوْا عَنْ مَسَاوِیْھِمْ یعنی فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یاد کرو اپنے مُردوں کی نیکیاں اور باز رہو
اونکی برائیوں کے ذکر سے مُردوں کو بھلائی سے یاد کرنے کا حکم استحباب کے لیئے ہے اور
برائی سے باز رہنے کے باب میں امر وجوب کے واسطے ہے حجۃ الاسلام میں لکھا ہے
کہ مردے کی غیبت کا گناہ زندے کی غیبت سے بہت بڑھکر ہے اسلیئے کہ زندے سے تو
بخشوا لینا ممکن ہے بخلاف مردے کے کہ اوس سے کسی طرح نہیں بخشوا سکتا غرضکہ
مردے کے بُرا کہنے سے نہایت احتیاط رکھیں اگرچہ زندوں کی غیبت کرنا بھی حرام ہے
طریقہ مردے کے غسل کا یہ ہے کہ پہلے اوسکے ظاہر بدن کی نجاست دور کریں اور
نرم نرم ہاتھ سے اوسکے پیٹ کو دبا دیں تاکہ جو نجاست باقی ہو وہ نکل جاوے

پہر دہنے جانب سے نہلانا شروع کریں اور اس امر کا ضرور خیال رکہیں کہ اوسکا ستر کہلنے نپاوے اور تین یا پانچ بار یا اس سے زیادہ پانی میں بیری کی پتی ڈالکے اوس سے نہلاویں اور پچھلی بار پانی میں کافور ڈالکے اوس سے نہلاویں جیسا کہ بخاری و مسلم نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نُغَسِّلُ ابْنَتَہٗ فَقَالَ اغْسِلْنَہَا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِّنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاہُ فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَہٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَہَا اِيَّاہُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اغْسِلْنَہَا وِتْرًا ثَلٰثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ سَبْعًا وَابْدَأْنَ بِمَيَامِنِہَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْہَا وَقَالَتْ فَضَفَرْنَا شَعْرَہَا ثَلٰثَةَ قُرُوْنٍ فَاَلْقَيْنَاہَا خَلْفَہَا یعنی ام عطیہ نے کہا ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ہم اونکی صاحبزادی یعنی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نہلاتے تھے پس آپ نے فرمایا نہلاؤ اونکو تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر دیکھو تم یہ مناسب یعنی اگر اسکی احتیاج ہو پانی اور بیر کی پتی سے یعنی پانی میں بیر کی پتی جوش دیکے اوس سے نہلاؤ کہ اس سے خوب پاکی اور ستہرائی ہوتی ہے اور آخر بار میں کافور ڈالو یا فرمایا تہوڑا سا کافور ڈالو پہر جب تم فراغت پاؤ تو مجھے خبر کرنا پس جب کہ ہم نہلا چکے تو آپ سے خبر کی آپ نے ہماری طرف اپنا تہ بند پہینکا پہر فرمایا کہ اس تہ بند کو اسکے بدن سے لگادو یعنی کفن کے نیچے اس طرح سے رکہدو کہ بدن سے لگا رہے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ غسل دو اوسکو طاق یعنی تین یا پانچ خواہ سات بار اور شروع کرو اوسکے دہنے طرف اور اوسکے اعضاے وضو سے اور ام عطیہ نے کہا کہ ہمنے اونکے بالوں کی تین چوٹیاں گوندہیں پہر ڈالا ہمنے اونکو اونکے پیچہے اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے بالوں کے تین حصے کریں کہلے رکہیں خواہ اونکی چوٹیاں گوندہیں مگر سنت وہی ہے جو آپ کی صاحبزادی کے ساتہ کیا گیا

اور شہیدوں کے واسطے غسل نہیں ہے بلکہ اونکے کپڑوں اور خون سمیت اونکو دفن کردینا چاہیئے جیسا کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِقَتْلٰی اُحُدٍ اَنْ یُّنْزَعَ عَنْھُمُ الْحَدِیْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ یُّدْفَنُوْا بِدِمَائِھِمْ وَثِیَابِھِمْ یعنی ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے شہدا سے احد کے حق میں یہ فرمایا کہ انسے لوہا اوتارا جاوے یعنی زرہیں اور ہتیار اور چمڑے یعنی پوستین وغیرہ جو کہ خون میں نہیں بہری ہیں اور دفن کیئے جاویں خون سمیت اور کپڑوں سمیت یعنی جو کپڑے کہ خون میں بہرے ہوں امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک شہید کے لیئے نہ غسل ہے نہ نماز اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اوسکو نہلاویں نہیں لیکن اوسپر نماز پڑہیں اور جیسے مردوں کا نہلانا زندوں پر واجب ہے اسی طرح اونکو کفن دینا بہی شرعًا واجب ہے اور تکفین میں ان امور کا ضرور لحاظ رکہنا چاہیئے ایک یہ کہ ایسا کفن دینا چاہیئے جس سے وہ خوب ڈہک جاوے اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اچہے کفن دینے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ابو قتادہ[1] کی روایت سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا کَفَّنَ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُحَسِّنْ کَفَنَہٗ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جسوقت کہ کفن دیوے ایک تمہارا اپنے بہائی کو تو چاہیئے کہ اچہا کفن دے اوسکو اور حارث[2] ابن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَحْسِنُوْا اَکْفَانَ مَوْتَاکُمْ فَاِنَّھُمْ یَتَبَاھَوْنَ وَیَتَزَاوَرُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اچہا کفن دو اپنے مردوں کو پس تحقیق وہ فخر کرتے ہیں آپسمیں

---

[1] مشکوۃ شریف میں بروایت جابر رضی اللہ عنہ مذکور ہے ۱۲

[2] اس حدیث کو دیلمی نے درایہ میں اور عقیلی نے اور ابن عدی نے مثل اسکے ابو ہریرہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے

اھد ایک دوسرے کی ملاقات کرتے ہیں اپنی قبروں میں مراد اچھے کفن سے یہ ہے کہ خوب ساتر اور پاک صاف ہو نیا ہو یا پرانا دھویا ہوا دوسرا یہ کہ سفید ہو جیسا کہ امام احمد اور ابوداود اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّہَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْہَا مَوْتَاکُمْ وَمِنْ خَیْرِ اَکْحَالِکُمُ الْاِثْمِدُ فَاِنَّہٗ یُنْبِتُ الشَّعْرَ وَیَجْلُو الْبَصَرَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سفید کپڑے پہنو اسواسطے کہ وہ تمہارے کپڑوں میں بہتر ہیں اور کفناؤ انہیں اپنے مردوں کو بہتر ہے سرموں تمہارے میں اثمد اس لیئے کہ بیشک وہ جماتا ہے پلکوں کے بالوں کو اور روشن کرتا ہے بینائی کو ابن ماجہ نے اس حدیث کو موتاکم تک روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سفید کفن دینا اولی و افضل ہے ہاں ضرورت کے وقت اور رنگ کا کفن دینا بھی جائز ہے تیسرا یہ کہ بھاری قیمت کا کفن نہ دینا چاہیئے اسواسطے کہ شرع شریف میں ایسا کفن دینا منع ہے جیسا کہ ابوداود نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُغَالُوْا فِی الْکَفَنِ فَاِنَّہٗ یُسْلَبُ سَلْبًا سَرِیْعًا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت مہنگا کپڑا نہ لگاؤ کفن میں اسلیئے کہ وہ بہت جلد چھین لیا جاتا ہے یعنی جلد بوسیدہ اور خراب ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قیمتی کفن دینا اور اسمیں اسراف کرنا بہت بری بات ہے اسلیئے کہ حدیث شریف میں اگر اسکی ممانعت نہ آئی ہوتی تو بھی اسمیں مال کی اضاعت ہے کیونکہ بھاری قیمت کے کفن دینے میں نہ میت کا کچھ نفع ہے نہ زندوں کا کوئی فائدہ دیکھو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے قیمتی کفن کیسا نئے کفن کے حق میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بیشک زندہ زیادہ مستحق ہے نئے کپڑے کا اور یہ اسوقت فرمایا تھا کہ آپ نے ایک کپڑا اپنے کپڑوں میں سے کفن کے لیئے معین کیا تھا کسی شخص نے دیکھکر کہا کہ یہ پرانا ہے پس آجکل کے مسرف لوگ جو ناموری اور تکبر کی راہ سے بڑی بڑی قیمت کے کفن مردوں کو دیتے ہیں اسکی حرمت میں کچھ کلام نہیں اسلیئے کہ قیمتی کفن دینا ایک تو شرع کے خلاف ہے

دوسرے موجب اسراف تیسرے ریا وتکبر سے خالی نہیں اور ان سب چیزوں کا حرام ہونا
شرع میں بخوبی ثابت ہے چوتھا امر یہ کہ اپنے مقدور کے موافق اوسط درجے کی قیمت
کا کفن دینا مستحب ہے اور مسنون کفن مردوں کے لیئے تین کپڑے ہیں ایک کفنی مونڈھوں
سے قدموں تک چاک اسکا دونوں کندھوں کی طرف ہوتا ہے اور لنبان چوڑان میں آگے
پیچھے سے برابر ہوتی ہے اور سی نہیں جاتی دوسرے ازار یعنی نیچے کی چادر جو سر سے پاؤں
تک چھپا دے تیسرے لفافہ یعنی اوپر کی چادر جسے یہاں سوٹھہ کی چادر کہتے ہیں یہ بھی سر سے
پاؤں تک چھپا دیتی ہے اور کفن کفایہ ازار و لفافہ ہے تین کپڑے کفن میں اسوجہ سے
مسنون ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تین کپڑوں میں کفنائے گئے تھے جیسا کہ
بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کُفِّنَ فِیْ ثَلٰثَۃِ اَثْوَابٍ یَمَانِیَّۃٍ بِیْضٍ سَحُوْلِیَّۃٍ
مِنْ کُرْسُفٍ لَیْسَ فِیْھَا قَمِیْصٌ وَّلَا عِمَامَۃٌ یعنی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفن دیئے گئے بیچ تین کپڑوں سفید یمن کے اور سحول
کی بنی ہوئی روئی کے نہ تھا اونمیں کرتا سیا ہوا اور نہ پگڑی ہاں ضرورت کے وقت
ایک دو کپڑے میں کفنانا بھی جائز ہے لیکن بلا ضرورت اور قدرت ہوتے ہوئے تین
سے کم نکرنا چاہیئے اور مسنون کفن عورتوں کے لیئے پانچ کپڑے ہیں ایک کفنی جسکا چاک
سامنے ہوتا ہے دوسرے اوڑھنی جس سے سر کے بال چھپائے جاتے ہیں تیسرے ازار
یعنی نیچی کی چادر چوتھے سینہ بند پانچویں لفافہ یعنی سوٹھہ کی چادر اوڑھنی دو ہاتھہ کی لمبی
ایک بالشت کی چوڑی ہوتی ہے اور سینہ بند تین ہاتھہ کا لنبا اور چوڑان میں اسقدر
ہو کہ بغلوں کے نیچے سے گھٹنوں تک چھپ جاوے اور باقی تین کپڑے ویسے ہی لنبے
چوڑے ہوں جیسے مرد کے کفن میں مذکور ہو چکے اور کفن کفایہ عورت کا ازار اور اوڑھنی
اور لفافہ ہے ضرورت کے وقت یہ تین کپڑے اور ایک کپڑا بھی کافی ہے لیکن بلا ضرورت

ؔ سحولیہ منسوب ہے طرف سحول کے اور سحول نام ہے ایک بستی کا یمن میں ۱۲

ایک یا دو خواہ تین کپڑے پر کفایت کرنا چاہیئے بلکہ مرد اور عورت کے لیئے جو کپڑے معین
کیئے گیئے ہیں اونہیں میں اونکو کفنانا چاہیئے اور مستحب ہے خوشبو لگانا مردے کے بدنمیں
اور کفن میں اور اون اعضامیں جو سجدہ کرنے میں زمین سے لگتے ہیں یعنی پیشانی گھٹنی گھٹنے
وغیرہ اور اینمیں کافور بھی لگانا چاہیئے اور خوشبو تین بار لگاویں اسلیئے کہ جابر رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا اَجْمَرْتُمُ
الْمَیِّتَ فَاَجْمِرُوْہُ ثَلٰثًا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم
میت کو خوشبو لگاؤ تو تین بار لگاؤ اس حدیث کو امام احمد اور بیہقی اور بزار نے روایت
کیا ہے اسکی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں طریقہ مرد کے کفنانے کا یہ ہے کہ لفافے یعنی
پوٹ کی چادر کو کسی پاک صاف جگہہ میں بچھاکر اوسپر ازار یعنی اندر کی چادر پھیلا دیں پھر
کفنی رکھکے سب کو تین یا پانچ بار دھونی دیکے کفنی پہناکر ازار پر لٹادیں اور اوسکے دونوں
ہاتھہ دونوں طرف پھیلادیں سینے پر نہ رکھیں پھر ازار اوسکے بائیں طرف سے لپیٹکے داہنی
طرف سے لپیٹیں تاکہ چادر کا داہنا کنارہ اوپر رہے اور اسی طرح لفافے کو لپیٹیں اور
عورت کے کفنانے کا یہ طریقہ ہے کہ اوپر کی چادر بچھاکے اوسپر سینہ بند رکھکے اندر کی
چادر پھیلادیں پھر اوڑھنی ڈالکے سب کے اوپر کفنی رکھکے سب کو پانچ یا سات بار دھونی
دیکے کفنی پہناکے ازار پر لٹادیں اور اوسکے دونوں ہاتھہ بھی دونوں طرف پھیلادیں سینے
پر نہ رکھیں اور سر کے بالوں کے دو لٹیں کرکے دونوں طرف سینے پر ڈالکے اوڑھنی سے سر
اور بالوں کے دونوں سرے چھپاکے اندر کی چادر پہلے اوسکے بائیں جانب لپیٹیں پھر داہنی
طرف پھر سینہ بند باندھکے لفافہ یعنی اوپر کی چادر اوسی طرح لپیٹ دیں اور جو کفن کھل
جانے کا خوف ہو تو سر اور پاؤں کی طرف سے اوسکو باندھ دیں اسی کفن نہ کھلنے کے لیئے
بعضوں کے نزدیک سینہ بند سب سے اوپر باندھنا بہتر ہے اور محدثین کے نزدیک
عورت کے سر کے بالوں کے تین حصے کرکے اوسکی چوٹیاں گوندھکے سر کے پیچھے ڈالدیں
اور اوڑھنی سے چھپادیں ۔

فصل جنازہ لیجانے اور اوسپر نماز پڑھنے کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب نہلا دہلا اور کفنا کے جنازہ طیار کرلیں تو گہر کے مردونکو لازم ہے کہ گہر سے اوٹہا کے
اوسکو باہر لیجاویں اور جتنے لوگ جمع ہوں وہ اور جو راہ میں شریک ہوتے جاویں یہ سب اوسکو
کاندہا دیتے ہوئے جلد جلد قبرستان کی طرف لیجاویں جیساکہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا
بِالْجَنَازَۃِ فَاِنْ تَکُ صَالِحَۃً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَھَا اِلَیْہِ وَاِنْ تَکُ سِوٰی ذٰلِکَ
فَشَرٌّ تَضَعُوْنَہٗ عَنْ رِقَابِکُمْ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جلدی کرو
ساتہ جنازے کے پس اگر ہے وہ جنازہ یعنی میت نیک پس بہلائی ہے یعنی بہلائی ہے اوسکے لیئے پہونچاؤ
اوسکو طرف بہلائی کے اور اگر ہے غیر اوسکے پس بدہی رکہو اوسکو اپنی گردنوں سے آور یہ
بخاری نے ابوسعیدؓ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَۃُ فَاحْتَمَلَھَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِھِمْ فَاِنْ کَانَتْ
صَالِحَۃً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَۃٍ قَالَتْ لِاَھْلِھَا یَا وَیْلَھَا
اَیْنَ تَذْھَبُوْنَ بِھَا یَسْمَعُ صَوْتَھَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ
لَصَعِقَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب کہ جنازہ طیار کیا جاتا ہے
اور لوگ اوسکو اپنی گردنوں پر اوٹہاتے ہیں پس اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجہے
جلدی لیچلو یعنی میری منزل کی طرف اور جو برا ہوتا ہے تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے اے
مصیبت کہاں لیئے جاتے ہو اوسکو یعنی مجکو اوسکی آواز کو آدمی کے سوا ہر چیز سنتی ہے
اور آدمی اگر سن لے تو البتہ مر جاوے یا بیہوش ہو جاوے اَن دونوں حدیثوں سے
معلوم ہوا کہ جنازے کو جلد لیجانا چاہیئے اسی لیئے جمہور کہتے ہیں کہ جلد لیجانا مستحب ہے
اور ابن حزم کے نزدیک واجب اور بعض علما فرماتے ہیں کہ بیچ کی چال چلنا مستحب ہے
اسواسطے کہ جلدی سے مراد یہی بیچ کی چال ہے یعنی چہوٹے چہوٹے قدم سے جلد جلد چلنا
دوڑنا مقصود نہیں پس جو لوگ جنازے کو لیچلیں اونکو چاہیئے کہ نہ بہت آہستہ چلیں
نہ بہت تیز بلکہ میانہ روی اختیار کریں آور جنازے کے ساتہ چلنا سنت ہے اسلیئے
کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم جنازے کے ساتہ چلتے تہے جیساکہ

بہت حدیثوں میں وارد ہوا ہے اور جیسے جنازے کے ساتھ چلنا مسنون ہے اسی طرح اوسکا اوٹھانا
بھی سنت ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةً فَلْيَحْمِلْ بِجَوَانِبِ السَّرِيْرِ كُلِّهَا فَإِنَّهُ مِنَ السُّنَّةِ
ثُمَّ إِنْ شَاءَ فَلْيَتَطَوَّعْ وَإِنْ شَاءَ فَلْيَدَعْ اوہنوں نے کہا جو شخص
جنازے کے ساتھ جاوے اوسے چاہیئے کہ اوسکے سب کناروں کو کندہا دیوے اسلیئے
کہ بیشک یہ سنت سے ہے پہر اگر چاہے تو زیادہ کرے اور اگر چاہے چہوڑ دے
یعنی اگر زیادہ ثواب حاصل کرنا چاہے تو کندہا دیتا چلا جائے اور جو جی نہ چاہے تو
چہوڑ دے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ جاویں اونکو چاہیئے
کہ اوسکے سب طرفوں کا کندہا دیں اسکے بعد اگر پہر بھی اوٹہاتے رہیں گے تو اجر ملیگا ورنہ
کچھہ گناہ نہیں مردے کا حق ادا ہوگیا اور ترمذی نے[1] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا
ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضٰى عَلَيْهِ مِنْ حَقِّهَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جو شخص کہ جنازے کے ساتھ ہوا اور اوسکو تین بار اوٹہایا پس تحقیق
ادا کیا اوسنے اوسکا حق جو اوسپر تہا اس روایت سے معلوم ہوا کہ جنازے کو تین بار
کاندہا دینا افضل ہے اور مستحب طریقہ فقہا کے نزدیک کاندہا دینے کا یہ ہے کہ جنازہ
اوٹہانیوالا جنازے کے اگلے بائیں کنارے کو کہ مردے کی داہنی طرف ہوگی پہلے اپنے
داہنے کاندہے پر رکہکے دس قدم چلے پہر پیچھے کے بائیں کنارے کو جو اول کے محاذی ہے
اوسی کندہے پر رکہکے اوتنے ہی قدم چلے پہر جنازے کے آگے کی داہنی جانب کو اپنے
بائیں کاندہے پر رکہکے اوتنا ہی چلے اسی طرح اوسکے پیچھے کے داہنے[2] طرف کو اپنے بائیں کندہے
پر کہ میت کی بھی بائیں جہت ہوگی اوٹہا کر دس قدم چلے اسلیئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ
مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً أَرْبَعِيْنَ خُطْوَةً كُفِّرَتْ عَنْهُ أَرْبَعُوْنَ كَبِيْرَةً یعنی جو شخص جنازہ
اوٹہا کر چالیس قدم چلے تو اوسکے چالیس گناہ معاف کیئے جاتے ہیں جب اوسکے سب
جہتوں کے کندہا دینے سے فراغت پا چکے تو تہوڑی دیر راحت لینے کے لیئے ٹہیر جاوے

[1] ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ۱۲ [2] شامی نے کہا اس حدیث کو زیلعی نے ذکر کیا ہے اور بحر میں بدائع سے اسکو نقل کیا ہے ۱۲

پہر دو مرتبہ بیچ میں دم لیکے ایسا ہی کرے خلاصہ یہ کہ تین بار اسی طرح اوٹہاوے اور جو لوگ سوار ہوں اونکو چاہیئے کہ جنازے کے پیچھے چلیں اور پیدل قریب قریب اوسکے جیسا کہ امام احمد اور ابوداود اور نسائی اور ترمذی وغیرہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَلرَّاکِبُ یَمْشِیْ خَلْفَ الْجَنَازَۃِ وَالْمَاشِیْ یَمْشِیْ خَلْفَھَا وَاَمَامَھَا وَعَنْ یَمِیْنِھَا وَعَنْ یَسَارِھَا قَرِیْبًا مِّنْھَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ اَلْمَاشِیْ یَمْشِیْ خَلْفَھَا وَاَمَامَھَا وَعَنْ یَمِیْنِھَا وَعَنْ یَسَارِھَا قَرِیْبًا مِّنْھَا یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل نزدیک نزدیک اوسکے آگے پیچھے داہنے اور بائیں طرف چلے اور ابوداود کی ایک روایت میں آیا ہے کہ پیدل جنازے کے پیچھے اور آگے اور دائیں بائیں طرف اوسکے قریب چلے امام احمد اور نسائی اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ وارد ہوا ہے یَمْشِی الرَّاکِبُ خَلْفَ الْجَنَازَۃِ وَالْمَاشِیْ حَیْثُ شَاءَ یعنی سوار جنازے کے پیچھے اور پیدل جدہر چاہے چلے اور امام احمد وغیرہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ یَمْشُوْنَ اَمَامَ الْجَنَازَۃِ یعنی اونہوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکہا کہ وہ جنازے کے آگے چلتے تہے امام اعظم رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک پیچھے چلنا اور امام شافعی رحمہ کے نزدیک آگے چلنا پیدل کے لیئے افضل ہے اور داہنے بائیں طرف چلنا چاہئے اور ہر سمت کے چلنے میں بہتر یہی ہے کہ جنازے کے پاس رہے تاکہ ضرورت کے وقت اوٹہانیوالوں کی مدد کرے اور حق یہ ہے کہ جنازے کے آگے پیچھے دائیں بائیں سب طرف چلنا برابر ہے اور بلا عذر جنازے کے ساتہ سوار ہوکے چلنا مکروہ ہے جیسا کہ ابن ماجہ اور ترمذی نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت[1] کیا ہے قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَۃٍ فَرَاٰی نَاسًا رُکْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ اِنَّ مَلٰٓئِکَۃَ اللّٰہِ عَلٰۤی اَقْدَامِھِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰی ظُھُوْرِ الدَّوَابِّ یعنی ثوبان نے کہا

[1] ابوداود نے مثل اسکے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث ثوبان سے موقوفا ہی روایت کی گئی ہے ۱۲

نکلے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں پس آپ نے
کئی آدمیوں کو سوار دیکھا فرمایا کیا تمہیں شرم نہیں آتی بیشک اللہ تعالی کے فرشتے
اپنے قدموں پر یعنی پیدل چلتے ہیں اور تم جانوروں کی پیٹھوں پر اس سے ثابت ہوا کہ
جنازے کے ہمراہ سوار ہو کے چلنا مکروہ ہے ہاں لوٹتے وقت سوار ہو کے چلنا
درست ہے جیسا کہ ابو داؤد نے ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِدَابَّۃٍ وَّھُوَ مَعَ جَنَازَۃٍ فَاَبٰی اَنْ
یَّرْکَبَھَا فَلَمَّا انْصَرَفَ اُتِیَ بِدَابَّۃٍ فَرَکِبَ فَقِیْلَ لَہٗ فَقَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ
تَمْشِیْ فَلَمْ اَکُنْ لِاَرْکَبَ وَھُمْ یَمْشُوْنَ فَلَمَّا ذَھَبُوْا رَکِبْتُ یعنی بیشک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں سواری حاضر کی گئی اس حال میں
کہ آپ ایک جنازے کے ساتھ تھے آپ نے سوار ہونے سے انکار فرمایا پھر جب لوٹے
تو سواری حاضر کیگئی تو آپ سوار ہو لیئے کسی نے اس باب میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ
بیشک فرشتے پیدل چلتے تھے سو مجھسے یہ ہو سکا کہ میں سوار ہو لوں اور وہ پیدل چلیں
جب کہ وہ چلے گئے تو میں سوار ہو لیا اور ترمذی نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے خَرَجَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَعَ جَنَازَۃِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ
مَاشِیًا وَرَجَعَ عَلٰی فَرَسٍ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن دحداح کے
جنازے کے ساتھ پیدل تشریف لے گئے اور گھوڑے پر سوار ہو کے لوٹے اور جنازے
کے ساتھ آگ لیجانا ممنوع ہے جیسا کہ ابن ماجہ نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
قَالَ اَوْصٰی اَبُوْ مُوْسٰی حِیْنَ حَضَرَہُ الْمَوْتُ فَقَالَ لَا تَتْبَعُوْنِیْ بِمِجْمَرٍ
قَالُوْا اَوَسَمِعْتَ فِیْہِ شَیْئًا قَالَ نَعَمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی ابو بردہ نے کہا کہ وصیت کی ابو موسی رضی اللہ عنہ نے جبکہ اونکو
موت حاضر ہوئی کہ عود دان میرے ساتھ نہ لیجانا لوگوں نے کہا کیا تمنے اس باب
میں کچھ سنا ہے اونہوں نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور
چونکہ جنازے کے ہمراہ آگ لیجانا جاہلیت کے افعال سے ہے اسلیئے اوس سے منع کیا گیا

اور جو لوگ جنازے کے ساتھ ہوں اونکو چاہیئے کہ جب تک وہ زمین پر نہ رکھا جاوے بیٹھیں اسلیئے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وارد ہوا ہے قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَمَنِ اتَّبَعَ جَنَازَۃً فَلَا یَجْلِسْ حَتّٰی تُوْضَعَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس جو شخص کہ جنازے کے ساتھ چلے تو نہ بیٹھے یہاں تک کہ رکھا جاوے یعنی زمین پر اور عورتونکو جنازے کے ساتھ جانا منع ہے جیسا کہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔

جنازہ کی نماز کا بیان

جاننا چاہیئے کہ مُردِ وپر مُردے کی نماز پڑھنا واجب ہے اسلیئے کہ ایمانداروں کے ایک گروہ کا جمع ہو کے میت کے واسطے بخشش چاہنا نزول رحمت کے لیئے نہایت موثر ہی جیسا کہ ابو داؤد نے مالک بن ہبیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَمُوْتُ فَیُصَلِّیْ عَلَیْہِ ثَلٰثَۃُ صُفُوْفٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا اَوْجَبَ وَکَانَ مَالِکٌ اِذَا اسْتَقَلَّ اَہْلَ الْجَنَازَۃِ جَزَّاَہُمْ ثَلٰثَۃَ صُفُوْفٍ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ کَانَ مَالِکُ بْنُ ہُبَیْرَۃَ اِذَا صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَتَقَالَّ النَّاسَ عَلَیْہَا جَزَّاَہُمْ ثَلٰثَۃَ اَجْزَاءٍ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ ثَلٰثَۃُ صُفُوْفٍ اَوْجَبَ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ نَحْوَہٗ یعنی مالک بن ہبیرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے نہیں کوئی میت کہ مرجاوے پھر نماز پڑھیں اوسپر تین صفیں مسلمانوں کی مگر واجب کرتا ہے اللہ تعالی بہشت اور مغفرت اوسکے لیئے پس تھے مالک جسوقت کہ کم جانتے آدمیونکو تو تقسیم کرتے اونکو تین صفیں بموجب اس حدیث کے اور ترمذی کی روایت میں یوں ہے کہ کہا راوی نے تھے مالک بن ہبیرہ جسوقت کہ نماز پڑھتے جنازے پر یعنی ارادہ کرتے

نماز پڑہنے کا پس کم جانتے لوگونکو اوسپر تو کرتے لونگو تین حصہ یعنی تین صفیں پہر کہتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسپر نماز پڑہیں تین صفیں تو واجب کرتا ہے اللہ تعالی بہشت کو آور روایت کیا ابن ماجہ نے مانند اسکے اور مسلم وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے قَالَ مَا مِنْ مَيِّتٍ تُصَلِّي عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَبْلُغُونَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُونَ لَهُ إِلَّا شُفِّعُوا فِيهِ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہیں کوئی میت کہ نماز پڑہے اوسپر ایک جماعت مسلمانوں سے کہ پہونچیں سو کو سب شفاعت کریں اسکے واسطے مگر قبول کی جاتی ہے شفاعت اونکی میت کے حق میں آور مسلم وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً وارد ہوا ہے قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا شَفَّعَهُمُ اللَّهُ فِيهِ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تہے نہیں کوئی مسلمان مرد کو مر جاوے پہر اوسکے جنازے پر ایسے چالیس[۱] آدمی کہڑے ہوں جو اللہ تعالی کے ساتہ کسی چیز کو شریک نہ کرتے ہوں مگر اللہ تعالی اوسکے حق میں اونکی شفاعت قبول فرماتا ہی آور ثبوت اس نماز کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے فعل سے صاف ظاہر ہے محتاج بیان کا نہیں آور یہ نماز فرض کفایہ ہے یعنی اگر بعض پڑہ لینگے تو سب کے ذمے سے وجوب ساقط ہو جاویگا ورنہ سب گنہگار ہونگے اسیلئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے خود مُردوں پر نماز پڑہ لیتے تہے اور آپ کو اسکی اطلاع بہی نہیں کرتے تہے جیساکہ اوس کالی عورت کے قصے میں وارد ہوا ہے جو مسجد شریف میں جہاڑو دیا کرتی تہی آپ کو اوسکے مرنے کی اطلاع دفن کے بعد ہوئی

---

[۱] پہلی حدیث میں سو آدمی فرمائے اور اسمیں چالیس سو ظاہر یہ ہے کہ اول سو کے جمع ہونے کی فضیلت اوتری ہو پہر ازراہ فضل و کرم کے اپنے بندوں کے حال پر چالیس کے جمع ہونے کی ہی فضیلت فرمائی ہو اور یہ ہی احتمال ہے کہ مراد دونو عدد دوں

تو آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہ خبر کی پس اگر یہ نماز فرض عین ہوتی تو آپ ضرور ہی پڑھتے کبھی ترک نہ فرماتے اور نماز پڑھانیوالے کو چاہیئے کہ اگر مرد کا جنازہ ہو تو اوسکے سر کے مقابل کھڑا ہو اور جو عورت کا ہو تو وسط کے محاذی جیسا کہ امام احمد اور ابو داود اور ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے اِنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃِ رَجُلٍ فَقَامَ عِنْدَ رَأْسِہٖ فَلَمَّا رُفِعَتْ اُتِیَ بِجَنَازَۃِ امْرَأَۃٍ فَصَلّٰی عَلَیْہَا فَقَامَ وَسَطَہَا فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِکَ وَقِیْلَ لَہٗ ہٰکَذَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْمُ مِنَ الرَّجُلِ حَیْثُ قُمْتَ وَمِنَ الْمَرْأَۃِ حَیْثُ قُمْتَ قَالَ نَعَمْ یعنی بیشک حضرت انس نے ایک مرد کے جنازے پر نماز پڑھی پس اوسکے سر کے نزدیک کھڑے ہوئے پھر جب وہ اوٹھایا گیا تو ایک عورت کا جنازہ لایا گیا پس اوہنوں نے اوسپر نماز پڑھی اور اوسکے وسط کے مقابل کھڑے ہوئے پس وہ اس سے پوچھے گئے اور اونسے کہا گیا کہ اسی طرح تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے مرد سے جس جگہہ تم کھڑے ہوئے اور عورت سے جس جگہہ تم کھڑے ہوئے فرمایا ہاں اور اس نماز میں چار تکبیریں کہے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس اور جابر اور عقبہ بن عامر اور براء بن عازب اور زید بن ثابت اور عبد اللہ بن مسعود وغیرہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے ثابت ہوتا ہے یا پانچ تکبیریں جیسا کہ مسلم نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت کیا ہے قَالَ کَانَ زَیْدُ بْنُ اَرْقَمَ یُکَبِّرُ عَلٰی جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَاِنَّہٗ کَبَّرَ عَلٰی جَنَازَۃٍ خَمْسًا فَسَاَلْنَاہُ فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُکَبِّرُہَا یعنی عبد الرحمن نے کہا کہ زید بن ارقم ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہتے تھے اور بیشک اوہنوں نے ایک جنازے پر پانچ تکبیریں کہیں پس ہمنے آنسے پوچھا اوہنوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ تکبیریں کہتے تھے اور پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھے جیسا کہ امام بخاری اور سنن والوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

اِنَّہٗ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ فَقَرَءَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَ قَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّہٗ مِنَ السُّنَّۃِ یعنی اونہوں نے ایک جنازے پر نماز پڑہی پس سورہ فاتحہ کو پڑہا اور کہا تاکہ تم جان لو کہ سورہ فاتحہ پڑہنا سنت سے ہے اور نسائی کی روایت میں یہ آیا ہے فَقَرَاَ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَ سُوْرَۃٍ وَ جَہَرَ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ سُنَّۃٌ وَ حَقٌّ یعنی پس اونہوں نے سورہ فاتحہ اور ایک اور سورت پڑہی اور جہر کیا یعنی پکار کے پڑہا جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہا یہ سنت اور حق ہے اور باقی تکبیروں میں جو دعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہوئی ہیں اونکو پڑہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابوداود اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی عَلَی الْجَنَازَۃِ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَ مَیِّتِنَا وَ شَاہِدِنَا وَ غَائِبِنَا وَ صَغِیْرِنَا وَ کَبِیْرِنَا وَ ذَکَرِنَا وَ اُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَ مَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَ لَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت کہ جنازے پر نماز پڑہتے تو فرماتے ای اللہ بخشدے ہمارے زندے اور مردے اور حاضر اور غائب اور چہوٹے اور بڑے اور مرد اور عورت کو اے اللہ جسکو تو ہم میں سے زندہ رکہے تو زندہ رکہہ اوسکو اسلام پر اور جس کو تو ہم میں سے وفات دے تو مار اوسکو ایمان پر اے اللہ بے نصیب نرکہہ ہمکو اوسکے اجر سے یعنی وہ ثواب جو ہمکو بسبب اوسکی مصیبت کے حاصل ہوا ہے اوس سے ہم کو محروم نکر اور فتنے میں نہ ڈال ہمکو اوسکے بعد اور مسلم وغیرہ نے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَلٰی جَنَازَۃٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَائِہٖ وَ ھُوَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَ ارْحَمْہُ وَ عَافِہٖ وَ اعْفُ

عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ
وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ
دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ
زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ
النَّارِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَقِہٖ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ حَتّٰی تَمَنَّیْتُ
اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ذٰلِکَ الْمَیِّتَ یعنی عوف نے کہا کہ نماز پڑہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے پر پس یاد رکہا مینے آپکی دعا سے کہ آپ
فرماتے تہے اے اللہ بخش اسکے گناہ اور رحمت کر اسپر یعنی قبول کر طاعتیں اسکی
اور خلاص کر اسکو مکروہات سے اور معاف کر اس سے یعنی تقصیرات اسکی اور
بہتر کر مہمانی اسکی یعنی جنت میں اور کشادہ کر قبر اسکی اور پاک کر اسکو ساتہ پانی کے اور
برف کے اور اولے کے یعنی طرح طرح کی مغفرتوں کے ساتہ گناہوں سے اسکو پاک
کر اور پاکیزہ کر اسکو گناہوں سے جیسے کہ پاکیزہ کرتا ہے تو سفید کپڑے کو میل سے اور
بدلہ دے اسکو گہر یعنی اوس عالم میں بہتر اسکے گہر سے یعنی اس عالم کے اور اہل یعنی
خادم بہتر اسکے اہل سے اور بی بی بہتر اسکی بی بی سے اور داخل کر اسکو جنت میں
یعنی ابتداءً اور پناہ دے اسکو عذاب قبر سے یا کہا عذاب دوزخ سے اور ایک
روایت میں ہے کہ بچا اسکو فتنۂ قبر سے یعنی متحیر ہونے سے فرشتونکے جواب میں
اور آگ کے عذاب سے عوف نے کہا جب مینے یہ دعا حضرت سے اوس میت کے
لیئے سنی تو مجہے رشک آیا یہاں تک کہ آرزو کی مینے کہ یہ میت میں ہوتا یعنی تاکہ
حضرت میرے لیئے یہ دعا فرماتے اور ابوداود اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذَا
صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَہُ الدُّعَاءَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جب تم میت پر نماز پڑہو تو خوب خلوص سے اوسکے لیئے
دعا مانگو یعنی کسی کے دکہانے سنانے کے لیئے نہو بلکہ حضورِ دل سے خاص اللہ تعالے

ہی کی خوشنودی مقصود ہو ان دعاؤں کے سوا اور بہت سی دعائیں حدیث شریف
میں وارد ہوئی ہیں پس جو دعائیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھائی ہیں
اونہیں کو پڑہنا افضل ہے اسلیئے کہ برکت انہیں میں ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے
اپنے مسند میں ابو امامہ بن سہل سے روایت کیا ہے اِنَّہٗ اَخْبَرَہٗ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنَّ السُّنَّۃَ فِی الصَّلٰوۃِ عَلَی الْجَنَازَۃِ
اَنْ یُّکَبِّرَ الْاِمَامُ ثُمَّ یَقْرَءُ بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ بَعْدَ التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی
سِرًّا فِیْ نَفْسِہٖ ثُمَّ یُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
وَیُخْلِصُ الدُّعَاءَ لِلْجَنَازَۃِ فِی التَّکْبِیْرَاتِ وَلَا یَقْرَءُ فِیْ شَیْءٍ مِّنْہُنَّ
ثُمَّ یُسَلِّمُ سِرًّا فِیْ نَفْسِہٖ قَالَ فِی الْفَتْحِ وَاِسْنَادُہٗ صَحِیْحٌ یعنی ابو امامہ کو
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے اس بات کی خبر دی
کہ مسنون طریقہ جنازے کے نماز کا یہ ہے کہ امام تکبیر کہے پھر پہلی تکبیر کے بعد آہستہ
سے سورۂ فاتحہ پڑہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بہیجے اور باقی تکبیروں
میں خلوص دل سے میت کے لیئے دعا مانگے اور اونمیں اور کچھہ نہ پڑہے پھر آہستہ سے
سلام پھیر دے فتح الباری میں کہا ہے کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے حنفیہ کے
نزدیک جنازے کی نماز مین چار تکبیرین ہیں اول کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰہُمَّ الخ
دوسری کے بعد نماز کا درود پڑہے تیسرے کے بعد میت کے لیئے دعا کرے چوتھی
کے بعد کچھہ نہ پڑہے سلام پھیر دے اور بچے کی نماز میں یہ دعا پڑہے اَللّٰہُمَّ اجْعَلْہُ
لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا فائدہ اور
جسطرح مرد اور عورت کے جنازے پہ نماز پڑہنا ضرور ہے اسی طرح بچے کے جنازے
پر بہی ضرور چاہیئے گو پیدا ہوتے ہی مرجاوے اور جو مرا بچا پیدا ہو اور کوئی نشان
زندگی کا نہ پایا جاوے جیسے اوسکا آواز کرنا یا اوسکے کسی عضو کا ہلنا تو اوسپر نماز
نہ پڑہنی چاہیئے جیساکہ جابر رضی اللہ عنہ سے وارد ہوا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ الطِّفْلُ لَا یُصَلّٰی عَلَیْہِ وَلَا یَرِثُ وَلَا یُوْرَثُ

حَتّٰی یَسْتَہِلَّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَۃَ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ وَ لَا یُوْرَثُ
یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچا نہ نماز پڑہی جاوے اوسپر
اور نہ وہ وارث ہو اور نہ کوئی اُسکا وارث بنے یہاں تک کہ وہ آواز کرے روایت
کیا اسکو ترمذی و ابن ماجہ نے مگر ابن ماجہ نے ولا یورث کا لفظ ذکر نہیں کیا ہے اس
سے معلوم ہوا کہ جو بچا مرا ہوا پیدا ہو اور بعد پیدا ہونے کے آواز نکرے اوسپر نماز
پڑہنی نچاہیئے یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالی کا ہے اور امام احمد
رضی اللہ عنہ کے نزدیک جبکہ چار مہینے دس دن کے بعد پیدا ہو تو اوسپر نماز پڑہنی چاہیئے
گو پیدا ہونے کے وقت آواز یا حرکت عضو کی معلوم ہو فائدہ جس شخص نے غنیمت کے
مال میں خیانت کی ہو یا اپنے تئیں آپ ہلاک کیا خواہ کافر ہو یا لڑائی میں شہید ہوا یا جس نے
عمر بہر نماز نہ پڑہی ہو ان سب پر جنازے کی نماز نہ پڑہنی چاہیئے دیکھو خیبر کی لڑائی میں
ایک شخص نے غنیمت کے مال میں خیانت کی تہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر
نماز نہ پڑہی جیسا کہ امام احمد اور ابوداود اور نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے
اور ایک شخص نے تیر کی بہال سے اپنے تئیں ہلاک کیا تہا اوسپر بہی آپ نے نماز نہیں پڑہی
جیسا کہ مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے اور کافر پر نماز نہ پڑہنے کی تصریح قرآن شریف
میں سورۂ توبہ کے دسویں رکوع کی اس آیت میں مذکور ہے وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ
مِّنْہُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ یعنی اور نماز نہ پڑہ اُنمیں کسی پر جو
مر جاوے کبہی اور نہ کہڑا ہو اوسکی قبر پر اسی لیئے کسی کافر کے جنازے پر نماز پڑہنا
آپ سے منقول نہیں ہوا اور شہید پر نماز نہ پڑہنے کا حال غسل کے بیان میں گزر چکا
فائدہ غائب میت پر نماز پڑہنا درست ہے جیسا کہ بخاری و مسلم نے ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نَعَی
لِلنَّاسِ النَّجَاشِیَّ الْیَوْمَ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ وَخَرَجَ بِہِمْ اِلَی الْمُصَلّٰی
فَصَفَّ بِہِمْ وَکَبَّرَ اَرْبَعَ تَکْبِیْرَاتٍ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجاشی
کے مرنے کی لوگوں کو خبر دی جس دن کہ وہ مرا اور نکلے ہمراہ صحابہ کے طرف عیدگاہ کے

پہر صف باندہی ساتہ اونکے اور چار تکبیریں رکہیں ف نجاشی حبش کے بادشاہ کا
لقب ہے اور اوسکا نام اصحمہ اور نصرانی دین رکہتا تہا پہر مسلمان ہوگیا جب اپنے ملک
میں اوسکا انتقال ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منورہ میں اوسکے
مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے عیدگاہ میں تشریف لیجا کے غائبانہ اوسپر جنازے کی نماز
پڑہی پس اس سے ثابت ہوا کہ جب کوئی شخص کسی جاگہہ مرجاوے اور اوسکے مرنے
کی خبر معلوم ہو تو اوسپر غائبانہ نماز پڑہنا درست ہے اسی طرح قبر پر نماز پڑہنا بہی
درست ہے جیساکہ بخاری ومسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے إِنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ دُفِنَ لَیْلًا فَقَالَ
مَتٰی دُفِنَ ہٰذَا قَالُوْا الْبَارِحَۃَ قَالَ أَفَلَا آذَنْتُمُوْنِیْ قَالُوْا دَفَنَّاہُ
فِیْ ظُلْمَۃِ اللَّیْلِ فَکَرِہْنَا أَنْ نُوْقِظَکَ فَقَامَ فَصَفَفْنَا خَلْفَہٗ فَصَلّٰی عَلَیْہِ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے ایک قبر پر کہ دفن کیا گیا تہا مردہ
اوسمیں رات کو پس فرمایا کب دفن کیا گیا ہے یہ صحابہ نے عرض کیا کہ آج کی رات
فرمایا پس کیوں نہ خبر کی تمنے مجکو صحابہ نے عرض کیا کہ دفن کیا ہمنے اوسکو اندہیری رات
میں پس مکروہ جانا ہمنے جگانا آپکا پہر کہڑے ہوئے حضرت پس صف باندہی ہمنے
پیچہے حضرت کے پس نماز پڑہی اوسپر پس اس سے معلوم ہوا کہ دفن کے بعد بہی قبر پر
نماز پڑہنا درست ہے ف مسجد میں جنازے کی نماز پڑہنا جائز ہے مکروہ نہیں اسلیئے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیضا کے دونوں بیٹوں پر مسجد میں نماز پڑہی تہی
جیساکہ مسلم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے روایت کیا ہے إِنَّ عَائِشَۃَ لَمَّا تُوُفِّیَ
سَعْدُ بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَتْ أُدْخُلُوْا بِہٖ الْمَسْجِدَ حَتّٰی أُصَلِّیَ عَلَیْہِ فَأُنْکِرَ
ذٰلِکَ عَلَیْہَا فَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَقَدْ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ عَلَی ابْنَیْ بَیْضَاءَ فِی الْمَسْجِدِ سُہَیْلٍ وَأَخِیْہِ یعنی جب وفات
ہوئی سعد بن ابی وقاص کی تو حضرت عائشہؓ نے کہا داخل کرو اونکو مسجد میں تاکہ نماز
پڑہوں میں اونپر پس انکار کیا گیا یہ حضرت عائشہ پر پس فرمایا حضرت عائشہ نے قسم ہے

خدا کی البتہ تحقیق نماز پڑھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر دونوں
بیٹوں بیضا کے مسجد میں یعنی سہیل اور اوسکے بھائی پر اور سعید بن منصور اور ابن
ابی شیبہ نے روایت کیا ہے اِنَّ الصَّحَابَةَ صَلَّوْا عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُمَا فِی الْمَسْجِدِ یعنی صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر
مسجد میں نماز پڑھے اور جو لوگ مکروہ کہتے ہیں اونکی دلیلین ضعیف ہیں فائدہ
جسطرح جماعت سے جنازے کی نماز پڑھنا مشروع ہے اسی طرح الگ الگ پڑھنا
بھی درست ہے مگر یہ ضرورت کے وقت ہے ورنہ جس قدر جماعت زیادہ ہوگی اوسیقدر
فضیلت زائد اور میت کا نفع ہے فائدہ جو شخص فقط جنازے کی نماز میں شریک
ہوگا اوسکو ایک قیراط بھر ثواب ملیگا اور جو کوئی اوسکے دفن ہونے تک شامل رہیگا
اوسکو دو قیراط بھر اجر ملیگا جیسا کہ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ
فَلَہٗ قِیْرَاطٌ وَمَنْ تَبِعَہَا حَتّٰی یُقْضٰی دَفْنُہَا فَلَہٗ قِیْرَاطَانِ اَحَدُہُمَا اَوْ
اَصْغَرُہُمَا مِثْلَ اُحُدٍ فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِابْنِ عُمَرَ فَاَرْسَلَ اِلٰی
عَائِشَۃَ فَسَأَلَہَا عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَتْ صَدَقَ اَبُوْ ہُرَیْرَۃَ فَقَالَ
ابْنُ عُمَرَ لَقَدْ فَرَّطْنَا فِیْ قَرَارِیْطَ کَثِیْرَۃٍ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اوسکے لیے ایک قیراط کا ثواب ہے
اور جو اوسکے ساتھ جاوے یہاں تک کہ اوسکو دفن کر چکیں تو اوس کے واسطے
دو قیراط ہیں ایک اونمیں کا یا چھوٹا اونمیں کا مثل احد کے پہاڑ کے ہے ابوہریرہ
کہتے ہیں کہ میںنے ابن عمر سے اسکا ذکر کیا اونہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کے پاس آدمی بھیجا اوسنے اُنسے یہ قصہ پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا
کہ ابوہریرہ نے سچ کہا ابن عمر کہنے لگے بیشک ہمنے بہت قیراطوں کا نقصان کیا
فائدہ جنازے کی نماز پڑھنا اور اوسکے ساتھ جانا اور دفن تک وہان ٹھیرنا
مردوں کے لیئے ضرور ہے عورتوں کے واسطے نہیں اسلیے کہ نہ اونکو جنازے

کے ساتھ جانا جائز ہے اور نہ اوسکا لیجانا درست پس مسلمان مردوں کو چاہیئے کہ جہانتک ہوسکے جنازے کی نماز میں شریک ہوں اور اسکے دفن ہونے تک حاضر رہیں تاکہ ثواب کثیر پاویں ہاں اگر کسی شدید ضرورت کے سبب سے فقط نماز پڑہکے چلے آویں تو جائز ہے مگر ثواب کم ملیگا۔

فصل دفن کرنے کے بیانمین

جاننا چاہیئے کہ جیسے مردے کو نہلانا کفنانا اوسپر نماز پڑہنا واجب ہے اسی طرح اوسکو دفنانا بہی واجب ہے پس جب جنازے کی نماز پڑہ چکیں تو اوسکو قبر کے پاس لائیں اور چار پانچ آدمی آہستہ سے اوسکی لاش اوٹھا کے بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑہتے ہوئے قبر کے پائنتی سے اسکے سر کو پہلے قبر میں اوتار کے قبلہ رخ اوسکو لٹا دیں اور کفن کے بند کہولدیں پہر اوسکے مونہہ پر سے چادر ہٹا دیں تاکہ چہرہ کہلجاوے اور باقی تمام بدن کو کفن میں لپٹا اور چہپا رہنے دیں اور قبر میں اوتارنیوالے اگر میت کے وارث اور عزیز قریب ہوں تو بہتر ہے اسلیئے کہ وہ سب پر مقدم ہیں اور مجبوری سے غیر کا اوتارنا بہی جائز ہے اور عورت کے واسطے افضل یہ ہے کہ وارثوں میں سے جو اسکے محرم ہوں وہ اوسکو قبر میں اوتاریں اور ضرورت کے وقت غیر مرد کا بہی اوتارنا جائز ہے اور مردے کو قبر میں رکہتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑہنا حدیث شریف سے ثابت ہے جیساکہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کَانَ اِذَا اُدْخِلَ الْمَیِّتُ الْقَبْرَ قَالَ بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ وَ عَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ فِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاؤُدَ وَ عَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کو قبر میں اوتارنے لگتے تو یہی لفظین فرماتے تہے یعنی اوتارتا ہوں میں اللہ کے

حکم کے ساتھ اور رسول خدا کی شریعت پر آور ابوداود کی روایت میں بجائے لفظ ملت کے لفظ سنت وارد ہوا ہے آور مردیکو قبر کی پائنتی سے اوتارنے کی وہ حدیث دلیل ہے جو ابوداود نے عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اِنَّہٗ اَدْخَلَ مَیِّتاً مِّنْ قِبَلِ رِجْلَیِ الْقَبْرِ وَ قَالَ ہٰذَا مِنَ السُّنَّۃِ یعنی مقرر عبداللہ بن زید نے کسی میت کو قبر کی پائنتی سے اوتارا اور کہا یہ سنت سے ہے آور قبلہ رخ لٹانے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے پھر مردے کو قبر میں قبلہ رخ لٹانے کے بعد اگر لحد بنائی گئی ہو تو اوسکو کچی اینٹوں سے بند کردیں اور جو شق بنی ہو تو پتھر کے پٹیوں یا لکڑی کے تختوں سے اوسکو پاٹ کے روزنوں کو مٹی کے ڈھیلوں یا پتھر کے ٹکڑوں سے بند کردیں اسکے بعد حاضرین میں سے ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں سے تین لپ بھر کے میت پر مٹی ڈالے جیسا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے جو محمد کے بیٹے ہیں اپنے باپ یعنی امام باقرؒ سے بطریق ارسال کے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ حَثَّی عَلَی الْمَیِّتِ ثَلٰثَ حَثَیَاتٍ بِیَدَیْہِ جَمِیْعاً وَ اِنَّہٗ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِہٖ اِبْرَاہِیْمَ وَ وَضَعَ عَلَیْہِ حَصْبَاءَ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈالیں میت پر تین لپیں ساتھ دونوں ہاتھ اپنے کے اکٹھا کرکے اور بیشک حضرت نے چھڑکا پانی اوپر قبر بیٹے اپنے ابراہیم کے اور رکھے قبر پر سنگریزے یعنی نشان کے لیئے روایت کیا اسکو شرح السنۃ میں اور روایت کی امام شافعیؒ نے لفظ رش سے آور بزار اور دار قطنی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّمَ حَثّٰی عَلٰی قَبْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ ثَلٰثًا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر تین لپ بھر کے مٹی ڈالی آور میت پر اوسکے سرہانے کی طرف سے مٹی ڈالی جیسا کہ ابن ماجہ اور ابوداود نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَ سَلَّمَ صَلّٰی عَلٰی جَنَازَۃٍ

لہ روضہ ندیہ میں لکھا ہے کہ اسکی اسناد صحیح ہے نہ جیسا کہ ابوحاتم نے کہا ہے ۱۲

ثُمَّ اَتیٰ قَبْرَ الْمَیِّتِ فَحَثٰی عَلَیْہِ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ ثَلٰثًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازے کی نماز پڑہی پہر میت کی قبر پر تشریف لائے پس اوسکے سر کی جانب سے تین لپ بہر کے اوسپر مٹی ڈالی علمائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ پہلے لپ ڈالتے وقت مِنْہَا خَلَقْنٰکُمْ اور دوسرے کے وقت وَفِیْہَا نُعِیْدُکُمْ اور تیسرے کے وقت وَمِنْہَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی کہے پہر جب سب لوگ مٹی دیچکیں تو قبر پر پانی چہڑکیں اور یہ مستحب ہے اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر پانی چہڑکا تہا جیساکہ امام شافعی رض نے اور ابوداود نے اپنے مراسیل میں روایت کیا ہے اور ابن ماجہ میں آیا ہے قَالَ اَبُوْرَافِعٍ سَلَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سَعْدًا وَرَشَّ عَلٰی قَبْرِہٖ مَاءً یعنی ابورافع نے کہاکہ نکالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد کو جنازے میں سے سر کی طرف سے اور چہڑکا اونکی قبر پہ پانی اور حکم فرمایا آپ نے پانی چہڑکنے کا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پہ جیساکہ بزار کی روایت میں آیا ہے اور بیہقی نے دلایل النبوۃ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رُشَّ قَبْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَکَانَ الَّذِیْ رَشَّ الْمَاءَ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَۃٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِہٖ حَتّٰی انْتَہٰی اِلٰی رِجْلَیْہِ یعنی جابر نے کہاکہ چہڑکی گئی قبر مبارک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور تہا وہ شخص کہ جسنے ڈالا پانی حضرت کی قبر پر بلال بن رباح ساتہ مشک کے شروع کیا چہڑکنا سر کی طرف سے یہانتک کہ پہونچادیا پاؤں تک اور جب پانی چہڑک چکیں تو قبر کی مٹی برابر کرکے اوسپر سنگریزے رکہدیں اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر پر سنگریزے رکہے تہے جیساکہ شرح السنہ میں آیا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے روایت کیا ہے اور سابق میں ذکر ہوچکا ہے یا پہچان کے واسطے قبر پہ پتہر رکہدیں جیساکہ ابوداود نے مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اُخْرِجَ بِجَنَازَتِہٖ فَدُفِنَ وَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رَجُلاً اَنْ یَّاْتِیَہٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ یَسْتَطِعْ حَمْلَھَا فَقَامَ اِلَیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَیْہِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِیْ یُخْبِرُنِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِ ذِرَاعَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ حِیْنَ حَسَرَ عَنْھُمَا ثُمَّ حَمَلَھَا فَوَضَعَھَا عِنْدَ رَاْسِہٖ وَقَالَ اُعْلِمُ بِھَا قَبْرَ اَخِیْ وَاَدْفِنُ اِلَیْہِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَھْلِیْ یعنی مطلب نے کہا جبکہ مرے عثمان بن مظعون تو نکالا گیا جنازہ اونکا پس دفن کیئے گئے اور حکم دیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو کہ لاوے آپ کے پاس ایک پتہر یعنی بڑا پتہر تا کہ علامت کے لیئے رکہا جاوے پس نہ اوٹہا سکا وہ شخص اوس پتہر کو پہر کہڑے ہوئے طرف اُسکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آستینین چڑہائیں دونوں ہاتہوں کی کہا مطلب راوی نے کہ کہا اوس شخص نے کہ خبر دی مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گویا کہ میں دیکہتا ہوں طرف سفیدی دونوں ہاتہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوسوقت کہ کہولا اون دونوں کو پہر اوٹہایا اوسکو پس رکہا اوسکو سرہانے قبر عثمان کے اور فرمایا نشان کیا مینے ساتہ اسکے اپنے بہائی کی قبر کا اور دفن کرونگا میں پاس اونکے اوس شخص کو کہ مریگا اہل میرے سے ف عثمان بن مظعون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دودہ شریک بہائی تہے پہلے پہل انکے پاس حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے دفن کیئے گئے پس اس سے معلوم ہوا کہ پہچان کے لیئے قبر پر نشانی رکہنا اور عزیز اقارب کا ایک جگہہ دفن کرنا مستحب ہے فائدہ قبر کو بالشت بہر بلند کرنا چاہیئے جیسا کہ سعید بن منصور اور بیہقی نے جعفر بن محمد عن ابیہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلٰی قَبْرِ ابْنِہٖ اِبْرَاھِیْمَ وَوَضَعَ عَلَیْہِ حَصْبَاءَ وَرَفَعَہٗ شِبْرًا یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی قبر پر پانی چہڑکا اور اوسپر سنگریزے رکہے اور بالشت بہر اوسکو بلند کیا پس اس سے زیادہ بلند کرنا منع ہے جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے

علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ قبر کو سطح اور مسنم دونوں طرح بنانا جائز ہے مگر افضلیت میں
اختلاف ہے بعض کے نزدیک قبر کی مٹی برابر کرکے دونوں جانب سے ڈہالوان بنادینا اور
درمیان میں اونچا رکہنا کہ بطور اونٹ کے کوہان کے ہوجاوے افضل ہے اسلیئے کہ بخاری نے
سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّہٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُسَنَّمًا یعنی سفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مطہر کو اونٹ
کے کوہان کے شکل دیکہا اور اور صحیح حدیثوں سے بہی اس طرح کی قبر بنانا ثابت ہوتا ہے
اسی لیئے امام مالک اور امام احمد اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک قبر مسنم بنانا بہتر ہے
اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک برابر سطح بنانا افضل ہے جیسا کہ ابو داود نے قاسم بن محمد
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ فَقُلْتُ یَا اُمَّاہُ اِکْشِفِیْ
لِیْ عَنْ قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَیْہِ فَکَشَفَتْ
لِیْ عَنْ ثَلٰثَۃِ قُبُوْرٍ لَّا مُشْرِفَۃٍ وَّلَا لَاطِئَۃٍ مَبْطُوْحَۃٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَۃِ الْحَمْرَاءِ
یعنی قاسم نے کہا کہ گیا میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پس کہا مینے اسے ماں میری کہولدو میرے
لیئے قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اونکے دونوں یاروں کی یعنی حضرت
ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی پس کہولدیں میرے لیئے تینوں قبریں نہ تہیں بہت بلند اور
نہ متصل ساتہ زمین کے یعنی بلکہ بالشت بالشت بہر بلند تہیں بچہی ہوئی تہیں ساتہ کنکریوں
سرخ میدان کے یعنی جو کہ گرد مدینہ مطہرہ کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپکی قبر شریف
مسطح تہی مسنم نہ تہی اور بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر کو سطح برابر بنادیں مسنم نکریں اسلیئے کہ
مسلم نے ابی الہیاج اسدی تابعی سے روایت کیا ہے قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اَبْعَثُکَ عَلٰی
مَا بَعَثَنِیْ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا
اِلَّا طَمَسْتَہٗ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا اِلَّا سَوَّیْتَہٗ یعنی ابو الہیاج نے کہا کہ فرمایا مجہسے حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے کیا نہ بہیجوں میں تجہکو اوس کام پر کہ بہیجا مجکو اوسپر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام یہ ہے کہ نہ چہوڑ تو کسی تصویر کو مگر کہ مٹادے اوسکو اور نہ
کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کردے اوسکو پس اس سے معلوم ہوا کہ خود آپ نے قبر کے برابر

کرنے کا حکم فرمایا رہی سفیان تمار کی حدیث کہ اونہوں نے اپ کی قبر کو سنم دیکہا سو اسکا جواب یوں ہو سکتا ہے کہ شروع میں آپ کی قبر سنم نہ ہتی بلکہ مسطح برابر تہی پہر جبکہ دیوار قبر شریف کو عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی امارت میں بنایا تو اوسکو بلند کر دیا ہو فائدہ دفن کے سب کاموں سے فارغ ہونے کے بعد کہڑے ہوکے میت کے لیئے بخشش چاہیں اور اللہ تعالی سے اس بات کی دعا مانگیں کہ وہ سوال وجواب کے وقت ثابت قدم رہے جیساکہ ابو داود نے عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيْكُمْ وَاسْأَلُوا لَهُ التَّثْبِيْتَ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ یعنی تہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ فارغ ہوتے دفن میت سے تو اوسپر ٹہیرتے پہر فرماتے کہ مغفرت مانگو اپنے بہائی کے لیئے اور سوال کرو واسطے اسکے ثابت رہنے کا پس بیشک وہ اسوقت سوال کیا جاتا ہے فائدہ مستحب یہ ہے کہ میت کے دفن کرنے میں نہایت جلدی کریں یہانتک کہ اگر رات ہو اور اوسکی تجہیز وتکفین کا سب سامان اور نماز پڑہنے والے اور اوٹہانے والے جمع ہو جاویں تو رات ہی کو دفن کر دیں جیساکہ ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت[لہ] کیا ہے اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ دَخَلَ قَبْرًا لَيْلًا فَأُسْرِجَ لَهُ سِرَاجٌ فَأَخَذَهُ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ رَحِمَكَ اللّٰهُ إِنْ كُنْتَ لَأَوَّاهًا تَلَّاءً لِلْقُرْآنِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا یعنی بیشک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے ایک قبر میں رات کو یعنی ایک شخص کے دفن کرنے کے لیئے پس روشن کیا گیا آپ کے لیئے چراغ پس لیا آپ نے میت کو جانب قبلہ سے اور فرمایا رحمت کرے تجکو اللہ تحقیق تہا تو بہت رونیوالا بسبب خوف خدا کے اور بہت تلاوت کرنیوالا قرآن کا یعنی تو ان دونوں چیزوں کے سبب سے رحمت و مغفرت کا مستحق ہوا اور اوسپر چار تکبیریں کہیں اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت

لہ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور شرح السنہ میں کہا ہے کہ اسکی اسناد ضعیف ہے ۱۲

دفن کرنا درست ہے سواے اسکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو بعد عشا کے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت
دفن کیا فائدہ میت کو جس جگہہ گہر میں مرے اوسی جگہہ دفن کرنے کی اگرچہ ممانعت
نہیں لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں اور علماے
حنفیہ کے نزدیک گہر میں دفن کرنا نچاہیئے اسلیئے کہ گہر میں دفن کرنا انبیا علیہم السلام
کے ساتہ خاص تہا اور میت کو دفن سے پہلے ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک گانو
سے دوسرے گانوں میں لیجانا مکروہ اور خلاف سنت ہے بلکہ جس شہر اور گانوں میں مرے
وہیں اوسکو دفن کرنا چاہیئے جیسا کہ ترمذی نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے قَالَ
لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ بِالْحُبْشِيِّ وَهُوَ مَوْضِعٌ فَحُمِلَ اِلٰى مَكَّةَ
فَدُفِنَ بِهَا فَلَمَّا قَدِمَتْ عَائِشَةُ اَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ
بَكْرٍ فَقَالَتْ ؎ وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً ✽ مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ لَنْ
يَّتَصَدَّعَا ✽ فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَاَنِّيْ وَمَالِكًا ✽ لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا
ثُمَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا دُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مُتَّ وَلَوْ شَهِدْتُّكَ
مَا زُرْتُكَ یعنی ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ وفات ہوئی عبدالرحمن بن ابی بکر کی
حبشی میں اور وہ ایک جگہہ ہے پہر لائے گئے وہ طرف مکے کے پہر دفن کیئے گئے مکے
میں پس جبکہ آئیں حضرت عائشہ رضہ مکے میں حج کے لیئے تو آئیں پاس قبر عبدالرحمن کے
کہ اونکے بہائی تہے پس کہا اور تہے ہم مانند دو ہمنشینوں جذیمہ کے جدا نہ تہے آپسمیں مدت
مدید سے یہاں تک کہ کہا گیا ہرگز جدا نہونگے پس جب ہم جدا ہوئے تو گویا میں اور مالک
باوجود بہت مدت ساتہ رہنے کے نہیں گذاری ہمنے ایک رات اکٹہے پہر کہا حضرت عائشہ رضہ
نے قسم ہے اللہ کی اگر حاضر ہوتی میں تیرے پاس وقت مرنے کے تو دفن نکیا جاتا تو مگر
اوسی جگہہ کہ مرا تہا تو یعنی اسلیئے کہ نقل نکرنا مکان موت سے سنت اور افضل ہے اور اگر
حاضر ہوتی میں تیرے پاس وقت وفات کے تو زیارت نہ کرتی میں تیری فائدہ
حبشی نام ایک موضع کا ہے قریب مکہ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ایک منزل ہے مکے سے

اور پس کہا یعنی حضرت عائشہ رضؓ نے دو بیتیں پڑہیں حسب حال اپنے بہائی کے فراق میں
اور یہ بیتیں تمیم بن نویرہ نے کہی تہیں بیچ مرثیے بہائی اپنے مالک بن نویرہ کے کہ اوسکو
خالد بن ولید نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں مار ڈالا تہا معنی بیتوں کے یہ ہیں کہ تمیم
کہتا ہے کہ تہے ہم مانند دو ہمنشینوں جذیمہ کے مدت مدید زمانہ سے جذیمہ نام ایک
بادشاہ کا ہے کہ عراق اور جزیرۂ عرب اپنے تصرف میں رکہتا تہا اور اس بادشاہ
کے دو ہمنشین تہے مالک اور عقیل کہ چالیس برس تک دونوں ہمنشین اور ندیم اوسکے
رہے اور اونکو نعمان نے مارا اونکے قتل کا بہی قصہ عجیب ہے مقامات حریری میں مذکور ہے
پس تمیم اپنے بہائی کے مرثیے میں کہتا ہے کہ ہم اور تو ہمنشین اور محبت رکہنے والے رہتے تہے
اور جدا نہ ہنے ایک مدت دراز مانند دو ہمنشینوں جذیمہ کے کہ وہ اس طرح آپس میں
اخلاص اور ہمنشینی ایک مدت سے رکہتے تہے کہ لوگ بسبب جمع ہونے کے مدت
دراز سے کہتے تہے کہ یہ ہرگز جدا ہونگے پہر تمیم کہتا ہے کہ پس جب جدا ہوئے ہم یعنی
میں اور مالک بسبب مرنے مالک کے تو گویا میں اور مالک باوجود جمع ہونے کے ایک
مدت دراز تک ایک رات بہی ساتہ نہ رہے تہے یعنی وہ مدت دراز آنی بود یا خوابے اور
نہ زیارت کرتی میں یعنی دوبارہ اسلیئے کہ حضرت نے لعنت کی ہے قبروں کی زیارت کرنے
والی عورتونکو ولیکن ازبسکہ تجہے مرتے ہوئے ندیکہا تہا زیارت تیری قبر کی تا قایم مقام
ملاقات کے ہو پس اس سے معلوم ہوا کہ میت کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانا
نچاہیئے ہاں ضرورت شدید کے وقت جیسے دشمن یا درندے وغیرہ کا خوف ہو تو
نقل کرنا جائز ہے اور دفن کرنے کے بعد میت کو قبر سے نکالنا نچاہیئے مگر جو بغیر غسل
یا کفن کے دفن کر دیا ہو یا غصب کی زمین اور کفن میں دفن کیا گیا ہو یا اسکے ساتہہ
مال دفن ہو گیا ہو اگرچہ درہم پہر کیوں ہو تو اوسکا قبر سے نکالنا درست ہے لیکن غسل
کے واسطے مردے کا نکالنا اوسوقت تک جائز ہے کہ بعد نکالنے کے اوسکو نہلا سکیں
اور جو اوس کے بگڑ جانے کا گمان غالب ہو تو پہر نکالنا جائز نہیں اس فصل میں
جن باتوں کا ذکر ہوا مسلمان مرد اور عورتونکو چاہیئے کہ اونکا خوب خیال رکہیں

اور شادی غمی وغیرہ میں شرع شریف کی پابندی اختیار کریں اور خلاف شرع رسموں
سے بچتے رہیں اور بال برابر بھی کتاب وسنت کے مخالفت نکریں اور مرتے وقت
بھی اسکا دہیان رکھیں کہ جو باتیں اور رسمیں خلاف شرع ہوں اونکی وصیت نکریں
اسلیئے کہ اول تو خلاف شریعت وصیت کرنا حرام ہے اور دوسرے اس قسم کی وصیت
جاری نہیں ہوتی یعنی وارثوں کو اوسکا کرنا ضرور نہیں تیسرے اگر ورثا اوسکے موافق عمل
کرینگے تو وہ اور مردہ دونو گنہگار اور آخرت کے مواخذے میں گرفتار ہونگے۔

فصل تعزیت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ تعزیت مصیبت زدہ کی تسلی کرنے اور رنج وبلا میں اوسے صبر کرنے کی رغبت
دلانے کو کہتے ہیں اور عزیز قریب کے مرنے سے بڑھکر دنیا میں کوئی مصیبت اور غم نہیں ہے
پس جب کسی عزیز اقارب یا دوست آشنا کے یہاں غمی ہو جاوے تو میت کے وارثوں
کے پاس جاکے اونکی تسلی اور تشفی کریں اور مردے کے لیئے مغفرت کی دعا مانگیں اور
صبر کی فضیلت اور اوسکا ثواب بیان کریں تاکہ اونکے دل کو تسکین ہو اور سب رنج
والم دور ہو جاوے اسی لیئے شرع میں تعزیت کرنا مستحب ہے اور اوسکی فضیلت میں
بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں جیساکہ ترمذی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت[1]
کیا ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ عَزّٰی ثَکْلٰی کُسِیَ
بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے
اوس عورت کو جسکا بیٹا مر گیا ہو اوسکو بہشت میں عمدہ لباس پہنایا جاویگا اور ترمذی
اور ابن ماجہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت[2] کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

---

[1] ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے ۱۲ [2] قال الترمذی ہذا حدیث غریب لانعرفہ مرفوعا الامن حدیث علی بن عاصم
الراوی وقال درواہ بعضہم عن محمد بن سوقة بہذا الاسناد موقوفا یعنی کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے نہیں پہچانتے ہم
اوسکو مرفوع مگر حدیث علی بن عاصم راوی سے اور کہا ترمذی نے کہ روایت کیا بعض محدثین نے محمد بن سوقہ سے......

سنا اور اس اسناد کو موقوف کہا اور موقوف ہونا زیادہ صحیح ہے ۱۲

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِہٖ
یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص تسلی دے کسی مصیبت زدہ
کو تو اوسے مصیبت زدہ کے مانند ثواب ملیگا ف مصیبت زدہ اس سے عام ہے
کہ اوسکا کوئی مرگیا ہو یا اور کسی آفت میں گرفتار ہوا ہو سو جو کوئی اوسے صبر کرنے پر
رغبت دلاتا ہے اور اوسکے پاس جاکے یا خط کتابت سے اوسکی تسلی کرتا ہے تو
اوسکو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا آفت رسیدہ کو صبر کرنے پر اجر ملتا ہے اسلیئے
کہ یہ شخص اوسکے صبر کرنیکا باعث ہوا ہے اور حدیث ضعیف میں وارد ہوا ہے
اَلدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ وَاللّٰہُ یُحِبُّ اِغَاثَۃَ اللَّہْفَانِ رَوَاہُ
اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَاَبُوْ یَعْلٰی فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالضِّیَاءُ عَنْ اَبِیْ بُرَیْدَۃَ
ابْنِ اَبِی الدُّنْیَا فِیْ فَضْلِ الْحَوَائِجِ عَنْ اَنَسٍ یعنی نیکی کی راہ بتانیوالا
مانند نیکی کرنیوالے کے ہے اور اللہ دوست رکھتا ہے مظلوم کی فریاد رسی کو روایت
کیا اسکو احمد نے اپنی مسند میں اور ابو یعلی نے اپنے مسند میں اور ضیاء نے بریدہ
بن ابی الدنیا سے فضل حوائج میں انس سے ف جامع صغیر میں حرف دال میں
اس حدیث کو انہیں لفظوں کے ساتھ لکھا ہے اور ضعیف و صحیح کی کوئی علامت نہیں کی
اور الف و نون کی بحث میں یوں لکھا ہے اِنَّ الدَّالَّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ رَوَاہُ
التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ ض یعنی یہاں علامت ضعف کی لکھی ہے فائدہ مستحب زمانہ
تعزیت کا مرنے سے تین دن تک ہے اسکے بعد پھر مکروہ ہے لیکن اگر تعزیت کرنیوالا
یا مصیبت زدہ اوسوقت حاضر نہو تو جب ملے اوسی وقت تعزیت کرنا جائز ہے اور
جو میت کے ورثا بہت جزع فزع میں مبتلا ہوں تو دفن کے بعد ہی تعزیت کرنا
بہتر ہے ورنہ دفن سے پہلے افضل ہے اسلیئے کہ غرض تعزیت سے اونکو صبر پر
رغبت دلانا اور اونکی تسلی کرنا ہے پس جب اسکا محل اور موقع ہو اوسی وقت اونکی ہے
اور یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے رشتے دار چھوٹے ہوں یا بڑے مرد ہوں یا عورت سب
کی تعزیت کرنا چاہیئے ہاں اونمیں سے جوان عورت کی اوسکے محرم کے سوا اور کوئی

تعزیت نکرے اور طریقہ تعزیت کا یہ ہے کہ پہلے مصیبت زدہ کو سلام پہر اوس سے مصافحہ کریں اور نہایت تواضع و انکسار سے پیش آویں اور بہت باتیں نکریں اور نہ مسکراویں اور اوس سے یہ کہیں کہ اللہ تعالے میت کی بخشش کرے اور اوس سے درگزر فرماوے اور اوسکو اپنی رحمت واسعہ سے جنت میں داخل کرے اور تجکو اوسکی مصیبت پر صبر نصیب کرے اور ثواب عطا فرماوے اور تعزیت کے سب لفظوں میں سے بہتر وہ لفظیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰے وَ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی یعنی اللہ ہی کی ملک ہے جو چیز اوسنے لی اور اوسی کی ملک ہے جو چیز اوسنے دی اور ہر چیز کا اوسکے نزدیک ایک وقت مقرر ہے سبحان اللہ کیا نورانی الفاظ ہیں اور ہر لفظ میں کیسی توحید اور صبر کی کس قدر ترغیب بہری ہوئی ہے کیسا ہی مصیبت زدہ کتنے ہی غم میں مبتلا کیوں ہو اگر ان مبارک لفظوں کو صدق دل سے کان دہر کے سن لے خدا چاہے تو سارا غم والم دور ہو جاوے پس جب کسیکی تعزیت کیا کریں تو ضرور ہے ان لفظوں کو کہا کریں اسلیئے کہ جو برکت اللہ تعالے نے ان لفظون میں رکھی ہے وہ اور الفاظ میں کہاں اور جو کافر مر جاوے اور اوسکے رشتے دار مسلمان ہوں تو اوسکی تعزیت میں یوں کہیں کہ اللہ تعالے تمہیں بہت ثواب دے اور اچھی تسلی عنایت فرماوے اور جو میت مسلمان اور اوسکے قرابت والے کافر ہون تو اس طرح تعزیت کریں کہ اللہ تعالی تمہیں اچھی تسلی دے اور میت کو بخشے اور جو میت اور قرابتی دونو کافر ہوں تو یون کہیں کہ اللہ تعالی تمہیں بدلا دے اور تمہارے لوگ کم نہ کرے اور ایک مرتبہ تعزیت کرنا کفایت کرتا ہے تیسرے دن یا دسویں بیسویں روز میت کے گہر میں لوگونکا جمع ہونا بدعت ہے سفر السعادۃ میں لکہا ہے کہ جنازے کی نماز کے سوا پہر کبہی میت کے لیئے لوگوں کا جمع ہونا بدعت ہے بہت سے علمائی متاخرین کہتے ہیں کہ صاحب میت کے پاس لوگونکا جمع ہونا مکروہ ہے اور یہ امر تو نہایت ہی مکروہ ہے کہ وہ اپنے گہر کے دروازے پر بیٹھے اور

لوگ جمع ہوکے اوسکی تعزیت کریں اسلیئے کہ یہ جاہلیت کی رسموں سے ہے لیکن بہتر یہ ہیکہ
جب لوگ دفن سے فارغ ہوکے پہریں تو اونکو چاہیئے کہ متفرق ہو جاویں اور اپنے
کاروبار میں مشغول ہوں اسی طرح جسکے یہاں غمی ہو گئی ہے اوسکو بھی چاہیئے کہ اپنے
کام میں مصروف ہو اور عورتونکو چاہیئے کہ جسکے گہر تعزیت کے لیئے جاویں تو اوس سے
فارغ ہوکے چلی آویں دو چار روز وہاں نرہیں اسلیئے کہ سوائے میت کے اقارب
کے غیرونکا گہر میں مجمع کرنا درست نہیں بلکہ مکروہ ہے اور میت کے اقارب کو تین روز
تک اوسکے غم میں بیٹھنا جائز ہے اور جو نہ بیٹھیں تو اولی ہے **فائدہ** میت والے کے
گہر کہانا پکاکے بہیجنا درست ہے اسلیئے کہ ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ
بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ لَمَّا جَاءَ نَعْیُ جَعْفَرٍ قَالَ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَقَدْ اَتَاھُمْ
مَا یَشْغَلُھُمْ یعنی عبد اللہ نے کہا جبکہ آئی خبر جعفر کے مرنے کی تو فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے یعنی اہل بیت کو کہ تیار کرو واسطے لوگوں جعفر کے کہانا پس تحقیق
آئی ہے اونکو وہ چیز کہ باز رکہتی ہے اونکو کہانا پکانے سے یعنی جعفر کے مرنے کی خبر
پس اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ قرابت والوں اور ہمسایونکو چاہیئے کہ کہانا
پکاکے صاحب میت کے یہاں بہیجیں اسلیئے کہ یہ مستحب ہے اور کہانا اس قدر
ہونا چاہیئے کہ وہ دونوں وقت اوسکو پیٹ بہر کر کہالیں اور بعض علما یہ فرماتے
ہیں کہ تین دن تک کہانا بہیجنا حلال ہے اسلیئے کہ یہ تعزیت کے دن ہیں اور یہ کہانا
جو غمی والوں کے لیئے بہیجا جاتا ہے غیرونکو اسکا کہانا درست ہے یا نہیں علما کا اس
میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں نا جائز ہے اور بعض کے نزدیک درست اور
جب کہانا پکاکے میت والوں کے یہاں لیجاویں تو سنت یہ ہے کہ نہایت اصرار
سے اونکو کہانا کہلاویں اس واسطے کہ اگر وہ زیادتی غم یا حیا کے سبب سے نہ کہائیں
گے تو اونکو زیادہ ضعف ہو جاویگا پہر ضروری کاروبار میں حرج واقع ہوگا اور
یہ کہانا نوحہ کرنیوالی عورتوں کے واسطے بہیجنا سخت حرام ہے اسلیئے کہ اسمیں ایک طرحکے

گناہ پر مدد کرنی ہے اور میت والونکو چاہیئے کہ تیجے دسویں بیسویں وغیرہ میں لوگوں کے لیئے ہرگز کہانا نہ پکائیں اسواسطے کہ یہ بدعت اور مکروہ ہے پہر مفت میں روپیہ ضائع کرنا اور بدعت وکراہت کے مواخذے میں گرفتار ہونا کون عقلمندی کی بات ہے پس حتی الامکان تعزیت وغیرہ میں خلاف شرع رسموں سے بچیں اور ہر کام سنت نبوی کے موافق کریں تاکہ دین و دنیا دونوں سنور جائیں۔

باب بستم

فصل سوگ اور تیجے اور دسوین بیسوین چالیسوین وغیرہ کی رسموں کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ جب کسی کا باپ یا ماں خواہ اولاد یا اور کوئی عزیز وقریب مر جاوے تو شرع شریف میں تین دن سے زیادہ اوسکا سوگ کرنا درست نہیں لیکن خاوند کے مر جانے سے بی بی کو چار مہینے دس دن تک سوگ کرنے کا حکم ہے اور اسی کو عدت کہتے ہیں اور تفصیل اسکی عدت کی فصل میں گذر چکی اور سوگ سے یہ غرض نہیں جیسا ہندوستان کے جاہل لوگ کرتے ہیں کہ سیاہ کپڑے پہنے رہتے ہیں اور ہاتھ موہنہ کالے اور گریبان چاک کرتے ہیں اور سر کے بالوں کو نوچتے بکہیرتے اور اونپر خاک ڈالتے ہیں اور موہنہ اور سینے اور زانو کو پیٹتے ہیں اور تین روز تک ماتمی بچھونا بچھاتے ہیں اور اوسپر جہاڑو نہیں دیتے اور کہانے کے وقت دسترخوان نہیں بچھاتے اسلیئے کہ یہ سب باتیں گناہ کبیرہ اور قطعاً حرام ہیں بلکہ سوگ سے مقصود زینت ترک کرنا ہے یعنے کوئی چیز زیور کی قسم سے اور گوٹے ٹھپے کے کپڑے اور رنگین نہ پہنیں سیدہے سادہے کپڑے پہنے رہیں اور خوشبو وغیرہ بہی نہ لگائیں اور دن مقرر کر کے تیجا دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ کرنا اور ان دنوں میں کہانا پکا کے برادری والوں اور عزیز واقارب وغیرہ

کی دعوت کرنا اور اونکو کہلانا اور تیجے کے دن تکلفات کرنا اور فرش بچہانا اور خیمہ کہڑی
کرنا اور خوشبو اور شیرینی اور پان کے بیڑے وغیرہ بانٹنا یہ سب باتین بدعت اور
نامشروع اور گناہ کی ہیں اسی طرح تیجے کے دن لوگونکا جمع ہوکر قبر پر یا اور کسی جگہہ
قرآن شریف کا ختم کرنا بدعت ہے ہان اگر بغیر مقرر کرنے دن کے جب چاہیں
مردے کی طرف سے کہانا پکاکے محتاجوں مسکینوں کو کہلاویں یا قرآن شریف پڑہ
کے اوسکی روح کو ثواب بخشیں تو ناجائز نہیں ہے اور مالدار برادری والوں اور
عزیز و اقارب اور دوست آشنا وغیرہ کو یہ کہانا نچاہیئے اسلیئے کہ یہ صدقہ ہے اور
تصدق غربا اور فقرا کا حق ہے اغنیا کو ہدیہ لینا البتہ درست ہے اور جو چیز
صدقے کی ہو تو آسودہ حال اور متمولوں کو اوسکا کہانا اور اوسکو اپنے استعمال میں
لانا ہرگز نہ چاہیئے اور جو لوگ ناسمجہی سے میت کے وارثوں کو دعوت کرنے پر مجبور
کرتے ہیں اور اون سے خواہ اونکا جی چاہے یا نہ چاہے دعوت لیتے ہیں یہ امر
نہایت برا اور معیوب اور خلاف شرع ہے اسلیئے کہ دعوت شادی بیاہ کے ولیمے
وغیرہ میں ہوتی ہے نہ غمی میں اور ایسے وقت میں کہ وہ بیچارے اپنی میت کے غم و الم
میں گرفتار اور شکستہ خاطر ہیں اونسے دعوت لینا ایسا ہے جیسا کہ اس مثل میں آیا ہے
مردہ چاہے دوزخ میں جاے یا بہشت میں یاروں کو اپنے حلوے مانڈے سے کام علاوہ
اسکے موت کے کہانا کہانے سے دل سیاہ اور مردہ ہوجاتا ہے اسی واسطے فتح القدیر[1]
میں لکہا ہے کہ اہل مصیبت سے ضیافت لینا بدعت قبیحہ ہے اور یہ کہانا علما فضلا
اغنیا کے واسطے مکروہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مردے کا
کہانا دل کو مردہ کرتا ہے اور بیمار کا کہانا دل کو مریض کرتا ہے پس توانگروں کو ایسا
کہانا ہرگز نہ کہانا چاہیئے کیونکہ یہ صدقہ ہے اور مقصود صدقے سے ثواب حاصل کرنا

---

[1] شرح برزخ میں لکہا ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ اَكْلُ الطَّعَامِ مِنْ بُيُوتِ اَهْلِ الْمُصِيبَةِ يُقْسِي الْقَلْبَ كَمَا اَلْحُوكَلَ اِلٰى ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِنْ بُيُوتِهِمْ یعنی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کہانا کہانا اہل مصیبت کے گہر سے دل کو

ہوتا ہے اور ثواب فقرا اور مساکین کے کہلانے سے ہوتا ہے نہ مالدار ونکے غرضکہ میت کو جب
ثواب پہونچانا منظور ہو تو بدون دن مقرر کیئے کہانا پکاکے دیندار محتاجوں کو کہلا دیوین تاکہ میت
کو ثواب پہونچے اور انکو بھی اجر ملے رسم کی پابندی کر کے برادری والوں اور اغنیا کو کہلانا
نچاہیئے اسواسطے کہ خلاف شرع کام کرنے سے ثواب کے بدلے اولٹا عذاب میں گرفتار
ہونا پڑتا ہے سوائے اسکی ایسے لوگونکے کہلانے سے میت کو کچہہ نفع نہیں پہونچتا اور مال بہی
مفت میں رائیگان اور برباد ہوتا ہے اور نہ ان کہلانے والونکو کسی طرح کا اجر ملتا ہے پہر
وہی مثل ہوتی ہے کہ دونو دین سے گئے پانڈے جنہین حلوا ملا نہ مانڈے اور یہ سب
خرابیان شادی غمی وغیرہ میں رسوم کی پابندی اور سنت نبوی کے چہوڑنے سے ہوتی ہیں
اگر تمام امور میں خدا اور رسول کے احکام کے موافق عمل کریں تو دین و دنیا دونوں سدہر
جاوین اور دونو جہانکی خوبیان نصیب ہوں اللہ تعالے ہم سب مسلمانوں کو کتاب و سنت
پر عمل کرنے کی توفیق دے اور خاتمہ بخیر فرمادے آمین ۔

فصل مردے کی طرف سے خیرات کرنیکے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ صدقہ کرنا ایسی عمدہ بات ہے کہ ہر دین و ملت میں پسندیدہ اور بہر تدبیر سے [illegible]
عمدہ ہے خصوصًا اسلام میں تو اسکی نہایت ہی فضیلت وارد ہوئی ہے دیکہو قرآن مجید میں
جابجا خیرات کرنیکا حکم اور اوسکی خوبیان مذکور ہیں اور حدیث شریف میں جہاں دیکہو وہ
اسکی بہلائی کا ذکر ہے اور عالم برزخ اور قیامت کے دن اللہ تعالی نے کیا کیا خوبیان صدقہ
کرنیوالوں کے لیئے مہیا کری ہیں اور کیسے کیسے عیش و آرام کے اسباب اونکے واسطے تیار
کیئے ہیں اور دنیا میں بہی اسکے سبب سے مال و اولاد میں اللہ تعالی ہر قسم کی برکت عنایت
کرتا ہے پس مسلمان مرد اور عورتونکو چاہیئے کہ خالصًا للہ خیرات کیا کریں اور اوسکا ثواب
اپنے عزیز قریب مردونکو بخشا کریں اس لیئے کہ زندے تو ہر طرح کے نیک کام کر سکتے ہیں
اور مردے بیچارے نہایت عاجز اور زندوں کے محتاج ہیں اب اونکو کوئی بہلائی کرنیکا

قدرت نہیں علاوہ اسکے جو زندے اونکی طرف سے خیرات کرینگے تو دونونکو برابر ثواب ملیگا کسی طرح کی کمی نہوگی اللہ تعالی کا فضل بہت بڑا اور اوسکی رحمت نہایت وسیع ہے اور خیرات کرنا کچھہ مشکل چیز نہیں اور نہ اوسکی کوئی حد مقرر ہے بلکہ ہر شخص اپنے مقدور کے موافق کچھہ نقد یا غلہ خواہ کہانا یا کپڑا وغیرہ اپنے مال میں سے محتاجوں اور مسکینوں کو خیرات کر سکتا ہے اور اوسکا ثواب اپنے مردوں کو پہونچا سکتا ہے اور ایسی چیزوں کے ثواب پہونچنے میں کسی طرحکا شک نہیں اسلیئے کہ یہ عبادت مالی میں داخل ہے اور عبادت مالی کے ثواب پہونچنے میں کسی کا اختلاف نہوا اسلیئے کہ یہ امر صحیح حدیثوں سے ثابت ہے جیسا کہ بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ اِنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَاَظُنُّھَا لَوْ تَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَھَلْ لَّھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ قَالَ نَعَمْ یعنی بی بی عائشہ نے کہا کہ بیشک ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا کہ تحقیق ماں میری ناگہان مرگئی اور میں گمان کرتا ہوں اوسکو کہ اگر وہ بولتی تو کچھہ صدقہ دیتی یا صدقہ دینے کی وصیت کرتی پس کیا ہے واسطے اوسکے ثواب اگر صدقہ دوں میں اوسکی طرف سے فرمایا ہاں اور عبادت بدنی جیسے نماز روزہ قرآن شریف کی تلاوت ذکر اللہ درود شریف کے ثواب پہونچنے میں بعض علما نے اختلاف کیا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ بدنی عبادت کا بھی میت کو ثواب پہونچتا ہے جیسا کہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ کُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اِذْ اَتَتْہُ اِمْرَاَۃٌ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ تَصَدَّقْتُ عَلٰی اُمِّیْ بِجَارِیَۃٍ وَاِنَّھَا مَاتَتْ قَالَ وَجَبَ اَجْرُکِ وَرَدَّھَا عَلَیْکِ الْمِیْرَاثُ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ کَانَ عَلَیْھَا صَوْمُ شَھْرٍ اَفَاَصُوْمُ عَنْھَا قَالَ صُوْمِیْ عَنْھَا قَالَتْ اِنَّھَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ اَفَاَحُجُّ عَنْھَا قَالَ نَعَمْ حُجِّیْ عَنْھَا یعنی بریدہ نے کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تہا کہ ناگہان اونکے پاس ایک عورت آئی پہر کہا یا رسول اللہ تحقیق میں نے صدقہ دی تہی ایک لونڈی اپنی ماں کو اور تحقیق ماں مرگئی یعنی پس آیا لونڈی میں اوسکو اور عود کرگئی میری ملک میں یا

نہیں فرمایا ثابت ہوا ثواب تیرا یعنی بسبب صدقہ کرنے کے اور پہیر دیا لونڈی کو تجہیر میراث نے
عورت نے کہا اے رسول اللہ کے تحقیق تہے ماں پر روزے مہینا بہر کے کیا روزے رکہوں
میں اوسکی طرف سے یعنی حقیقۃً یا حکماً فرمایا کہ روزے رکہہ اوسکی طرف سے کہا اوس عورت
نے کہ تحقیق ماں میری نے کبہی حج نہیں کیا کیا حج کروں میں اوسکی طرف سے فرمایا کہ ہاں
حج کر اوسکی طرف سے اِن دونو حدیثوں سے صاف ظاہر ہے کہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ
دونوں سے مرکب تینوں قسمونکا ثواب بلاشک میت کو پہونچتا ہے اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پہلی حدیث میں صدقے کے ثواب پہونچنے کی تصریح فرمائی اور دوسری
حدیث میں روزے کے ثواب پہونچنے سے باقی بدنی عبادتوں کے ثواب پہونچنے پر آگاہ
فرمایا اور حج کے ثواب پہونچنے سے مالی اور بدنی دونوں سے مرکب کے ثواب پہونچنے پر
اطلاع بخشی پس تینوں طرح کی عبادتوں کا ثواب پہونچنا صریح حدیثوں سے ثابت ہے
پس اگر میت کے وارث مقدور والے ہوں تو بہتر صدقۂ مالی میں صدقہ جاریہ یعنی وہ
خیرات ہے جسکا ثواب میت کو ہمیشہ پہونچتا رہے جیسے کنواں کہدوانا یا پل خواہ مسجد یا سرا
بنوانا حاصل یہ کہ دولتمندوں کے واسطے افضل یہی ہے کہ ایسی کوئی چیز بنوا کے میت کے
نام پر وقف کریں کہ اوس چیز کے باقی رہنے تک اوسکا ثواب میت کی روح کو پہونچتا رہے
اور جس میت کے نام پر ایسی چیزیں وقف کی جاتی ہیں اونکے باقی رہنے تک گویا وہ زندہ ہے
مرا نہیں جیساکہ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے ؎ نمرد آنکہ ماند پس از وے بجاے ❊
پل و مسجد و چاہ و مہمانسراے ❊ اور صدقات جاریہ میں سب سے بہتر پانی کا صدقہ ہے
جیساکہ ابوداود اور نسائی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ یَا رَسُولَ
اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَآءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَ
قَالَ ہٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی سعد نے کہا یا رسول اللہ تحقیق سعد کی ماں یعنی میری ماں
مرگئی پس کونسا صدقہ بہتر ہے یعنی اوسکی روح کو ثواب پہونچانیکے لیئے آپ نے فرمایا پانی
پس کہودا سعد نے کنواں اور کہا یہ کنواں صدقہ ہے سعد کی ماں کی کے واسطے
پانی کا صدقہ اسلیئے بہتر ہے کہ دین و دنیا دونوں کے امور میں بہت کام آتا ہے خصوصاً

اون شہروں میں جوکہ گرم ہیں اور جو غریب ہوں تو اونکے واسطے اتنا ہی کافی ہے کہ میت کیطرف سے کبھی کبھی بھوکے کو کہانا ننگے کو کپڑا یا کچھہ نقد دیدیا کریں کہ میت کو اس سے بہی بہت ثواب ملتا ہے کیونکہ خلوص نیت سے غریب آدمی کا ایک پیسا امیر کے ہزار پر بہاری ہے اور جو کسی طرح کی قدرت نہو تو قران مجید کی تلاوت اور استغفار اور درود اور دعا ہی سے میت کو فائدہ پہونچاتے رہیں اسیلئے کہ میت کے حق میں یہ بہی بہت مفید ہے دیکہو ابو محمد سمرقندی نے سورہ اخلاص کے فضائل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعًا روایت کیا ہے مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهُ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ یعنی جو شخص کہ قبرستان پر گذرا اور قل ہو اللہ احد گیارہ بار پڑہا پہر اوسکا اجر مردونکو بخشا تو دیا جاویگا وہ ثواب سے برابر گنتی مردوں کے اور قاسم ابن سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَاَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ اِلَّا كَانُوْا شُفَعَاءَ لَهٗ اِلَى اللّٰهِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ قبرستان میں داخل ہوا پہر فاتحہ الکتاب اور قل ہو اللہ احد اور الہاکم التکاثر کو پڑہا پہر کہا الٰہی کیا میں نے ثواب اوسچیز کا کہ پڑہا میں نے تیرے کلام سے واسطے قبرستان والوں کے مؤمن مرد اور مومن عورتوں سے مگر ہونگے وہ شفاعت کرنے والے واسطے اسکے طرف اللہ کے امام یافعی رحمہ اللہ نے روض الریاحین میں لکہا ہے کہ علامۂ عالی مقام ابن عبد السلام کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکہا اونسے پوچہا کہ آپ دنیا میں یہ کہتے تہے کہ مردے کو قرآن شریف کی تلاوت کا ثواب نہیں پہنچتا کیا ایسا ہی ہے اونہوں نے کہا کہ ہمنے اس عالم میں اوسکے خلاف پایا یعنی اونکو ثواب پہونچتا ہے پس یہ حدیثیں اور صالحین کے خواب اس بات پر صریح دلالت کرتے ہیں کہ قرآن شریف کی تلاوت کا اجر مردونکو پہونچتا ہے اور پڑہنے والونکو بہی اوسی قدر ثواب ملتا ہے تو مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیئے کہ قرآن شریف پڑہکر

اوسکا ثواب خاص اپنے لیئے ذخیرہ نہ رکھیں بلکہ عزیز و قریب وغیرہ مردوں کو بخشتے رہیں تاکہ دونوں کو فائدہ پہونچتا رہے ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار + یہاں تک جو بیان ہوا اون امر کا تہا کہ وارث اپنے مال میں سے مردے کے لیئے خیرات کریں اور جو خود میت کے ترکے میں سے صدقہ دینا چاہیں تو سب سے پہلے تجہیز و تکفین یعنی اوسکا گور و کفن وغیرہ اسباب ضروری بغیر افراط و تفریط کے کریں اسکے بعد جو مال بچے اوسمیں سے میت کے ذمے کا قرضہ کہ دین مہر بہی اسمیں داخل ہے ادا کریں پہر اگر وہ شخص یہ وصیت کر مرا ہو کہ میرے مال میں سے فلانے کو اس قدر اور فلان کام میں اتنا خرچ کرنا تو اوسکے موافق عمل کرنا ضرور ہے بشرطیکہ وہ وصیت خلاف شرع نہو اور تہائی مال سے زائد کو نہ پہونچی ہو پہر جس قدر مال ان کاموں سے بچ رہے تو فرائض کے بموجب وارثوں پر اوسکو تقسیم کر دیں پہر وارثوں کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے حصوں میں سے جسقدر توفیق ہو خالصًا للہ خیرات کر کے اوسکا ثواب میت کی روح کو بخشیں اور جو تجہیز و تکفین اور ادائے دین اور اجرائے وصیت کے بعد اور تقسیم سے پہلے خیرات کرنا چاہیں اور سب وارث عاقل بالغ اور اوسقدر مال صدقہ دینے پر راضی ہوں تو یہ بہی جائز ہے اور جو کوئی انمیں سے راضی نہو یا بعض وارث نابالغ ہوں تو درست نہیں بلکہ میراث کے موافق تقسیم کر کے جو ناراض ہوں اونکا حصہ اور چہوٹوں کا حق جدا کر کے جو جو ان وارث راضی ہوں اپنے حصوں میں سے جتنا چاہیں محتاجوں کو خالصًا للہ بانٹ دیں اور اوسکا ثواب میت کو بخشیں اسلیئے کہ ایسی صورت میں تقسیم سے پہلے کسیکو اوس مال میں سے تصدق کرنا جائز نہیں پس مسلمان مرد اور ایماندار عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے والدین اور عزیز و اقارب کے واسطے حتی المقدور خلوص نیت سے جس طرح ممکن ہو فقرا اور مساکین کی حاجت روائی کر کے اوسکا ثواب اونکو پہونچایا کریں اونکے لیئے اور سب مؤمنین اور مؤمنات کے واسطے غفار الذنوب اور ستار العیوب کی بارگاہ عالی میں نہایت تضرع اور خشوع قلب سے دعا مغفرت اور ترقی درجات کے مانگتے رہیں تاکہ وہ آخرت کے عذاب سے نجات پاویں اور جنت الفردوس میں بڑے بڑے درجے اور مرتبے اونکو نصیب ہوں اور اسکے سبب سے زندے بہی حقوق اسلام سے بری ہوں کیونکہ میت کا حق مرنے کے

بعد اونپر سوائے دعائے خیر اور صدقہ دینے کے اور کچھہ نہیں رہتا پس اسمیں ہرگز بخل نکرنا چاہیئے بلکہ ہمیشہ میت کو صدقے اور دعائے خیر سے یاد رکہیں تاکہ دونوں جہان مین برکت اور بہلائی حاصل ہو۔

فصل مقبرہ وغیرہ بنانے کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ پکی قبر بنوانا اور اوسکے گرد چار دیواری اور اوسپر گنبد بنانا جائز نہیں جیساکہ مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ وَاَنْ یُّقْعَدَ عَلَیْہِ یعنی منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے گچ کرنے قبر کے سے اور عمارت بنانے سے قبر پر اور بیٹہنے سے قبر پر مواہب الرحمن میں لکہا ہے کہ زینت کے واسطے قبر پر عمارت بنانا حرام ہے اور دفن کے بعد قبر کو محکم اور مضبوط کرنا مکروہ اور فتاوی عالمگیری مین بہی ایسا ہی لکہا ہے اور تحفۃ الملوک میں یہ مذکور ہے کہ پانی کے صدمے سے بچاؤ کے واسطے قبر کے گرد چونے سے بنانا مکروہ ہے اسلیئے کہ قبر اور اوسکے گرد کی زمین جو اسکے تابع ہے مضبوطی اور استحکام کی جگہہ نہیں پس جیسے قبر کا کچا ہی رکہنا ضرور ہے ایسے ہی اسکے گرداگرد کو بہی کچا رکہنا چاہیئے اور ازہار میں ذکر کیا ہے کہ قبروں کے گچ کرنے کی نہی جو حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے وہ کراہت کے لیئے ہے اور یہ ممانعت گچ کرنے کی ان دونوں صورتوں کو شامل ہے کہ قبر کے نیچے سے اوپر تک چونے کی چنائی کی جائے یا نری اوپر سے گچ کردیا وے اور قبر پر عمارت بنانا درست نہیں اسلیئے کہ جو مٹی قبر سے نکالی گئی ہے اوس سے زیادہ اوسپر ڈالنا مکروہ ہے تو عمارت بنانا کیونکر جائز ہوگا ایسا ہی بحر رائق اور در مختار اور عینی شرح کنز میں لکہا ہے اور تورپشتی نے بیان کیا کہ حدیث شریف میں جو قبر پر بنا کرنے کی نہی آئی ہے وہ ان دونوں باتوں کا احتمال رکہتی ہے کہ قبر پر پتہر وغیرہ سے مکان بناویں یا خیمہ وغیرہ کہڑا کریں یہ دونوں منع ہیں اسلیئے کہ یہ جاہلیت کا فعل ہے یعنی سابق میں

کفار قبر پر برس روز تک سایہ کیا کرتے ہتے پس اس فعل میں کافروں کی مشابہت کے سوا
اسراف بھی ہے کیونکہ اس عمارت بنانے سے نہ میت کا کوئی فائدہ نہ زندونکا کچھ
نفع غرضکہ قبر پر عمارت بنانا ہرگز درست نہیں بلکہ اگر اوسپر عمارت بنی ہوئی ہو تو اوسکا ڈہا
دینا واجب ہے اگرچہ مسجد ہی کیون نہو اور عمارت بنانا کیسا اوسے تو بلند کرنا بھی جائز نہیں جیسا
شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے جامع البرکات میں بیان کیا ہے کہ مسلم نے ابو الہیاج
اسدی تابعی سے روایت کی ہے اونہوں نے کہا مجھسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا
نہ بھیجوں میں تجکو اوپر اوس کام کے کہ بھیجا مجکو اوسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کام
یہ ہے کہ نہ چھوڑ تو کسی تصویر کو مگر کہ اوسکو مٹا دے اور نہ کسی قبر بلند کو مگر کہ برابر کر دے اوسکو
فائدہ قبروں کو مسجدین قرار دینا حرام ہے اسلیئے کہ بخاری ومسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ مَرَضِہِ
الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْہُ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَہُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِہِمْ
مَسَاجِدَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی اُس بیماری میں جس سے
نہیں اوٹھے یعنی تندرست نہوئے اوسی میں آپکا انتقال ہو گیا لعنت کرے اللہ یہود
ونصاریٰ کو کہ اُنہوں نے اپنے نبیوں کی قبرونکو مسجدین قرار دیا اسی طرح قبروں پر چراغ
جلانا اور روشنی کرنا بھی حرام ہے اس واسطے کہ ابوداود اور ترمذی ونسائی نے ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْہَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ یعنی لعنت کی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبرونکی زیارت کرنے والی عورتوں کو اور لعنت کی اونکو جو پکڑین
قبرون پر مسجدین یعنی قبروں کی طرف سجدہ کرین اور چراغ روشن کرین ف قرآن مجید
یا حدیث شریف میں جن افعال کے کرنے پر لعنت آئی ہے وہ سب حرام ہیں فائدہ
قبرون پر بیٹھنا بھی حرام ہے جیساکہ مسلم اور امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی
جَمْرَۃٍ فَتُحْرِقَ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ یعنی

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ یہ کہ بیٹھے ایک تمہارا انگارے پر کہ جلادے اوسکے کپڑے کو
پس پہونچے طرف اوسکے بدن کے بہتر ہے واسطے اوسکے اس سے کہ بیٹھہ جاوے قبر پر آسی طرح
قبروں کو روندنا اور اوپر لکھنا بھی حرام ہے جیساکہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ تُجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَاَنْ
یُّکْتَبَ عَلَیْہَا وَاَنْ تُوْطَأَ یعنی منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ گچ کیجاویں
قبریں اور یہ کہ لکھا جاوے اوپر اور یہ کہ روندی جاویں غرضکہ پکی قبریں بنوانا یا اون کو
بلند کرنا اور اوپر گنبد وغیرہ بنوانا اور اونکی زیب وزینت اور آرائش کرنا ہرگز نچاہیے اسلیئے کہ
یہ سب باتیں خلاف شرع اور حرام ہیں سوائے اسکے یہ سب امور دنیا میں نام ونشان
باقی رہنے کے لئے کیئے جاتے ہیں اور جب آدمی مرگیا تو وہ خاک میں ملگیا اور اوسکا نام بھی
مٹ گیا پھر مٹے نام کو نامور کرنے سے کیا حاصل اور صرف بیجا کرنے سے کیا فائدہ یہاں
کی زینت وآرایش گو کتنی ہی ہو اوس عالم میں کچھہ کام نہیں آتی وہاں تو اعمال صالحہ کام
آتے ہیں جسکے نیک عمل ہیں اسکے واسطے وہاں ہر قسم کا عیش وآرام مہیا ہے اگرچہ دنیا
میں اوسکی قبر کا نشان بھی نہو اور معاذ اللہ جسکے برے اعمال ہیں اوسکے لیئے وہاں ہر طرح
کی تکلیف وایذا ہے گو دنیا میں اوسکی قبر پر لاکھوں کروروں کی تیاری اور آرائش ہی
کیوں نہو پس مسلمانوں کو چاہیے کہ کوئی کام خلاف شرع نکریں اور جو روپیہ پکی قبر وغیرہ
بنانے میں صرف کیا جاتا ہے اوسکا کہانا پکا کے محتاجوں اور مسکینوں کو کہلاویں یا نقدی تقسیم
کردیں تاکہ دونوں کو ثواب حاصل ہو اور آخرت کی خوبیاں نصیب ہوں۔

فصل قبرون کی زیارت کے آداب اور اوسکے مقصود کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی مصلحت سے پہلے قبرونکی زیارت
کرنے سے منع فرمایا تہا پہر اوسکی اجازت دی جیساکہ ابن ماجہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ

نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا فَإِنَّهَا تُزَهِّدُ فِي الدُّنْيَا وَ تُذَكِّرُ الْآخِرَةَ
یعنی بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا منع کیا تہا میں نے تمکو قبروں کی زیارت کرنے
سے پس تم زیارت کرو قبروں کی تحقیق زیارت کرنا بے رغبت کرتاہے دنیا سے اور یاد دلاتاہے
آخرت کو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قبرونکی زیارت کرنا مشروع ہے اور طریقہ زیارت کا یہ ہے
کہ زیارت کرنے والا قبلے کی طرف اپنا موہنہ کرکے یہ دعا پڑہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ
مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ
لَنَا وَ لَكُمُ الْعَافِيَةَ جیساکہ مسلم نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیاہے كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ إِذَا خَرَجُوْا إِلَى الْمَقَابِرِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ
الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ إِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ
اللّٰهَ لَنَا وَ لَكُمُ الْعَافِيَةَ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکہلاتے تہے مسلمانوںکو
جبکہ نکلیں طرف قبروں کے کہ کہیں سلام ہے تمہارے گہر والو مومنوں میں سے اور مسلمانوں
میں سے اور تحقیق ہم اگر چاہے اللہ تعالیٰ ساتہ تمہارے البتہ ملینگے مانگتے ہیں ہم اللہ سے
اپنے لیے اور تمہارے لیئے عافیت یعنی مکروہات سے خلاصی بعض علما فرماتے ہیں کہ مستحب
زیارت کرنیوالے کو یہ ہے کہ اپنا منہہ میت کے منہہ کے سامنے کرکے اوسپر سلام پڑہے اور
دعا کرے جیساکہ ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت[1] کیاہے قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَ لَكُمْ أَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْأَثَرِ یعنی ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے کہا گذرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبروںپر مدینے میں پس متوجہ ہوئے
اونپر ساتہ موہنہ اپنے کے اور فرمایا سلام ہے تمہارے صاحب قبروں کے بخشے اللہ ہمکو
اور تمکو اور تم پہلے پہونچے ہو ہمسے اور ہم پیچہے سے آتے ہیں ان لفظوں کے عوض میں زیارت
کرتے وقت اور لفظین کہنا بھی حدیث شریف سے ثابت ہے جیساکہ مسلم نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت کیاہے قَالَتْ كَيْفَ أَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَعْنِيْ فِيْ
زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ قَالَ قُوْلِيْ یعنی بی بی عائشہ نے کہا میں کس طرح کہوں یا رسول اللہ

[1] کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ۱۲

مراد رکھتی تھیں اس سوال سے کیا کہوں میں زیارت کرنے قبروں میں فرمایا کہہ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَہْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ یَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَ الْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ یعنی سلام ہے صاحب گھروں پر مومنوں میں سے اور مسلمانوں میں سے اور رحم کرے اللہ ہمسے پہلے جانیوالوں پر اور پیچھے چلنے والوں پر اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھ تمہارے البتہ ملنے والے ہیں اور یہ بھی مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کُلَّمَا کَانَ لَیْلَتُہَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ یَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ اِلَی الْبَقِیْعِ فَیَقُوْلُ یعنی بی بی عائشہ نے کہا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ ہوتی اونکی باری کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے تو نکلتے آخر شب میں طرف قبرستان مدینہ منورہ کے پھر فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَ اَتَاکُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِاَہْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ یعنی سلام ہے تمپر اے قوم مومنین اور آئی تمہارے پاس وہ چیز کہ تھے تم وعدہ دیئے جاتے یعنی ثواب و عذاب کل کو یعنی قیامت کو تم ڈھیل دیئے گئے ہو یعنی مدت معین تک اور تحقیق ہم اگر چاہا اللہ نے ساتھ تمہارے ملنے والے ہیں یا الٰہی بخش بقیع[1] غرقد والونکو اور زائر کو چاہیئے کہ زیارت کے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑہکے اسکا ثواب میت کو بخشے پھر اوسکے لیئے دعا کرے اور قبر کو ہاتھ لگانا اور اوسکا بوسہ لینا منع ہے اسلیئے کہ یہ نصاری کی رسموں سے ہے اور زائر کو یہ بھی چاہیئے کہ میت کا ویسا ہی ادب و لحاظ کرے جیسا کہ اوسکی زندگی میں کرتا تھا یعنی اگر دنیا میں بسبب اوسکی بزرگی کے ادب کی راہ سے اوس سے دور بیٹھتا تھا تو زیارت کے وقت بھی اوسکی قبر سے دور کہڑا رہے یا بیٹھہ جاوے اور جو زندگی میں اوسکے پاس بیٹھتا تھا

---

[1] بقیع نام ہے ایک جگہہ کا باہر مدینے کے کہ اوسمین قبریں مدینے والوں کی ہیں اور اسمیں پہلے درخت غرقد کے کہ نام ہے ایک درخت کا بہت تھے اسلیئے اوسکو بقیع غرقد کہا ۱۲-۱۲

ثواب بہی قریب بیٹھے اور مراد بزرگی سے یہ ہے کہ متوفی ناتے کی راہ سے بڑا ہو جیسے والدین وغیرہ
یا دین کی جہت سے بزرگ ہو جیسے استاد پیر عالم درویش وغیرہ اور سلام پڑہتے وقت اسیلیے ادب
کرنا چاہیے کہ میت سلام کرنے والے کو پہچانتا ہے اور اسکا جواب دیتا ہے جیساکہ ابن عبد البر نے استذکار[لہ]
والتمہید میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْہِ الْمُؤْمِنِ کَانَ یَعْرِفُہٗ فِی الدُّنْیَا فَسَلَّمَ عَلَیْہِ
اِلَّا عَرَفَہٗ وَرَدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہے
کوئی شخص کہ گذرے اپنے مومن بھائی کی قبر پر اور وہ اوسکو دنیا میں پہچانتا تہا پہر اوسپر سلام پڑہے
مگر وہ اوسکو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے اور قبروں پر بیٹہنا یا اوسپر تکیہ کرنا اور اونکی طرف
نماز پڑہنا اور اونکے نزدیک سونا منع ہے اسی طرح اونکو روندنا اور اوسپر پیشاب اور پاخانہ پہرنا
بہی منع ہے جیساکہ ابن ماجہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَمْشِیَ عَلٰی جَمْرَۃٍ اَوْ سَیْفٍ اَوْ اَخْصِفَ نَعْلِیْ
بِرِجْلِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمْشِیَ عَلٰی قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا اُبَالِیْ اَوَسْطَ الْقُبُوْرِ قَضَیْتُ
حَاجَتِیْ اَوْ وَسْطَ السُّوْقِ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے البتہ یہ کہ
چلوں میں چنگاری پر یا تلوار پر یا گانٹھوں میں اپنا جوتا اپنے پانوں کے ساتھ مجھے بہت
محبوب ہے اس سے کہ چلوں میں کسی مسلمان کی قبر پر اور نہیں پروا رکہتا میں کہ بیچ قبر
کے پاخانہ پہروں یا بیچ بازار میں اور قبرستان میں ننگے پانوں جانا مستحب ہے اور والدین
کی زیارت کے لیئے جمعے کے دن یا ہر ہفتے میں ایک بار جانا بہتر ہے جیساکہ بیہقی نے شعب الایمان
میں مرسلاً روایت کیا ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْہِ اَوْ اَحَدِہِمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ غُفِرَ لَہٗ
وَکُتِبَ بَرًّا یعنی روایت ہے محمد بن نعمان سے پہونچاتے تہے حدیث کو طرف نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے فرمایا جو کوئی زیارت کرے اپنے ماں باپ کی قبر کی یا ایک کی اون میں سے ہر
روز جمعہ میں یا ہر ہفتے میں بخشش کیجاتی ہے واسطے اوسکے اور لکہا جاتا ہے یعنی دیوان اعمال
میں نیکی کرنے والا ساتھ ماں باپ کے فائدہ عورتوں کو قبروں کی زیارت کے واسطے جانا منع ہے

لہ ابن عبد الحق نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ١٢

اسلیئے کہ وہ بہت نرم دل اور بیصبر ہوتی ہیں ذرا سے صدمے میں جزع فزع کرنے اور رونے پیٹنے
لگتی ہیں اور اکثر نادان عورتیں بدعقیدگی کی وجہ سے ایسی جگہوں میں کفر و شرک میں مبتلا ہوجاتی
ہیں سوا اسکے جہاں کہیں عورتوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں اکثر شہدے لچے بدوضع لوگ جمع ہوجاتے
ہیں اور اسمیں ہر طرح کے فساد کا اندیشہ ہوتا ہے اسی واسطے ایسی جگہہ جانے سے عورتوں کو
شرع میں ممانعت ہے اور بعض علما اگرچہ اونکا قبروں پر جانا مکروہ اور بعض جائز کہتے ہیں مگر
حدیث شریف میں صاف ممانعت وارد ہوئی ہے جیسا کہ امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ
لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ یعنی بیشک لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
قبروں کی بہت زیارت کرنے والی عورتوں پر اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے
پس اس حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ آپ نے زیارت کرنے والیوں کو ملعون فرمایا اور جو
بعض علما جائز کہتے ہیں شاید اونکی وہ حدیث دلیل ہوگی جسکو امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کیا ہے قَالَتْ کُنْتُ اَدْخُلُ بَیْتِیَ الَّذِیْ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ اَضَعُ ثَوْبِیْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا ھُوَ زَوْجِیْ وَ
اَبِیْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَھُمْ فَوَاللّٰہِ مَا دَخَلْتُہٗ اِلَّا وَاَنَا مَشْدُوْدَۃٌ عَلَیَّ ثِیَابِیْ حَیَاءً
مِّنْ عُمَرَ یعنی بی بی عائشہ نے کہا تھی میں داخل ہوتی اپنے گھر میں کہ اوسمیں مدفون تھے
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یعنی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مدفون تھے
اوس حالت میں کہ تحقیق رکھتی میں یعنی اوتارتی بدن سے کپڑا اپنا یعنی چادر اور کہتی
یعنی اپنے دل میں سوا اسکے نہیں شان یہ ہے کہ مدفون ہیں خاوند میرے یعنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور میرا باپ یعنی ابوبکر اور دونوں اجنبی نہیں ہیں پس جبکہ دفن
کیئے گئے عمر رضی اللہ عنہ ساتھ اونکے یعنی اوس مکان میں پس قسم ہے اللہ کی نہیں داخل
ہوئی میں گھر میں مگر میں باندھے ہوئے ہوتی اپنے اوپر کپڑے اپنے واسطے حیا کے عمر سے کہ وہ
اجنبی تھے ف اسمیں دلیل ہے اسپر کہ لحاظ میت کا کرے وقت زیارت کے مانند اسکی
لحاظ کے حالت حیات میں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ضرورت کے لیئے اگر عورتیں اپنے عزیز و اقربا

کی قبروں پر جاویں تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن رسم کے موافق مجمع کرکے جانا ہرگز نچاہیئے اسلیئے کہ یہ
قطعًا حرام ہے اور یہ بہی معلوم ہوا کہ زیارت کے وقت میت کے اجنبی اور محرم ہونیکا بہی ضرور
لحاظ رکہیں یعنی زندگی میں اگر اوس سے پردہ تہا تو زیارت کے وقت بہی اوس سے پردہ کریں
چادر وغیرہ اوڑہے رہیں اور جو دنیا میں شرع کے موافق اوس سے پردہ نہ تہا تو اب بہی چادر
وغیرہ اوڑہے رہنا ضرور نہیں اور آج کل کے جاہل لوگ دین سے بیخبر جو قبروں پر جاکے روتے
پیٹتے اور اونپر روشنی اور اونکا طواف کرتے ہیں اور کپڑے اور پہولوں کی چادریں اور غلاف وغیرہ
اونپر چڑہاتے ہیں اور شیرینی وغیرہ لیجاکے تقسیم کرتے اور میت سے مراد مانگتے ہیں سو یہ سب افعال
منع اور شرک و بدعت ہیں پس مسلمان مرد اور عورتوں کو چاہیئے کہ جاہلیت کی رسموں کو چھوڑیں
اور شرک و بدعت کی باتوں سے موہنہ موڑیں اور کسی میت سے مدد اور مراد نہ مانگیں گو انبیاء اولیا
ہی کیوں ہوں کونسی مراد ہے کہ اللہ تعالی نہیں دے سکتا اور وہ غیر اللہ سے حاصل ہوتی ہے
اللہ سچا نہ دیکہتا سنتا جانتا ہر چیز پر قادر اور زمین آسمان کا مالک ہے عرش سے فرش تک
اوسی کی خلق اور اوسی کے قبضے میں ہے پہر ایسے مالک کو چھوڑ کے غیر سے اور وہ بہی مردہ کہ
جسکو کسی طرح کی قدرت نہیں اپنی مرادیں مانگنا سواے نادانی اور پریشانی اور دین کہونے اور
شرک و کفر میں گرفتار ہونے کے کیا فائدہ اللہ جل شانہ اپنے فضل و کرم سے مسلمانوں کو توفیق
دے کہ وہ دین میں اپنی راے کو ہرگز دخل ندیں بلکہ سنت کے موافق مردوں کی زیارت کیا
کریں اور جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکہایا ہے ویسا ہی ہر کام میں برتاؤ کریں
بال برابر بہی اوسکے خلاف نکریں مقصود زیارت سے فقط مردوں پر سلام پڑہنا اپنے اور
اونکے لیئے مغفرت کی دعا اور اونسے عبرت حاصل کرنا ہے تاکہ دنیا کی بے ثباتی اور اوس سے
نفرت اور آخرت کا ثبات اور اوسکی محبت حاصل ہو اور مرتے وقت دنیا کا دہیان
نہ آنے پائے آخرت کا خیال جما رہے کلمہ شہادت پر خاتمہ بخیر ہو آمین أَشْهَدُ أَنْ لَا
إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و نعت و منقبت آل و اصحاب کے گذارش ہے کہ اس کتاب لاجواب کو نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیہ والیہ بھوپال دام عزہا نے تالیف کیا اپنے قلم خاص سے لکھا اور اوسکی تحریر میں اپنے وقت عزیز کو کسی قدر صرف فرمایا جب کتاب مذکور تمام ہوئی میں نے اول سے تا آخر اوسکو نظر غور سے ملاحظہ کیا نہایت دلچسپ خوش محاورہ صحیح المضامین پایا میں خیال کرتا تھا کہ یہ نقش اول انکی تالیف کا ہے نظر ثانی میں ضرور حاجت محو و اثبات کی ہوگی لیکن جب دیکھا تو مسودہ مبیضہ سے بہتر پایا علماے پاے تخت کے ملاحظہ کو دیا گیا اونہوں نے بھی اس کتاب کو بہت پسند فرماکر دستخط تصدیق ثبت کیئے واقع میں یہ کتاب اسم باسمی ہے بیبیوں کی لیئے معلم شفیق ہے اطفال کے واسطے طبیب رفیق ہے جوانوں کے واسطے سرمایۂ ہدایت ہی پیروں کے لیئے متاع سعادت ہے مطالب اسکے غالبًا موافق روایات صحیحہ کے ہیں مقاصد اسکے مطابق احکام شفقے بہا کے یہ تقریر بنسبت اس تحریر دلپذیر کے بے تشابہ تقریظ ہے اسمیں نہ کچھہ افراط ہے نہ تفریط ہے وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ کا ظہور ہے ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ کا نور ہے اللہ تعالی اس کتاب کو زیور حسن قبول سے آراستہ فرماوے اور جناب مولفہ دام عزہا کو اخلاق اسلامیہ سنیہ سے ہمیشہ محلی رکھے اور مستورات و اطفال مسلمین کو توفیق اس کتاب کی تعلم و تعلیم و عمل کی بخشے

ع این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد +

العبد

صدیق حسن خان عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد حضرت رب الارباب جل جلالہ و عم نوالہ و نعت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ و سلم واضح ہو کہ کتاب مستطاب **تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان** مولفۂ خاص والدہ ماجدۂ معظمۂ مکرمہ جناب تاج ہند نواب **شاہجہان بیگم** صاحبہ رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلاے ستارہ ہند و والیۂ بھوپال دام اقبالہا و اجلالہا احقر کے مطالعہ میں

آلی فی الواقع اپنے باب میں نقطۂ انتخاب ہے آیات قرآن مجید کا خلاصہ و علالہ ہے احادیث
رسولِ کریم کا زبدہ و سلالہ ہے دستور العمل نسوان ہے کارنامہ بنی نوعِ انسان ہے
دفتر اخلاقِ حکما اس مختصر کے آگے گرد ہیں دانشمندوں کے حرف و حکایت کے بازار اسکے
سامنے سرد ہیں مینے اس کتاب کو دیکھا تو اپنے لیئے اور اپنے اہل و عیال اور جملہ اہل اسلام
کے واسطے ایک کارنامۂ عافیت دستور العملِ نصیحت پایا میں چاہتا تہا کہ بہت کچھہ اسکی مدح
لکھوں لکن مختصر لکہنا مناسب سمجہا کہ خیر الکلام ما قل و دل ایسی ماں جیسے یہ میری ماں ہیں شاید
ایسی مادر مہربان لاکھوں میں کسیکو نصیب ہوئی ہونگی مردوں میں تو اہل علم و فضل سنے بہی
جاتے ہیں لکن بیبیوں میں اس جمعیت صفات حسنہ کی کوئی فرد مثل انکے اس زمانے میں
دیکھی نہ سنی یہ رسالہ قلم خاص کا مسودہ ہے کسی کی اسمیں شرکت نہیں بعد ختم رسالے کے والد
ماجد و دیگر علمای بلد نے اس کتاب کو نہایت پسند کیا مفید عام سمجہا اشاعت کے خواستگار
ہوئے دستخط تصدیق ثبت فرمائے چنانچہ اب یہ کتاب دوبارہ طبع ہو کر مطبوع جملہ اہل عقل
و نقل ہوئی اللہ تعالی اس کتاب کے فواید سے تمام عالم کو کامیاب فرمائے بمقابلہ اون
احسانات و تفضلات و قدر شناسی کے جو کچھہ مسکین بن مسکین پر مبذول ہیں بجز اسکے کہ
بفحوائے لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ ہر دم کلمات شکر گزاری سے رطب اللسان رہوں
اور کیا مجھسے ہو سکتا ہے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْ حَیَاتِھَا وَجَمِیْعِ حَسَنَاتِھَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ
مَآ اَعْطَیْتَنَا مِنْ سَیِّدَنَا وَدَمِّرْ اَعْدَآءَنَا وَاَرْدِمْ رَیَا سَتَھَا ٭

حکمتِ محض ست اگر لطفِ جہان آفرین ٭ خاص کند بندۂ مصلحتِ عام را ٭

العبد
نور الحسن خان عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ کتاب تہذیب النسوان خطاب تربیۃ الانسان ریختۂ خامۂ صدق نگار جناب
والدۂ معظمہ عالی تبار تاج ہند نواب شاہجہان بیگم صاحبہ عالیۂ والیۂ ریاست بہوپال

داعم مجدہا کیا نافع کتاب ہے جس سے ہر بی بی بچے کو فوائد دین و دنیا نقد وقت غنیمت بارد ہ ملے
آب تک ایسی کتاب جسمیں اصلاحِ دارین فلاحِ کونین کے مراتب و آداب یکجا فراہم ہوں
دیکھی نہ سنی میری ثنا خوانی نسبت اس کتاب کے بعد ثبت ہونے دستخط اہل علم و برادر
بزرگوار میر نور الحسن خان اور نظر ثانی والدماجد عافاہما اللہ تعالی کے گویا موہنہ چڑانا ہے
لکن محض بنظر ادائے حقِ شناسیِ کتاب اور اعترافِ حقِ مادری حضورِ موصوف مستطاب
میں بھی ان دو چار سطروں کو لکھکے بقول شخصے خون لگاکر شہیدوں میں داخل ہوتا ہوں
اور امید کرتا ہوں کہ مجکو اور میرے متوسلین کو اس کتاب فیضمآب سے فائدہ عظیم حاصل
ہوگا جس طرح جملہ مؤمنات و مسلمات کو اوس سے نفع کثیر حاصل ہوا ہے مینے بھی
لائق اپنی استعداد کے اس کتاب کو صحیح مسائل سے مطابق احادیث صحیحہ سے موافق
پایا اللہ تعالی جناب عالیۂ مؤلفہ کو اسکا اجر جزیل دارین میں لطف فرماوے اہل
اسلام کے لیئے نفع رسانی اونکی دین و دنیا دونوں میں مدام شامل حال رہے سہ

بقیت بقاء الدہر یا کہف اہلہ ؛ وہذا دعاء للبریۃ شامل

العبد

ابو النصر میر علی حسن خان عفا اللہ عنہ

مثبتین دستخطہاے ذیل نے اس کتاب خجستہ پیکر کو بغور نظر و امعان بصر بنظر
دریافت صواب و خطا دیکھا اور اصل مسودۂ دستخطی حضور عالیۂ والیۂ بھوپال
دام اقبالہا کو ملاحظہ کیا مقاصد کتاب مطالب خطاب کو غلط سے مبرا خطا سے
معرا قرین صواب خلاصۂ سنت و کتاب پایا و للہ الحمد ہمکو جگہہ بڑے افتخار
کی ہے کہ ہم ایسی دانشمند سرکار دین پرور سردار کے تابعدار و نمکخوار ہیں جو زیور
محاسن ظاہر مکارم باطن سے محلے انوار علم صوری فضل معنوی سے مجلے ہیں
بارک اللہ فیہم ولہم و علیہم و احسن فی الدارین الیہم۔

العبد العبد

شیخ محمد الہاشمی الجعفری القاضی فی بہوپال محمد بشیر عفی عنہ

العبد العبد
محمد عبد الحق عفا اللہ عنہ ذوالفقار احمد عفی عنہ
العبد العبد
سید عبد الباری نقوی محمد احسن امروہی

خاتمہ طبع اول مع قطعہ تاریخ از سید حافظ حکیم مولوی اعظم حسین سلمہ اللہ تعالے

حمد و ثنا اوسی کو زیبا ہے جسنے ایک مشت خاک کو اپنے انواع قدرت کے اظہار کا خاکہ بنایا ایک قالب سے ہزاروں صورتین پیدا کر کے اپنے کمال صنعت کا نمونہ دکھایا فتبارک اللہ احسن الخالقین درود نامحدود اوس ذات رحمت آیات پر جسکی رہنمائی سے اب تک ایک گروہ سیدہی راہ پر چلتا ہے اور قیامت تک چلتا رہیگا اوسکا دین متین ایک ہی حالت و مدار پر ہے اگرچہ سارے مذاہب کا رنگ بدلتا ہے اور ہمیشہ بدلتا رہیگا محمد سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین بعد اسکے یہ عجالۂ نافعہ جسکا نام **تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان** ہے دانشمندون سے انصاف کا خواستگار ہے ارباب بصیرت سے ادراک حقیقت کا طلبگار ہے حکمت کے بہت سے رسائل ہیں لیکن بحث خاص میں جسکی حقیقت نام سے اس کتاب کے آشکار ہے کوئی مجموعہ اس جامعیت کے ساتہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا خاص عورتوں اور بچوں کے واسطے کسی نے ایسا دستور العمل ہدایت و تہذیب کا نہ بنایا ہوگا جن کو اپنی اولاد کی حسن تربیت منظور ہے اونکو ان قواعد سراسر فوائد پر عمل کرنا ضرور ہے قواعد طب جسمانی کو مسائل طب روحانی کے ساتہ ارتباط دیا ہے تدبیر ابدان و تہذیب اخلاق دونونکا سامان فراہم کیا ہے الغرض دیکھنے سے آنکھین کہلتی ہیں کہ یہ فرہنگ دانش آموزی کیا ہے سمجھنے سے سمجہ میں آتا ہے کہ اس معجون مسیحائی کو کسنے بنایا ہے مگر یہ اوسیکا کام ہے جسکے زمانۂ حکومت میں ہر ایک ہنر کو روز بازار ہے اقبال و دولت متاع علم کا خریدار ہے یعنی ماہ منیر آسمان عصمت مہر جہانتاب جہان جاہ و دولت حدیقہ آرای گلشن اقبال بہار افزای گلبن اجلال

کسریٰ نشان کشور عدل و داد محمل نشین کاروان صلاح و سداد فرخ لقب عالی علم والا ولایت نژاد سیادت توام جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ گرون آف انڈیا رئیس والا اعظم طبقۂ اعلائے ستارہ ہند و رئیسہ بھوپال ادامہا اللہ بالعزو الاقبال کہ باوجود مشاغل جہانبانی و جہات مملکت رانی جنکا ہر دم ہجوم اور رات دن ازدحام ہے ایسی کتاب لکھنا اوسی کا کام ہے بعد ترتیب و تہذیب کے حضرت رفیع المنزلت ناقد ہر سخن ماہر ہر فن و سادہ آرائے امارت علم افراز امامت ہدایت روش افادت منش درستی پسند راستی پیوند روشن دماغ حقیقت سراغ والاخطاب معلے القاب حضرت والاجاہ امیر الملک **نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر** دام لہ المجد و التفاخر نے اوسکو اول سے آخر تک ملاحظہ کیا نہایت پسند کرکے قابل افاضہ انام و افادۂ خاص و عام سمجھا اس لیئے بحکم جناب مولفۂ عالی وقار و الاتبار بتصحیح علامۂ بزرگی نہاد فضیلت بنیاد جامع ملکات بعید ابو الحسن سید ذو الفقار احمد حماہ اللہ الاحد و شرکت المعی بالغ نظر فطانت اثر تحقیق پسند تدقیق پیوند حافظ محمد احمد عافاہ اللہ الصمد و بکتابت مورد مراحم رؤف رحیم منشی محمد عبد الرحیم سلمہ اللہ تعالیٰ یہ صحیفۂ حکمت نصاب ہدایت مآب مطبع صدیقی میں طبع ہو کر مطبوع طبائع اعلام منظور نظر دانشوران عالی مقام ہوا -

قطعہ تاریخ طبع اول تہذیب النسوان و سال تالیف

جم حشم شاہ جہان بیگم کہ ہے	سر پہ اوسکے سایۂ فضل خدا
اوسکی بخشش کے بھروسے پر مدام	گنج قارون قرض لیتا ہے گدا
جس گدا کو دیکھتے ہیں لوگ اب	جانتے ہیں کیمیا گر برملا
کاروبار فتنہ اوسکے عہد میں	زلف خوبان کی طرح برہم ہوا
وہ کرامت کیش جس کے عفو سے	جرم مجرم کا پکڑتا ہے خطا

پرورش اوسکی یتیموں کو کبھی | بھول کر نے نہیں دیتی بکا +
تیغ سے اوسکے سر کفار نے | سجدۂ حق خاک پر گر کر کیا
روز میدان اوسکے لشکر گاہ میں | قطب وقت آکر اوٹھاتا ہے لوا
گلفشان اوسکے ہوا خواہوں پہ ہی | موسم گل کی طرح صیف وشتا
اوسکے اعدا کو نہیں ہے سازگار | بوستان زیست کی آب وہوا
یہ رسالہ اوسکی تصنیفات سے | عورتون کے واسطے ہے رہنما
وہ قواعد ہیں کہ گر اوسپر چلین | ہر مرض سے عورتین پائیں شفا
دولت آرام تن حاصل کرین | حفظ صحت کی بنائیں کیمیا
وہ ضوابط جس سے لڑکوں کی سمجھ | مثل عقل پیر دانا ہو رسا
پرورش جس طفل کی ہو اسطرح | ہو جوانی تک نہ محتاج دوا
عافیت کی گود میں سوتا رہے | عہد صحت میں کرے نشو ونما
اس زمانے میں بفضل ایزدی | ختم ہو کر جب مرتب ہو گیا

خامہ مشکیں رقم نے سال ختم
لکھدیا آئین تہذیب نسا +
۱۳۰۰ھ

خاتمہ کتاب مع قطعۂ تاریخ طبع ثانی از منشی سید جمیل احمد سہسوانی سلمہ اللہ تعالیٰ

حمد اوس صانع بیبدل کو سزاوار ہے جسنے مشت خاک سے انسان کو بنایا فہم و فراست کا مظہر ٹھیرایا جل جلالہ عم نوالہ نعت اوس نبی مرسل کو شایان ہے جسنے بنی آدم کو جہل وضلالت سے بچایا علم وہدایت کے رستے سے لگایا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بعد اسکے مخدرات کو نوید اطفال کو بشارت عافیت جاوید کہ ان ایام فرخی انجام میں یہ کتاب حکمت مآب طبیب جسمانی متکفل تربیت انسانی

مربی اطفال جہان ادب آموز زنان موسوم بہ **تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان**
رشحۂ قلم اعجاز رقم جناب عفت مآب مظہر فرہنگ و فراست مصدر فہم و کیاست رافع اعلام
شہریاری موجد قوانین ملکداری فریدون فر سکندر در فلک سریر ملک مشیر حاتم نوال فرخندہ
خصال ثانی صاحبقران ثانی بانی آئین خسروانی مروج آیات آلہی موید سنن رسالت پناہی
زبدۂ نوع آدم خلاصۂ اہل عالم حضور پر نور نواب **شاہجہان بیگم** صاحبہ کرون آف انڈیا
رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلای ستارۂ ہند و رئیسہ بہوپال ادام اللہ بالاقبال بعد نظر ثانی
جناب موصوفہ بار دیگر مطبع فیض منبع صدیقی واقع دارالاقبال بہوپال میں بہ تصحیح تجربہ پناہ
فضیلت دستگاہ مجمع مکارم لاتعد مولوی سید محمد **ذوالفقار** احمد سلمہ اللہ الاحد و
کتابت بہیط فضل خداوند کریم محمد عبدالرحیم و ادارت دانش آگاہ حافظ محمد کرامت اللہ
طبع پذیر ہوئی مطبوع طبع ہر صغیر و کبیر ہوئی انصاف خون نکرونگا حق بات کہکر رہونگا
واقعی بے نظیر کتاب ہے اپنی صفت میں لاجواب ہے مضامین ایسے مفید ہیں کہ دیدہ
ہیں نہ شنیدہ ہیں -

دیکھ لے جس کسیکا جی چاہے	ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

مولفۂ تاجدار کامگار نے اپنے مخلصوں کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے کہ مہر مادری و شفقت
پدری کو بھلادیا ہے مستورات ہند میں بے دینی بے ہنری بے تمیزی بد سلیقگی جہل نادانی
کون کونسی بلا نہتی مگر افسوس کسیکے پاس بہی ان امراض کی کچھہ دوا نہ تہی ہماری سرکار
فیض آثار نے ایسا مسہل شافی تنقیۂ کافی تجویز فرمایا کہ جس سے اکثر مریضوں نے نفع
کامل اوٹھایا درستی عادت اصلاح طبیعت کی ایسی عمدہ تدبیریں بتائیں کہ نکسے کے
خیال میں گذریں نہ سننے میں آئیں کتاب کیا ہے اچھی خاصی رہنما ہے زچاؤں کے
لیئے قابلۂ مہربان ہے بچوں کے لیئے طبیب مسیحای زمان ہے تربیت اولادکے آئین و تدبیر
دنیداری کے مضامین مقبول کہین و مہین عبارت کی خوبی سبحان اللہ معانی کی خوش اسلوبی

واہ واہ خداوند کریم اسکے پڑہنے والوں کو بہرہ مندی بخشے مولفۂ عالیجناب کو روز افزوں بخت بلندی کرامت فرماوے آمین -

طالع فیروزانی شاہجہان روز ازل — کچہہ ترے حصے میں آیا کچہہ سلیماں کو ملا
تیرا ساماں امارت دیکھکر کہتی ہے خلق — یہ حشم فغفور نے پایا نہ خاقاں کو ملا
لاف والا پایگی اور وہ بہی تیرے سامنے — مرتبہ کس دن سے ایسا چرخ گرداں کو ملا
کیا بیان ہو تیری بخشش کا کہ ہم آٹہوں پہر — سنتے ہیں خلعت فلاں کو نقد بہماں کو ملا
بچ رہی ہتی تجہسے جو رفعت ملی افلاک کو — تجہسے جو باقی رہا تہا فیض باراں کو ملا
پوچہتی ہتی تجہسے ملنے کی ہما مجہسے سبیل — کہدیا جا نوش سے مل جاکے درباں کو ملا
ہاتہہ کہتا ہے ترا سائل سے ہنگام کرم — اور بہی دامن میں سیکر چند داماں کو ملا
تیری کوشش سے ہوئی اسلام کی وقعت دوچند — ذات سے تیری شرف ہر اک مسلماں کو ملا
اوٹہہ گئیں یک لخت دنیا سے رسوم شرک و کفر — زور تیرے عہد میں یہ دین و ایماں کو ملا
ہیں افاضت کے تری قربان کہ لکہی یہ کتاب — واہ کیا استادیے تنخواہ نسواں کو ملا
ہوگئی واقع میں مستورات کی اصلاح حال — جامۂ انسانیت گویا کہ حیواں کو ملا
قابلہ سیمز دہا تہہ آئی یہ زچہ کے لیئے — چارہ گریے جستجو بچوں کے درماں کو ملا
تربیت اطفال کی اک سخت مشکل کام تہا — اوسکی آسانی کا نسخہ تجہسے دوراں کو ملا
بامزہ ہے فقرہ فقرہ باحلاوت لفظ لفظ — لطف اس شیریں سخن کا ہر سخنداں کو ملا
طبع کی تکرار سے لطف اسکا دونا ہوگیا — ذائقہ قند مکرر کا ہر انساں کو ملا
اسکے چہپنے کی لکہی تاریخ مینے اسے جمیل — یہ شفیق اوستاد ادب آموز نسواں کو ملا

قطعۂ تاریخ دیگر

یہ نسخہ کیا ہے گویا کیمیا ہے — نہ کیونکر منتفع ہو اس سے عالم
جو چاہی طبع کی تاریخ مینے
کہا دل نے مرے اکسیر اعظم ۱۳۰۱

۵ دختر بہمن ۱۲ اسلے بفتح زاء معجمہ و تشدید جیم پارسی زن نو زاییدہ از برہان و موئد ۱۲ -

قصیده مدحیه بصنعت لف و نشر مرتب از منشی سید جمیل احمد سلمه الله تعالی

بتی دارم بر جور و غمزه و آزار و شور و شر / دلیر و شوخ و بیباک و قیامت زای و غارتگر

بقد طوبی بلب مرجان بمو سنبل بخط ریحان / بچشم آهو به تن لولو برو نیز بخو آور به

دل و طبع و دهان و جبهه و گیسو و روی او / چو سنگ و نازک و تنگ و فراخ و اسود و احمر

دو چشمانش دو ابرویش دو لبهایش دو رخسارش / دو بادام و دو شمشیر و دو یاقوت و دو نیلوفر

دهن غنچه کمر رشته زبان سوسن مژه درزن / شکم دیباج ساعد عاج مو عنبر گلو دلبر

فسون ساز و خود آرای و فریب انگیز و عاشق کش / جفاکار و دغا دشمن کرم سوز و ستم گستر

بیک غمزه بیک عشوه بیک جلوه بیک ایما / ستاند جان رباید دل دهد حسرت کند مضطر

نگاه و چشم و درویش زهر و قهر و مهر مے بسینم / قد و ابروی و مژگانش خدنگ و خنجر و نشتر

ز نو عمری و می نوشی و شوق و ذوق میدارد / بدل شوخی به سر مستی به لب نغمه بکف ساغر

بدل از بیوفائی و جفا و رنج و استغنا / نشاند ناوک و ز و بین گذارد تیغه و خنجر

همه از زلف و چشم و قد و رفتارش همی بینم / اگر آفت اگر آشوب گر فتنه اگر محشر

درین کلفت درین محنت درین مشکل درین ابتلا / کجا مونس کجا همدم کجا یاور کجا رهبر

من دیوانه و غوغا سر آشفته و سودا / دلم پر درد و آهم سرد و چشم زار و اشکم تر

ولی دانم که در دوران عدل و نصفت سلطان / نگیرد صعوه را شاهین نسوزد کاه را اخگر

عجب نه گر برآید گرد حال و روزگار من / که او ممدوح و من مداح و او آقای من چاکر

زهی شاه جهان بیگم که توصیف و ثنای او / همای عقل را معراج و مرغ فکر را شهپر

فروغ دوده دولت چراغ خانه صولت / مطیع خالق اکبر معین دین پیغمبر

رفیق آهو و عصفور و میش و موش و مور آمد / ز عدل او پلنگ و باز و گرگ و گربه و اژدر

بود رامش باین قدر و وقار و شوکت و طالع / چه فغفور و چه خاقان و چه دارا و چه اسکندر

جهان فر و نشاط و عدل و عز و جاه کے دارد / فریدون و جم و نوشیروان و خسرو و قیصر

بعلم و حلم و مال و ملک و زور و زر نمیدارد / عدیل و مثل و همتا و سهیم و ثانی و همسر

ز بود از خصم رعب و خنجر و گرز و حسام او / توان از دل دل از پهلو داغ و تحف از سر

بخوانم مطلع روشن که در تاب و فروغ و ضو / زبان طعنه بگشاید بخورشید و مه و اختر

عدو را شد ز بیم و ترس و تیغ و خنجرش ابتر
سمند از زین و زین از ران و ران از بطن و بطن از بر

بود فکر و خیال و رای و لطف و بذل و شان او / بلند و نازک و محکم عمیم و وافر و برتر

درخشان رای و حق گو حق شنو حق بین قوی سیما / دل و دست و زبان و گوش و چشم و بازو و پیکر

دم پیکار فرق و صدر و کتف و پهلوی خصمش / زند گرز و خدنگ و تیر و نیزه تیغ و دره خنجر

غلام و خانه زاد و چاکر و خدمت گزار او / ثریا جاه ارسطو عقل رستم تن فریدون فر

کنیزک خادمه برده پرسته واه مملوکه / منیژه روشنک تهمینه نوشابه هما شکر

در اقبال دیوان کرم بزم همایون را / زحل دربان عطارد میر منشی زهره خنیاگر

قوی بازو قوی پنجه قوی پیکر قوی هیکل / جوان دولت جوان همت جوان طالع جوان اختر

نکوروی و نکوخوی و نکوکار و نکو آیین / کرم پیشه کرم خصلت کرم گستر کرم پرور

سخن بیز و سخن گوی و سخن ران و سخن پیرا / سخن فهم و سخن سنج و سخن دان و سخن گستر

سلیمان شان و قاآن آن و خسرو دین و بهمن من / سیاوش وش کیارش رش قلیدس دس مظفر فر

دهد بخشد فشاند ریزد از گنجینهٔ احسان / اگر سیم و اگر زر و اگر لعل و اگر گوهر

پر از مشک و عقیق و نقره و دیناری بخشد / دو صد پیل و دو صد اشتر دو صد اسپ و دو صد استر

بهر جایش بهر حالش بهر عزمش بهر کارش / خدا حافظ خدا ناصر خدا حامی خدا یاور

عدو را از نهیب و سطوت و قهر و جلال او / فغان بر لب روان بر کف قضا بر سر کفن در بر

غم و قدر و حیات و فکر و مغز و چشم بدخواهش را / گران بار و سبکسار و کم و بسیار و خشک و تر

بدرویش چار چیز از چار جا شد یکقلم مرفوع / نم از چشم و غم از جان و هوا از دل هوس از سر

تهی گشته ز انعام و سخا و بذل و اکرامش / عدن از در زمین از گنج کوه از لعل کان از زر

تنش را معنیِ جود و عطا و بخشش و فیضان — همه حفظ و همه ضبط و همه یاد و همه از بر
منصور و مهر و لطف و شفقتش بر طاقِ نسیان زد — جہان مہرِ پدر لطفِ برادر شفقتِ مادر
جہان دارا بزور و حلم و نظم و عزم در دوران — توئی نوذر توئی نادر توئی اکبر توئی بابر
همی ازد همی زیبد همی شاید همی باید — ترا ملک و ترا دولت ترا تخت و ترا افسر
الا تا بالد و بارد الا تا خیزد و ریزد — شجر از باد آب از ابر بو از گل گل از ساغر
تو یابی در جہان از فضل و عون و رحمتِ یزدان — حیاتِ خضر فرمانِ سلیمان تختِ اسکندر
مبارک باد خصم و حاسد و بدخواه و بدگو را — دلِ سوزان چشمِ گریان سرِ غلطان تنِ لاغر
توام باشی خطا پوش و عطا کوش و کرم فرما — منت باشم دعاگوی و ثناخوان و ستایشگر

خاتمہ کتاب مع قطعہ تاریخ طبع ثالث از نتائج جامع معقول حاوی منقول جناب مولانا مولوی حافظ عبد الرحمن صاحب بقا غازیپوری سلمہ اللہ تعالیٰ

ز لافِ حمد و نعتِ او دلی ست بر خاکِ ادب خفتن + سجودے میتوان کردن درودے میتوان گفتن

الحمد للہ والمنۃ کہ اس ایام فرخندگی القیام میں توفیقِ ازلی و عنایتِ لم یزلی نے کمال دستگیری فرمائی - وہ شاہدِ پردہ نشینِ آرزو جو ایک مدت سے حجلہ گاہِ دل میں رونق افروز تھا آج اُسنے اپنے حسن کی تجلّی دکھائی - یعنی رسالۂ ہدایت مقالۂ آئینہ حکمت یمانی دستور العمل طبِ روحانی تہذیب النسوان و تربیۃ الانسان تیسری بار با اہتمام تام جناب مولوی عبد المجید سلمہ الرب الحمید مطبع انصاری دہلی میں حلیۂ طبع سے محلّے ہو کر مطبوع طبائع انام ہوا - از بسکہ مضامین مفیدہ و معانی نادرہ سے مملو و مشحون ہے باعث غایتِ دلکشی خاص و عام ہوا - یہہ اُس عفیفۂ دوران ملیکۂ زمان کی تالیف شریف و تحریر دلپذیر ہے جسکی دین پروری و معدلت گستری کا شہرہ عالم گیر ہے وہ کون یعنی رئیسہ معظمہ ملیکۂ مکرمہ عفت پناہ لیاقت دستگاہ حاتم نوال فرخندہ خصال

درۃ التاج ملک وسلطنت ناصب رایاتِ شریعت خاتونِ زمان ثانی نوشیروان
سکندر شوکت دارا حشمت قدردانِ علم وہنر فیض بخش عدل گستر حامی دین متین
ناصر سننِ سید المرسلین حضور پر نور نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کروان اف انڈیا
رئیس والا ورطبقۂ اعلای ستارۂ ہند سریر آرای ریاستِ بھوپال ادامہا اللہ بالاقبال
التام مدے اللیالی والایام ۔ سبحان اللہ کیسی کتاب لاجواب رقم فرمائی ہے کہ علاوہ
بلاغتِ معانی وفصاحتِ مبانی وحسنِ بیان ولطافت زبان کی ہر لفظ معدن فیض
بے غایت ہے ۔ ہر مضمون سرمایۂ رشد وہدایت ہے ۔ فی الواقع تربیتِ اطفال
وتہذیبِ مستورات کے طریقہ آموزی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ۔ سچ تو یہ
کہ ایسا نسخہ بے بدل کہ اکسیرِ اعظم کا حکم رکھتا ہے آجتک نہ دیکھا نہ سنا ۔ بیشک
کتابِ لاجواب اپنے باب میں لاثانی ہے معجونِ مرکب صحت روحانی وجسمانی
یہ اون قواعد کا مخزن ہے جنکی مراعات لڑکوں کو صحت وعافیت کی گود میں
نہایت آرام سے سلائے ۔ عورتوں کو درستی عادات واصلاح طبیعت کی
تدبیریں بتائے ۔ احسان ہماری سرکارِ فیض آثار کا کہ پردۂ تالیف میں ایک عالم
ممنون منتِ بے غایت فرمایا ۔ طریقۂ تحصیل منافع زندگانی وفوائد دینی
دنیاوی سکھایا ۔ یا منعم ذوالجلال ہماری رئیسہ محسنہ کو ہمیشہ ہمارے سر
سایہ گستر رکھ اور مراتبِ دینی ودنیاوی میں ترقی روزافزوں عطا فرما ۔
این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

قطعہ تاریخ طبع چہارم از فکر منشی کفایت اللہ صاحب برق منصرم پریس دہلی

چوں بہ تائید خدائے کارساز	چھاپ شد تہذیب نسواں بارفاہ
برق بہر سالِ ختمش جملہ گفت	یافت قانون فنا تکمیل واہ
	۱۳۲۱

کاتب الحروف بیجی کشور کایستھ مصلح سنگ انصاری پریس دہلی مورخہ ۱۲ جنوری